مِنحۃُ الباری

شرح

صحیح البُخاری

از افادات

شیخ الاسلام محدث زماں

حضرت حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ

جمع وترتیب اضافہ وتخریج

تلمیذ الشیخ محمد رمضان السلفی حفظہ اللہ

شیخ الحدیث جامعہ لاہور الاسلامیہ

مکتبہ قدوسیہ

منحة الباری

شرح

صحیح بخاری

از افادات

شیخ الاسلام محدث زماں

حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ

جمع وترتیب اضافہ وتخریج

تلمیذ الشیخ محمد رمضان السلفی حفظہ اللہ

شیخ الحدیث جامعہ لاہور الاسلامیہ

جلد ہشتم

مکتبہ قدوسیہ

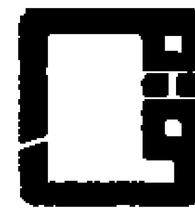
خوبصورت اور معیاری مطبوعات

مسلکِ کتاب وسنت کے فروغ کے لئے کوشاں

اہتمام طباعت

ابوبکر قدوسی

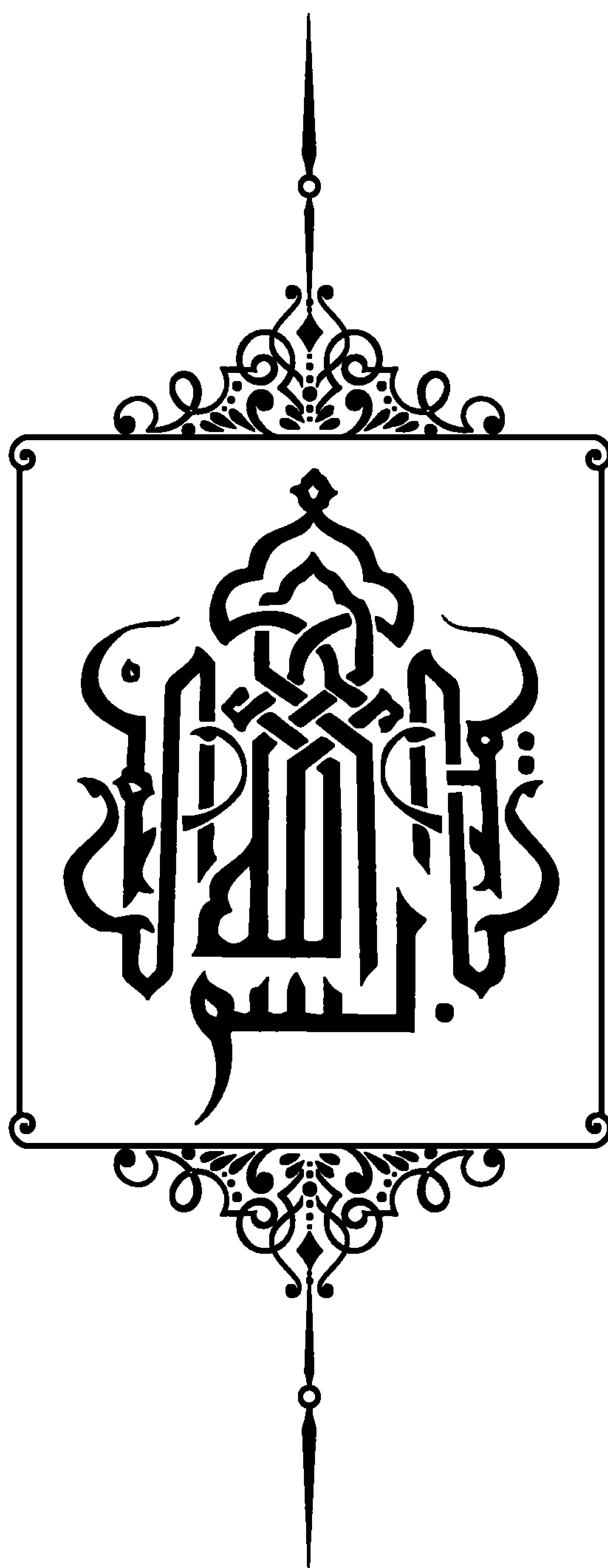
اشاعت ــــــ ۲۰۲۱ء



مکتبہ قدوسیہ

رحمان مارکیٹ ● غزنی سٹریٹ ● اردو بازار ● لاہور پاکستان

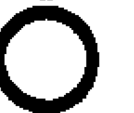
Tel: +92-42-37230585 Cell: +92-321-4460487
Email: maktaba_quddusia@yahoo.com



فہرست




شرح بخاری





٦٠- كِتَابُ أَحَادِيثِ الْأَنْبِيَاءِ

کتاب: انبیاء علیہم السلام کے بیان میں

انبیاء جمع ہے نبی کی، بعض علماء کے نزدیک یہ "نبا" سے مشتق ہے، جس کا معنیٰ خبر دینا ہے چونکہ نبی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبریں دینے والا ہوتا ہے، اس لیے اسے نبی کہتے ہیں، بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ "نبوۃ" سے مشتق ہے جو بلندی کے معنیٰ میں ہے، چونکہ نبی کا مقام و مرتبہ بھی بہت بلند اور اونچا ہوتا ہے اس لیے اسے نبی کہا جاتا ہے، بعض نے یہاں ایک نکتہ بیان کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر نبی کا لفظ تب استعمال ہوا ہے جبکہ آپ مدینہ منورہ آئے اور آپ کو اسلامی حکومت حاصل ہوگئی، ورنہ مکہ مکرمہ میں ہوتے ہوئے آپ کے لیے رسول کا لفظ ہی استعمال ہوا ہے، اور یہ اس لیے کہ مدینہ میں آپ کو اسلامی حکومت حاصل ہونے سے آپ کا مقام اونچا اور بلند ہوگیا۔

انبیاء کرام کی تعداد کے بارہ میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث مروی ہے جسے ابن حبان نے صحیح کہا ہے کہ انبیاء کرام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے، اور ان میں سے تین سو، تیرہ رسول ہوئے ہیں، جیسا کہ حافظ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے[1]۔

١- باب خلق آدم وذريته

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى {وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً} [البقرة: ٣٠]

باب: اللہ تعالیٰ کا سورۃ بقرہ میں یہ فرمانا، اے رسول! وہ وقت یاد کر جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا میں زمین میں ایک (قوم کو) جانشین بنانے والا ہوں۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: {لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ} [الطارق: ٤]: «إِلَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ» {فِي كَبَدٍ} [البلد: ٤]: فِي شِدَّةِ خَلْقٍ. «وَرِيَاشًا»: الْمَالُ « وَقَالَ غَيْرُهُ: الرِّيَاشُ وَالرِّيشُ وَاحِدٌ، وَهُوَ مَا ظَهَرَ مِنَ اللِّبَاسِ، {مَا تُمْنُونَ} [الواقعة: ٥٨]: النُّطْفَةُ فِي أَرْحَامِ النِّسَاءِ « وَقَالَ مُجَاهِدٌ: {إِنَّهُ عَلَى رَجْعِهِ لَقَادِرٌ} [الطارق: ٨]: «النُّطْفَةُ فِي الإِحْلِيلِ، كُلُّ شَيْءٍ خَلَقَهُ فَهُوَ شَفْعٌ، السَّمَاءُ شَفْعٌ، وَالْوَتْرُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ» {فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ} [التين: ٤]: «فِي أَحْسَنِ خَلْقٍ» {أَسْفَلَ سَافِلِينَ} [التين: ٥]: «إِلَّا مَنْ آمَنَ»، {خُسْرٍ} [النساء: ١١٩]: «ضَلَالٍ، ثُمَّ اسْتَثْنَى إِلَّا مَنْ آمَنَ». {لَازِبٍ} [الصافات: ١١]: «لَازِمٌ»، {نُنْشِئَكُمْ} [الواقعة: ٦١]: «فِي أَيِّ خَلْقٍ نَشَاءُ»، {نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ} [البقرة: ٣٠]: «نُعَظِّمُكَ» وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ {فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ} [البقرة: ٣٧]: فَهُوَ قَوْلُهُ: {رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا} [الأعراف: ٢٣]. {فَأَزَلَّهُمَا} [البقرة: ٣٦]: «فَاسْتَزَلَّهُمَا»

---

[1] فتح الباری ج ٦ ص ٣٦١۔

وَ {يَتَسَنَّهُ} [البقرة: ٢٥٩]: «يَتَغَيَّرُ»، {آسِنٌ} [محمد: ١٥]: «مُتَغَيِّرٌ، وَالمَسْنُونُ المُتَغَيِّرُ»، {حَمَإٍ} [الحجر: ٢٦]: «جَمْعُ حَمْأَةٍ وَهُوَ الطِّينُ المُتَغَيِّرُ»، {يَخْصِفَانِ} [الأعراف: ٢٢]: «أَخْذُ الخِصَافِ مِنْ وَرَقِ الجَنَّةِ، يُؤَلِّفَانِ الوَرَقَ وَيَخْصِفَانِ بَعْضَهُ إِلَى بَعْضٍ»، {سَوْآتُهُمَا} [طه:١٢١]: «كِنَايَةٌ عَنْ فَرْجَيْهِمَا»، {وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ} [البقرة: ٣٦]: «هَا هُنَا إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ، الحِينُ عِنْدَ العَرَبِ مِنْ سَاعَةٍ إِلَى مَا لاَ يُحْصَى عَدَدُهُ» {قَبِيلُهُ} [الأعراف: ٢٧]: «جِيلُهُ الَّذِي هُوَ مِنْهُمْ».

صَلْصَالٍ کے معنی ایسی مٹی کے ہیں جس میں ریت ملی ہوئی ہو اور وہ اس طرح بجنے لگے جیسے پختہ مٹی بجتی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے معنی ہیں خمیر کی ہوئی بدبودار مٹی۔ اصل میں یہ لفظ صل سے ماخوذ ہے، جیسے صرصر،صر سے بنا ہے۔ کہا جاتا ہے: صر الباب و صرصر عند الاغلاق دروازے نے بند ہوتے وقت آواز دی یعنی صل اور صلصل ہم معنی ہیں جیسا کہ کبکبته اور کببته کے ایک معنی ہیں، یعنی میں نے اسے اوندھا کر دیا فَمَرَّتْ بِهِ کے معنی ہیں: چلتی پھرتی رہی اور حمل کی مدت پوری کی، نیز اَن لَا تَسْجُدَ کا معنی أن تسجد ہے۔ یعنی تجھے آدم کو سجدہ کرنے سے کس بات نے روکا؟ (لا کا لفظ یہاں زائد ہے) اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: اور جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا: میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ میں لما 'الا کے معنی میں ہے، یعنی کوئی جان نہیں مگر اس پر اللہ کی طرف سے ایک نگہبان مقرر ہے۔ فِي كَبَدٍ اس کے معنی ہیں: شدت خلق۔ ریاشا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک اس کے معنی مال کے ہیں۔ دوسروں نے کہا ہے: ریاش اور ریش کے ایک ہی معنی ہیں۔ یعنی ظاہری لباس مَّا تُمْنُونَ اس کے معنی ہیں: وہ نطفہ جو تم (جماع کرکے) عورتوں کے رحم میں ڈالتے ہو۔ عَلَىٰ رَجْعِهِۦ لَقَادِرٌ مجاہد نے کہا: اللہ تعالیٰ نطفے کو آلہ تناسل میں واپس کرنے پر قادر ہے۔ (دوسرے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انسان کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔ وَٱلشَّفْعِ ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے جیسا کہ آسمان جوڑا ہے زمین کے لیے اور وَٱلْوَتْرِ وتر صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے فِيٓ أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ اس سے مراد اچھی خلقت ہے أَسْفَلَ سَٰفِلِينَ پھر انسان کو ہم نے پست سے پست تر بنا دیا، یعنی دوزخ میں دھکیل دیا مگر جو ایمان لایا۔ خُسْرٍ تمام انسان خسارے میں ہیں، پھر ایمان والوں کو مستثنیٰ کیا لَّازِبٍ چمٹی ہوئی لیس دار مٹی نُنشِئَكُمْ جونسی صورت میں ہم چاہیں تم کو بنادیں نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ ہم تیری تعظیم اور بڑائی بجالاتے ہیں۔

ابوالعالیہ نے کہا: فَتَلَقَّىٰٓ ءَادَمُ مِن رَّبِّهِۦ كَلِمَٰتٍ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھے، وہ کلمات یہ ہیں رَبَّنَا ظَلَمْنَآ أَنفُسَنَا 'فَأَزَلَّهُمَا کے معنی ہیں: اسْتَزَلَّهُمَا یعنی انھیں پھسلا دیا لَمْ يَتَسَنَّهْ وہ بدبودار نہیں ہوا۔ آسِنٍ اس کے معنی تغیر ہیں۔ مَّسْنُونٍ بدبودار مٹی حَمَإٍ یہ حماۃ کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں متغیر مٹی يَخْصِفَانِ وہ چپکانے لگے مِن وَرَقِ ٱلْجَنَّةِ دونوں نے جنت کے پتوں کو جوڑنا شروع کردیا اور ایک

پر دوسرا رکھ کر اپنا ستر چھپانے لگے۔ سَوْءَتُهُمَا یہ شرمگاہ سے کنایہ ہے وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ حِينٍ سے مرد یہاں قیامت تک ہے اور عرب لوگ لفظ حِينٍ کو ایک گھڑی اور لمحے سے لے کر بے انتہا مدت تک استعمال کرتے ہیں۔ وَقَبِيلُهُ سے مراد اس کی جماعت ہے جس میں وہ خود شامل ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر قرآن کریم میں متعدد مقامات پر آتا ہے، کہ ان کی پیدائش کے لیے زمین سے مٹی لی گئی، اس مٹی میں پانی ڈالا گیا، جب وہ مٹی متغیر ہو گئی اور ترک گئی تو اس سے آدم علیہ السلام کی صورت اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے بنائی اور اس میں روح پھونک دی، مٹی میں بہت سی خصلتیں ہیں، انسان کے گیارہ اجزاء ہیں وہ سب مٹی میں موجود ہیں، مشہور یہ بات ہے کہ انسان چار عناصر سے بنا ہے، لیکن اب یہ بات لغو ہو گئی ہے، نوے ۹۰ سے زائد عناصر ثابت ہو گئے ہیں جن میں سے انسان کے گیارہ عناصر کام دیتے ہیں، انسان میں سونا، چاندی اور تانبا، آکسیجن اور کاربن ہوتی ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انسان کو مٹی سے بنایا ہے۔

نظریہ ارتقاء والوں کی بات بالکل بے ہودہ اور لغو ہے جو کہتے ہیں کہ انسان اصل میں جانوروں سے ترقی کرتے ہوئے یہاں تک پہنچا ہے، اور ترقی کرتے کرتے انسان بن گیا ہے، اگر ایسا ہوتا تو ہزاروں سال بیت گیے ہیں، چاہیے تھا کہ انسان ترقی کرتے ہوئے کوئی اور مخلوق بن جاتا، اور ہزاروں سالوں میں کوئی حیوان، انسان کے قریب پہنچ جاتا، لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے، کیا اب ان کی ترقی رک گئی ہے؟ لہٰذا ان کی یہ بات لغو ہے [1]۔

[1] نظریہ ارتقاء اصل میں ڈارون جیسے اللہ تعالیٰ کے منکروں کا گھڑا ہوا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے وجود کے منکر تھے وہ ایسی ٹامک ٹوئیاں مارتے رہے ہیں کہ اربوں سال پہلے سمندر کی کائی میں ایک جرثومہ حیات پیدا ہوا تھا جو پھٹ کر دو حصوں میں بٹ گیا، ایک نر تھا دوسرا مادہ، ان کے ملاپ سے حیات کی ابتداء ہوئی ہے، اور اربوں سالوں میں جانوروں میں ترقی ہوتے ہوئے اور کانٹ چھانٹ ہوتے ہوتے انسان وجود میں آیا ہے، اب ظاہر ہے کہ ایسی بات اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والے نہیں کر سکتے، یہ بے ایمانوں کی ہی بات ہو سکتی ہے، اور کئی سر پھرے لوگ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر ان کفار کے نظریہ کی حمایت کرتے ہوئے کہتے ہیں، کہ انسان ترقی کرتے ہوئے بن مانس سے انسان کی منزل تک پہنچا ہے، لیکن بن مانس اور انسان میں فرق زیادہ ہے ان دو کے درمیان ایک اور کڑی ہے جو مل نہیں رہی، جب کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان ویقین رکھنے والوں کے ہاں یہ سب باتیں منکرین کی ہفوات اور بے ہودہ باتیں ہیں، ہر مخلوق کا خالق اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے، اور جانوروں کی تمام قسموں کی پیدائش کی ابتداء اللہ تعالیٰ کے کلمہ «کن» سے ہوئی ہے، انسانوں کی تخلیق بھی اللہ تعالیٰ نے ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام سے کی ہے وہ سب سے پہلے انسان تھے اور جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے بنایا، اور ان سے آگے تمام انسانوں کا سلسلہ پھیلایا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ایمان رکھنے والوں اور وجود باری تعالیٰ کے ماننے والوں کے ہاں انسانی تخلیق کو جاننے میں کوئی دشواری نہیں ہے، یہ دشواری ان لوگوں کو لاحق ہوتی ہے جو اپنے اور کائنات کے خالق سبحانہ وتعالیٰ کے منکر ہیں اور جو بندروں اور خنزیروں کو انسان کا جداعلیٰ سمجھتے ہیں، اور جو اندھیرے میں تیر اندازی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اربوں سال میں ترقی ہوتے ہوئے اور کانٹ چھانٹ ہوتے ہوئے حیوانات سے انسان وجود میں آیا ہے، اہل اسلام کے ہاں انسان کا جداعلیٰ ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام ہیں، اسی بات کو ثابت کرنے کے لیے امام بخاری «باب خلق آدم وذریتہ» لائے ہیں۔

قولہ "مَا مَنَعَكَ أَن لا تَسْجُدَ" یہ لا زائدہ ہے "مَا مَنَعَكَ أَن تَسْجُدَ" تجھے سجدہ کرنے سے کس نے روکا، یا یہاں "حاملا" محذوف مانا جائے، اور اس صورت میں لا زائدہ نہیں ہوگا "مَا مَنَعَكَ حاملا لك على أن لا تَسْجُدَ" یعنی تجھے کس چیز نے سجدے سے روکا حالانکہ وہ چیز تجھے سجدہ نہ کرنے پر ابھارنے والی ہے۔

قولہ "عَلَى رَجْعِهِ لَقَادِرٌ" یعنی اللہ تعالیٰ اس نطفہ کو احلیل میں لوٹانے پر قادر ہے اور جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹا سکتا ہے یہ معنی بھی اہل تفسیر نے کیا ہے اور یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے، یہ مشہور معنی ہے۔

قولہ "رَبَّنَا ظَلَمْنَا" یعنی "فَتَلَقَّى آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ" میں کلمات سے "رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا" آخر تک مراد ہے، اس سے نبی کریم علیہ السلام کا نام لے کر دعا کرنا، یا آپ کا واسطہ دے کر دعا کرنا مراد نہیں ہے، اس بارہ میں جو روایات آئی ہیں جو شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ذکر کی ہیں وہ سب ضعیف ہیں۔

قولہ "وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ" یعنی عربوں کے ہاں "حین" کا لفظ ایک ساعت سے لے کر غیر محدود مدت تک بولا جاتا ہے امام ابوحنیفہ سے کسی نے سوال کیا تھا کہ اگر کوئی شخص "انی نذرت أن أصوم حینا" کہے تو وہ کتنے روزے رکھے گا تو انہوں نے اپنی بے علمی کا اظہار کیا کہ مجھے کوئی پتہ نہیں ہے اور ہر چیز کا انسان کو علم ہونا کوئی ضروری نہیں ہے، امام بخاری رحمہ اللہ کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نذر مانتے ہوئے اس کی جتنی روزوں کی نیت ہو، ان کو ادا کرے۔

قولہ "إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ" یعنی جن انسانوں کو دیکھتے ہیں، لیکن انسان انہیں نہیں دیکھتے، اس آیت سے معلوم ہوا کہ جن نظر نہیں آتے، امام شافعی نے کہا ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ میں نے جن کو دیکھا ہے ہم اس کی شہادت باطل کر دیں گے، کیونکہ اس کی یہ بات قرآن کریم کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "مِنْ حَيْثُ لا تَرَوْنَهُمْ"[1] "تم انہیں نہیں دیکھتے، لیکن حافظ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جن اصلی شکل میں نظر نہیں آتا ہاں متمثل ہو تو نظر آ سکتا ہے۔

٣٣٢٦: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: خَلَقَ اللهُ آدَمَ وَطُولُهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا، ثُمَّ قَالَ: اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلَى أُولَئِكَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّونَكَ، تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ، فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَقَالُوا: السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ فَزَادُوهُ: وَرَحْمَةُ اللهِ، فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ، فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ حَتَّى الْآنَ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے ہمام نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ پاک نے آدم علیہ السلام کو پیدا

---

[1] الاعراف: ٢٧

کیا تو ان کو ساٹھ ہاتھ لمبا بنایا پھر فرمایا کہ جا اور ان ملائکہ کو سلام کر، دیکھنا کن لفظوں میں وہ تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں کیوں کہ وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا طریقہ سلام ہوگا۔ آدم علیہ السلام (گئے اور) کہا، السلام علیکم فرشتوں نے جواب دیا، السلام علیک ورحمۃ اللہ۔ انہوں نے ورحمۃ اللہ کا جملہ بڑھادیا، پس جو کوئی بھی جنت میں داخل ہوگا وہ آدم علیہ السلام کی شکل اور قامت پر داخل ہوگا، آدم کے بعد انسانوں میں اب تک قد چھوٹے ہوتے رہے۔

قولہ "فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ" حافظ نے کہا ہے کہ اس بات کی تحقیق نہیں ہو سکی کہ آدم علیہ السلام کے بعد مخلوق تدریجی طور پر کم ہوتی رہی ہے، یہاں تک کہ انسان پانچ، چھ فٹ کا رہ گیا ہے، حالانکہ پہلے ساٹھ ہاتھ کا تھا، اور اب اڑھائی ہاتھ رہ گیا ہے۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اشکال یہ ہے کہ ہمارے زمانہ سے لے کر قوم ثمود تک جتنا عرصہ گزرا ہے اتنا ہی عرصہ اوپر آدم علیہ السلام تک ہے، اور قوم ثمود اور ہم میں کوئی جسمانی فرق نہیں پڑا ہے، ان کے قد ہمارے بقدر تھے، ان کے مکان بھی ہمارے مکانوں کی بقدر تھے، معمولی فرق ہو سکتا ہے کہ اور اتنا فرق لوگوں میں ہو ہی جاتا ہے، لیکن اوپر اتنا فرق کیونکر پڑ گیا کہ ساٹھ ہاتھ سے انسان پانچ، چھ فٹ کا باقی رہ گیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اشکال جو پیدا ہوا ہے انہوں نے تورات پر اعتماد کر کے یہ قیاس آرائی کی ہے، تورات سے پتا چلتا ہے کہ ہم سے قوم ثمود تک جتنا زمانہ ہے اتنا ہی زمانہ اوپر حضرت آدم علیہ السلام تک ہے، تورات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد آٹھواں ہزار سال جا رہا ہے، لہٰذا یہ اشکال تورات پر اعتماد کرنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے، اور تحریفات کی وجہ سے تورات کلام الٰہی سے بڑھ کر کلام الناس بن گئی ہے۔

اور اس اشکال کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حدیث میں "لَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ" سے تدریجی طور پر ہونے والی کمی سمجھی گئی ہے، حالانکہ یہ کمی دفعۃً بھی ہو سکتی ہے، جیسا کہ آج کل اس کی مثال یہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ بچے کے گردوں میں اور تاج کلیہ میں بچپن میں تغیر پیدا ہو جائے تو اسی وقت اسے داڑھی آجاتی ہے، تو جیسے بچپن میں دفعۃً داڑھی آسکتی ہے تو دفعۃً کمی بھی ہو سکتی ہے، کیونکہ جب آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تھے اس وقت زمین کی آب و ہوا صاف ستھری نہیں تھی، اس لیے ہو سکتا ہے کہ اس وقت یہ کمی جلدی سے واقع ہوئی ہو، اور جب اس کے بعد آب و ہوا درست ہو ہو گئی تو کمی واقع ہونے کا عمل رک گیا۔

حدیث میں وارد "لَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ" کا یہ معنی بھی کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بنایا تھا تو اس وقت انہیں عین جوانی کی شکل پر بنایا تھا اور ان کا ساٹھ ہاتھ کا قد اللہ تعالیٰ نے مٹی سے بنایا تھا لیکن ان کے بعد نطفہ سے پیدا ہونے والے بچے بالکل چھوٹے پیدا ہوتے ہیں، پھر رفتہ رفتہ بڑے ہوتے ہیں آدم علیہ السلام کے بعد پھر وہ کمی میں ہی پیدا ہوتے رہے ہیں، پیدا ہوتے وقت پانچ، چھ فٹ کے نہیں ہوتے، بلکہ نقص یعنی کمی میں پیدا ہو کر پھر رفتہ رفتہ پانچ چھ فٹ تک پہنچتے ہیں، جب کہ آدم علیہ السلام تو پیدا ہوتے وقت ساٹھ ہاتھ کے تھے کیونکہ ان کا مجسمہ مٹی

سے بنایا گیا تھا۔

۳۳۲۷: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ القَمَرِ لَيْلَةَ البَدْرِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ عَلَى أَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً، لاَ يَبُولُونَ وَلاَ يَتَغَوَّطُونَ، وَلاَ يَتْفِلُونَ وَلاَ يَمْتَخِطُونَ، أَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ، وَرَشْحُهُمُ المِسْكُ، وَمَجَامِرُهُمُ الأَلُوَّةُ الأَنْجُوجُ، عُودُ الطِّيبِ وَأَزْوَاجُهُمُ الحُورُ العِينُ، عَلَى خَلْقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ عَلَى صُورَةِ أَبِيهِمْ آدَمَ سِتُّونَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ»۔

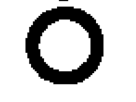
ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے عمارہ نے ان سے ابوزرعہ نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سب سے پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کی صورتیں ایسی روشن ہوں گی جیسے چودھویں کا چاند روشن ہوتا ہے، پھر جو لوگ اس کے بعد داخل ہوں گے وہ آسمان کے سب سے زیادہ روشن ستارے کی طرح چمکتے ہوں گے۔ نہ تو ان لوگوں کو پیشاب کی ضرورت ہوگی نہ ٹٹی کی، نہ وہ تھوکیں گے نہ ناک سے آلائش نکالیں گے۔ ان کے کنگھے سونے کے ہوں گے اور ان کا پسینہ مشک کی طرح ہوگا۔ ان کی انگیٹھیوں میں خوشبودار عود جلتا ہوگا، یہ نہایت پاکیزہ خوشبودار عود ہوگا۔ ان کی بیویاں بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔ سب کی صورتیں ایک ہوں گی۔ یعنی اپنے والد آدم کے قد و قامت پر ساٹھ ساٹھ ہاتھ اونچے ہوں گے۔



قولہ "الأَنْجُوجُ" ہمزہ کی فتحہ اور نون کے سکون اور جیم کے ضمہ کے ساتھ ایک روایت میں "الألنجوجُ" آتا ہے جو کہ ہمزہ اور لام کی فتحہ اور نون کے سکون اور جیم کے ضمہ کے ساتھ ہے خوشبودار لکڑی مراد ہے جسے جلانے سے خوشبو پھیلتی ہے، اور یہ "الأَلُوَّةُ" کی تفسیر ہے، اور اس کے بعد "عود الطيب" تفسیر التفسیر ہے۔



۳۳۲۸: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ اللهَ لاَ يَسْتَحْيِي مِنَ الحَقِّ فَهَلْ عَلَى المَرْأَةِ الغَسْلُ إِذَا احْتَلَمَتْ؟ قَالَ: «نَعَمْ، إِذَا رَأَتِ المَاءَ» فَضَحِكَتْ أُمُّ سَلَمَةَ، فَقَالَتْ: تَحْتَلِمُ المَرْأَةُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَبِمَ يُشْبِهُ الوَلَدُ»۔



ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے باپ نے، ان سے زینب بنت ابی سلمہ نے، ان سے (ام المؤمنین) ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا، تو کیا اگر عورت کو احتلام ہو تو اس پر بھی غسل ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں بشرطیکہ وہ تری دیکھ لے، ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اس بات پر ہنسی آگئی اور فرمانے لگیں، کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا، (اگر ایسا نہیں ہے) تو پھر بچے میں (ماں



کی) مشابہت کہاں سے آتی ہے۔

٣٣٢٩: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا الفَزَارِيُّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: بَلَغَ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَلَامٍ مَقْدَمُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المَدِينَةَ فَأَتَاهُ، فَقَالَ: إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لاَ يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ قَالَ: مَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ؟ وَمَا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الجَنَّةِ؟ وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَنْزِعُ الوَلَدُ إِلَى أَبِيهِ؟ وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَنْزِعُ إِلَى أَخْوَالِهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «خَبَّرَنِي بِهِنَّ آنِفًا جِبْرِيلُ» قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللهِ ذَاكَ عَدُوُّ اليَهُودِ مِنَ المَلاَئِكَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ المَشْرِقِ إِلَى المَغْرِبِ، وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوتٍ، وَأَمَّا الشَّبَهُ فِي الوَلَدِ: فَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَشِيَ المَرْأَةَ فَسَبَقَهَا مَاؤُهُ كَانَ الشَّبَهُ لَهُ، وَإِذَا سَبَقَ مَاؤُهَا كَانَ الشَّبَهُ لَهَا قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ اليَهُودَ قَوْمٌ بُهُتٌ، إِنْ عَلِمُوا بِإِسْلاَمِي قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَهُمْ بَهَتُونِي عِنْدَكَ، فَجَاءَتِ اليَهُودُ وَدَخَلَ عَبْدُ اللهِ البَيْتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَيُّ رَجُلٍ فِيكُمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ» قَالُوا أَعْلَمُنَا، وَابْنُ أَعْلَمِنَا، وَأَخْيَرُنَا، وَابْنُ أَخْيَرِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللهِ» قَالُوا: أَعَاذَهُ اللهُ مِنْ ذَلِكَ، فَخَرَجَ عَبْدُ اللهِ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، فَقَالُوا: شَرُّنَا، وَابْنُ شَرِّنَا، وَوَقَعُوا فِيهِ۔



شرح بخاری

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو مروان فزاری نے خبر دی۔ انہیں حمید نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو جب رسول کریم ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کی خبر ملی تو وہ آپ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ میں آپ سے تین چیزوں کے بارے میں پوچھوں گا۔ جنہیں نبی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کی سب سے پہلی علامت کیا ہے؟ وہ کون سا کھانا ہے جو سب سے پہلے جنتیوں کو کھانے کے لیے دیا جائے گا؟ اور کس چیز کی وجہ سے بچہ اپنے باپ کے مشابہ ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے ابھی ابھی مجھے آکر اس کی خبر دی ہے۔ اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ملائکہ میں یہی تو یہودیوں کے دشمن ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، قیامت کی سب سے پہلی علامت ایک آگ کی صورت میں ظاہر ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف ہانک لے جائے گی، سب سے پہلا کھانا جو اہل جنت کی دعوت کے لیے پیش کیا جائے گا، وہ مچھلی کی کلیجی پر جو ٹکڑا لٹکا رہتا ہے وہ ہوگا اور بچے کی مشابہت کا جہاں تک تعلق ہے تو جب مرد عورت کے قریب جاتا ہے اس وقت اگر مرد کی منی پہل کر جاتی ہے تو بچہ اسی کی شکل و صورت پر ہوتا ہے۔ اگر عورت کی منی پہل کر جاتی ہے تو



پھر بچہ عورت کی شکل وصورت پر ہوتا ہے (یہ سن کر) حضرت عبداللہ بن سلام بول اٹھے "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔" پھر عرض کیا، یارسول اللہ! یہود انتہا کی جھوٹی قوم ہے۔ اگر آپ کے دریافت کرنے سے پہلے میرے اسلام قبول کرنے کے بارے میں انہیں علم ہوگیا تو آپ ﷺ کے سامنے مجھ پر ہر طرح کی تہمتیں دھرنی شروع کردیں گے۔ چنانچہ کچھ یہودی آئے اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ گھر کے اندر چھپ کر بیٹھ گئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے پوچھا تم لوگوں میں عبداللہ بن سلام کون صاحب ہیں؟ سارے یہودی کہنے لگے وہ ہم میں سب سے بڑے عالم اور سب سے بڑے عالم کے صاحب زادے ہیں۔ ہم میں سب سے زیادہ بہتر اور ہم میں سب سے بہتر کے صاحب زادے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا، اگر عبداللہ مسلمان ہوجائیں تو پھر تمہارا کیا خیال ہوگا؟ انہوں نے کہا، اللہ تعالیٰ انہیں اس سے محفوظ رکھے۔ اتنے میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اب وہ سب ان کے متعلق کہنے لگے کہ ہم میں سب سے بدترین اور سب سے بدترین کا بیٹا ہے، وہیں وہ ان کی برائی کرنے لگے۔



قولہ "مِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَنْزِعُ الوَلَدُ إِلَى أَبِيهِ؟" پیدا ہونے والا بچہ کبھی باپ یا ددھیال کے مشابہ ہوتا ہے اور کبھی ماں یا ننھال کے مشابہ ہوتا ہے، کبھی لڑکا اور کبھی لڑکی ہوتی ہے، اس کی وجہ کیا ہے؟ احادیث میں بھی بعض جگہ آتا ہے کہ جب مرد کی منی کا غلبہ ہوتا ہے تو لڑکا پیدا ہوتا ہے اور اگر عورت کے پانی کا غلبہ ہو جائے تو لڑکی پیدا ہوتی ہے، اور بعض جگہ آتا ہے کہ مرد کے مادے کا غلبہ ہو تو بچہ باپ یا ددھیال کے مشابہ ہوتا ہے اور اگر عورت کے مادے کا غلبہ ہو تو ہونے والا بچہ ماں یا ننھیال کے مشابہ ہوتا ہے اور اس پر اعتراض آتا ہے کہ جب کے غلبہ کی بنا پر لڑکا یا لڑکی ہوتی ہے اور غلبہ ہی کی بنا پر ہی مشابہت ہوتی ہے، تو یہ ہونا چاہیے کہ لڑکا ہمیشہ باپ کے مشابہ ہو اور لڑکی ہمشہ ماں کے مشابہ ہو، حالانکہ ایسا ہمیشہ نہیں ہوتا[1]۔

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ غلبہ دو قسم کا ہوتا ہے، ایک غلبہ معنوی، اور دوسرا غلبہ منوی، غلبہ معنوی کی بنا پر لڑکا یا لڑکی ہوتی ہے، اور غلبہ منوی یعنی مادے کے غلبے کی بنا پر مشابہت ہوتی ہے، کبھی دونوں غلبے جمع ہو جاتے ہیں، اور اور کبھی معنوی غلبہ باپ کا اور منوی غلبہ ماں کا ہوتا ہے۔

۳۳۳۰: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَحْوَهُ يَعْنِي «لَوْلاَ بَنُو إِسْرَائِيلَ لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ، وَلَوْلاَ حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ أُنْثَى زَوْجَهَا»۔

ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبردی، کہا ہم کو معمر نے خبردی، انہیں ہمام نے اور



---

[1] اس مسئلہ کی وضاحت کے لیے منحۃ الباری جلد دوئم، کتاب العلم حدیث ۱۳۰ دیکھیے۔

انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا (عبدالرزاق کی) روایت کی طرح کہ اگر قوم بنی اسرائیل نہ ہوتی تو گوشت نہ سڑا کرتا اور اگر حوا نہ ہوتیں تو عورت اپنے شوہر سے دغا نہ کرتی۔

اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ بنو اسرائیل بڑے خسیس ہیں انہوں نے گوشت کو ذخیرہ کرنا شروع کر دیا تھا، جس کی وجہ سے گوشت باسی ہونے لگا، اگر بنو اسرائیل کی یہ خسّت نہ ہوتی تو باقی دنیا والوں میں بھی یہ خسّت نہ پائی جاتی، اور کوئی شخص گوشت کو ذخیرہ نہ کرتا، بلکہ ضرورت سے زائد گوشت صدقہ، خیرات کر دیا جاتا، جب کوئی شخص گوشت کو ذخیرہ نہ کرتا، تو گوشت کے خراب ہونے کی نوبت نہ آتی، گوشت خراب تب ہی ہوتا ہے جب کہ جمع کر کے رکھا جائے اور اگر کھانے کے بعد باقی صدقہ وخیرات کر دیا جائے تو خراب ہونے کی نوبت ہی نہ آئے اس حدیث کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ علام الغیوب اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ انسانوں میں خسّت پائی جاتی ہے، اس لیے اس نے گوشت میں باسی اور خراب ہونے کا مادہ رکھ دیا ہے، اور بنو اسرائیل کا خاص طور پر ذکر اس لیے کیا ہے کہ یہ لوگ شریعت الٰہی سے بھی درست نہیں ہوئے، اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے روکنے کے باوجود وہ ذخیرہ کرتے رہے، انسان کی فطرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے گوشت میں خراب ہونے اور ترک جانے کا مادہ پیدا کر دیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "لولا أني أسلط الدود علی الحبوب لخزنته الملوك"[1] یعنی اگر میں دانوں اور غلہ جات پر کیڑے مسلط نہ کروں تو حکمران سارے غلے اکٹھے کر کے صدیوں تک کے لیے سٹور کر لیں اور لوگوں کے کھانے کے لیے کچھ نہ چھوڑیں، اس لیے کچھ دیر کے بعد کیڑے لگنے شروع ہو جاتے ہیں، تا کہ لوگ زائد از ضرورت دوسرے لوگوں کو کھانے کے لیے دیتے رہیں۔

٣٣٣١: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، وَمُوسَى بْنُ حِزَامٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ مَيْسَرَةَ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ، فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ».

ہم سے ابوکریب اور موسیٰ بن حزام نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے حسین بن علی نے بیان کیا، ان سے زائدہ نے، ان سے میسرہ اشجعی نے، ان سے ابوحازم نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عورتوں کے بارے میں میری وصیت کا ہمیشہ خیال رکھنا، کیوں کہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ پسلی میں بھی سب سے زیادہ ٹیڑھا اوپر کا حصہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اسے بالکل سیدھی کرنے کی کوشش کرے تو انجام کار توڑ کے رہے گا اور اگر اسے وہ یونہی چھوڑ دے گا تو پھر ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہ جائے

[1] یہ جملہ وہب بن منبہ سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے "یقول قرأت في بعض الكتب: لولا أني كتبت الفساد علي الطعام لخزنته الأغنياء عن الفقراء" حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء: ج،۴، ص۳۷

گی۔ پس عورتوں کے بارے میں میری نصیحت مانو، عورتوں سے اچھا سلوک کرو۔

قولہ "خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ" یعنی عورت آدمی کی پسلی سے پیدا ہوئی ہے، جنگ عظیم میں ایک واقعہ رونما ہوا تھا کہ ایک آدمی کو ورم ہو گیا جب آپریشن کیا گیا تو اس سے بچہ نکلا، یہ دیکھ کر ڈاکٹر حیران ہو گیا کہ آدمی کی پسلی سے بچہ نکل آیا ہے، تو ڈاکٹر کہنے لگے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب یہ آدمی پیدا ہونے سے پہلے اپنی ماں کے پیٹ میں تھا اس وقت اس کے باپ نے اس کی ماں سے جماع کیا ہوگا اور اس کے باپ کے منی کا کوئی قطرہ جنین میں آ گیا ہوگا اس سے ان کی پسلی میں بچہ بن گیا جو آپریشن سے برآمد ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام اٹھے تو ان کی بائیں جانب حضرت حوا علیہا السلام بیٹھی ہوئی تھیں، اس لیے بائیں پسلی کی طرف نسبت کر دی ہے، لیکن یہ تاویل درست نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس حدیث سے وہی مراد ہے جو اس آیت سے مراد ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے "خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ"[1] اب عجل، انسان کا کوئی مادہ نہیں ہے جس سے وہ پیدا کیا گیا ہو، بلکہ مطلب یہ ہے کہ انسان جلد باز پیدا ہوا ہے، اسی طرح "خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ" سے عورت کا ٹیڑھا پن بیان کرنا مقصود ہے، کہ جیسے پسلی ٹیڑھی ہوتی ہے ویسے عورت بھی ٹیڑھے مزاج کی ہوتی ہے، راجح بات یہی ہے کہ حضرت حوا کو آدم علیہ السلام کی پسلی سے نکالا گیا ہے، جیسا کہ احادیث میں آتا ہے۔



٣٣٣٢: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ، حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ المَصْدُوقُ، «إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللهُ إِلَيْهِ مَلَكًا بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، فَيُكْتَبُ عَمَلُهُ، وَأَجَلُهُ، وَرِزْقُهُ، وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ، فَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الجَنَّةِ فَيَدْخُلُ الجَنَّةَ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الجَنَّةِ، حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُ النَّارَ»۔

ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے زید بن وہب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اور آپ سچوں کے سچے تھے کہ انسان کی پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں پہلے چالیس دن تک پوری کی جاتی ہے۔ پھر وہ اتنے ہی دنوں تک علقہ یعنی غلیظ اور جامد خون کی صورت میں رہتا ہے۔ پھر اتنے ہی دنوں کے لیے مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ پھر (چوتھے چلہ میں) اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو چار باتوں کا حکم دے کر بھیجتا ہے۔ پس وہ فرشتہ اس کے عمل، اس کی مدت زندگی، روزی اور یہ کہ

[1] الانبیاء/٣٧

وہ نیک ہے یا بد، کو لکھ لیتا ہے۔ اس کے بعد اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ پس انسان (زندگی بھر) دوزخیوں کے کام کرتا رہتا ہے۔ اور جب اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر سامنے آتی ہے اور وہ جنتیوں کے کام کرنے لگتا ہے اور جنت میں چلا جاتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص جنتیوں کے کام کرتا رہتا ہے اور جب اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر سامنے آتی ہے اور وہ دوزخیوں کے کام شروع کر دیتا ہے اور وہ دوزخ میں چلا جاتا ہے۔

قولہ "ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ" چالیس دن تک نطفہ رہنے سے مراد یہ نہیں ہے کہ اس میں چالیس دن تک کوئی تغیر ہی نہ ہو، بلکہ نطفہ میں ابتداء سے ہی تغیرات واقع ہونا شروع ہو جاتے ہیں، اسی طرح دوسرے اور تیسرے اربعین میں بھی علقہ اور مضغہ پر بڑے تغیرات ہوتے ہیں، تو حدیث میں پہلے اربعین میں نطفہ کہنے سے مراد یہ ہے کہ باوجود تغیرات واقع ہونے کے اس پر نطفہ کا غلبہ ہوتا ہے، ایسے ہی دوسرے اربعین میں باوجود تغیرات کے علقہ کا غلبہ ہوتا ہے جو کہ جما ہوا خون جونک کی طرح ہوتا ہے، ایسے ہی تیسرے اربعین میں تغیرات کے باوجود مضغہ کا غلبہ ہوتا ہے جو کہ گوشت کی بوٹی ہوتی ہے، ان میں تغیرات واقع ہونے کی نفی نہیں کی جاسکتی۔

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ ان میں تغیرات واقع نہیں ہوتے، وہ نطفہ، علقہ اور مضغہ ہی رہتے ہیں، تغیرات واقع ہونے کی باتیں اطباء کی بنائی ہوئی ہیں، اور یہ انہوں نے اپنے دور کے مطابق بات کر دی ہے، جب کہ ماں کے پیٹ میں واقع ہونے والے حالات کی زیادہ تشریح معلوم نہیں ہوئی تھی، ورنہ اب تو مشاہدے سے ثابت ہو گیا ہے کہ تغیرات واقع ہوتے ہیں، بلکہ اب تو اس حد تک بتا دیا گیا ہے کہ پہلے دن کتنا تغیر واقع ہوا ہے، دوسرے دن کتنا اور تیسرے دن کس قدر تغیر واقع ہوا ہے۔

۳۳۳۳: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اللهَ وَكَّلَ فِي الرَّحِمِ مَلَكًا، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ نُطْفَةٌ، يَا رَبِّ عَلَقَةٌ، يَا رَبِّ مُضْغَةٌ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْلُقَهَا قَالَ: يَا رَبِّ أَذَكَرٌ، أَمْ أُنْثَى، يَا رَبِّ شَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ، فَمَا الرِّزْقُ، فَمَا الأَجَلُ، فَيُكْتَبُ كَذَلِكَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ۔

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ بن ابی بکر بن انس نے اور ان سے انس بن مالک نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ماں کے رحم کے لیے ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے وہ فرشتہ عرض کرتا ہے، اے رب! یہ نطفہ ہے، اے رب یہ مضغہ ہے۔ اے رب! یہ علقہ ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اسے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو فرشتہ پوچھتا ہے اے رب! یہ مرد ہے یا عورت ہے، اے رب! یہ بد ہے یا نیک؟ اس کی روزی کیا ہے؟ اور مدت زندگی کتنی ہے؟ چنانچہ اسی

کے مطابق ماں کے پیٹ ہی میں سب کچھ فرشتہ لکھ لیتا ہے۔

قولہ "أَذَكَرٌ أَم أُنثَى" نر، مادہ کی استعداد اس میں شروع سے ہی ہوتی ہے، لیکن اس کا ظہور تیسرے اربعین کے بعد ہوتا ہے، بعض طبیب دوسرے مہینے کے اخیر میں دوائیاں دیتے ہیں جو کہ کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں، تو گویا ساٹھویں دن دوا دی جاتی ہے، تو اگر جنین لڑکی ہو تو لڑکا ہو جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تغیر بعد میں شروع ہوتا ہے، اگر چہ استعداد پہلے ہی ہوتی ہے، دوا دینے سے وہ پہلی استعداد ختم ہو جاتی ہے۔

لاہور کے رہنے والے ایک آدمی سے ملاقات ہوئی اس نے بتایا کہ میرے گھر لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہیں، لیکن جب علاج کر الیتا ہوں تو لڑکا پیدا ہوتا ہے، حکیم محمد عبداللہ نے بھی دو گولیاں لکھی ہیں وہ کہتے ہیں کہ ان کے استعمال کرنے سے نوے فیصد نتیجہ صحیح نکلتا ہے۔

ڈاکٹروں کا خیال یہ ہے کہ عورت کے بیضوں سے جو کہ اس کے خصیتین ہیں، نر و مادہ کا تعلق ہوتا ہے، حیض آنے کے بعد بعض عورتوں کے بیضے لڑکے والے ہوتے ہیں، اور بعض کے لڑکی والے ہوتے ہیں، علاج کرانے سے جو تغیر ہوتا ہے وہ بعد میں ہوتا ہے، اور حدیث میں آتا ہے کہ مرد کے منی کا علو ہو جائے تو لڑکا ورنہ لڑکی ہوتی ہے یہ بھی برحق اور درست ہے [1]۔

٣٣٣٤: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الحَارِثِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الجَوْنِيِّ، عَنْ أَنَسٍ، يَرْفَعُهُ: إِنَّ اللهَ يَقُولُ لِأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا: لَوْ أَنَّ لَكَ مَا فِي الأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ كُنْتَ تَفْتَدِي بِهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَقَدْ سَأَلْتُكَ مَا هُوَ أَهْوَنُ مِنْ هَذَا وَأَنْتَ فِي

(1) اس ترجمہ باب کے تحت آنے والی احادیث کا ترجمہ باب سے تعلق بیان کرتے ہوئے علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اس باب کی پہلی حدیث کا تعلق یہ ہے کہ اس میں آدم علیہ السلام کا ذکر ہے، اور ترجمہ باب میں بھی خلق آدم علیہ السلام کا ذکر ہے، اور دوسری حدیث کا تعلق "على صُورَةِ أَبِيهِمْ" میں ہے کہ اس سے مراد آدم علیہ السلام ہیں، اور تیسری حدیث کا تعلق "فيمَا يُشْبِهُ الوَلَدُ" سے ظاہر ہوتا ہے کیونکہ اس میں ذریت آدم کا ذکر ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کا تعلق "أما الشبه في الولد" سے ثابت ہوتا ہے، کیونکہ «الولد» سے مراد ذریت آدم ہے اور ترجمہ باب بھی حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت کے بارہ میں ہے، اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث "لَوْلا بَنُو إِسْرائِيلَ" کا تعلق یہ ہے کہ اس میں حضرت حوا کی خلقت کا ذکر ہے جو آدم علیہ السلام سے نکالی گئی ہیں۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث "فإنَّ المرأةَ خُلِقَت من ضِلعٍ" کا تعلق یہ ہے کہ اس میں عورتوں کی حالت کا ذکر ہے اور عورتیں بھی ذریت آدم میں داخل ہیں، اور اس سے اگلی حدیث جو عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے اس میں بھی ذریت آدم کی خلقت کا ذکر ہے، اور حضرت انس سے مروی حدیث میں بھی ذریت آدم کا ذکر ہے، اس کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث "يقولُ لأهلِ النارِ" میں دوزخ کی آگ میں جلنے والوں کا ذکر ہے اور اہل نار بھی ذریت آدم علیہ السلام میں داخل ہیں، اور اس باب کی آخری حدیث جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں حضرت آدم علیہ السلام کے صلبی بیٹے قابیل کا ذکر ہے، جس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا تھا اور یہ آدم علیہ السلام کی ذریت سے ہے، اور ترجمہ باب بھی "خَلْقُ آدم و ذريته" پر مشتمل ہے۔

شرح بخاری

صُلْبِ آدَمَ، أَنْ لَا تُشْرِكَ بِي، فَأَبَيْتَ إِلَّا الشِّرْكَ۔

ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو عمران جونی نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس شخص سے پوچھے گا جسے دوزخ کا سب سے ہلکا عذاب کیا گیا ہوگا۔ اگر دنیا میں تمہاری کوئی چیز ہوتی تو کیا تو اس عذاب سے نجات پانے کے لیے اسے بدلے میں دے سکتا تھا؟ وہ شخص کہے گا کہ جی ہاں اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جب تو آدم کی پیٹھ میں تھا تو میں نے تجھ سے اس سے بھی معمولی چیز کا مطالبہ کیا تھا (روز ازل میں) کہ میرا کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرانا، لیکن (جب تو دنیا میں آیا تو) اسی شرک کا عمل اختیار کیا۔

٣٣٣٥: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا، إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا، لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ»۔



ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن مرہ نے بیان کیا، ان سے مسروق نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بھی کوئی انسان ظلم سے قتل کیا جاتا ہے تو آدم علیہ السلام کے سب سے پہلے بیٹے (قابیل) کے نامہ اعمال میں بھی اس قتل کا گناہ لکھا جاتا ہے۔ کیوں کہ قتل ناحق کی بنا سب سے پہلے اسی نے قائم کی تھی۔

شرح بخاری

٢۔ بَابٌ: الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ

باب: روحوں کے جتھے ہیں جھنڈ کے جھنڈ۔

٣٣٣٦: قَالَ وَقَالَ اللَّيْثُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ» وَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ بِهَذَا۔

امام بخاری نے کہا کہ لیث بن سعد نے روایت کیا یحییٰ بن سعید انصاری سے، ان سے عمرہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ روحوں کے جھنڈ کے جھنڈ الگ الگ تھے۔ پھر وہاں جن روحوں میں آپس میں پہچان تھی ان میں یہاں بھی محبت ہوتی ہے اور جو وہاں غیر تھیں یہاں بھی وہ خلاف رہتی ہیں اور یحییٰ بن ایوب نے بھی اس حدیث کو روایت کیا، کہا مجھ سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، آخر تک۔



قولہ "جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ" یعنی "انواع مختلفة، أو جموع مجتمعة" ترجمہ باب حدیث مذکور کا جزء ہے اور اس کے معنی میں اختلاف ہے بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ روح اللہ تعالیٰ نے جسموں سے پہلے پیدا کیئے ہیں۔ ابن حزم کی یہی رائے ہے اور ان کا استدلال قرآن کریم سے ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے "لَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ"① وہ کہتے ہیں "خلقناکم" میں کم ضمیر سے مراد سب لوگوں کو پیدا کرنا ہے اور روحیں پہلے پیدا کی گئی ہیں اس کے بعد صورتیں بنائی گئی ہیں اور صورتیں بنانے کے بعد فرشتوں کو حکم ہوا کہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں اس سے قبل سارے ارواح پیدا ہو چکے تھے، اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے "وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ"② سے بھی ان کا استدلال ہے کہ روح پہلے پیدا ہوئے ہیں،

صوفیوں نے ایک روایت بنائی ہے "إنَّ اللهَ خلقَ الأرواحَ قبلَ أن يخلقَ الخلقَ بألفي عامٍ" اس کی سند وغیرہ نہیں ہے لیکن صوفی کہتے ہیں، یہ روایت کشفا صحیح معلوم ہوتی ہے، حافظ ابن القیم رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ روح، جسم کے ساتھ ہی پیدا ہوتے ہیں، پہلے پیدا نہیں ہوئے، اور آیت مذکورہ میں عہد لینے کا جو ذکر ہے اس کا تعلق ابن قیم رحمہ اللہ کے نزدیک عقل سے ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسان کو عقل دی ہے، اس سے انسان اللہ تعالیٰ کی توحید کو سمجھ سکتا ہے، اور اس طرح انسان پر حجت قائم ہو گئی ہے، اس عہد کا پہلے لیے جانے سے تعلق نہیں ہے؛ کیونکہ قرآن کریم میں ہے کہ عہد کیوں لیا گیا تاکہ قیامت کے دن کوئی یہ نہ کہے کہ مجھے پتا نہیں تھا "إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ"③ ہم اس سے بے خبر تھے، اور یہ بے خبری تو اب بھی قائم ہے، بلکہ قرآن سے ثابت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَاللهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا"④ جب اس عہد کا کسی کو پتا ہی نہیں تو وہ عہد لینے کا فائدہ کیا ہے؟ اور اس سے حجت قائم بھی نہیں ہو سکتی، ہاں عقلی عہد مراد لیا جائے تو اس سے انسان پر حجت قائم ہو جاتی ہے۔

پھر قرآن کریم میں عہد لینے کا جو ذکر آتا ہے وہ حدیث میں ذکر ہونے والے عہد کے موافق بھی نہیں ہے، قرآن کریم میں بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد نکالنے کا ذکر ہے، جبکہ حدیث میں آدم علیہ السلام سے ان کی اولاد لینے کا ذکر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی دائیں جانب اپنا ہاتھ پھیرا تو اس سے نیک ارواح ظاہر کر دیئے، اور بائیں جانب ہاتھ پھیرا تو برے ارواح نکال لیے، قرآن کریم میں بنو آدم سے اولاد نکالنے کا ذکر ہے جبکہ حدیث میں آدم علیہ السلام سے ان کی اولاد لینے کا ذکر ہے، قرآن اور حدیث میں موافقت نہیں ہے، اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ آدم علیہ السلام سے ان کی اولاد

شرح بخاری

① الاعراف:۱۱

② الاعراف:۱۷۲

③ الاعراف ۱۷۲۔

④ النحل ۷۸۔

نکالی جو ان سے ہونے والی تھی جیسا کہ حدیث میں ہے، اور ان بنو آدم سے ان کی اولاد نکالی جو ان سے ہونے والی تھی اور ان سے ان کی اولاد نکالی جو ان سے ہونے والی تھی جیسا کہ قرآن کریم میں ہے، لیکن اس سے یہ لازم آتا ہے کہ دائیں جانب والی ساری اولاد نیک ہی ہو اور بائیں جانب والی بری ہو، حالانکہ ایسا ہوتا نہیں ہے، اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ کشف تھا، حضرت آدم علیہ السلام کو دکھا دیا گیا تھا کہ تیری اولاد نیک بھی ہوگی اور اور بد بھی ہوگی، اور کشفی طور پر ان کی شکلیں دکھادی گئیں، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ پیدا کیے گئے ہوں، اس لیے کہ کشف اور خواب میں خارجی وجود نہیں ہوتا، بلکہ مثالی اور خیالی وجود ہوتا ہے، ابن القیم کے نزدیک اس طرح کا دکھانا مراد ہے، اور جن روایات میں یہ آتا ہے کہ ان سے عہد لیا گیا تھا وہ روایات ان قیم رحمہ اللہ کے نزدیک ضعیف ہیں، وہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کا حوالہ نہیں دینا چاہیے؛ کیونکہ اس سے مراد عقلی عہد ہے، جس سے اللہ تعالیٰ نے حجت قائم کی ہے۔

شاہ ولی اللہ کی رائے بھی یہی ہے کہ روح جسے نفس ناطقہ کہتے ہیں یہ جسم کے ساتھ ہی پیدا ہوتا ہے، ابن قیم سے ان کا فرق یہ ہے کہ ابن قیم کے نزدیک چار مہینے کے بعد روح نفخ ملک سے پیدا ہوتا ہے، اس سے پہلے روح نہیں ہوتا، یہ ان کی بات غلط ہے، پہلے روح ہوتا ہے اگرچہ یہ روح انسانی نہیں ہوتا، بلکہ یہ روح حیوانی یا نباتی ہوتا ہے، چار مہینے کے بعد جو نفخ ملک ہوتا ہے وہ انسانی روح ہوتا ہے، روح نباتی جس سے جنین کی نشوونما ہوتی ہے، وہ انسان میں پہلے موجود ہوتا ہے، روح حیوانی سے مراد حس و حرکت ہے وہ پہلے ہی ہوتی ہے، اور انسانی روح سے مراد عقل ہے، اس وقت بالفعل نہیں ہوتی تو اس سے مراد یہ ہے کہ چار ماہ کے بعد دماغ کا ایسا ڈھانچہ تیار کر دیا جاتا ہے جس میں انسانی عقل کام کرتی ہے، ابن قیم کی یہ مراد ہو سکتی ہے ورنہ ان کی یہ مراد نہیں ہے کہ نفخ ملک سے ہی روح پیدا ہوتا ہے، پہلے ہوتا ہی نہیں حدیث میں جو نفخ ملک کا ذکر آتا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ اس وقت انسانیت کی تکمیل ہو جاتی ہے شاہ ولی اللہ کی رائے یہ ہے اور یہی صحیح ہے کہ انسان کا روح اور اس کا جسم دونوں والدین سے منفصل ہوتے ہیں کیونکہ نطفے میں دونوں چیزیں ہوتی ہیں مادیت بھی ہوتی ہے اور روحانیت بھی، اگر نطفہ مردہ ہو اور اس میں جراثیم نہ ہوں تو بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ بچہ پیدا ہونے کے لیے نطفہ میں زندہ جراثیم کا ہونا ضروری ہے، پھر نطفہ کے ساتھ مؤنث کا بیضہ مل جاتا ہے ان کے ملنے سے جنین تکوین پاتا ہے، اور جنین میں دونوں چیزیں ہوتی ہیں مرد کا نطفہ بھی ہوتا ہے اور عورت کے بیضہ کو بھی اس میں دخل ہوتا ہے، اور ان میں مادہ کے ساتھ روح بھی ہوتا ہے، اس لیے شاہ ولی اللہ کے نزدیک بچہ کا جسم اور روح والدین سے منفصل ہوتے ہیں، اسی لیے والدین کے اطوار، اخلاق ان کی شکل وصورت بچے میں آجاتی ہے، حدیث میں چار ماہ بعد جو روح پھونکنے کا ذکر آتا ہے اس کا مطلب یہ ہے جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ پہلے نطفے میں نشوونما کی قوت ہوتی ہے اسی طرح اس میں احساسات بھی ہوتے ہیں، جراثیم سے زندگی اس میں منتقل ہوتی ہے تب ہی بچہ پیدا ہوتا ہے، اور انسانیت کی تکمیل اس میں نفخ ملک سے ہوتی ہے، یہ تطبیق کی صورت ہو جائے گی، شاہ ولی اللہ کا اگرچہ خیال یہ ہے کہ پہلے روح نہیں ہوتا بلکہ نطفے کے اندر ہی دونوں چیزیں ہوتی ہیں، جس طرح انسان کا جسم والدین کے جسم سے الگ ہوا ہوتا ہے اس طرح اس کی روح بھی ان سے الگ ہوئی ہوتی ہے، گویا اس کی روح ان

کی روح کا حصہ ہی ہوتی ہے ان سے ہی جراثیم پیدا شدہ آتے ہیں، مگر باوجود اس خیال کے شاہ ولی اللہ کہتے ہیں کہ حدیث میں جو آتا ہے وہ بھی صحیح ہے کہ ارواح سے عہد لیا گیا ہے لیکن یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ان کے نزدیک روح بعد میں پیدا ہوتا ہے تو پہلے عہد کس سے لیا گیا ہے؟ اس کا جواب دیتے ہیں کہ روح کے دو حصے بلکہ تین حصے ہوتے ہیں، دو حصوں سے مراد ایک تو نفس ناطقہ ہے یہ جسم کے ساتھ پیدا ہوتا اور والدین سے منفصل ہوتا ہے، اور ایک روح ملکوتی ہوتی ہے روح ملکوتی کا تعلق نفس ناطقہ سے ایسے ہوتا ہے جیسے مادے اور صورت کا تعلق ہوتا ہے نفس ناطقہ مادہ ہے اور روح ملکوتی اس میں حال ہے وہی دراصل نیک اور برے اعمال کے اثر کو قبول کرنے کا محل بنتا ہے، شریعت میں اسی کا نام قلب ہے حدیث میں جو آتا ہے کہ گناہ کرنے سے دل میں سیاہ نکتہ پیدا ہو جاتا ہے اسی روح ملکوتی میں ہی ہوتا ہے، اور قیامت کے دن اسے جسم کے ساتھ متحد کر دیا جائے گا اس لیے اعمال کے اثرات چہرے پر نمودار ہو جائیں گے جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے "يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ"[1] ان کے نزدیک جو عہد لیا گیا ہے اس کا تعلق عالم مثال میں روح ملکوتی سے ہے، اگرچہ وہ عہد اب کسی کو یاد نہیں رہا مگر اس کی وجہ سے انسان میں ایک استعداد پیدا کر دی گئی ہے، جس کی وجہ سے انسان میں اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی توحید کا اقرار پیدا ہو گیا ہے، اس معنی کے اعتبار سے کوئی انسان غافل نہیں ہے کہ وہ کہے مجھے یاد نہیں رہا، اگرچہ یاد نہ رہا ہو لیکن اس کا نمونہ اس میں موجود ہے، یہ انہوں نے بات بنائی ہے، اور اس بات سے دونوں چیزیں جمع ہو گئی ہیں انسان کے نفس ناطقہ کا جسم کے ساتھ پیدا ہونا اور روح ملکوتی کا پہلے ہونا اور عہد کا عالم مثال سے متعلق ہونا۔

ابن قیم رحمہ اللہ کے نزدیک اس عہد کا تعلق عقل سے ہے، واقع میں عہد نہیں لیا گیا، اور ارواح آدم علیہ السلام کو کشفی صورت میں دکھلائے گئے ہیں لیکن وہ پیدا نہیں کیے گئے روح پیدا تو چار ماہ بعد نفخ ملک سے ہوتا ہے، مگر شاہ ولی اللہ کا نظریہ زیادہ قرین قیاس ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے غالباً یہ باب اس لیے قائم کیا ہے کہ روح پہلے پیدا کیے گئے ہیں اس ترجمہ باب کے تحت ذکر ہونے والی حدیث کا معنی ابن قیم رحمہ اللہ یہ کرتے ہیں کہ اس کا تعلق دنیا میں موجود ارواح سے ہے، اور ان ارواح کی مختلف قسمیں ہیں کئی روح شریف ہیں، اور کئی شریر ہیں، بعض کی فطرت میں جود وسخاوت پائی جاتی ہے، اور بعض میں بخل اور کنجوسی پائی جاتی ہے، بعض شجاع اور دلیر ہیں اور بعض بزدل ہیں، اس طرح اخلاقی طور پر ان کے مختلف اقسام ہیں، یعنی ارواح کے انواع مختلف ہیں، شریف ارواح ایک نوع ہے، ایک نوع شریر روحوں کی ہے، دلیر روحوں کی نوع الگ ہے، اور بزدلوں کی الگ نوع ہے حدیث "الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ" کا یہ مطلب ہے، یعنی روحوں کی مختلف قسمیں ہیں جب ان میں دو کا آپس میں تعارف ہو جائے تو تعارف میں سخاوت یا بخل، شجاعت یا بزدلی، شرافت یا شرارت میں یکسانیت سے اس کے ساتھ تعلق ہو جاتا ہے، کند ہم جنس باہم جنس پرواز، یہ اس

[1] الرحمان: ۴۱

حدیث کا مطلب ہے۔

اگر روح پہلے پیدا ہوئے ہیں تو ان کے لیے مکان بھی الگ الگ بنائے گئے ہیں، شریف ارواح ایک جگہ اکٹھے ہوئے ہیں، اور شریر ایک جگہ پر، شجاع ایک جگہ اور بزدل ایک جگہ پر، ان کا ایک قسم کا پرانا تعارف ہے، دنیا میں جب ایک انسان دوسرے سے ملتا ہے، حالانکہ ان کی پہلے معرفت نہیں ہوتی، لیکن ان میں اس پرانی معرفت کی بنا پر باہمی انس پیدا ہو جاتا ہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ کا خیال یہ ہے کہ جو ایک دوسرے سے محبت پیدا ہو جاتی ہے اس کا تعلق دراصل ذاتی مناسبت کی بنا پر ہوتا ہے، اس طرح اللہ تعالیٰ سے مناسبت پیدا کرنے کے لیے صفائی قلب کی سخت ضرورت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ طیب ہے اور ہر عیب سے منزہ ہے، جب تک انسان اپنے آپ کو ہر عیب سے پاک کرنے کی کوشش نہ کرے تو اس کا اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم نہیں ہو سکتا۔

۳۔بَابُ قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ: وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ (هود ۲۵)

باب: حضرت نوح علیہ السلام کے بیان میں۔ سورہ ہود میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد "ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔

شرح بخاری

حضرت نوح علیہ السلام کو آدم ثانی بھی کہتے ہیں، حضرت آدم علیہ السلام سے ایک ہزار سال بعد نوح علیہ السلام پیدا ہوئے، حضرت آدم علیہ السلام کی عمر بھی ہزار سال تھی، تو آدم علیہ السلام کی وفات کے بعد ہی نوح علیہ السلام پیدا ہوئے ہوں گے، کیونکہ آدم علیہ السلام پر دس قرن گذرنے کے بعد نوح علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں، ان کا نسب یوں بیان کیا گیا ہے، نوح بن لمک (لام کی فتحہ اور میم کے سکون کے ساتھ) بن متوشلخ (میم کے ضمہ اور تا کی فتحہ اور واؤ کی فتحہ اور شین کے سکون اور لام کے کسرہ کے ساتھ) بن خنوخ (خاء کی فتحہ، نون کے ضمہ اور واؤ ساکن کے ساتھ) بعض نے شروع میں ہمزہ زیادہ کر کے اخنوخ بھی پڑھا ہے، بعض کہتے ہیں، اخنوخ سے مراد ادریس علیہ السلام ہیں، بخاری رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ ادریس، الیاس کا نام ہے، گویا ادریس اور الیاس ایک ہی شخصیت ہے، دونوں نام ایک ہی پیغمبر کے ہیں، لیکن اکثر مؤرخین کہتے ہیں کہ ادریس اخنوخ کا نام ہے، اور یہ نوح علیہ السلام کے جد اعلیٰ ہیں، جمہور کے نزدیک دونوں الگ الگ ہیں، ادریس، اخنوخ ہے، اور الیاس اسرائیلی نبی ہے، جسے یہودی ایلیاء نبی کہتے ہیں، لیکن امام بخاری رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ ادریس اور الیاس ایک ہیں، اور انہوں نے حدیث معراج سے استدلال کیا ہے کہ معراج کی رات ادریس علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھائی کہا تھا، اور آدم و ابرہیم علیہما السلام نے آپ کو بیٹا کہا تھا، آپ ادریس علیہ السلام کے بھائی تب ہی ہو سکتے ہیں جبکہ وہ اسرائیلی نبی ہوں، اگر ادریس سے مراد اخنوخ ہو تو چاہیے تھا کہ وہ آپ کو بیٹا کہتے، لیکن انہوں نے بھائی کہا ہے، بیٹا نہیں کہا، حافظ نے کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے کسر نفسی کی بنا پر بھائی کہا ہو[1]۔

[1] فتح الباری ج ۶ ص ۳۷۳۔

قولہ "بَادِيَ الرَّأْيِ" بخاری نے اس لفظ کے تین معانی بیان کیے ہیں، ایک معنیٰ جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے "أي ما ظهر لنا" یعنی ہماری رائے میں تیری پیروی کرنے والے اراذل یعنی ذلیل لوگ ہیں، دوسرا معنیٰ بادی الرای کا موٹی عقل والے کیا ہے، یعنی تیری پیروی کرنے والے لوگ موٹی عقل والے ہیں، اور یہ عقل سلیم والے نہیں ہیں، تیسرا معنیٰ یہ کیا ہے "في أول ما ظهر لهم" یعنی شروع میں جو بات ان کے دماغ میں آگئی اس کے پیچھے لگ گئے ہیں، سوچا سمجھا کچھ نہیں۔

قولہ "وَفَارَ التَّنُّورُ" اس کا معنیٰ وجہ الارض کیا ہے، مراد اس سے سطح زمین ہے، بعض اس سے مشہور معنیٰ بھی مراد لیتے ہیں یعنی وہ تنور جس میں آگ جلائی جاتی ہے۔

قولہ "جبل بالجزيرة" یہ دریائے فرات اور دجلہ کے درمیان جگہ ہے، جودی وہاں ہے، کئی لوگ سمجھتے ہیں کہ روس میں ہے حالانکہ یہ غلط ہے۔

٣٣٣٧: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ سَالِمٌ: وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ: إِنِّي لَأُنْذِرُكُمُوهُ، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ، لَقَدْ أَنْذَرَ نُوحٌ قَوْمَهُ، وَلَكِنِّي أَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ: تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَرُ، وَأَنَّ اللهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں یونس نے، انہیں زہری نے کہ سالم نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں خطبہ سنانے کھڑے ہوئے۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی، اس کی شان کے مطابق ثنا بیان کی، پھر دجال کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ میں تمہیں دجال کے فتنے سے ڈراتا ہوں اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو اس سے نہ ڈرایا ہو۔ نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا۔ لیکن میں تمہیں اس کے بارے میں ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو کسی نبی نے بھی اپنی قوم کو نہیں بتائی تھی، تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ دجال کانا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس عیب سے پاک ہے۔



قولہ "ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ" شاہ ولی اللہ کہتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے ہر نبی کے دور میں یہ حقیقت عالم مثال میں موجود تھی، ان کے ہاں شرور کی جو مثالی شکل ہے اس کا نام دجال ہے، یہ ایک طرح کا شیطان ہی ہوا، یہود مذہبی لوگ تھے یہ بھی بگڑ گئے، تو وہ شرور کے ہیکل مثالی سے جا ملے، اور دجال شرور یہود کا ہی تمثل ہے، مسیح علیہ السلام ان کی اصلاح کے لیے آئے، انہوں نے اصلاح قبول نہ کی، تو انہیں اللہ تعالیٰ نے اوپر اٹھا لیا، قیامت کے قریب دجال سے رہا نہ جائے گا تو یہ شہادی شکل اختیار کر لے گا، مسیح علیہ السلام چونکہ شرور یہود کو مٹانے کے لیے آئے تھے وہ آئیں گے اور اسے قتل کر دیں گے، جب ھیکل مثالی جو شرور کا مجسمہ ہے ختم ہو جائے گا تو شر مجتمع شر منتشر میں ظاہر ہو جائے گی، اس کا نام یاجوج،



ماجوج ہے، شاہ ولی اللہ نے دجال اور یاجوج ماجوج دونوں کو مثالی شکل بنادیا ہے، حالانکہ یاجوج، ماجوج یافث کی اولاد سے ہیں اور یہ المانیہ، برطانیہ اور روسی لوگ ہیں، روسی لوگ یاجوج اور المانیہ اور برطانیہ ماجوج ہیں، یہ مطلب نہیں ہے کہ سارے مفسدین بنادیئے گئے ہیں وہ خاص ایک حصہ مراد ہے جنہیں ذوالقرنین نے بند کر دیا تھا، ذوالقرنین کا ذکر آگے آئے گا، کہ وہ کون تھے اور کب ہوئے ہیں۔

۳۳۳۸: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا عَنِ الدَّجَّالِ، مَا حَدَّثَ بِهِ نَبِيٌّ قَوْمَهُ: إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّهُ يَجِيءُ مَعَهُ بِمِثَالِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَالَّتِي يَقُولُ إِنَّهَا الْجَنَّةُ هِيَ النَّارُ، وَإِنِّي أُنْذِرُكُمْ كَمَا أَنْذَرَ بِهِ نُوحٌ قَوْمَهُ۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے، ان سے ابوسلمہ نے اور انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کیوں نہ میں تمہیں دجال کے متعلق ایک ایسی بات بتادوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو اب تک نہیں بتائی۔ وہ کانا ہوگا اور جنت اور جہنم جیسی چیز لائے گا۔ پس جسے وہ جنت کہے گا درحقیقت وہی دوزخ ہوگی اور میں تمہیں اس کے فتنے سے اسی طرح ڈراتا ہوں، جیسے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔

شرح بخاری

قولہ "بِمِثَالِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ" اس کے پاس حقیقی جنت اور دوزخ نہیں ہوگی، بلکہ ان کی مثال اور صورت ہوگی، اس کی آگ حقیقۃً نہیں ہوگی، وہ دیکھنے میں آگ دکھائی دے گی، اس طرح اس کے پاس جو پانی ہوگا وہ دیکھنے میں پانی ہوگا ورنہ وہ آگ کا باعث بنے گا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال بہت بڑا ساحر ہوگا، حافظ نے چار کبار تابعین سے نقل کیا ہے "إن الدجال ليس بإنسان بل هو شيطان أوثقه سليمان النبي أو غيره يوشك أن يخرج ويوضع له منبر من نحاس ويتبعه قبائل من الجن"[1] اور وہ ان جنوں کے ذریعے سے ہی لوگوں کو کرشمے دکھائے گا۔

۳۳۳۹: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَجِيءُ نُوحٌ وَأُمَّتُهُ، فَيَقُولُ اللهُ تَعَالَى، هَلْ بَلَّغْتَ؟ فَيَقُولُ نَعَمْ أَيْ رَبِّ، فَيَقُولُ لِأُمَّتِهِ: هَلْ بَلَّغَكُمْ؟ فَيَقُولُونَ لَا مَا جَاءَنَا مِنْ نَبِيٍّ، فَيَقُولُ لِنُوحٍ: مَنْ يَشْهَدُ لَكَ؟ فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمَّتُهُ، فَنَشْهَدُ أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ، وَهُوَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ: وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَالْوَسَطُ الْعَدْلُ۔

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا، ہم سے اعمش نے بیان کیا،

---

[1] فتح الباری: ج ۱۳، ص ۳۲۸ (بمعناہ)

ان سے ابوصالح نے اور ان سے ابوسعید خدری نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (قیامت کے دن) نوح علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا، کیا (میرا پیغام) تم نے پہنچادیا تھا؟ نوح عرض کریں گے میں نے تیرا پیغام پہنچادیا تھا، اے رب العزت! اب اللہ تعالیٰ ان کی امت سے دریافت فرمائے گا، کیا (نوح علیہ السلام نے) تم تک میرا پیغام پہنچادیا تھا؟ وہ جواب دیں گے نہیں، ہمارے پاس تیرا کوئی نبی نہیں آیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے دریافت فرمائے گا، اس کے لیے آپ کی طرف سے کوئی گواہی بھی دے سکتا ہے؟ وہ عرض کریں گے کہ محمد ﷺ اور ان کی امت (کے لوگ میرے گواہ ہیں) چنانچہ ہم اس بات کی شہادت دیں گے کہ نوح علیہ السلام نے پیغام خداوندی اپنی قوم تک پہنچایا تھا اور یہی مفہوم اللہ جل ذکرہ کے اس ارشاد کا ہے کہ "اور اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسط بنایا' تاکہ تم لوگوں پر گواہی دو"۔ اور وسط کے معنی درمیانی کے ہیں۔

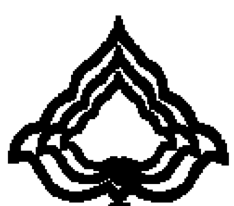
قولہ "وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا" اس آیت میں نبی اکرم ﷺ کی شہادت کا جو ذکر ہے اس سے مراد قیامت کے دن آپ کا گواہی دینا ہے، بعض لوگ اسے دنیا سے وابسطہ کر کے اس سے اپنا غلط نظریہ کشید کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

قولہ "لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ" اس کا ایک معنی یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ تم دیگر لوگوں کے لیے حق کا معیار بن جاؤ جیسا کہ گواہ ہوتے ہیں، اور تمہاری علمی اور عملی باتیں لوگوں کے لیے صحیح ہونے کی دلیل ہوں اور تمہاری صداقت کا معیار نبی کریم ﷺ ہوں، اور تم سارے جہاں کے لیے معیار ہو۔

٣٣٤٠: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَعْوَةٍ، «فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ، وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً» وَقَالَ: أَنَا سَيِّدُ القَوْمِ يَوْمَ القِيَامَةِ، هَلْ تَدْرُونَ بِمَ؟ يَجْمَعُ اللهُ الأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ، فَيُبْصِرُهُمُ النَّاظِرُ وَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي، وَتَدْنُو مِنْهُمُ الشَّمْسُ، فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ: أَلاَ تَرَوْنَ إِلَى مَا أَنْتُمْ فِيهِ، إِلَى مَا بَلَغَكُمْ؟ أَلاَ تَنْظُرُونَ إِلَى مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ، فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ: أَبُوكُمْ آدَمُ فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُونَ: يَا آدَمُ أَنْتَ أَبُو البَشَرِ، خَلَقَكَ اللهُ بِيَدِهِ، وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ، وَأَمَرَ المَلاَئِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ، وَأَسْكَنَكَ الجَنَّةَ، أَلاَ تَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلاَ تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ وَمَا بَلَغَنَا؟ فَيَقُولُ: رَبِّي غَضِبَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلاَ يَغْضَبُ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَنَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهُ، نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ، فَيَأْتُونَ نُوحًا، فَيَقُولُونَ: يَا نُوحُ، أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الأَرْضِ، وَسَمَّاكَ اللهُ عَبْدًا شَكُورًا، أَمَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ، أَلاَ تَرَى إِلَى مَا بَلَغَنَا، أَلاَ تَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّكَ؟ فَيَقُولُ: رَبِّي غَضِبَ

الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلاَ يَغْضَبُ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، نَفْسِي نَفْسِي، ائْتُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَأْتُونِي فَأَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ، فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: لاَ أَحْفَظُ سَائِرَهُ۔

مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، ہم سے محمد بن عبید نے بیان کیا، ہم سے ابوحیان یحیٰی بن سعید نے بیان کیا، ان سے ابوزرعہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دعوت میں شریک تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دست کا گوشت پیش کیا گیا جو آپ کو بہت مرغوب تھا۔ آپ نے اس دست کی ہڈی کا گوشت دانتوں سے نکال کر کھایا۔ پھر فرمایا کہ میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا۔ تمہیں معلوم ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) تمام مخلوق کو ایک چٹیل میدان میں جمع کرے گا؟ اس طرح کہ دیکھنے والا سب کو ایک ساتھ دیکھ سکے گا۔ آواز دینے والے کی آواز ہر جگہ سنی جاسکے گی اور سورج بالکل قریب ہوجائے گا۔ ایک شخص اپنے قریب کے دوسرے شخص سے کہے گا، دیکھتے نہیں کہ سب لوگ کیسی پریشانی میں مبتلا ہیں؟ اور مصیبت کس حد تک پہنچ چکی ہے؟ کیوں نہ کسی ایسے شخص کی تلاش کی جائے جو اللہ پاک کی بارگاہ میں ہم سب کی شفاعت کے لیے جائے۔ کچھ لوگوں کا مشورہ ہوگا کہ دادا آدم علیہ السلام اس کے لیے مناسب ہیں۔ چنانچہ لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے، اے باوا آدم! آپ انسانوں کے دادا ہیں۔ اللہ پاک نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا تھا، اپنی طرف سے روح آپ کے اندر پھونکی تھی، ملائکہ کو حکم دیا تھا اور انہوں نے آپ کو سجدہ کیا تھا اور جنت میں آپ کو (پیدا کرنے کے بعد) ٹھہرایا تھا۔ آپ اپنے رب کے حضور میں ہماری شفاعت کردیں۔ آپ خود ملاحظہ فرماسکتے ہیں کہ ہم کس درجہ الجھن اور پریشانی میں مبتلا ہیں۔ وہ فرمائیں گے کہ (گناہ گاروں پر) اللہ تعالیٰ آج اس درجہ غضبناک ہے کہ کبھی اتنا غضبناک نہیں ہوا تھا اور نہ آئندہ کبھی ہوگا اور مجھے پہلے ہی درخت (جنت) کے کھانے سے منع کرچکا تھا لیکن میں اس فرمان کو بجالانے میں کوتاہی کرگیا۔ آج تو مجھے اپنی ہی پڑی ہے (نفسی نفسی) تم لوگ کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں، نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ سب لوگ نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے، اے نوح علیہ السلام! آپ (آدم علیہ السلام کے بعد) روئے زمین پر سب سے پہلے نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو "عبدشکور" کہہ کر پکارا ہے۔ آپ ملاحظہ فرماسکتے ہیں کہ آج ہم کیسی مصیبت وپریشانی میں مبتلا ہیں؟ آپ اپنے رب کے حضور میں ہماری شفاعت کردیجئے۔ وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میرا رب آج اس درجہ غضبناک ہے کہ اس سے پہلے کبھی ایسا غضبناک نہیں ہوا تھا اور نہ کبھی اس کے بعد اتنا غضبناک ہوگا۔ آج تو مجھے خود اپنی ہی فکر ہے۔ (نفسی نفسی) تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ چنانچہ وہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔ میں (ان کی شفاعت کے لیے) عرش کے نیچے سجدے میں گر پڑوں گا۔ پھر آواز آئے





گی، اے محمد! سر اٹھاؤ اور شفاعت کرو، تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ مانگو تمہیں دیا جائے گا۔ محمد بن عبید اللہ نے بیان کیا کہ ساری حدیث میں یاد نہ رکھ سکا۔

قولہ "أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" آپ نے اپنی سرداری کا اظہار اس وقت کیا جب کہ آپ گوشت تناول فرما رہے تھے، اور گوشت "سید الأطعمۃ" ہے اور اس سیادت سے آپ کا ذہن مبارک دوسری سیادت کی طرف منتقل ہو گیا اور اپنے سید الناس ہونے کا اظہار کیا اور فرمایا کہ قیامت کے دن میں لوگوں کی سفارش کروں گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی آمد کے بعد آپ کی اتباع اور پیروی میں زندگی گزارنا ہی فائدہ مند ہے۔ کیونکہ آپ ہی سفارش کریں گے آپ کی نبوت ورسالت کے جاری ہونے کے بعد دیگر انبیاء اور رسولوں کی پیروی کرنا مفید چیز نہیں ہے۔

۳۳۴۱: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نَصْرٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ ﴿فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾ مِثْلَ قِرَاءَةِ الْعَامَّةِ۔

ہم سے نصر بن علی بن نصر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ابو احمد نے خبر دی، انہیں سفیان نے انہیں ابو اسحاق نے انہیں اسود بن یزید نے اور انہیں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے (آیت) ﴿فھل من مدکر﴾ مشہور قرات کے مطابق (ادغام کے ساتھ) تلاوت فرمائی تھی۔

ان آیات میں چونکہ نوح علیہ السلام کا ذکر ہے اس لیے اس حدیث کو لائے ہیں۔

۴۔ (بَابٌ {وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا تَتَّقُونَ أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ اللهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ إِلَّا عِبَادَ اللهِ الْمُخْلَصِينَ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ} (الصافات: ۳۲).

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُذْكَرُ بِخَيْرٍ {سَلَامٌ عَلَى إِلْيَاسِينَ إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ} (الصافات: ۱۳۰)۔

یہ باب بخاری رحمہ اللہ نے اس لیے قائم کیا تاکہ اس بات کو ترجیح دیں کہ ادریس اور الیاس ایک ہیں اور یہ نوح علیہ السلام کے اجداد سے نہیں ہیں، بلکہ اخنوخ جد ہیں، اور اخنوخ سے مراد ادریس نہیں ہیں جیسا کہ بعض نے کہا ہے۔

۵۔ بَابُ ذِكْرِ إِدْرِيسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

باب: حضرت ادریس علیہ السلام کا بیان۔

وَهُوَ جَدُّ أَبِي نُوحٍ، وَيُقَالُ جَدُّ نُوحٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا

عَلِيًّا﴾[مريم:٥٧]

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اور ہم نے اسے بلند مقام پر اٹھالیا تھا۔"

قولہ"وَهُوَ جَدُّ أَبِي نُوحٍ" یہ جمہور کے مذہب کے مطابق ہے جمہور کے نزدیک نوح علیہ السلام کے جد اعلیٰ اخنوخ سے مراد ادریس علیہ السلام ہیں، اور یہ نوح علیہ السلام کے باپ لمک بن متوشلخ کے دادا ہیں، اور چونکہ باپ کا دادا بھی دادا ہی ہوتا ہے اس لیے "جَدُّ نُوحٍ" کہہ دیا جاتا ہے۔

قولہ"وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا" اس کے تحت ایک قصہ بیان کیا جاتا ہے کہ ادریس علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ تھا وہ انہیں اٹھا کر چوتھے آسمان پر لے گیا، وہاں ملک الموت فرشتے سے ملاقات ہوئی، تو ادریس علیہ السلام کے ساتھی فرشتے نے ملک الموت سے کہا مجھے بتائیں، ادریس علیہ السلام کی کتنی عمر باقی ہے، کہا، ادریس کہاں ہے، کہا، میرے ساتھ ہے، کہا مجھے اس کی روح قبض کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور چوتھے آسمان میں ان کی روح قبض کرلی "وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا" سے یہی مراد ہے، حافظ رحمہ اللہ نے کہا ہے، یہ اسرائیلی روایت ہے[1]۔

جس کی تصدیق نہیں کی جاسکتی، لیکن معراج کی رات نبی اکرم ﷺ کا ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان میں دیکھنا ثابت ہے۔

٣٣٤٢: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، ح حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ كَانَ أَبُو ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ سَقْفُ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ فَفَرَجَ صَدْرِي، ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ، مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا، فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي، ثُمَّ أَطْبَقَهُ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ، فَلَمَّا جَاءَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيلُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ: افْتَحْ، قَالَ مَنْ هَذَا؟ قَالَ هَذَا جِبْرِيلُ قَالَ: مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ: مَعِي مُحَمَّدٌ، قَالَ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ فَافْتَحْ، فَلَمَّا عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا إِذَا رَجُلٌ عَنْ يَمِينِهِ أَسْوِدَةٌ، وَعَنْ يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ، فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ، وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ، قُلْتُ مَنْ هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَذَا آدَمُ وَهَذِهِ الْأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ، فَأَهْلُ الْيَمِينِ مِنْهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ، وَالْأَسْوِدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ، فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ، وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى، ثُمَّ عَرَجَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ، فَقَالَ لِخَازِنِهَا: افْتَحْ، فَقَالَ لَهُ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُ فَفَتَحَ قَالَ أَنَسٌ: فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمَوَاتِ إِدْرِيسَ، وَمُوسَى، وَعِيسَى، وَإِبْرَاهِيمَ وَلَمْ يُثْبِتْ لِي كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ، غَيْرَ أَنَّهُ قَدْ ذَكَرَ: أَنَّهُ وَجَدَ آدَمَ

[1] فتح الباری: ج٦، ٣٧٥

فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا، وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّادِسَةِ، وَقَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيلُ بِإِدْرِيسَ قَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالأَخِ الصَّالِحِ، فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا إِدْرِيسُ، ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوسَى فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالأَخِ الصَّالِحِ، قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا مُوسَى، ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيسَى فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالأَخِ الصَّالِحِ، قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ عِيسَى، ثُمَّ مَرَرْتُ بِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ، قُلْتُ مَنْ هَذَا، قَالَ: هَذَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ حَزْمٍ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، وَأَبَا حَيَّةَ الأَنْصَارِيَّ، كَانَا يَقُولاَنِ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ثُمَّ عُرِجَ بِي، حَتَّى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى أَسْمَعُ صَرِيفَ الأَقْلاَمِ»، قَالَ ابْنُ حَزْمٍ، وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَفَرَضَ اللهُ عَلَيَّ خَمْسِينَ صَلاَةً، فَرَجَعْتُ بِذَلِكَ حَتَّى أَمُرَّ بِمُوسَى، فَقَالَ: مُوسَى مَا الَّذِي فَرَضَ عَلَى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسِينَ صَلاَةً، قَالَ: فَرَاجِعْ رَبَّكَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تُطِيقُ ذَلِكَ، فَرَجَعْتُ فَرَاجَعْتُ رَبِّي فَوَضَعَ شَطْرَهَا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ: فَذَكَرَ مِثْلَهُ، فَوَضَعَ شَطْرَهَا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تُطِيقُ ذَلِكَ، فَرَجَعْتُ فَرَاجَعْتُ رَبِّي، فَقَالَ: هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُونَ، لاَ يُبَدَّلُ القَوْلُ لَدَيَّ، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ، فَقُلْتُ: قَدِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي، ثُمَّ انْطَلَقَ حَتَّى أَتَى بِي السِّدْرَةَ المُنْتَهَى، فَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لاَ أَدْرِي مَا هِيَ ثُمَّ أُدْخِلْتُ الجَنَّةَ، فَإِذَا فِيهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ وَإِذَا تُرَابُهَا المِسْكُ۔



عبدان نے کہا کہ ہمیں عبداللہ نے خبردی، انہیں یونس نے خبردی اور انہیں زہری نے، (دوسری سند) اور ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عنبسہ نے، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے گھر کی چھت کھولی گئی۔ میرا قیام ان دنوں مکہ میں تھا۔ پھر جبریل اترے اور میرا سینہ چاک کیا اور اسے زمزم کے پانی سے دھویا۔ اس کے بعد سونے کا ایک طشت لائے جو حکمت اور ایمان سے لبریز تھا، اسے میرے سینے میں انڈیل دیا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف لے کر چلے، جب آسمان دنیا پر پہنچے تو جبریل نے آسمان کے داروغہ سے کہا کہ دروازہ کھولو، پوچھا کہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں جبریل، پھر پوچھا کہ آپ کے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ جواب دیا کہ میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، پوچھا کہ انہیں لانے کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا۔ جواب دیا کہ ہاں، اب دروازہ کھلا، جب ہم آسمان پر پہنچے تو وہاں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی، کچھ انسانی روحیں ان کے دائیں طرف تھیں اور کچھ بائیں طرف، جب وہ دائیں طرف دیکھتے تو ہنس دیتے اور جب بائیں طرف دیکھتے تو رو پڑتے۔ انہوں نے کہا خوش آمدید، نیک نبی نیک



بیٹے! میں نے پوچھا، جبریل! یہ صاحب کون بزرگ ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ آدمؑ ہیں اور یہ انسانی روحیں ان کے دائیں اور بائیں طرف تھیں ان کی اولاد بنی آدم کی روحیں تھیں ان کے جو دائیں طرف تھیں وہ جنتی تھیں اور جو بائیں طرف تھیں وہ دوزخی تھیں، اسی لیے جب وہ دائیں طرف دیکھتے تو مسکراتے اور جب بائیں طرف دیکھتے تو روتے تھے، پھر جبریلؑ مجھے اوپر لے کر چڑھے اور دوسرے آسمان پر آئے، اس آسمان کے داروغہ سے بھی انہوں نے کہا کہ دروازہ کھولو، انہوں نے بھی اسی طرح کے سوالات کئے جو پہلے آسمان پر ہو چکے تھے، پھر دروازہ کھولا، انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابوذر نے تفصیل سے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف آسمانوں پر ادریس، موسیٰ عیسیٰ اور ابراہیمؑ کو پایا، لیکن انہوں نے ان انبیاء کرام کے مقامات کی کوئی تخصیص نہیں کی، صرف اتنا کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمؑ کو آسمان دنیا (پہلے آسمان پر) پایا اور ابراہیمؑ کو چھٹے پر اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر جب جبریلؑ ادریسؑ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا خوش آمدید، نیک نبی نیک بھائی، میں نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ جبریلؑ نے بتایا کہ یہ ادریسؑ ہیں، پھر میں عیسیٰؑ کے پاس سے گزرا، انہوں نے بھی کہا خوش آمدید نیک نبی نیک بھائی، میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ تو بتایا کہ عیسیٰؑ۔ پھر ابراہیمؑ کے پاس سے گزرا تو انہوں نے فرمایا کہ خوش آمدید نیک نبی اور نیک بیٹے، میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ جواب دیا کہ یہ ابراہیمؑ ہیں، ابن شہاب زہری نے بیان کیا اور مجھے ایوب بن حزم نے خبر دی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو حیہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر مجھے اوپر لے کر چڑھے اور میں اتنے بلند مقام پر پہنچ گیا جہاں سے قلم کے لکھنے کی آواز صاف سننے لگی تھی، ابوبکر بن حزم نے بیان کیا اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے پچاس وقت کی نمازیں مجھ پر فرض کیں۔ میں اس فریضہ کے ساتھ واپس ہوا اور جب موسیٰؑ کے پاس سے گزرا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کی امت پر کیا چیز فرض کی گئی ہے؟ میں نے جواب دیا کہ پچاس وقت کی نمازیں ان پر فرض ہوئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیں، کیوں کہ آپ کی امت میں اتنی نمازوں کی طاقت نہیں ہے، چنانچہ میں واپس ہوا اور رب العالمین کے دربار میں مراجعت کی، اس کے نتیجے میں اس کا ایک حصہ کم کر دیا گیا، پھر میں موسیٰؑ کے پاس آیا اور اس مرتبہ بھی انہوں نے کہا کہ اپنے رب سے پھر مراجعت کریں پھر انہوں نے اپنی تفصیلات کا ذکر کیا کہ رب العالمین نے ایک حصہ کی پھر کمی کر دی، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں خبر کی، انہوں نے کہا کہ آپ اپنے رب سے مراجعت کریں، کیوں کہ آپ کی امت میں اس کی بھی طاقت نہیں ہے، پھر میں واپس ہوا اور اپنے رب سے پھر مراجعت کی، اللہ تعالیٰ نے اس مرتبہ فرمادیا کہ نمازیں پانچ وقت کی کر دی گئیں اور ثواب پچاس نمازوں کا ہی باقی رکھا گیا، ہمارا قول بدلا نہیں کرتا۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے اب بھی اسی پر زور دیا کہ اپنے رب سے آپ کو پھر مراجعت

کرنی چاہیے۔ لیکن میں نے کہا کہ مجھے اللہ پاک سے بار بار درخواست کرتے ہوئے اب شرم آتی ہے۔ پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر آگے بڑھے اور سدرۃ المنتہیٰ کے پاس لائے جہاں مختلف قسم کے رنگ نظر آئے، جنہوں نے اس درخت کو چھپا رکھا تھا میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھے۔ اس کے بعد مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ موتی کے گنبد بنے ہوئے ہیں اور اس کی مٹی مشک کی طرح خوشبودار تھی۔

قولہ "ثُمَّ انْطَلَقَ حَتَّى أَتَى بِي السِّدْرَةَ الْمُنْتَهَى" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ نمازیں فرض ہونے کے بعد آپ سدرۃ المنتہیٰ کی طرف گئے تھے، حالانکہ اس سے پہلے گئے تھے، تو حرف "ثُمَّ" یہاں ترتیب کے لیے نہیں ہوگا، پہلے ہونے والی بات کو اب بعد میں ذکر کر دیا گیا ہے۔

۶۔ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى (وَإِلَى عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللهَ)

باب: اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اور قوم عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو (نبی بنا کر) بھیجا انہوں نے کہا 'اے قوم! اللہ کی عبادت کرو"

ہود بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام ہیں، لیکن ابن جریر نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے، ہود بن عبد اللہ بن رباح بن جاور بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام، انہیں قوم کا بھائی اس لیے کہا ہے کہ ان کے قبیلے سے تھے، اور اس سے دینی اخوت مراد نہیں ہے [1]۔

بعض مخالفین کہتے ہیں قوم عاد کا واقعہ تورات میں ذکر نہیں ہوا، لہذا یہ مسلمانوں کا خود ساختہ واقعہ ہے، اس کا جواب یہ

شرح بخاری

(1) ہود علیہ السلام قوم عاد کی طرف بھیجے گئے تھے، اور یہ عرب قوم تھی، جو احقاف میں رہتے تھے، اور یہ جگہ یمن میں عمان اور حضرموت کے درمیان واقع تھی، اور یہ بڑے بڑے ستونوں والے خیموں میں رہائش پذیر تھے، جیسے قرآن کریم میں ہے "أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ" (الفجر: ۶-۷) اور یہ عاد ارم تھے جو عاد الاولیٰ کہلاتے تھے، لیکن عاد الثانیہ ان کے بعد میں آنے والے ہیں، کہتے ہیں، ہود علیہ السلام نے سب سے پہلے عربی زبان میں گفتگو کی، بعض کہتے ہیں نوح علیہ السلام نے پہلے عربی زبان استعمال کی، بعض کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام پہلے عربی بولنے والے ہیں، اور یہ لوگ العرب العاربۃ تھے، اور عرب عاربہ وہ عرب ہیں جو اسماعیل علیہ السلام سے پہلے ہوئے ہیں، اور یہ بہت سے قبائل ہیں، ان میں سے عاد، ثمود، جرہم، جدیس، امیم، مدین، عملاق، عبیل، جاسم، قحطان تھے، اور العرب المستعربہ وہ ہیں جو اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں، اور اسماعیل علیہ السلام نے سب سے پہلے فصیح عربی زبان میں گفتگو کی، اور انہوں نے جرہم قبیلے سے عربی زبان سیکھی، جو حرم میں رہائش پذیر ہو گئے تھے، ان کی اصلاح کے لیے ہود علیہ السلام کو بھیجا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَسْطَةً" الاعراف: ۶۹ لیکن یہ سخت مزاج کافر قوم تھی جو بت پرستی پر مصر تھے، جب یہ شرک سے باز نہ آئے اور توحید خالص کو قبول نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے عذاب مسلط کر کے انہیں نیست و نابود کر دیا، کہا جاتا ہے کہ ہود علیہ السلام کی قبر یمن میں ہے، بعض کہتے ہیں، دمشق میں ہے۔ قصص الانبیاء ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ: ص ۱۰۵

دیا گیا ہے کہ قوم عاد کے کھنڈرات یمن کے علاقہ میں موجود ہیں، قرآن کریم میں ہے، "فَأَصْبَحُوا لَا يُرَىٰ إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ"[1] اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہاں قوم عاد آباد رہی ہے، اور دوسری بات یہ ہے کہ تورات تین چار سو سال کے واقعات بیان کرنے سے خاموش ہے، ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ ان تین چار سو سال کے عرصہ میں ہوئے ہوں، پھر یہ بھی یاد رہے کہ تورات ساری دنیا کی تاریخ کو محیط نہیں ہے، تورات میں ان کا ذکر نہ پائے جانے سے ان کی نفی نہیں کی جاسکتی۔

۳۳۴۳: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الحَكَمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «نُصِرْتُ بِالصَّبَا، وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُورِ».

ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا، ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے، ان سے مجاہد نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (غزوہ خندق کے موقع پر) پروا ہوا سے میری مدد کی گئی اور قوم عاد پچھوا ہوا سے ہلاک کردی گئی تھی۔

۳۳۴۴: قَالَ: وَقَالَ ابْنُ كَثِيرٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: بَعَثَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذُهَيْبَةٍ فَقَسَمَهَا بَيْنَ الأَرْبَعَةِ الأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الحَنْظَلِيِّ، ثُمَّ المُجَاشِعِيِّ، وَعُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الفَزَارِيِّ، وَزَيْدٍ الطَّائِيِّ، ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ، وَعَلْقَمَةَ بْنِ عُلاَثَةَ العَامِرِيِّ، ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلاَبٍ، فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ، وَالأَنْصَارُ، قَالُوا: يُعْطِي صَنَادِيدَ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا، قَالَ: «إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ». فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ العَيْنَيْنِ، مُشْرِفُ الوَجْنَتَيْنِ، نَاتِئُ الجَبِينِ، كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوقٌ، فَقَالَ: اتَّقِ اللهَ يَا مُحَمَّدُ، فَقَالَ: «مَنْ يُطِعِ اللهَ إِذَا عَصَيْتُ؟ أَيَأْمَنُنِي اللهُ عَلَى أَهْلِ الأَرْضِ فَلاَ تَأْمَنُونِي» فَسَأَلَهُ رَجُلٌ قَتْلَهُ - أَحْسِبُهُ خَالِدَ بْنَ الوَلِيدِ - فَمَنَعَهُ، فَلَمَّا وَلَّى قَالَ: إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا، أَوْ: فِي عَقِبِ هَذَا قَوْمًا يَقْرَءُونَ القُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يَقْتُلُونَ أَهْلَ الإِسْلاَمِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الأَوْثَانِ، لَئِنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ۔

(حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا) کہ ابن کثیر نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابن ابی نعیم نے اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (یمن سے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ سونا بھیجا تو آپ نے اسے چار آدمیوں میں تقسیم کردیا، اقرع بن حابس حنظلی ثم المجاشعی، عیینہ بن بدر فزاری، زید طائی بنی نبہان والے اور علقمہ بن

---

[1] الاحقاف:۲۵

علاثہ عامری بنو کلاب والے، اس پر قریش اور انصار کے لوگوں کو غصہ آیا اور کہنے لگے کہ آنحضرت ﷺ نے نجد کے بڑوں کو تو دیا لیکن ہمیں نظر انداز کر دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں صرف ان کے دل ملانے کے لیے انہیں دیتا ہوں (کیوں کہ ابھی حال ہی میں یہ لوگ مسلمان ہوئے ہیں) پھر ایک شخص سامنے آیا، اس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، کلے پھولے ہوئے تھے، پیشانی بھی اٹھی ہوئی، ڈاڑھی بہت گھنی تھی اور سر منڈا ہوا تھا۔ اس نے کہا اے محمد! اللہ سے ڈرو (ﷺ) آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اگر میں ہی اللہ کی نافرمانی کروں گا تو پھر اس کی فرمانبرداری کون کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے مجھے روئے زمین پر دیانت دار بنا کر بھیجا ہے۔ کیا تم مجھے امین نہیں سمجھتے؟ اس شخص کی اس گستاخی پر ایک صحابی نے اس کے قتل کی اجازت چاہی، میرا خیال ہے کہ یہ حضرت خالد بن ولید تھے، لیکن آنحضرت ﷺ نے انہیں اس سے روک دیا، پھر وہ شخص وہاں سے چلنے لگا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس شخص کی نسل سے یا (آپ ﷺ نے فرمایا کہ) اس شخص کے بعد اسی کی قوم سے ایسے لوگ جھوٹے مسلمان پیدا ہوں گے، جو قرآن کی تلاوت تو کریں گے، لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، دین سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے، یہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے، اگر میری زندگی اس وقت تک باقی رہے تو میں ان کو اس طرح قتل کروں گا جیسے قوم عاد کا (عذاب الٰہی سے) قتل ہوا تھا کہ ایک بھی باقی نہ بچا۔



قولہ "فَسَأَلَه رَجُلٌ قَتْلَهُ، فَمَنَعَهُ" اس زمانہ میں ان کی شرارت ظاہر نہیں ہوئی تھی، اور یہ اعتراض کرنے والا نماز پڑھتا تھا اس لیے آپ نے اس کے قتل سے روک دیا اس کے بعد جب ان کی شرارت ظاہر ہونے لگی تو آپ نے فرمایا، اگر میں اس وقت کو پالوں تو سب کو قتل کر دوں، بعض لوگ نیک ہوتے ہیں لیکن وہ اپنی نیکی کو صداقت کا معیار بنا لیتے ہیں، جو اس پر پورا نہ اترے اسے کافر سمجھتے ہیں، یہ اصل میں خارجی لوگ تھے، خارجی پہلے نیک لوگ تھے نمازیں وغیرہ ادا کرتے تھے، لیکن انہوں نے دوسروں کو کافر اور واجب القتل سمجھنا شروع کر دیا تھا، اور مرتکب کبیرہ کو خارج عن الاسلام سمجھتے تھے۔

شرح بخاری

٣٣٤٥: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ: {فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ} [القمر:١٥]

ہم سے خالد بن یزید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے ان سے اسود نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ آیت فهل من مدكر کی تلاوت فرما رہے تھے۔ یہ آیت سورۃ قمر میں قوم عاد کے قصے میں بھی آئی ہے اس لیے اس حدیث کو لائے ہیں۔



باب قول الله تعالى والى ثمود اخاهم صالحا

قوم ثمود "حجر" مقام کی رہنے والی تھی جو کہ تبوک اور حجاز کے درمیان واقع ہے اور "حجر" بمعنی حرام بھی ہوتا ہے، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَقَالُوا هَٰذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ"[1] "أي حرام" وہ زمین کا حصہ جس پر رکاوٹ کھڑی کر دی جائے وہ بھی حجر کہلاتا ہے اور بیت اللہ کے حطیم کو بھی "حجر" کہا جاتا ہے، اور گھوڑی کو بھی حجر کہتے ہیں اور عقل پر حجر اور حجی کا لفظ بھی بولا جاتا ہے، یہ اس لفظ کے متعدد معانی ہیں[2]۔

۷۔ بَابُ قِصَّةِ يَأْجُوجَ، وَمَأْجُوجَ

---

[1] الانعام:۳۸

[2] ثمود مشہور قبیلہ تھا جو اپنے جد ثمود کے نام سے موسوم تھا اور ثمود اور جدیس دونوں بھائی تھے اور یہ عاثر بن ارم بن سام بن نوح کے بیٹے تھے، اور یہ العرب العاربۃ سے تھے، اور حجاز اور تبوک کے درمیان حجر کے مقام کے باشندے تھے، نبی اکرم ﷺ غزوۂ تبوک کے موقع پر اپنے صحابہ کرام کے ساتھ تبوک کو جاتے ہوئے ان کی وادیوں سے گزرے تھے، اور قوم نوح کے بعد قوم عاد آئی اور قوم عاد کے بعد قوم ثمود ہوئی ہے، قوم ثمود بھی قوم عاد کی طرح بتوں کی عبادت کیا کرتی تھی، اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت اور اصلاح کے لیے حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا، ان کا نسب یوں بیان کیا گیا ہے، صالح بن عبید بن اسیف بن ماسح بن عبید بن حاجر (حادر) بن ثمود بن عاثر بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام۔

قوم ثمود نے بطور معجزہ پہاڑ سے نکالی گئی اونٹنی کو قتل کر دیا تھا اور یہ واقعہ مفسرین نے یوں بیان کیا ہے کہ قوم ثمود ایک دن اپنی مجلس میں جمع تھی، ان کے پاس حضرت صالح علیہ السلام آئے، انہیں وعظ و نصیحت کرنے لگے، اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے لگے، تو قوم نے کہا، اے صالح، اگر آپ اس چٹان سے فلاں فلاں صفات والی اونٹنی نکال دیں، انہوں نے ایک پہاڑ کی چٹان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، تو ہم تجھے سچا مان لیں گے، تو حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے کہا اگر تمہارا مطالبہ پورا ہو جائے تو کیا تم ایمان لے آؤ گے، انہوں نے کہا، ہاں، تو حضرت صالح نے اس پر ان سے پختہ وعدے لے لیے، اور اپنے مصلی کی طرف گئے، جو مقدر تھی انہوں نے نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے اونٹنی نکالنے کی دعا کی، اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ چٹان پھٹی اور اس سے کوہان والی دس ماہ کی حاملہ بڑی اونٹنی نکل آئی، اور ان کا مطالبہ پورا ہو گیا، یہ معجزہ دیکھ کر کافی لوگ مسلمان ہو گئے، لیکن ان میں اکثر لوگ اپنے کفر و عناد پر ہی برقرار رہے، یہ اونٹنی جہاں چاہتی ان کی زمینوں سے چارہ چرتی، اور پانی پینے کے لیے ایک دن اس کا ہوتا، اور ان کے جانوروں کے لیے دوسرا دن ہوتا تھا وہ جب وارد ہوتی تو کنویں کا سارا پانی پی جاتی تھی، جب ایسے ہی لمبا عرصہ گزر گیا تو انہوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ اس اونٹنی کو قتل کر دیا جائے، حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے خبردار کیا لیکن وہ باز نہ آئے، اور اپنے ایک بدبخت کو اس کام کے لیے تیار کیا، جس کا نام قدار بن سالف بن جندع تھا، کہا جاتا ہے کہ یہ زانیہ کا بیٹا تھا جس نے سالف کے بستر پر جنم لیا تھا، اور اس نے اس اونٹنی کو مار ڈالا، یہ فعل اگرچہ اس اکیلے کا تھا، لیکن وہ ساری قوم کا تیار کردہ تھا اور ساری قوم ثمود اللہ تعالیٰ کے عذاب کی لپیٹ میں آ گئی۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر: ص ۱۲۰)

باب: یاجوج وماجوج کا بیان۔

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: قَالُوا {يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ، وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الأَرْضِ} [الكهف: ٩٤] قَوْلُ اللهِ تَعَالَى {وَيَسْأَلُونَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ قُلْ سَأَتْلُو عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا. إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا} [الكهف: ٨٤]. «فَاتَّبَعَ سَبَبًا» - إِلَى قَوْلِهِ - «ائْتُونِي زُبَرَ الحَدِيدِ»: «وَاحِدُهَا زُبْرَةٌ وَهِيَ القِطَعُ» {حَتَّى إِذَا سَاوَى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ} [الكهف: ٩٦] يُقَالُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: الجَبَلَيْنِ، وَالسُّدَّيْنِ الجَبَلَيْنِ {خَرْجًا} [الكهف: ٩٤]: «أَجْرًا» {قَالَ انْفُخُوا حَتَّى إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا} [الكهف:٩٦]: «أَصْبُبْ عَلَيْهِ رَصَاصًا، وَيُقَالُ الحَدِيدُ، وَيُقَالُ: الصُّفْرُ» «وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «النُّحَاسُ» {فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ} [الكهف: ٩٧] «يَعْلُوهُ، اسْتَطَاعَ اسْتَفْعَلَ، مِنْ أَطَعْتُ لَهُ، فَلِذَلِكَ فُتِحَ أَسْطَاعَ يَسْطِيعُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: اسْتَطَاعَ يَسْتَطِيعُ»، وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا. {قَالَ هَذَا رَحْمَةٌ مِنْ رَبِّي فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكًّا}: أَلْزَقَهُ بِالأَرْضِ، وَنَاقَةٌ دَكَّاءُ لاَ سَنَامَ لَهَا، وَالدَّكْدَاكُ مِنَ الأَرْضِ مِثْلُهُ، حَتَّى صَلُبَ وَتَلَبَّدَ، {وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا. وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ} [الكهف: ٩٨] {حَتَّى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ} [الأنبياء: ٩٦] قَالَ قَتَادَةُ: «حَدَبٌ: أَكَمَةٌ» «قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتُ السَّدَّ مِثْلَ البُرْدِ المُحَبَّرِ، قَالَ: «رَأَيْتَهُ».

ارشاد باری تعالیٰ ہے: انھوں نے کہا: اے ذوالقرنین! یاجوج وماجوج زمین میں فساد کرتے ہیں۔" نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور آپ سے ذوالقرنین کے متعلق پوچھتے ہیں مجھے لوہے کی چادریں لادو تک۔" زبر کا واحد زبرۃ ہے۔ اس کے معنی ہیں: لوہے کے ٹکڑے "یہاں تک کہ جب اس نے دونوں پہاڑوں کے خلا کو برابر کر دیا۔" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ الصَّدَفَيْنِ سے مراد دو پہاڑ ہیں السَّدَّيْنِ سے مراد بھی دو پہاڑ ہیں خَرْجًا کے معنی اجرت کے ہیں۔ ذوالقرنین نے کہا: «دھونکو (دہکاؤ) حتیٰ کہ جب اس نے اسے آگ بنا دیا تو کہا کہ میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ میں اس پر ڈال (کر پیوست) کر دوں۔ اس پر رصاص ڈال دوں۔ رصاص لوہے اور تانبے کو کہا جاتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اس سے مراد پیتل ہے۔ وہ (یاجوج وماجوج) اس پر نہیں چڑھ سکیں گے۔ اسطاع "باب استفعال سے ہے۔ یہ طعت لہ سے ماخوذ ہے۔ اسی لیے مفتوح پڑھا گیا ہے اسطاع یسطیع سے ہے اور بعض نے کہا کہ استطاع یستطیع سے ہے۔ وہ اس پر چڑھ نہیں سکیں گے۔ اور نہ اس میں سوراخ ہی کر سکیں گے۔ اس (ذوالقرنین) نے کہا: یہ میرے رب کی رحمت ہے مگر جب میرے رب کا وعدہ آجائے گا تو وہ اسے پیوند خاک کر دے گا۔ اس کے معنی ہیں کہ اللہ اسے زمین کے ساتھ ملا دے گا۔ جس اونٹنی کی

کوہان نہ ہو اسے ناقة' دکاء کہا جاتا ہے۔ اسی طرح دکداک وہ صاف زمین ہے جو سخت ہو گئی ہو اور اس میں اونچائی نہ رہے۔ "اور میرے رب کا وعدہ بر حق ہے اور اس دن ہم انھیں چھوڑ دیں گے، وہ ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو جائیں گے۔" حتیٰ کہ جب یاجوج وماجوج کو کھول دیا جائے گا اور وہ ہر بلندی سے نیچے کو دوڑتے آئیں گے۔ حضرت قتادہ نے کہا حدب سے مراد ٹیلہ ہے۔ ایک شخص نے نبی ﷺ سے عرض کیا: میں نے یہ دیوار دیکھی ہے جو منقش چادر کی طرح ہے تو آپ نے فرمایا: "یقیناً تو نے اسے دیکھ لیا ہے۔"

یاجوج ایک آدمی ہے اور ماجوج دوسرا آدمی ہے اور دونوں یافث بن نوح علیہ السلام کے بیٹے ہیں، شاہ ولی اللہ کے قول کے مطابق شر مجتمع کا شر منتشر میں ظاہر ہونا ہی یاجوج وماجوج ہے، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یاجوج ماجوج یافث کی اولاد سے ہیں، روسی اپنے آپ کو یاجوج کی اولاد سے کہلواتے ہیں، اور برطانیہ اور المانیہ کے لوگ ماجوج کی اولاد سے کہلواتے ہیں۔ بائبل کی عبارت ہے "کل روس رأس یاجوج وماجوج" یہ خاص مراد ہیں، پوری قوم مراد نہیں ہے، ذوالقرنین نے انہیں درے میں بند کر دیا تھا۔

یہ درہ کہاں ہے اس میں اختلاف ہے، بعض نے کہا ہے کہ جو درہ، دربند کے پاس ہے، اس میں ان کو بند کیا تھا، بحر قلزم اور بحر اسود کے درمیان جو پہاڑوں کا سلسلہ جاتا ہے ان کے درمیان ایک جگہ ہے جسے دربند کہتے ہیں، یعنی ایک طرف بحر قلزم تھا اور دوسری طرف بحر اسود تھا ان کے درمیان پہاڑوں کے سلسلے میں یہ جگہ تھی، ابن کثیر نے کہا ہے کہ یہ جگہ آرمینیہ کے آگے ہے، اور آرمینیہ سے آگے تو دربند والی جگہ ہے۔

بعض اس کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ وہ جگہ نہیں ہے بلکہ جبل قوقایہ کے شمالی جانب ذوالقرنین نے ایک دیوار بنائی تھی، وہ یہاں مراد ہے، دربند والی دیوار مراد نہیں ہے، کیونکہ دربند والی دیوار ذوالقرنین نے نہیں بنائی بلکہ فارس کے بادشاہ سائرس نے بنائی تھی، مسیح علیہ السلام سے تقریباً ساڑھے پانچ سو سال پہلے اس کا ظہور ہوا ہے، اس نے بابل فتح کر کے یہودیوں کو واپس دیا تھا، دانیال نبی بھی اس وقت ہوا ہے، اسے مسیح بھی قرار دیا گیا ہے، مسیح بمعنی بڑا سچا اور راست باز، کہا گیا ہے کہ سائرس کا مجسمہ اسکندریہ سے ملا ہے، اس کے تاج پر دو سینگ لگے ہوئے ہیں، ہو سکتا ہے اسے ذوالقرنین اس لیے کہا جاتا ہے، کیونکہ دانیال نبی نے خواب میں ایک مینڈھا دیکھا تھا اس کے دو سینگ تھے اور مشرق ومغرب میں پھر گیا تھا، اس کے بعد ایک اور آیا اس کا ایک ہی سینگ تھا اس کو اس نے فنا کر دیا، اور اس کی تعبیر کی کہ دو سینگوں والا مینڈھا جو دو علاقوں کا بادشاہ ہو گا اس کے بعد جو دیکھا گیا اس سے سکندر مقدونی مراد ہے، جو خواب میں ایک سینگ والا دیکھا گیا تھا۔ اس نے حملہ کر کے اس کو فنا کر دیا، سکندر ساری دنیا میں پھرا اور اس کی سلطنت کو بھی اس نے تباہ کر دیا تھا، سائرس کے متعلق بائبل میں بھی اس قسم کی پیشگوئیاں موجود ہیں، جن میں اس کی بڑی تعریف کی گئی ہے، حتیٰ کہ اسے مسیح بھی کہا گیا ہے، یہودیوں نے بھی اس کی تعریف کی ہے، حالانکہ یہ لوگ اپنے علاوہ کسی کی تعریف نہیں کرتے اسی نے انہیں بیت المقدس واپس دلایا تھا، بعض نے کہا ہے کہ ذوالقرنین یہی ہے، اور

دانیال نبی کے خواب کا مصداق اسے بنایا گیا ہے، دو سینگے یعنی مینڈھے کو ذوالقرنین کہتے ہیں۔ اس پیشگوئی کی وجہ سے اس کا نام ذوالقرنین پڑ گیا، یہاں تک کہ اس کے سر کے تاج میں بھی دو سینگ لگا دیئے گئے تاکہ وہ اس پیش گوئی کا مکمل مصداق بن جائے، بعض کے ہاں اسے عقاب بھی کہا گیا ہے اسکندریہ میں سائرس کا فوٹو ملا ہے اس کے تاج پر دو سینگ لگے ہوئے ہیں۔ اس سے ذوالقرنین کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

قرآن کریم نے اس کے تین سفر ذکر کیے ہیں، ایک سفر مغرب کی طرف، دوسرا سفر مشرق کی طرف، اور تیسرا سفر شمال کی طرف، ان تینوں کا ذکر اس کی سیرت میں بھی موجود ہے، مغرب کے سفر میں اس نے یونان پر حملہ کیا تھا، قرآن کریم میں ہے "حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِندَهَا قَوْمًا"[1] یہ یونان کے حملہ کا ذکر ہے اس وقت معلوم ایسے ہوتا تھا کہ سورج کیچڑ میں غروب ہو رہا ہے۔ اس کے بعد مشرق کی طرف سفر کیا، اس سے متعلق قرآن کریم میں ہے "حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَل لَّهُم مِّن دُونِهَا سِتْرًا"[2] یعنی ایسی قوم کو پایا جو ننگے پڑے رہتے تھے۔ پھر شمال کا سفر کیا وہاں دربند میں یا کہیں اور دیوار بنائی۔ تاریخ میں صراحت نہیں آئی، بعض کا کہنا ہے کہ اس علاقے میں پہلے روسیوں پر حملے ہوتے رہے ہیں، لیکن سائرس کی آمد کے بعد کوئی حملہ نہیں ہوا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دیوار اس نے بنائی ہو گی، ایسی قیاس آرائی کرتے ہیں، بعض کا قول ہے کہ ذوالقرنین سے مراد دو میڈھیوں والا ہے، اس کی لمبی لمبی مینڈھیاں رکھی ہوئی تھیں اس لیے اسے ذوالقرنین کہتے ہیں، بعض کا خیال ہے کہ وہ دو زمانے تک زندہ رہا ہے، حافظ کی رائے یہ ہے کہ یہ پہلے کوئی بادشاہ ہوا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہم عصر تھا، جب ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ تعمیر کر رہے تھے، اس وقت یہ آیا اور کہا کیا کر رہے ہو، تو ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے گھر بنا رہا ہوں، کہا آپ کا گواہ کون ہے؟ فرمایا یہ سارے پتھر گواہی دیں گے کہ میں یہ گھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے بنا رہا ہوں، گویا یہ اس زمانے کا واقعہ ہے، کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور مسیح علیہ السلام کے درمیان دو ہزار سال سے زیادہ کا فاصلہ ہے، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ دو ہزار سال پہلے کا ہے، یہ حافظ کا خیال ہے، ناسخ التواریخ والے نے لکھا ہے کہ یہ شخص عادیوں سے ہوا ہے، شداد بادشاہ کے بھتیجے ضحاک نے جمشید کو قتل کیا تھا یہ اس زمانے کی پرانی باتیں ہیں، یہ شخص ان عادیوں سے تھا، اور اس نے جبل قوقایہ کی طرف جو سفر کیا تھا وہاں اس نے دیوار بنائی تھی، اور اس نے اس کی تاریخ بتائی ہے کہ آدم علیہ السلام جب جنت سے نکالے گئے، اس ھبوط کی تاریخ سے تین ہزار چار سو ساٹھ سال بعد دیوار بنائی گئی ہے، بہر صورت تاریخ منضبط نہیں ہے، کوئی کم کوئی زیادہ بیان کرتا ہے، بعض کہتے ہیں کہ ذوالقرنین فرشتہ تھا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو سنا، وہ یاذالقرنین کہہ کہ کسی کو پکار رہا تھا تو آپ نے اسے کہا، "تسمیہ بأسماء الملائکۃ" یعنی اب تم نے فرشتوں والے نام رکھنا شروع کر دیئے ہیں، اور جاحظ نے

---

[1] الکہف:۸٦

[2] الکہف:۹۰

"الحیوان" میں لکھا ہے کہ اس کی ماں بنات آدم سے اور باپ فرشتہ تھا، یہ ان فرشتوں سے ہو گا جنہیں جن کہا جاتا ہے، جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے، "ان من الملائکة قبیلة من الجن"

صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ ذوالقرنین پہلے ہوا ہے اور اسی نے جبل قوقایہ میں دیوار بنائی ہے، اور یہ وہ دیوار نہیں ہے جو دربند میں بنی ہے، اور نہ ہی اس سے مراد یمن والی دیوار ہے جو کہ شداد نے بنائی ہے، دیوار چین بھی مراد نہیں ہے جو بارہ سو میل لمبی ہے،

قولہ "الصَّدَفَيْنِ يقال عن ابن عباس" یعنی حضرت عبداللہ بن عباس نے "الصَّدَفَيْنِ" کا معنی دو پہاڑ کیا ہے اور "السدین" سے مراد بھی دو پہاڑ ہیں۔

قولہ "يُقَالُ الحَدِيدُ" یعنی رصاص سے مراد لوہا ہے یا تانبا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاں اس سے مراد پیتل ہے۔

قولہ "فَلِذَلِكَ فُتِحَ أَسْطَاعَ" یہ اس سے قبل "اسْتَفْعَلَ" کی علت نہیں بن سکتی، کیونکہ باب استفعال میں ہمزہ مکسور ہوتا ہے جبکہ اسطاع میں ہمزہ مفتوح ہے، اور اس میں سین زائد ہو کر باب افعال بن جائے گا، جیسا کہ "أهراق يهريق" میں ہے، ہاں یہ "من طعت" کی علت بن جائے گا، کیونکہ سین زائد ہو کر "اطاع" "طعت" سے بن جائے گا، ایک قراءت کے مطابق "اسطاع" وارد بھی ہے۔

قولہ "جَعَلَهُ دَكَّاءَ" وہ دیوار تو عرصے سے ٹوٹ چکی ہے، لیکن دیوار ٹوٹنے کے ساتھ ہی ان کا موج مارنا ضروری نہیں ہے، بلکہ ان کا موج مارنا بعد میں ہو گا، قرآن کریم میں ہے "وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ"[1] میں "یومئذ" سے مراد ہے کہ دیوار ٹوٹنے کے بعد جوش میں آئیں گے، دیوار ٹوٹنے کے ساتھ ہی موج مارنا مراد نہیں ہے، ویسے بھی اب اگر دیوار بالفرض ہو تو وہ ان کے نکلنے سے مانع نہیں ہو سکتی، کیونکہ اب تو ہوائی جہاز اور بحری جہاز وجود میں آ گئے ہیں، لہذا اب وہ دیوار اور بحر قلزم اور بحر اسود سے نکلنے سے مانع نہیں ہے، اس زمانے میں مانع تھی جب یہ دیوار بنائی گئی تھی۔

قولہ "وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ" دوسرے مقام میں "حَتَّى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ"[2] آتا ہے، کھولے جانے سے مراد یہ ہے کہ وہ دوسرے علاقوں میں آجائیں گے، یہ مطلب نہیں ہے کہ دیوار ٹوٹنے کے ساتھ ہی آجائیں گے، اب تو ان میں سے بعض حملہ کرتے ہیں اور بعض نہیں کرتے، لیکن ایک ایسا وقت آجائے گا کہ وہ سب حملہ کر دیں گے، اور "وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ" سے مراد بھی یہی ہے جب وہ کھولے جائیں گے، اور حملہ آور ہوں گے، اور یہ دیوار ٹوٹنے سے معلق نہیں ہے، وہ دیوار تو عرصے سے ٹوٹ چکی ہے، ترمذی میں ایک روایت آتی ہے جو ضعیف ہے کہ وہ اس دیوار کو چاٹتے رہتے ہیں، جب وہ باریک ہو جاتی ہے تو چھوڑ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ باقی کو صبح توڑیں گے، لیکن وہ پھر ویسے ہی ہو جاتی ہے، اس روایت کے متعلق ابن کثیر نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ثابت نہیں ہے، جب کہ صحیح

---

1. الکہف:۹۹
2. الانبیاء:۹۶

حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس دیوار میں سوراخ ہو چکا ہے [1]۔
جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیوار اس وقت ہی ٹوٹ گئی تھی، اور مذکورہ روایت کے بارہ میں یہ بات بھی سوچنے کی ہے کہ ان کی زبانیں درانتیاں تو نہیں ہیں، جو چاٹ کر لوہے کی دیوار کو باریک کر دیں، یہ مثالی مخلوق ہو اور دیوار بھی مثالی ہو تب ہو سکتا ہے، کعب احبار کا قول ہے کہ ذوالقرنین ستاروں سے گھوڑے باندھا کرتا تھا، یہ بھی تب ہو سکتا ہے جبکہ ذوالقرنین فرشتہ ہو، حالانکہ وہ بنو آدم سے ہے۔
قولہ "وَالدَّكْدَاكُ مِنَ الأَرْضِ" وہ زمین ہموار ہو کر سخت ہو گئی ہو اور اس میں اونچائی نہ ہو۔ قولہ "رَأَيْتُ السَّدَّ" یہ دیوار جو اس آدمی نے دیکھی تھی یہ یمن میں تھی، جو شداد نے بنوائی تھی۔

٣٣٤٦: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ، حَدَّثَتْهُ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُنَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَقُولُ: «لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ، فُتِحَ اليَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هَذِهِ» وَحَلَّقَ بِإِصْبَعِهِ الإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا، قَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ: أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ: «نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الخَبَثُ»۔



ہم سے یحیٰی بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے، ان سے ام حبیبہ بنت ابی سفیان نے، ان سے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ ان کے یہاں تشریف لائے آپ کچھ گھبرائے ہوئے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں، ملک عرب میں اس برائی کی وجہ سے بربادی آجائے گی جس کے دن قریب آنے کو ہیں، آج یاجوج ماجوج نے دیوار میں اتنا سوراخ کر دیا ہے پھر آنحضرت ﷺ نے انگوٹھے اور اس کے قریب کی انگلی سے حلقہ بنا کر بتلایا۔ ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے سوال کیا یا رسول اللہ! کیا ہم اس کے باوجود ہلاک کر دیئے جائیں گے کہ ہم میں نیک لوگ بھی موجود ہوں گے؟ آپ نے فرمایا کہ جب فسق و فجور بڑھ جائے گا (تو یقیناً بربادی ہوگی)

قولہ "فُتِحَ اليَوْمَ مِنْ رَدْمِ" یہ اصل میں خواب کا واقعہ ہے خواب میں آپ نے دیکھا کہ ذوالقرنین کی بنائی ہوئی دیوار میں سوراخ ہو گیا ہے، اور اس کی تعبیر یہ کی کہ عربوں میں عنقریب فتنے شروع ہو جائیں گے، اور نبی اکرم ﷺ نے عربوں اور مفسدین کے درمیان جو ایک قسم کی دیوار کھڑی کی ہے، فرمایا اس کے ٹوٹنے کا وقت قریب آ گیا ہے، اس میں سوراخ ہونے سے مراد یہ تھی کہ فتنے رونما ہونے کا کام شروع ہو گیا ہے، جب عربوں میں اختلاف زور

[1] صحیح بخاری: ٣٣٤٦، ٣٥٩٨، ٧٠٥٩، ٧١٣٥

پکڑ گیا تو گویا وہ دیوار بالکل ختم ہو گئی، واقعی دیوار میں سوراخ ہونا مراد نہیں ہے، اور بعض لوگ اسے ظاہر پر محمول کرتے ہیں۔

۳۳۴۷: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «فَتَحَ اللهُ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلَ هَذَا وَعَقَدَ بِيَدِهِ تِسْعِينَ»۔

ہمیں مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے، ان سے ابن طاوس نے، ان سے ان کے والد طاوس نے، ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ پاک نے یاجوج ماجوج کی دیوار سے اتنا کھول دیا ہے، پھر آپ نے اپنی انگلیوں سے نوے کا عدد بنا کر بتلایا۔

قولہ "فَتَحَ اللهُ مِنْ رَدْمِ" اس سے مراد حقیقتاً دیوار میں سوراخ ہونا ہے، اس سے پہلی حدیث میں ذکر ہونے والا معاملہ اگرچہ خواب کا تھا۔

۳۳۴۸: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَقُولُ اللهُ تَعَالَى: يَا آدَمُ، فَيَقُولُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالخَيْرُ فِي يَدَيْكَ، فَيَقُولُ: أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ، قَالَ: وَمَا بَعْثُ النَّارِ؟، قَالَ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ، فَعِنْدَهُ يَشِيبُ الصَّغِيرُ، وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا، وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى، وَلَكِنَّ عَذَابَ اللهِ شَدِيدٌ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَأَيُّنَا ذَلِكَ الوَاحِدُ؟ قَالَ أَبْشِرُوا، فَإِنَّ مِنْكُمْ رَجُلًا وَمِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ أَلْفًا. ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنِّي أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا، فَقَالَ: «أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الجَنَّةِ» فَكَبَّرْنَا، فَقَالَ: «أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الجَنَّةِ» فَكَبَّرْنَا، فَقَالَ: «مَا أَنْتُمْ فِي النَّاسِ إِلَّا كَالشَّعَرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ ثَوْرٍ أَبْيَضَ، أَوْ كَشَعَرَةٍ بَيْضَاءَ فِي جِلْدِ ثَوْرٍ أَسْوَدَ»۔

مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوصالح نے اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) فرمائے گا، اے آدم! آدم عرض کریں گے میں اطاعت کے لیے حاضر ہوں، مستعد ہوں، ساری بھلائیاں صرف تیرے ہی ہاتھ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، جہنم میں جانے والوں کو (لوگوں میں سے الگ) نکال لو۔ حضرت آدم عرض کریں گے۔ اے اللہ! جہنمیوں کی تعداد کتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ اس وقت (کی ہولناکی اور وحشت سے) بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور ہر حاملہ عورت اپنا حمل گرا دے گی۔ اس وقت تم (خوف و دہشت سے) لوگوں کو مدہوشی کے عالم میں

دیکھو گے، حالانکہ وہ بے ہوش نہ ہوں گے۔ لیکن اللہ کا عذاب بڑا ہی سخت ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ ایک شخص ہم میں سے کون ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں بشارت ہو، وہ ایک آدمی تم میں سے ہوگا اور ایک ہزار دوزخی یاجوج ماجوج کی قوم سے ہوں گے۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مجھے امید ہے کہ تم (امت مسلمہ) تمام جنت والوں کے چوتھائی ہو گے ہم نے اللہ اکبر کہا پھر آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ تم تمام جنت والوں کے ایک تہائی ہو گے۔ پھر ہم نے اللہ اکبر کہا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ تم تمام جنت والوں کے آدھے ہو گے پھر ہم نے اللہ اکبر کہا، پھر آپ نے فرمایا کہ (محشر میں) تم لوگ تمام انسانوں کے مقابلے میں اتنے ہو گے جتنے کسی سفید بیل کے جسم پر ایک سیاہ بال، یا جتنے کسی سیاہ بیل کے جسم پر ایک سفید بال ہوتا ہے۔

قولہ "مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ" اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام سے فرمائیں گے، اے آدم اپنی اولاد سے دوزخ کی آگ میں ڈالے جانے والوں کا لشکر الگ کر دو، آدم علیہ السلام کہیں گے، اے اللہ، آگ میں جانے والوں کا لشکر کتنا ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے، اس ہولناک منظر کی وجہ سے بچے بوڑھے ہو جائیں گے، اور حاملہ عورت اپنے حمل کو گرادے گی[1]۔



بعض احادیث میں آتا ہے کہ سو میں سے ننانوے دوزخی ہوں گے اس میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ کافروں کو اکٹھا کیا جائے، تو ہزار سے ایک کی نسبت ہوگی، اور اگر صرف یاجوج ماجوج مراد ہوں تو پھر دوسری نسبت مراد ہو گی، اور مفسد ہونے کا لحاظ کرتے ہوئے سارے کافروں کو یاجوج وماجوج کہا جاسکتا ہے، اور یہ تشبیہ کی صورت ہوگی۔

٨۔ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى {وَاتَّخَذَ اللهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا} [النساء:١٢٥] إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ (النحل:١٢٠) وقوله: (إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ) (التوبة:١١٤)

سورۃ النحل میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ اور اللہ نے ابرہیم کو خلیل بنایا" اور (سوہ نحل میں) اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ "بے







[1] اس جملے کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ قسطلانی لکھتے ہیں "فعنده أي عند قوله تعالى لادم أخرج بعث النار" یعنی اللہ تعالیٰ جب آدم علیہ السلام سے کہیں گے کہ ہزار میں سے نو سو ننانوے جہنم میں جلنے کے لیے الگ کر دیں تو اس وقت ہولناک منظر کی وجہ سے اگر کوئی بچہ پایا جائے تو وہ بوڑھا ہو جائے کیونکہ غم وفکر جسمانی قوتوں کو کمزور کر دیتا ہے اور بڑھاپا جلدی لاتا ہے یا یہ جملہ حقیقت پر محمول ہے کیونکہ ہر شخص اسی حالت پر اٹھایا جائے گا جس پر وہ فوت ہوا ہوگا، لہذا جو بچے اپنے بچپن میں فوت ہوئے ہوں گے، وہ بچپنے کی عمر میں ہی اٹھائے جائیں گے، وہ اس ہولناک فرمان کو سن کر بوڑھے ہو جائیں گے، اسی طرح کسی حاملہ عورت کے وجود کو فرض کر لیا جائے تو یہ اعلان سن کر اس کا حمل ساقط ہو جائے گا، یا اس سے مراد بھی حقیقت ہے کہ جو عورت حمل کی حالت میں فوت ہوئی ہو گی وہ اس دن حاملہ ہی اٹھائی جائے گی، اور اس اعلان کی گھبراہٹ کی وجہ سے اپنا حمل گرادے گی (ارشاد الساری للقسطلانی: ج۵، ص۳۴۰)

شک ابراہیم (تمام خوبیوں کا مجموعہ ہونے کی وجہ سے خود) ایک امت تھے اللہ تعالیٰ کے مطیع و فرماں بردار اور ایک طرف ہونے والے اور (سورۂ توبہ میں) اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ "بے شک ابراہیم نہایت نرم طبیعت اور بڑے ہی بردبار تھے۔

وقال ابو ميسرة: الرحيم بلسان الحبشة.

ابو میسرہ نے کہا: اواہ حبشی زبان میں رحیم کے معنی میں ہے۔

سریانی زبان میں ابراہیم کا معنی "أب راحم" ہے اور خلیل، فعیل بمعنی فاعل ہے، اور یہ "خلة بضم الخاء" سے مشتق ہے، اور خلت سے مراد وہ محبت ہے جو دل میں سرایت کر جائے، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں بھی اللہ تعالیٰ کی محبت سرایت کیے ہوئے تھی اس لیے انہیں ابراہیم خلیل علیہ السلام کہا گیا ہے، بعض کہتے ہیں کہ خلیل مشتق ہے "خلة بفتح الخاء" بمعنی حاجت کے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کے لیے منقطع تھے اور اپنی تمام حاجات اور ضرورتوں کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑے ہوئے تھے اس لیے انہیں خلیل کہا جاتا ہے۔

اور ان کا نسب یوں بیان کیا گیا ہے، ابراہیم بن آزر اور (آزر کا نام تارخ) بن تاحور بن شاروخ بن راغو بن فالخ بن عبیر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح[1] علیہ السلام

٣٣٤٩: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا المُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا، ثُمَّ قَرَأَ: {كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ} [الأنبياء: ١٠٤]، وَأَوَّلُ مَنْ يُكْسَى يَوْمَ القِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ، وَإِنَّ أُنَاسًا مِنْ أَصْحَابِي يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ، فَأَقُولُ أَصْحَابِي أَصْحَابِي، فَيَقُولُ: إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ، فَأَقُولُ كَمَا قَالَ العَبْدُ الصَّالِحُ: {وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي} [المائدة: ١١٧]۔

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، ان سے مغیرہ بن نعمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سعید بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ حشر میں ننگے پاؤں، ننگے جسم اور بن ختنہ اٹھائے جاؤ گے۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی کہ "جیسا

شرح بخاری

---

[1] ثعلبی نے کہا ہے، ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام جو اس کے باپ نے رکھا تھا تارخ تھا، اور جب نمرود نے اسے بتوں کا نگران بنایا جو اس کے معبود تھے تو اس نے اس کا نام آزر رکھا، ابن اسحاق نے کہا ہے کہ یہ اس کا لقب تھا، اور ابراہیم علیہ السلام کی والدہ کا نام نونا بنت کرنبا تھا جو سام بن نوح کی اولاد سے تھیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت نمرود بن کنان کے دور میں بابل میں ہوئی ہے، حضرت ابراہیم اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان ہود اور صالح علیہ السلام آئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کنیت ابو الاضیاف تھی، جیسا کہ عینی نے کہا ہے۔

کہ ہم نے پیدا کیا تھا پہلی مرتبہ، ہم ایسے ہی لوٹائیں گے۔ یہ ہماری طرف سے ایک وعدہ ہے جس کو ہم پورا کر کے رہیں گے (سورۃ انبیاء) اور انبیاء میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑا پہنایا جائے گا اور میرے اصحاب میں سے بعض کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا تو میں پکار اٹھوں گا کہ یہ تو میرے ساتھی ہیں، میرے ساتھی! لیکن مجھے بتایا جائے گا کہ آپ کی وفات کے بعد ان لوگوں نے پھر کفر اختیار کر لیا تھا۔ اس وقت میں بھی وہی جملہ کہوں گا جو نیک بندے (عیسیٰ علیہ السلام) کہیں گے کہ جب تک میں ان کے ساتھ تھا۔ ان پر نگران تھا۔

قولہ "فَأَقُولُ كَمَا قَالَ العَبْدُ الصَّالِحُ" بگاڑ کا شکار مرزائی کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں کیونکہ نبی علیہ السلام وہی لفظ کہیں گے جو مسیح علیہ السلام نے کہا "وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي" اور نبی علیہ السلام تو یقینا فوت ہو گئے ہیں تو یہی لفظ بولنے والے مسیح علیہ السلام بھی فوت ہو گئے ہیں۔

ان کا رد یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ دونوں جگہ لفظ کا ایک معنیٰ ہی مراد لیا جائے عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں "فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي" کا معنیٰ "أخذ الشيئ وافيا" ہے کسی کو پورا لے لینا اور نبی علیہ السلام کے بارہ میں "فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي" کا معنیٰ فوت ہو جانے کا ہے، گویا کہ "توفي" بمنزلہ جنس کے ہے، اور اس کے دو فرد ہیں ایک فرد موت ہے اور دوسرا "أخذ الشيئ وافيا" ہے، یعنی "رفع مع الجسد" مراد ہے، اس کی مثال وہ آیت ہے جو سورۃ الانعام میں ہے "قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللهِ قُلْ لا أَتَّبِعُ أَهْوَاءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ"[1] اس آیت میں "ضَلَلْتُ" سے مراد شرک ہے، کیونکہ خود ساختہ معبودوں کی عبادت شرک ہے، اور یہی لفظ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی اس وقت استعمال کیا تھا جب ان کے پاس ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کا فتویٰ آیا تھا[2]۔



تو یہاں "ضَلَلْتُ" کا معنیٰ شرک کا نہیں ہے بلکہ غلط فتویٰ کا معنیٰ ہے، اسی طرح یہاں مسیح علیہ السلام کے بارہ میں توفی "أخذ الشیء وافیا" کے معنیٰ میں ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں یہی لفظ موت اور وفات کے معنیٰ میں ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام یہ لفظ فوت ہونے کے بعد کہیں گے، اسطرح توفی کا لفظ دونوں جگہ موت کے معنیٰ میں ہو گا۔

مسیح علیہ السلام کے اٹھائے جانے کی کیفیت میں بھی اختلاف ہے، کہ وہ کس طرح اٹھائے گئے تھے، قتادہ کا قول ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے گئے تھے تو ان سے کھانے، پینے جیسے دنیاوی خواص سلب کر دیئے گئے تھے، اور ان کا جسد روح کی شکل اختیار کر گیا تھا، جیسا کہ انسان کی مرنے کے بعد عالم مثال میں کیفیت ہوتی ہے، ان کی کیفیت بھی ایسی

شرح بخاری



---

(1) الانعام:۵۶

(2) سنن ترمذی ۲۰۹۳، سنن ابن ماجہ، ۲۷۲۱

ہو گئی تھی، ان کا جسم لطیف بنا دیا گیا تھا، ایسا نہیں تھا کہ روح جسم سے نکل جائے، جیسے عام لوگ فوت ہوتے ہیں اور ان کی روح جسم سے نکل جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے "يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ"[1] اس آیت کے بارے میں علماء کے تین قول ہیں، ایک یہ کہ مسیح علیہ السلام جسم سمیت اٹھا لیے گئے ہیں، اور "أخذ الشيء وافيا" سے مراد یہی ہے اور "مُتَوَفِّيكَ" کا دوسرا معنی یہ کرتے ہیں کہ انکو سلا دیا گیا، اور انہیں نیند آنے کے بعد اٹھا لیا گیا، اور تیسرا معنی یہ ہے کہ انہیں چند گھنٹوں کے لیے مارا گیا، پھر اٹھا لیا گیا، یہ قول عیسائیوں کا ہے، کہ چند گھنٹے وفات کے بعد پھر زندہ ہو گئے تھے، اور اللہ تعالیٰ کی دائیں جانب جا بیٹھے۔

ایک قول ابن حزم کا ہے کہ وہ فوت ہو گئے ہیں اب جب ان کا نزول ہو گا تب زندہ ہوں گے اور زمین پر اتر آئیں گے، عیسیٰ علیہ السلام پر جو امور وارد ہوئے ہیں کسی نے اسے موت سے تعبیر کر دیا، کسی سے نوم سے اور کسی نے اسے "أخذ الشيء وافيا" سے تعبیر کر دیا، گویا حقیقتاً فوت نہیں ہوئے جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت خرق عادت ہوئی ہے، کہ فرشتے کے پھونکنے سے پیدا ہو گئے۔

اسی طرح ان کو زمین سے اٹھا کر عالم مثال میں لے جانا بھی خرق عادت ہے، جب کہ ان پر موت حقیقتاً وارد نہیں ہوئی ہے، ایک تروح کی شکل تھی، دوبارہ پھر تجسد کی صورت ہو جائے گی، اس کے بعد حقیقۃً فوت ہوں گے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب التفسیر، سورۃ المائدہ میں "باب مَا جَعَلَ اللهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ" کے تحت "مُتَوَفِّيكَ" کی تفسیر "مميتك" کی ہے، دوسری جگہ یہ لفظ نہیں بولا، بعض مرزائی یہاں دیکھ کر کہہ دیتے ہیں کہ انہوں نے صحیح بخاری سے یہ لفظ نکال دیا ہے، حالانکہ وہ لفظ صحیح بخاری کی کتاب التفسیر میں موجود ہے۔

٣٣٥٠: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَخِي عَبْدُ الحَمِيدِ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَلْقَى إِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ آزَرَ يَوْمَ القِيَامَةِ، وَعَلَى وَجْهِ آزَرَ قَتَرَةٌ وَغَبَرَةٌ، فَيَقُولُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ: أَلَمْ أَقُلْ لَكَ لاَ تَعْصِنِي، فَيَقُولُ أَبُوهُ: فَاليَوْمَ لاَ أَعْصِيكَ، فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ: يَا رَبِّ إِنَّكَ وَعَدْتَنِي أَنْ لاَ تُخْزِيَنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ، فَأَيُّ خِزْيٍ أَخْزَى مِنْ أَبِي الأَبْعَدِ؟ فَيَقُولُ اللهُ تَعَالَى: إِنِّي حَرَّمْتُ الجَنَّةَ عَلَى الكَافِرِينَ، ثُمَّ يُقَالُ: يَا إِبْرَاهِيمُ، مَا تَحْتَ رِجْلَيْكَ؟ فَيَنْظُرُ، فَإِذَا هُوَ بِذِيخٍ مُلْتَطِخٍ، فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ۔

ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ مجھے میرے بھائی عبد الحمید نے خبر دی، انہیں ابن ابی ذئب نے، انہیں سعید مقبری نے اور انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے والد آذر سے قیامت کے دن جب ملیں گے تو ان کے (والد کے) چہرے پر سیاہی اور غبار ہو گا۔

---

(1) آل عمران:٥٥

حضرت ابراہیم علیہ السلام کہیں گے کہ کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ میری مخالفت نہ کیجئے۔ وہ کہیں گے کہ آج میں آپ کی مخالفت نہیں کرتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عرض کریں گے کہ اے رب! تو نے وعدہ فرمایا تھا کہ مجھے قیامت کے دن رسوا نہیں کرے گا۔ آج اس رسوائی سے بڑھ کر اور کون سی رسوائی ہوگی کہ میرے والد تیری رحمت سے سب سے زیادہ دور ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے جنت کافروں پر حرام قرار دی ہے۔ پھر کہا جائے گا کہ اے ابراہیم! تمہارے قدموں کے نیچے کیا چیز ہے؟ وہ دیکھیں گے تو ایک جانور خون میں لتھڑا ہوا وہاں پڑا ہوگا اور پھر اس کے پاؤں پکڑ کر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

قولہ "فَإِذَا هُوَ بِذِيخٍ" "ذِيخ" بمعنی بجو ہے اور "مُلْتَطِخ" کا معنی نجاست میں آلودہ، شکل بدل دینے سے وہ انسان نہیں رہے گا، لہٰذا اب رسوائی اور ذلت نہیں سمجھی جائے۔

۳۳۵۱: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، أَنَّ بُكَيْرًا، حَدَّثَهُ عَنْ كُرَيْبٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ، فَوَجَدَ فِيهِ صُورَةَ إِبْرَاهِيمَ، وَصُورَةَ مَرْيَمَ، فَقَالَ «أَمَّا هُمْ، فَقَدْ سَمِعُوا أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ، هَذَا إِبْرَاهِيمُ مُصَوَّرٌ، فَمَا لَهُ يَسْتَقْسِمُ»۔



ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عمرو بن حارث نے خبر دی، ان سے بکیر نے بیان کیا، ان سے ابن عباس کے مولیٰ کریب نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے تو اس میں حضرت ابراہیم اور حضرت مریم علیہما السلام کی تصویریں دیکھیں، آپ نے فرمایا کہ قریش کو کیا ہوگیا؟ حالانکہ انہیں معلوم ہے کہ فرشتے کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویریں رکھی ہوں، یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصویر ہے اور وہ بھی پانسہ پھینکتے ہوئے۔

شرح بخاری

قولہ "فَمَا لَهُ يَسْتَقْسِمُ" کفار مکہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بت کے ہاتھ میں تیر پکڑائے ہوئے تھے اور یہ اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لیے انہوں نے کیا کہ ابراہیم علیہ السلام بھی تیروں کے ساتھ قسمت آزمائی کیا کرتے تھے اور یہ بات انہوں نے اپنی طرف سے گھڑلی تھی، ورنہ انہیں علم تھا کہ ابراہیم علیہ السلام یہ کام ہرگز نہیں کرتے تھے، تیروں سے فال نکالنے کی بدعت بعد میں نکالی گئی تھی۔

۳۳۵۲: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَى الصُّوَرَ فِي الْبَيْتِ لَمْ يَدْخُلْ حَتَّى أَمَرَ بِهَا فَمُحِيَتْ، وَرَأَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ بِأَيْدِيهِمَا الْأَزْلَامُ، فَقَالَ «قَاتَلَهُمُ اللهُ، وَاللهِ إِنِ اسْتَقْسَمَا بِالْأَزْلَامِ قَطُّ»۔



ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں معمر نے، انہیں ایوب نے، انہیں

عکرمہ نے اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیت اللہ میں تصویریں دیکھیں تو اندر اس وقت تک داخل نہ ہوئے جب تک وہ مٹانہ دی گئیں اور آپ نے ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی تصویریں دیکھیں کہ ان کے ہاتھوں میں تیر (پانسے کے) تھے تو آپ نے فرمایا، اللہ ان پر بربادی لائے۔ واللہ ان حضرات نے کبھی تیر نہیں پھینکے۔

۳۳۵۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ: مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: «أَتْقَاهُمْ» فَقَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ: «فَيُوسُفُ نَبِيُّ اللهِ، ابْنُ نَبِيِّ اللهِ، ابْنِ نَبِيِّ اللهِ، ابْنِ خَلِيلِ اللهِ» قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ: «فَعَنْ مَعَادِنِ العَرَبِ تَسْأَلُونِ؟ خِيَارُهُمْ فِي الجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الإِسْلَامِ، إِذَا فَقُهُوا» قَالَ: أَبُو أُسَامَةَ، وَمُعْتَمِرٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحیٰ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سعید بن ابی سعید نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ عرض کیا گیا یارسول اللہ! سب سے زیادہ شریف کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق نہیں پوچھتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اللہ کے نبی یوسف بن نبی اللہ بن نبی اللہ بن خلیل اللہ (سب سے زیادہ شریف ہیں) صحابہ نے کہا کہ ہم اس کے متعلق بھی نہیں پوچھتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا عرب کے خاندانوں کے متعلق تم پوچھنا چاہتے ہو۔ سنو جو جاہلیت میں شریف تھے اسلام میں بھی وہ شریف ہیں جب کہ دین کی سمجھ انہیں آجائے۔ ابواسامہ اور معتمر نے عبید اللہ سے بیان کیا، ان سے سعید نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

قولہ "مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے "أَكْرَمُ النَّاسِ" کے بارہ میں سوال ہوا تو آپ نے جواب میں فرمایا "أَتْقَاهُمْ" کیونکہ قرآن کریم میں ہے "إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ" انہوں نے کہا "لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ" ہمارا سوال اس بارے میں نہیں ہے، تو آپ نے سمجھا کہ شاید ان کا سوال خاندانی اعتبار سے افضل کے بارے میں ہے، تو آپ نے افضل خاندان کا ذکر کیا جو کہ یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن خلیل اللہ ہے جو انبیاء کرام کا خاندان ہے، انہوں نے کہا ہمارا سوال اس بارہ میں بھی نہیں ہے، تو آپ نے سمجھ لیا کہ یہ لوگ اخلاقی اعتبار سے افضل کے بارہ میں جاننا چاہتے ہیں تو آپ نے جواب میں فرمایا "خِيَارُهُمْ فِي الجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الإِسْلَامِ، إِذَا فَقُهُوا" یعنی جو جاہلیت میں بہتر لوگ تھے وہی دین کی فقاہت کے ساتھ اسلام میں بہتر ہیں، اور ان میں اخلاقی طور پر شجاع، بہادر اور سخی لوگ بہتر سمجھے جاتے تھے۔

قولہ"فَعَنْ معادِنِ العَرَبِ تَسْأَلُون" قبائل عرب کو معادن سے تعبیر کیا ہے اور معادن یعنی کانوں سے سونا چاندی حاصل ہوتا ہے، اسی طرح اخلاقی اعتبار سے بہتر قبائل بھی افعال خیر کا منبع ہوتے ہیں۔

۳۳۵٤: حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا سَمُرَةُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ، فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ طَوِيلٍ، لاَ أَكَادُ أَرَى رَأْسَهُ طُولًا، وَإِنَّهُ إِبْرَاهِيمُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»۔

ہم سے مؤمل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عوف نے، کہا ہم سے ابورجاء نے، کہا ہم سے سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کی رات میرے پاس (خواب میں) دو فرشتے (جبریل و میکائیل) آئے۔ پھر یہ دونوں فرشتے مجھے ساتھ لے کر ایک لمبے قد کے بزرگ کے پاس گئے، وہ اتنے لمبے تھے کہ ان کا سر میں نہیں دیکھ پاتا تھا اور یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔

قولہ"فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ طَوِيلٍ" اس رجل طویل سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے، یہ ان کی مثالی شکل تھی، ورنہ ابراہیم علیہ السلام دراز قد نہیں تھے، ان کا قد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قد کی بقدر ہی تھا، جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے "أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَانْظُرُوا إِلَى صَاحِبِكُمْ"[1]

۳۳۵۵: حَدَّثَنِي بَيَانُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا النَّضْرُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَذَكَرُوا لَهُ الدَّجَّالَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبٌ كَافِرٌ، أَوْ ك ف ر، قَالَ: لَمْ أَسْمَعْهُ، وَلَكِنَّهُ قَالَ: «أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَانْظُرُوا إِلَى صَاحِبِكُمْ، وَأَمَّا مُوسَى فَجَعْدٌ آدَمُ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُومٍ بِخُلْبَةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ انْحَدَرَ فِي الوَادِي»۔

ہم سے بیان بن عمرو نے بیان کیا، کہا ہم سے نضر نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن عون نے خبر دی، انہیں مجاہد نے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا آپ کے سامنے لوگ دجال کا تذکرہ کر رہے تھے کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوا ہوگا "کافر" یا (یوں لکھا ہوا ہوگا) "ک ف ر" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے یہ حدیث نہیں سنی تھی۔ البتہ آپ نے ایک مرتبہ یہ حدیث بیان فرمائی کہ ابراہیم علیہ السلام (کی شکل و وضع معلوم کرنے) کے لیے تم اپنے صاحب کو دیکھ سکتے ہو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بدن گٹھا ہوا، گندم گوں، ایک سرخ اونٹ پر سوار تھے۔ جس کی نکیل کھجور کی چھال کی تھی۔ جیسے میں انہیں اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں کہ وہ اللہ کی بڑائی بیان کرتے ہوئے وادی میں اتر رہے ہیں۔

قولہ"كَافِرٌ، أَوْ ك ف ر" یہ راوی کا شک ہے کہ کافر کہا یا ک، ف، ر کہا ہے کیونکہ جاہل لوگ بھی حروف ہجا تو پڑھ ہی لیتے ہیں، گمراہی کا شکار مرزائی کہتے ہیں، کافر کا لفظ دراصل معرّب ہے، انگریز کے ٹوپ کے اگلے حصے کو کہتے ہیں، لہٰذا اس سے مراد یہ ہے کہ تمام انگریز دجال ہیں، جبکہ مرزائی انگریز کا ساتھ بھی دیتے ہیں ان کے بغیر ان کا گزارہ

[1] صحیح بخاری:۳۳۵۵

بھی نہیں ہے، وہی ان کی پرورش کرتے ہیں اور ان کا مرکز بھی وہیں ہے۔

قولہ "انحَدَرَ فِي الوَادِي يكبر" یہ تکلیف کی صورت نہیں ہے بلکہ بحکم تفویض یہ عمل کرتے ہیں، یا ان کو اس نیک عمل میں لذت آتی ہے اس لیے انہیں اس کی اجازت دے دی گئی ہے، یا انہوں نے اپنی زندگی میں جو حج ادا کیا تھا اس حج کی مثالی شکل آپ کو دکھائی گئی ہے۔

۳۳۵۶: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ القُرَشِيُّ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ سَنَةً بِالقَدُّومِ»۔

حَدَّثَنَا أَبُو اليَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، وَقَالَ «بِالقَدُومِ مُخَفَّفَةً»، تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، تَابَعَهُ عَجْلاَنُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے مغیرہ بن عبدالرحمن القرشی نے بیان کیا، ان سے ابوالزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی سال کی عمر میں بسولے سے ختنہ کیا۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبردی، کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، پھر یہی حدیث نقل کی لیکن پہلی روایت میں قدوم بہ تشدید دال ہے اور اس میں قدوم بہ تخفیف دال ہے۔ دونوں کے معنی ایک ہی ہیں۔ یعنی بسولہ (جو بڑھیوں کا ایک مشہور ہتھیار ہوتا ہے اسے بسوہ بھی کہتے ہیں) شعیب کے ساتھ اس حدیث کو عبدالرحمن بن اسحاق نے بھی ابوالزناد سے روایت کیا ہے اور عجلان نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

قولہ "وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ سَنَةً" حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں سبقت کیا کرتے تھے لہٰذا اسی سال کی عمر میں ہی ان کو ختنہ کا حکم ہوا، تو انہوں نے اسی عمر میں حکم کی تعمیل کی، استرہ ان کے پاس نہیں تھا تو بسولے سے ختنہ کر لیا، جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرنے والا ہو اس کے لیے ایسا کرنا مشکل نہیں ہوتا۔

۳۳۵۷: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ الرُّعَيْنِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا ثَلاَثًا»۔

ہم سے سعید بن تلید رعینی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبداللہ بن وہب نے خبردی، کہا کہ مجھے جریر بن حازم نے خبردی، انہیں ایوب سختیانی نے، انہیں محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ابراہیم علیہ السلام نے توریہ تین مرتبہ کے سوا اور کبھی

نہیں کیا۔

۳۳۵۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ، ثِنْتَيْنِ مِنْهُنَّ فِي ذَاتِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَوْلُهُ {إِنِّي سَقِيمٌ} [الصافات: ٨٩]. وَقَوْلُهُ: {بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا} [الأنبياء: ٦٣]. وَقَالَ: بَيْنَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ وَسَارَةُ، إِذْ أَتَى عَلَى جَبَّارٍ مِنَ الجَبَابِرَةِ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ هَا هُنَا رَجُلًا مَعَهُ امْرَأَةٌ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَسَأَلَهُ عَنْهَا، فَقَالَ: مَنْ هَذِهِ؟ قَالَ: أُخْتِي، فَأَتَى سَارَةَ قَالَ: يَا سَارَةُ: لَيْسَ عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِي وَغَيْرُكِ، وَإِنَّ هَذَا سَأَلَنِي فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّكِ أُخْتِي، فَلاَ تُكَذِّبِينِي، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ ذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بِيَدِهِ فَأُخِذَ، فَقَالَ: ادْعِي اللهَ لِي وَلاَ أَضُرُّكِ، فَدَعَتِ اللهَ فَأُطْلِقَ، ثُمَّ تَنَاوَلَهَا الثَّانِيَةَ فَأُخِذَ مِثْلَهَا أَوْ أَشَدَّ، فَقَالَ: ادْعِي اللهَ لِي وَلاَ أَضُرُّكِ، فَدَعَتْ فَأُطْلِقَ، فَدَعَا بَعْضَ حَجَبَتِهِ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ لَمْ تَأْتُونِي بِإِنْسَانٍ، إِنَّمَا أَتَيْتُمُونِي بِشَيْطَانٍ، فَأَخْدَمَهَا هَاجَرَ، فَأَتَتْهُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي، فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ: مَهْيَا، قَالَتْ: رَدَّ اللهُ كَيْدَ الكَافِرِ، أَوِ الفَاجِرِ، فِي نَحْرِهِ، وَأَخْدَمَ هَاجَرَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ تِلْكَ أُمُّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ۔

ہم سے محمد بن محبوب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے محمد نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابراہیم علیہ السلام نے تین مرتبہ توریہ کیا، دو ان میں سے خالص اللہ عزوجل کی رضا کے لیے تھے۔ ایک تو ان کا فرمانا (بطور توریہ کے) کہ "میں بیمار ہوں" اور دوسرا ان کا یہ فرمانا کہ "بلکہ یہ کام تو ان کے بڑے (بت) نے کیا ہے" اور بیان کیا کہ ایک مرتبہ ابراہیم علیہ السلام اور سارہ علیہا السلام ایک ظالم بادشاہ کی حدود سلطنت سے گزر رہے تھے۔ بادشاہ کو خبر ملی کہ یہاں ایک شخص آیا ہوا ہے اور اس کے ساتھ دنیا کی ایک خوبصورت ترین عورت ہے۔ بادشاہ نے ابراہیم علیہ السلام کے پاس اپنا آدمی بھیج کر انہیں بلوایا اور حضرت سارہ علیہا السلام کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میری بہن ہیں۔ پھر آپ سارہ کے پاس آئے اور فرمایا کہ اے سارہ! یہاں میرے اور تمہارے سوا اور کوئی بھی مومن نہیں ہے اور اس بادشاہ نے مجھ سے پوچھا تو میں نے اس سے کہہ دیا کہ تم میری (دینی اعتبار سے) بہن ہو۔ اس لیے اب تم کوئی ایسی بات نہ کہنا جس سے میں جھوٹا بنوں۔ پھر اس ظالم نے حضرت سارہ کو بلوایا اور جب وہ اس کے پاس گئیں تو اس نے ان کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا لیکن فوراً ہی پکڑ لیا گیا۔ پھر وہ کہنے لگا کہ میرے لیے اللہ سے دعا کرو (کہ اس مصیبت سے نجات دے) میں اب تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا، چنانچہ انہوں نے اللہ سے دعا کی اور وہ چھوڑ دیا گیا۔ لیکن پھر دوسری مرتبہ اس نے ہاتھ بڑھایا اور اس مرتبہ بھی اسی طرح پکڑ لیا گیا، بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت اور پھر کہنے لگا کہ اللہ سے میرے







لیے دعا کرو، میں اب تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ سارہ علیہا السلام نے دعا کی اور وہ چھوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے کسی خدمت گار کو بلا کر کہا کہ تم لوگ میرے پاس کسی انسان کو نہیں لائے ہو، یہ تو کوئی سرکش جن ہے (جاتے ہوئے) سارہ کے لیے اس نے ہاجرہ کو خدمت کے لیے دیا۔ جب سارہ آئیں تو ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے ہاتھ کے اشارہ سے ان کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کافر (یہ کہا کہ) فاجر کے فریب کو اسی کے منہ پر دے مارا اور ہاجرہ کو خدمت کے لیے دیا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے بنی ماء السماء (اے آسمانی پانی کی اولاد! یعنی اہل عرب) تمہاری والدہ یہی (حضرت ہاجرہ) ہیں۔

قولہ "لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ" بعض لوگ اس حدیث پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو "صِدِّيقًا نَبِيًّا" کہا گیا ہے اور اس حدیث میں ان کی طرف تین کذبات کی نسبت کی گئی ہے، مودودی صاحب وغیرہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف ان کذبات کی نسبت کرنے کی بجائے بہتر یہ ہے کہ اس کے راویوں کو غلط قرار دے دیا جائے کہ "ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ" کی ابراہیم علیہ السلام کی طرف نسبت راویوں کی غلطی ہے، حالانکہ اس حدیث کے راویوں میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ صحابی اور محمد بن سیرین رحمہ اللہ جیسے تابعی بھی آتے ہیں، تو کیا مودودی صاحب کے بقول ان کو غلط قرار دیا جائے گا؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ کذب دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ جو متکلم کے نزدیک کذب ہو، دوسرا وہ جسے مخاطب کذب سمجھتا ہے، اور یہاں اس حدیث میں مخاطب کے لحاظ سے کذب مراد ہے متکلم کے اعتبار سے نہیں، جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی کے بارہ میں "اختی" کہا تھا اور ان کی مراد یہ تھی کہ وہ دین کے اعتبار سے بہن ہے، لیکن مخاطب لوگوں نے سمجھا کہ وہ نسب کے اعتبار سے بہن مراد لے رہے ہیں، لہٰذا یہ درحقیقت کذب نہیں ہے بلکہ یہ تینوں کذبات توریہ کی اقسام ہیں اور توریہ ضرورت کے لیے اب بھی جائز ہے [1]۔

[1] حضرت العلام محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں، فقہائے حدیث اور ائمہ وشراح حدیث قریبا اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کذب بیانی نہیں کی، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا وہ توریہ اور تعریض کے طور پر فرمایا اور یہ طریقہ گفتگو ادبیات کی جان ہے، دینی، کاروباری طبقے سب اس کا استعمال کرتے ہیں، حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے اختصار کے ساتھ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے "فان قيل كيف سماها كذبات وهي تورية وتعريض صحيح وقد فتح الله الكريم بالجواب عنه،فنقول، الكلام له نسبتان، نسبة الي المتكلم وقصده وإرادته، ونسبة إلي السامع وافهام المتكلم اياه مضمونه،فإذا أخبر المتكلم بخبر مطابق للواقع وقصد إفهام المخاطب إياه صدق بالنسبتين، فان المتكلم إن قصد الواقع وقصد إفهام المخاطب فهو صدق من الجهتين، وإن قصد خلاف الواقع وقصد مع ذالك إفهام المخاطب خلاف ما قصد بل معني ثالثا لا هو الواقع ولا هو المراد فهو

قولہ "يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ" اس سے مراد عرب قوم ہے اور وہ بارش کے پانی پر گزارہ کرتے تھے، کنویں ان میں نہیں پائے جاتے تھے، اس لیے انہیں "بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ" کہا گیا ہے، بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد زمزم کا پانی ہے، جو حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے لیے جاری کیا گیا تھا، اور عرب بھی اس پر گزارہ کرتے تھے تو گویا وہ حضرت ہاجرہ کی اولاد کی طرح ہوئے، بعض نے کہا ہے کہ عرب کے نسب کے بارش کے پانی کی طرح خالص ہونے کی وجہ سے انہیں "بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ" کہا جاتا ہے، بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد انصار ہیں اور وہ اپنے جد عامر ماء السماء بن مالک کی طرف منسوب ہیں۔

قولہ "ثِنْتَيْنِ مِنْهُنَّ فِي ذَاتِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ" اگرچہ حضرت سارہ کا واقعہ بھی اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارہ میں ہی ہے کیونکہ یہ بھی حضرت سارہ کو بے حیا کافر کے فحش ظلم سے بچانے کے لیے تھا لیکن اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حصہ تھا، کیونکہ بیوی ہونے کی حیثیت سے اسے کافر کے گندے ارادے سے بچانے میں آپ کا ہی فائدہ تھا، رہے

كذب من الجهتين بالنسبتين معا، وان قصد معني مطابقا صحيحا وقصد مع ذالك التعمية علي المخاطب وإفهامه خلاف ما قصده فهو صدق بالنسبة إلي قصده كذب بالنسبة إلي إفهامه، ومن هذا الباب التورية والمعاريض وبهذا أطلق عليها اسم الكذب مع أنه الصادق فى خبره ولم يخبر إلا صدقا، فتامل" (مفتاح دار السعادة: ج ۲۔ ص ۳۹)



امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود یہ ہے کہ سچ اور جھوٹ کی تشخیص میں نفس الامر اور متکلم کے قصد اور ارادہ کو بھی دخل ہے، اس لحاظ سے اس کی تین صورتیں ہیں، ایک یہ کہ متکلم صحیح اور واقع کے مطابق خبر دے، اور اپنے مخاطب کو وہی سمجھانا چاہے جو حقیقت ہو یہ خبر واقعہ اور ارادہ دونوں لحاظ سے صدق اور سچ ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ متکلم خلاف واقعہ بات کرے اور اپنے مخاطب کو اپنے مقصد سے آگاہ نہ ہونے دے، بلکہ ایسی صورت پیدا کر دے جو نہ صحیح ہو اور نہ ہی وہ متکلم کا مطلب اور مراد ہو تو ایسی خبر (واقعہ اور ارادہ) کے لحاظ سے کذب اور جھوٹ ہوگی، تیسری صورت یہ ہے کہ متکلم صحیح اور نفس الامر کے مطابق خبر دے یا گفتگو کرے، لیکن اپنے مخاطب کو اندھیرے میں رکھنا چاہے اور اپنے مقصد کو اس پر ظاہر نہ ہونے دے، اسے توریہ اور تعریض کہتے ہیں، ایسی خبر متکلم کے لحاظ سے صدق اور سچ ہوتی ہے، اور تفہیم کے اعتبار سے اس پر کذب کا اطلاق ہوتا ہے، اسی لیے حدیث مذکور میں ان تعریضات پر کذبات کا لفظ بولا گیا ہے، ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا تھا وہ درحقیقت سچ اور صحیح تھا، شناعت عامہ سے بچنے کے لیے یہی مناسب طریق تھا۔

بعض اہل علم نے دوسری رائے اختیار کی ہے، اور کہا ہے کہ کذب ہر حال میں حرام نہیں ہوتا، بعض اوقات شارع نے ضرورت کے لیے اس کی اجازت دی ہے، نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے "ليس الكاذبُ الَّذي يُصلِحُ بَيْنَ النّاسِ" روٹھے ہوئے لوگوں میں صلح کرانے کے لیے غلط بیانی کرنے والا جھوٹا شمار نہیں ہوتا۔

لہذا "ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ" کو اگر حقیقت پر بھی محمول کیا جائے تو یہ ایک استثنائی صورت ہوگی اور اس سے ان کے "صِدِّيقًا نَبِيًّا" ہونے پر کوئی زد نہیں پڑے گی۔



دوسرے دونوں واقعات تو وہ خالص اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارہ میں تھے۔

قولہ "لَيْسَ عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ" اس ارض سے مراد ارض مصر ہے، اگرچہ اس وقت حضرت لوط علیہ السلام موجود تھے لیکن وہ مصر کی سرزمین میں نہیں تھے جہاں یہ واقعہ پیش آیا تھا۔

قولہ "فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّكِ أُخْتِي" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بے غیرت حکمران نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلا کر پہلے ان سے پوچھا یہ عورت کون ہے تو آپ نے فرمایا، کہ وہ میری بہن ہے، اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت سارہ کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے تجھے اپنی بہن ظاہر کیا ہے لہذا اس پلید کے پاس مجھے اپنا خاوند بتلا کر میری بات کی تکذیب نہ کرنا، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس سے مراد یہ تھی کہ تو میری اسلامی بہن ہے اگرچہ رشتہ کے اعتبار سے بیوی ہے۔

حضرت ابرہیم علیہ السلام کا حضرت سارہ کو بہن بتلا کر ظالم سے اس کی عزت بچانا مقصود تھا کیونکہ اس ظالم بادشاہ کا یہ اصول تھا کہ وہ خاوند والیوں کے درپے ہوتا تھا، اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ کو بہن کہا، بیوی نہیں کہا، یا یہ مسئلہ شر الشرین کا ہے، کہ حضرت ابرہیم علیہ السلام نے فحش کام جیسی بڑی شر سے بچنے کے لیے چھوٹی شر کا ارتکاب کر لیا، اور انہیں اپنی بہن ظاہر کیا کیونکہ اس بد طینت کو اگر معلوم ہو جاتا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے خاوند ہیں تو وہ انہیں قتل کروا دیتا، یا طلاق دینے پر مجبور کر دیتا یا قید کر دیتا۔

قولہ "فَدَعَتْ فَأُطْلِقَ" حضرت سارہ نے دعا کی کہ اے اللہ اسے مجھ پر مسلط نہ ہونے دینا۔

قولہ "مَهْيَا، مَهْيَا یا مَهْيَم" دونوں کا معنی یہ ہے "ما حالك" یا "ما شأنك" یا "ما الخبر"

۳۳۵۹: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، أَوْ ابْنُ سَلَامٍ عَنْهُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ الحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ المُسَيِّبِ، عَنْ أُمِّ شَرِيكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الوَزَغِ، وَقَالَ: كَانَ يَنْفُخُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ[1]۔

ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا یا ابن سلام نے (ہم سے بیان کیا عبید اللہ بن موسیٰ کے واسطے سے) انہیں ابن جریج نے خبر دی، انہیں عبد الحمید بن جبیر نے، انہیں سعید بن مسیب نے اور انہیں حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کو مارنے کا حکم دیا تھا اور فرمایا کہ اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ پر پھونکا تھا۔

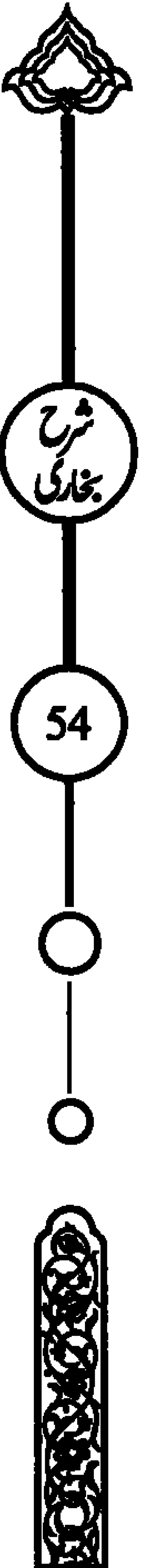
۳۳۶۰: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي

---

[1] گرگٹ کو مارنے کا حکم اس کے موذی ہونے کی وجہ سے ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں اسے فویسق کہا گیا ہے، صحیح بخاری ۳۳۰۶ میں ہے، "أن النبي ﷺ قال للوزغ الفويسق" اور فاسق وہ ہوتا ہے جو خیر اور طاعت سے نکلا ہوا ہو یہ گرگٹ بھی نفع سے نکلا ہوا ہے اور ایذا پہنچاتا ہے اس لیے اسے مارنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ روشن کرنا تجاوز کر کیا گیا ہے۔

إِبْرَاهِيمُ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ {الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا} إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّنَا لاَ يَظْلِمُ نَفْسَهُ؟ قَالَ: لَيْسَ كَمَا تَقُولُونَ {لَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ} بِشِرْكٍ، أَوَلَمْ تَسْمَعُوا إِلَى قَوْلِ لُقْمَانَ لِابْنِهِ يَا بُنَيَّ لاَ تُشْرِكْ بِاللهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا کہا کہ مجھ سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت اتری "جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی قسم کے ظلم کی ملاوٹ نہ کی" تو ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم میں ایسا کون ہوگا جس نے اپنی جان پر ظلم نہ کیا ہوگا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واقعہ وہ نہیں جو تم سمجھتے ہو "جس نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی ملاوٹ نہ کی" (میں ظلم سے مراد) شرک ہے کیا تم نے لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو یہ نصیحت نہیں سنی کہ "اے بیٹے! اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا، بے شک شرک بہت ہی بڑا ظلم ہے"۔



اس حدیث کی ترجمہ باب سے مناسبت یہ ہے کہ ترجمہ باب میں ذکر ہونے والی آیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقع کے ضمن میں ذکر ہوئی ہے، اس کے متصل بعد یہ آیت کریمہ ہے "وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَى قَوْمِهِ"[1] بلکہ مستدرک میں حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی "الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ" اور فرمایا کہ یہ آیت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے[2]۔

ا۔ بَابٌ: يَزِفُّونَ: النَّسَلانُ فِي الْمَشْيِ

باب: سورۃ صافات میں جو لفظ یزفون وارد ہوا ہے، اس کے معنی ہیں دوڑ کر چلے۔

قولہ "يَزِفُّونَ، النسلان في المشي" سورۃ الصافات میں ہے "فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزِفُّونَ" اس کا معنی ہے دوڑ کر چلے، امام بخاری نے یہ باب بلا ترجمہ ذکر کیا ہے، لہٰذا یہ پہلے باب سے فصل کے قائم مقام ہے، سورۃ صافات کی مذکورہ آیت بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قوم کے بت توڑنے کے بارہ میں ذکر ہوئی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے "فَرَاغَ إِلَى آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ، فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ، فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزِفُّونَ"[3]
اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قوم کی طرف سے آگ میں پھینکے جانے کا ذکر ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ تھے، اور خلت کی وجہ سے انہیں بڑی تکلیفیں اٹھانا پڑیں، یہاں تک کہ آگ میں ڈال دیئے گئے، اور آگ میں ڈالنے

[1] الانعام: ۸۳

[2] المستدرک للحاکم: ۳۲۳۲ سکت عنہ الذہبی فی التلخیص

[3] سورۃ الصافات: ۹۱-۹۴

کا سبب قوم کے بتوں کو توڑنا تھا، ان کے بتوں کو توڑنے کے وقت ہی یہ وارد ہے کہ وہ تیز چلتے ہوئے آپ کی طرف آئے، اور "نسلان في المشي" سے مراد بھی تیز چلنا ہے۔

۳۳۶۱: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بِلَحْمٍ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ يَجْمَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ، فَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي وَيَنْفِذُهُمُ الْبَصَرُ، وَتَدْنُو الشَّمْسُ مِنْهُمْ، - فَذَكَرَ حَدِيثَ الشَّفَاعَةِ - فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ: أَنْتَ نَبِيُّ اللهِ وَخَلِيلُهُ مِنَ الأَرْضِ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، فَيَقُولُ، فَذَكَرَ كَذَبَاتِهِ، نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى تَابَعَهُ أَنَسٌ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے اسحاق بن ابراہیم بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ابوحیان نے، ان سے ابوزرعہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ گوشت پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اولین و آخرین کو ایک ہموار اور وسیع میدان میں جمع کرے گا، اس طرح کہ پکارنے والا سب کو اپنی بات سنا سکے گا اور دیکھنے والا سب کو ایک ساتھ دیکھ سکے گا (کیوں کہ یہ میدان ہموار ہوگا، زمین کی طرح گول نہ ہوگا) اور لوگوں سے سورج بالکل قریب ہو جائے گا۔ پھر آپ نے شفاعت کا ذکر کیا کہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ آپ روئے زمین پر اللہ کے نبی اور خلیل ہیں۔ ہمارے لیے اپنے رب کے حضور میں شفاعت کیجیے، پھر انہیں اپنی خلاف حقیقت باتیں (توریہ) یاد آجائیں گی اور کہیں گے کہ آج تو مجھے اپنی ہی فکر ہے۔ تم لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

قولہ "بِلَحْمٍ" گوشت چونکہ سید الاطعمۃ ہے، اسے تناول کرتے ہوئے قیامت کے دن آپ کو اپنی سیادت بیان کرنے کا خیال آگیا کہ قیامت کے دن جب انبیاء کرام سفارش کرنے سے انکار کر دیں گے، تو آپ لوگوں کی سفارش کرنے کے لیے تیار ہو جائیں گے، اور سجدہ ریز ہو کر اللہ تعالیٰ سے لوگوں کی سفارش کرنے کی اجازت طلب کریں گے۔

قولہ "وَخَلِيلُهُ مِنَ الأَرْضِ" اس کا باب سے تعلق ہے، ترجمہ باب میں "وَاتَّخَذَ اللهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا" مذکور ہے، اور اس حدیث میں بھی آپ کے خلیل اللہ ہونے کا ذکر ہے۔

۳۳۶۲: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «يَرْحَمُ اللهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ، لَوْلَا أَنَّهَا عَجِلَتْ، لَكَانَ زَمْزَمُ عَيْنًا مَعِينًا».

مجھ سے ابوعبداللہ احمد بن سعید نے بیان کیا، ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، ان سے ان کے والد جریر بن حازم نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے عبداللہ بن سعید بن جبیر نے، ان سے ان کے والد سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ (حضرت ہاجرہ) پر رحم کرے، اگر انہوں نے جلدی نہ کی ہوتی (اور زمزم کے پانی کے گرد منڈیر نہ بناتیں) تو آج وہ ایک بہتا ہوا چشمہ ہوتا۔

قولہ "عَيْنًا مَعِينًا" مَعِينَةً ہونا چاہیے تھا، لیکن یہ فعیل بمعنی مفعول ہے، جو مذکر ومونث میں یکساں ہوتا ہے، یا "ذات معین" کے معنی میں ہے۔

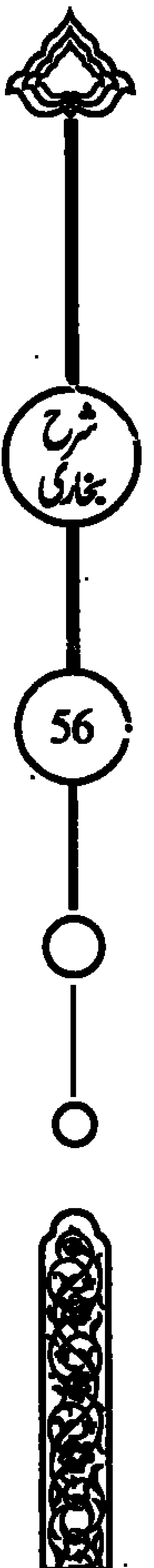
٣٣٦٣: قَالَ الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَمَّا كَثِيرُ بْنُ كَثِيرٍ، فَحَدَّثَنِي قَالَ: إِنِّي وَعُثْمَانَ بْنَ أَبِي سُلَيْمَانَ، جُلُوسٌ مَعَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، فَقَالَ: مَا هَكَذَا حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ، وَلَكِنَّهُ قَالَ: أَقْبَلَ إِبْرَاهِيمُ بِإِسْمَاعِيلَ وَأُمِّهِ عَلَيْهِمُ السَّلاَمُ، وَهِيَ تُرْضِعُهُ، مَعَهَا شَنَّةٌ لَمْ يَرْفَعْهُ ثُمَّ جَاءَ بِهَا إِبْرَاهِيمُ وَبِابْنِهَا إِسْمَاعِيلَ۔

محمد بن عبداللہ انصاری نے کہا کہ ہم سے اسی طرح یہ حدیث ابن جریج نے بیان کی لیکن کثیر بن کثیر نے مجھ سے یوں بیان کیا کہ میں اور عثمان بن ابوسلیمان دونوں سعید بن جبیر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں انہوں نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے یہ حدیث اس طرح بیان نہیں کی بلکہ یوں کہا کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے اسماعیل اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ کو لے کر مکہ کی سرزمین کی طرف آئے۔ حضرت ہاجرہ کو دودھ پلاتی تھیں۔ ان کے ساتھ ایک پرانی مشک تھی۔ ابن عباس نے اس حدیث کو مرفوع نہیں کیا۔

انصاری سے مراد محمد بن عبداللہ بن مثنیٰ ہے، اور ابن جریج سے مراد عبدالمالک بن عبدالعزیز بن جریج ہے۔

قولہ "لَمْ يَرْفَعْهُ" یعنی حضرت عبداللہ بن عباس نے اس حدیث کو مرفوع بیان نہیں کیا۔ قولہ "ثُمَّ جَاءَ بِهَا" یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کو مکہ کی سرزمین میں لائے۔

٣٣٦٤: وحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، وَكَثِيرِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ، يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلَى الآخَرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَوَّلَ مَا اتَّخَذَ النِّسَاءُ الْمِنْطَقَ مِنْ قِبَلِ أُمِّ إِسْمَاعِيلَ، اتَّخَذَتْ مِنْطَقًا لِتُعَفِّيَ أَثَرَهَا عَلَى سَارَةَ، ثُمَّ جَاءَ بِهَا إِبْرَاهِيمُ وَبِابْنِهَا إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تُرْضِعُهُ، حَتَّى وَضَعَهُمَا عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَ دَوْحَةٍ، فَوْقَ زَمْزَمَ فِي أَعْلَى الْمَسْجِدِ، وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ، وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ، فَوَضَعَهُمَا هُنَالِكَ، وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِيهِ تَمْرٌ، وَسِقَاءً فِيهِ مَاءٌ، ثُمَّ قَفَّى إِبْرَاهِيمُ مُنْطَلِقًا، فَتَبِعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَقَالَتْ: يَا إِبْرَاهِيمُ، أَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا



بِهَذَا الوَادِي، الَّذِي لَيْسَ فِيهِ إِنْسٌ وَلاَ شَيْءٌ؟ فَقَالَتْ لَهُ ذَلِكَ مِرَارًا، وَجَعَلَ لاَ يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا، فَقَالَتْ لَهُ: آللهُ الَّذِي أَمَرَكَ بِهَذَا؟ قَالَ نَعَمْ، قَالَتْ: إِذَنْ لاَ يُضَيِّعُنَا، ثُمَّ رَجَعَتْ، فَانْطَلَقَ إِبْرَاهِيمُ حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْثُ لاَ يَرَوْنَهُ، اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ البَيْتَ، ثُمَّ دَعَا بِهَؤُلاَءِ الكَلِمَاتِ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: {رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ المُحَرَّمِ} حَتَّى بَلَغَ - {يَشْكُرُونَ} [إبراهيم: ٣٧] وَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ تُرْضِعُ إِسْمَاعِيلَ وَتَشْرَبُ مِنْ ذَلِكَ المَاءِ، حَتَّى إِذَا نَفِدَ مَا فِي السِّقَاءِ عَطِشَتْ وَعَطِشَ ابْنُهَا، وَجَعَلَتْ تَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتَلَوَّى، أَوْ قَالَ يَتَلَبَّطُ، فَانْطَلَقَتْ كَرَاهِيَةَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَوَجَدَتِ الصَّفَا أَقْرَبَ جَبَلٍ فِي الأَرْضِ يَلِيهَا، فَقَامَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَتِ الوَادِيَ تَنْظُرُ هَلْ تَرَى أَحَدًا فَلَمْ تَرَ أَحَدًا، فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الوَادِيَ رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا، ثُمَّ سَعَتْ سَعْيَ الإِنْسَانِ المَجْهُودِ حَتَّى جَاوَزَتِ الوَادِيَ، ثُمَّ أَتَتِ المَرْوَةَ فَقَامَتْ عَلَيْهَا وَنَظَرَتْ هَلْ تَرَى أَحَدًا فَلَمْ تَرَ أَحَدًا فَفَعَلَتْ ذَلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَذَلِكَ سَعْيُ النَّاسِ بَيْنَهُمَا» فَلَمَّا أَشْرَفَتْ عَلَى المَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا، فَقَالَتْ صَهٍ - تُرِيدُ نَفْسَهَا -، ثُمَّ تَسَمَّعَتْ، فَسَمِعَتْ أَيْضًا، فَقَالَتْ: قَدْ أَسْمَعْتَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ غِوَاثٌ، فَإِذَا هِيَ بِالْمَلَكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ، فَبَحَثَ بِعَقِبِهِ، أَوْ قَالَ بِجَنَاحِهِ، حَتَّى ظَهَرَ المَاءُ، فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهُ وَتَقُولُ بِيَدِهَا هَكَذَا، وَجَعَلَتْ تَغْرِفُ مِنَ المَاءِ فِي سِقَائِهَا وَهُوَ يَفُورُ بَعْدَ مَا تَغْرِفُ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَرْحَمُ اللهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ، لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ - أَوْ قَالَ: لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ المَاءِ -، لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَعِينًا قَالَ: فَشَرِبَتْ وَأَرْضَعَتْ وَلَدَهَا، فَقَالَ لَهَا المَلَكُ: لاَ تَخَافُوا الضَّيْعَةَ، فَإِنَّ هَا هُنَا بَيْتَ اللهِ، يَبْنِي هَذَا الغُلاَمُ وَأَبُوهُ، وَإِنَّ اللهَ لاَ يُضِيعُ أَهْلَهُ، وَكَانَ البَيْتُ مُرْتَفِعًا مِنَ الأَرْضِ كَالرَّابِيَةِ، تَأْتِيهِ السُّيُولُ، فَتَأْخُذُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ، فَكَانَتْ كَذَلِكَ حَتَّى مَرَّتْ بِهِمْ رُفْقَةٌ مِنْ جُرْهُمَ، أَوْ أَهْلُ بَيْتٍ مِنْ جُرْهُمَ، مُقْبِلِينَ مِنْ طَرِيقِ كَدَاءٍ، فَنَزَلُوا فِي أَسْفَلِ مَكَّةَ فَرَأَوْا طَائِرًا عَائِفًا، فَقَالُوا: إِنَّ هَذَا الطَّائِرَ لَيَدُورُ عَلَى مَاءٍ، لَعَهْدُنَا بِهَذَا الوَادِي وَمَا فِيهِ مَاءٌ، فَأَرْسَلُوا جَرِيًّا أَوْ جَرِيَّيْنِ فَإِذَا هُمْ بِالْمَاءِ، فَرَجَعُوا فَأَخْبَرُوهُمْ بِالْمَاءِ فَأَقْبَلُوا، قَالَ: وَأُمُّ إِسْمَاعِيلَ عِنْدَ المَاءِ، فَقَالُوا: أَتَأْذَنِينَ لَنَا أَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكِ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، وَلَكِنْ لاَ حَقَّ لَكُمْ فِي المَاءِ، قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَأَلْفَى ذَلِكَ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تُحِبُّ الإِنْسَ» فَنَزَلُوا وَأَرْسَلُوا إِلَى أَهْلِيهِمْ فَنَزَلُوا مَعَهُمْ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِهَا أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِنْهُمْ، وَشَبَّ الغُلاَمُ وَتَعَلَّمَ العَرَبِيَّةَ مِنْهُمْ، وَأَنْفَسَهُمْ وَأَعْجَبَهُمْ حِينَ شَبَّ،

فَلَمَّا أَدْرَكَ زَوَّجُوهُ امْرَأَةً مِنْهُمْ، وَمَاتَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ، فَجَاءَ إِبْرَاهِيمُ بَعْدَمَا تَزَوَّجَ إِسْمَاعِيلُ يُطَالِعُ تَرِكَتَهُ، فَلَمْ يَجِدْ إِسْمَاعِيلَ، فَسَأَلَ امْرَأَتَهُ عَنْهُ فَقَالَتْ: خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا، ثُمَّ سَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ، فَقَالَتْ نَحْنُ بِشَرٍّ، نَحْنُ فِي ضِيقٍ وَشِدَّةٍ، فَشَكَتْ إِلَيْهِ، قَالَ: فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلاَمَ، وَقُولِي لَهُ يُغَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِهِ، فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ كَأَنَّهُ آنَسَ شَيْئًا، فَقَالَ: هَلْ جَاءَكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، جَاءَنَا شَيْخٌ كَذَا وَكَذَا، فَسَأَلَنَا عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ، وَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا، فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا فِي جَهْدٍ وَشِدَّةٍ، قَالَ: فَهَلْ أَوْصَاكِ بِشَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ السَّلاَمَ، وَيَقُولُ غَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ، قَالَ: ذَاكِ أَبِي، وَقَدْ أَمَرَنِي أَنْ أُفَارِقَكِ، الحَقِي بِأَهْلِكِ، فَطَلَّقَهَا، وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ أُخْرَى، فَلَبِثَ عَنْهُمْ إِبْرَاهِيمُ مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ أَتَاهُمْ بَعْدُ فَلَمْ يَجِدْهُ، فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ فَسَأَلَهَا عَنْهُ، فَقَالَتْ: خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا، قَالَ: كَيْفَ أَنْتُمْ؟ وَسَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ، فَقَالَتْ: نَحْنُ بِخَيْرٍ وَسَعَةٍ، وَأَثْنَتْ عَلَى اللَّهِ، فَقَالَ: مَا طَعَامُكُمْ؟ قَالَتِ اللَّحْمُ، قَالَ فَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتِ المَاءُ. قَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالمَاءِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ حَبٌّ، وَلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَا لَهُمْ فِيهِ». قَالَ: فَهُمَا لاَ يَخْلُو عَلَيْهِمَا أَحَدٌ بِغَيْرِ مَكَّةَ إِلَّا لَمْ يُوَافِقَاهُ، قَالَ: فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلاَمَ، وَمُرِيهِ يُثْبِتُ عَتَبَةَ بَابِهِ، فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ قَالَ: هَلْ أَتَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، أَتَانَا شَيْخٌ حَسَنُ الهَيْئَةِ، وَأَثْنَتْ عَلَيْهِ، فَسَأَلَنِي عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا بِخَيْرٍ، قَالَ: فَأَوْصَاكِ بِشَيْءٍ، قَالَتْ: نَعَمْ، هُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلاَمَ، وَيَأْمُرُكَ أَنْ تُثْبِتَ عَتَبَةَ بَابِكَ، قَالَ: ذَاكِ أَبِي وَأَنْتِ العَتَبَةُ، أَمَرَنِي أَنْ أُمْسِكَكِ، ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذَلِكَ، وَإِسْمَاعِيلُ يَبْرِي نَبْلًا لَهُ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيبًا مِنْ زَمْزَمَ، فَلَمَّا رَآهُ قَامَ إِلَيْهِ، فَصَنَعَا كَمَا يَصْنَعُ الوَالِدُ بِالوَلَدِ وَالوَلَدُ بِالوَالِدِ، ثُمَّ قَالَ يَا إِسْمَاعِيلُ، إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي بِأَمْرٍ، قَالَ: فَاصْنَعْ مَا أَمَرَكَ رَبُّكَ، قَالَ: وَتُعِينُنِي؟ قَالَ: وَأُعِينُكَ، قَالَ: فَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ هَا هُنَا بَيْتًا، وَأَشَارَ إِلَى أَكَمَةٍ مُرْتَفِعَةٍ عَلَى مَا حَوْلَهَا، قَالَ: فَعِنْدَ ذَلِكَ رَفَعَا القَوَاعِدَ مِنَ البَيْتِ، فَجَعَلَ إِسْمَاعِيلُ يَأْتِي بِالحِجَارَةِ وَإِبْرَاهِيمُ يَبْنِي، حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَ البِنَاءُ، جَاءَ بِهَذَا الحَجَرِ فَوَضَعَهُ لَهُ فَقَامَ عَلَيْهِ، وَهُوَ يَبْنِي وَإِسْمَاعِيلُ يُنَاوِلُهُ الحِجَارَةَ، وَهُمَا يَقُولاَنِ: {رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ العَلِيمُ} [البقرة: ١٢٧]، قَالَ: فَجَعَلاَ يَبْنِيَانِ حَتَّى يَدُورَا حَوْلَ البَيْتِ وَهُمَا يَقُولاَنِ: {رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ العَلِيمُ} [البقرة: ١٢٧]





ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی،

انہیں ایوب سختیانی اور کثیر بن کثیر بن مطلب بن ابی وداعہ نے۔ یہ دونوں کچھ زیادہ اور کمی کے ساتھ بیان کرتے ہیں، وہ دونوں سعید بن جبیر سے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، عورتوں میں کمر پٹہ باندھنے کا رواج اسماعیل علیہ السلام کی والدہ (ہاجرہ علیہا السلام) سے چلا ہے۔ سب سے پہلے انہوں نے کمر پٹہ اس لیے باندھا تھا تاکہ سارہ علیہا السلام ان کا سراغ نہ پائیں (وہ جلد بھاگ جائیں) پھر انہیں اور ان کے بیٹے اسماعیل کو ابراہیم ساتھ لے کر مکہ میں آئے، اس وقت ابھی وہ اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلاتی تھیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے دونوں کو ایک بڑے درخت کے پاس بٹھادیا جو اس جگہ تھا جہاں اب زمزم ہے۔ مسجد کی بلند جانب میں۔ ان دنوں مکہ میں کوئی انسان نہیں تھا۔ اس لیے وہاں پانی نہیں تھا۔ ابراہیم علیہ السلام نے ان دونوں کو وہیں چھوڑ دیا اور ان کے لیے ایک چمڑے کے تھیلے میں کھجور اور ایک مشک میں پانی رکھ دیا۔ پھر ابراہیم علیہ السلام (اپنے گھر کے لیے) روانہ ہوئے۔ اس وقت اسماعیل کی والدہ ان کے پیچھے پیچھے آئیں اور کہا کہ اے ابراہیم! اس خشک جنگل میں جہاں کوئی بھی آدمی اور کوئی بھی چیز موجود نہیں، آپ ہمیں چھوڑ کر کہاں جارہے ہیں؟ انہوں نے کئی دفعہ اس بات کو دہرایا لیکن ابراہیم ان کی طرف دیکھتے نہیں تھے۔ آخر ہاجرہ نے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں، اس پر ہاجرہ بول اٹھیں کہ پھر اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت کرے گا، وہ ہم کو ہلاک نہیں کرے گا۔ چنانچہ وہ واپس آگئیں اور ابراہیم علیہ السلام روانہ ہوگئے۔ جب وہ ثنیہ پہاڑی پر پہنچے جہاں سے وہ دکھائی نہیں دیتے تھے تو ادھر رخ کیا، جہاں اب کعبہ ہے (جہاں پر ہاجرہ اور اسماعیل علیہ السلام کو چھوڑ کر آئے تھے) پھر آپ نے دونوں ہاتھ اٹھاکر یہ دعا کی کہ اے میرے رب! میں نے اپنی اولاد کو اس بے آب ودانہ میدان میں ٹھہرایا ہے (سورۃ ابراہیم یشکرون تک۔ ادھر اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کو دودھ پلانے لگیں اور خود پانی پینے لگیں۔ آخر جب مشک کا سارا پانی ختم ہوگیا تو وہ پیاسی رہنے لگیں اور ان کے لخت جگر بھی پیاسے رہنے لگے۔ وہ اب دیکھ رہی تھیں کہ سامنے ان کا بیٹا (پیاس کی شدت سے) پیچ وتاب کھارہا ہے یا (کہاکہ) زمین پر لوٹ رہا ہے۔ وہ وہاں سے ہٹ گئیں کیوں کہ اس حالت میں بچے کو دیکھنے سے ان کا دل بے چین ہوتا تھا۔ صفا پہاڑی وہاں سے نزدیک تر تھی۔ وہ (پانی کی تلاش میں) اس پر چڑھ گئیں اور وادی کی طرف رخ کرکے دیکھنے لگیں کہ کہیں کوئی انسان نظر آئے لیکن کوئی انسان نظر نہیں آیا، وہ صفا سے اتر گئیں اور جب وادی میں پہنچیں تو اپنا دامن اٹھالیا (تاکہ دوڑتے وقت نہ الجھیں) اور کسی پریشان حال کی طرح دوڑنے لگیں پھر وادی سے نکل کر مروہ پہاڑی پر آئیں اور اس پر کھڑی ہوکر دیکھنے لگیں کہ کہیں کوئی انسان نظر آئے لیکن کوئی نظر نہیں آیا۔ اس طرح انہوں نے سات چکر لگائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (صفا اور مروہ کے درمیان) لوگوں کے لیے دوڑنا اسی وجہ سے مشروع ہوا۔ (ساتویں مرتبہ) جب وہ مروہ پر چڑھیں تو انہیں ایک آواز سنائی دی، انہوں نے کہا، خاموش! یہ خود اپنے ہی سے وہ کہہ رہی تھیں اور پھر

آواز کی طرف انہوں نے کان لگا دیئے۔ آواز اب بھی سنائی دے رہی تھی پھر انہوں نے کہا کہ تمہاری آواز میں نے سنی۔ اگر تم میری کوئی مدد کر سکتے ہو تو کرو۔ کیا دیکھتی ہیں کہ جہاں اب زمزم (کا کنواں) ہے، وہیں ایک فرشتہ موجود ہے۔ فرشتے نے اپنی ایڑی سے زمین میں گڑھا کر دیا، یا یہ کہا کہ اپنے بازو سے، جس سے وہاں پانی ابل آیا۔ حضرت ہاجرہ نے اسے حوض کی شکل میں بنا دیا اور اپنے ہاتھ سے اس طرح کر دیا (تاکہ پانی بہنے نہ پائے) اور چلو سے پانی اپنے مشکیزہ میں ڈالنے لگیں۔ جب وہ بھر چکیں تو وہاں سے چشمہ پھر ابل پڑا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ! ام اسماعیل پر رحم کرے، اگر زمزم کو انہوں نے یوں ہی چھوڑ دیا ہوتا یا آپ نے فرمایا کہ چلو سے مشکیزہ نہ بھرا ہوتا تو زمزم ایک بہتے ہوئے چشمے کی صورت میں ہوتا۔ بیان کیا کہ پھر ہاجرہ نے خود بھی وہ پانی پیا اور اپنے بیٹے کو بھی پلایا۔ اس کے بعد ان سے فرشتے نے کہا کہ اپنے برباد ہونے کا خوف ہرگز نہ کرنا کیوں کہ یہیں خدا کا گھر ہوگا، جسے یہ بچہ اور اس کا باپ تعمیر کریں گے اور اللہ اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرتا، اب جہاں بیت اللہ ہے، اس وقت وہاں ٹیلے کی طرح زمین اٹھی ہوئی تھی۔ سیلاب کا دھارا آتا اور اس کے دائیں بائیں سے زمین کاٹ کر لے جاتا۔ اس طرح وہاں کے دن ورات گزرتے رہے اور آخر ایک دن قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ وہاں سے گزرے یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) قبیلہ جرہم کے چند گھرانے مقام کداء (مکہ کا بالائی حصہ) کے راستے سے گزر کر مکہ کے نشیبی علاقے میں انہوں نے پڑاو کیا (قریب ہی) انہوں نے منڈلاتے ہوئے کچھ پرندے دیکھے، ان لوگوں نے کہا کہ یہ پرندہ پانی پر منڈلا رہا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے جب بھی ہم اس میدان سے گزرے ہیں یہاں پانی کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ آخر انہوں نے اپنا ایک آدمی یا دو آدمی بھیجے۔ وہاں انہوں نے واقعی پانی پایا چنانچہ انہوں نے واپس آکر پانی کی اطلاع دی۔ اب یہ سب لوگ یہاں آئے۔ راوی نے بیان کیا کہ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ اس وقت پانی پر ہی بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ کیا آپ ہمیں اپنے پڑوس میں پڑاو ڈالنے کی اجازت دیں گی۔ ہاجرہ نے فرمایا کہ ہاں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ پانی پر تمہارا کوئی حق نہیں ہوگا۔ انہوں نے اسے تسلیم کر لیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اب ام اسماعیل کو پڑوسی مل گئے۔ انسانوں کی موجودگی ان کے لیے دلجمعی کا باعث ہوئی۔ ان لوگوں نے خود بھی یہاں قیام کیا اور اپنے قبیلے کے دوسرے لوگوں کو بھی بلوا لیا اور وہ سب لوگ بھی یہیں آکر ٹھہر گئے۔ اس طرح یہاں ان کے کئی گھرانے آکر آباد ہو گئے اور بچہ (اسماعیل علیہ السلام جرہم کے بچوں میں) جوان ہوا اور ان سے عربی سیکھ لی۔ جوانی میں اسماعیل علیہ السلام ایسے خوبصورت تھے کہ آپ پر سب کی نظریں اٹھتی تھیں اور سب سے زیادہ آپ بھلے لگتے تھے۔ چنانچہ جرہم والوں نے آپ کی اپنے قبیلے کی ایک لڑکی سے شادی کر دی۔ پھر اسماعیل علیہ السلام کی والدہ (ہاجرہ) کا انتقال ہو گیا)۔ اسماعیل علیہ السلام کی شادی کے بعد ابراہیم علیہ السلام یہاں اپنے چھوڑے ہوئے خاندان کو دیکھنے آئے۔ اسماعیل علیہ السلام گھر پر نہیں تھے۔ اس

لیے آپ نے ان کی بیوی سے اسماعیل علیہ السلام کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے بتایا کہ روزی کی تلاش میں کہیں گئے ہیں۔ پھر آپ نے ان سے ان کی معاش وغیرہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حالت اچھی نہیں ہے، بڑی تنگی سے گزر اوقات ہوتی ہے۔ اس طرح انہوں نے شکایت کی۔ ابراہیم علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ جب تمہارا شوہر آئے تو ان سے میرا سلام کہنا اور یہ بھی کہنا کہ وہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل ڈالیں۔ پھر جب اسماعیل علیہ السلام واپس تشریف لائے تو جیسے انہوں نے کچھ انسیت سی محسوس کی اور دریافت فرمایا، کیا کوئی صاحب یہاں آئے تھے؟ ان کی بیوی نے بتایا کہ ہاں ایک بزرگ اس اس شکل کے یہاں آئے تھے اور آپ کے بارے میں پوچھ رہے تھے، میں نے انہیں بتایا (کہ آپ باہر گئے ہوئے ہیں) پھر انہوں نے پوچھا کہ تمہاری گزر اوقات کا کیا حال ہے؟ تو میں نے ان سے کہا کہ ہماری گزر اوقات بڑی تنگی سے ہوتی ہے۔ اسماعیل علیہ السلام نے دریافت کیا کہ انہوں نے تمہیں کچھ نصیحت بھی کی تھی؟ ان کی بیوی نے بتایا کہ ہاں مجھ سے انہوں نے کہا تھا کہ آپ کو سلام کہہ دوں اور وہ یہ بھی کہہ گئے ہیں کہ آپ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل دیں۔ اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ بزرگ میرے والد تھے اور مجھے یہ حکم دے گئے ہیں کہ میں تمہیں جدا کر دوں، اب تم اپنے گھر جا سکتی ہو۔ چنانچہ اسماعیل علیہ السلام نے انہیں طلاق دے دی اور بنی جرہم ہی میں ایک دوسری عورت سے شادی کر لی۔ جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور رہا، ابراہیم علیہ السلام ان کے یہاں نہیں آئے۔ پھر جب کچھ دنوں کے بعد وہ تشریف لائے تو اس مرتبہ بھی اسماعیل علیہ السلام اپنے گھر پر موجود نہیں تھے۔ آپ ان کی بیوی کے یہاں گئے اور ان سے اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے بتایا کہ ہمارے لیے روزی تلاش کرنے گئے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا تم لوگوں کا حال کیسا ہے؟ آپ نے ان کی گزر بسر اور دوسرے حالات کے متعلق پوچھا، انہوں نے بتایا کہ ہمارا حال بہت اچھا ہے، بڑی فراخی ہے، انہوں نے اس کے لیے اللہ کی تعریف و ثنا کی۔ ابراہیم علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ تم لوگ کھاتے کیا ہو؟ انہوں نے بتایا کہ گوشت! آپ نے دریافت کیا فرمایا کہ پیتے کیا ہو؟ بتایا کہ پانی! ابراہیم علیہ السلام نے ان کے لیے دعاء کی، اے اللہ ان کے گوشت اور پانی میں برکت نازل فرما۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دنوں انہیں اناج میسر نہیں تھا۔ اگر اناج بھی ان کے کھانے میں شامل ہوتا تو ضرور آپ اس میں بھی برکت کی دعا کرتے۔ صرف گوشت اور پانی کی خوراک میں ہمیشہ گزارہ کرنا مکہ کے سوا اور کسی زمین پر بھی موافق نہیں پڑتا۔ ابراہیم علیہ السلام نے (جاتے ہوئے) اس سے فرمایا کہ جب تمہارے شوہر واپس آجائیں تو ان سے میرا سلام کہنا اور ان سے کہہ دینا کہ وہ اپنے دروازے کی چوکھٹ باقی رکھیں۔ جب اسماعیل علیہ السلام تشریف لائے تو پوچھا کہ کیا یہاں کوئی آیا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں ایک بزرگ، بڑی اچھی شکل و صورت کے آئے تھے۔ بیوی نے آنے والے بزرگ کی تعریف کی پھر انہوں نے مجھ سے آپ کے متعلق پوچھا (کہ کہاں ہیں؟) اور میں نے بتا دیا، پھر انہوں نے پوچھا کہ

تمہاری گزر بسر کا کیا حال ہے۔ تو میں نے بتایا کہ ہم اچھی حالت میں ہیں۔ اسماعیل علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ کیا انہوں نے تمہیں کوئی وصیت بھی کی تھی؟ انہوں نے کہا جی ہاں، انہوں نے آپ کو سلام کہا تھا اور حکم دیا تھا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو باقی رکھیں۔ اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بزرگ میرے والد تھے، چوکھٹ تم ہو اور آپ مجھے حکم دے گئے ہیں کہ میں تمہیں اپنے ساتھ رکھوں۔ پھر جتنے دنوں اللہ تعالیٰ کو منظور رہا، کے بعد ابراہیم علیہ السلام ان کے یہاں تشریف لائے تو دیکھا کہ اسماعیل زمزم کے قریب ایک بڑے درخت کے سائے میں (جہاں ابراہیم انہیں چھوڑ گئے تھے) اپنے تیر بنا رہے ہیں۔ جب اسماعیل علیہ السلام نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو ان کی طرف کھڑے ہو گئے اور جس طرح ایک باپ اپنے بیٹے کے ساتھ اور بیٹا اپنے باپ کے ساتھ محبت کرتا ہے وہی طرز عمل ان دونوں نے بھی ایک دوسرے کے ساتھ اختیار کیا۔ پھر ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا، اسماعیل اللہ نے مجھے ایک حکم دیا ہے۔ اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا، آپ کے رب نے جو حکم آپ کو دیا ہے آپ اسے ضرور پورا کریں۔ انہوں نے فرمایا اور تم بھی میری مدد کرسکو گے؟ عرض کیا کہ میں آپ کی مدد کروں گا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اسی مقام پر اللہ کا ایک گھر بناؤں اور آپ نے ایک اور اونچے ٹیلے کی طرف اشارہ کیا کہ اس کے چاروں طرف! حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت ان دونوں نے بیت اللہ کی بنیاد پر عمارت کی تعمیر شروع کی۔ اسماعیل علیہ السلام پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے اور ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے جاتے تھے۔ جب دیواریں بلند ہو گئیں تو اسماعیل یہ پتھر لائے اور ابراہیم علیہ السلام کے لیے اسے رکھ دیا۔ اب ابراہیم علیہ السلام اس پتھر پر کھڑے ہو کر تعمیر کرنے لگے، اسماعیل علیہ السلام پتھر دیتے جاتے تھے اور یہ دونوں یہ دعا پڑھتے جاتے تھے۔ ہمارے رب! ہماری یہ خدمت تو قبول کر بے شک تو بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے۔ فرمایا کہ یہ دونوں تعمیر کرتے رہے اور بیت اللہ کے چاروں طرف گھوم گھوم کر یہ دعا پڑھتے رہے۔ "اے ہمارے رب! ہماری طرف سے یہ خدمت قبول کر۔ بے شک تو بڑا سننے والا بہت جاننے والا ہے"۔



قولہ "المِنطَقَ" میم کے کسرہ اور طا کے فتحہ کے ساتھ، کمر بند کو کہتے ہیں، کام کاج کے وقت عورتیں اپنے کرتے کے اوپر برہنہ ہونے کے ڈر سے کمر بند باندھ لیتی تھیں، اور ام اسماعیل نے کمر بند پہلے استعمال کیا ہے۔

قولہ "لِتُعَفِّيَ أَثَرَهَا" جب حضرت ہاجرہ علیہا السلام سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے، تو حضرت سارہ علیہا السلام نے کہا کہ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا میلان حضرت ہاجرہ کی طرف ہو گیا ہے، اور ان کی توجہ میری خادمہ کی طرف ہو گئی ہے لہذا میں اس کے تین اعضاء کاٹ دوں گی، اور اسے ناقص بنا دوں گی، تو حضرت ہاجرہ انہیں چھوڑ گئیں، اور منطق استعمال کیا تا کہ اس سے ان کے قدموں کے نشان مٹتے جائیں اور حضرت سارہ ان کی کھوج نہ لگا سکے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پتا چلا، تو وہ انہیں دوسری جگہ چھوڑ آئے۔ مجاہد وغیرہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ بنانے کی جگہ بتا دی، تب حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل اور اس کی والدہ کو وہاں چھوڑ آئے



اور ان کی آمد ورفت براق پر ہوئی تھی۔

قولہ "عِندَ البَيْتِ أي "عِندَ مكان البَيْتِ" اور یہی مراد أعلى المسجد سے ہے، کیونکہ اس وقت وہاں نہ تو بیت اللہ تھا اور نہ ہی مسجد تھی۔

قولہ "ثُمَّ قَفَّى إِبْرَاهِيمُ" یعنی پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام شام میں اپنے اہل کے پاس واپس آگئے۔

قولہ "رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي" ابن کثیر کی رائے یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ بناتے وقت یہ دعا کی تھی، لیکن اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت اللہ بنانے سے پہلے جب بچے اور اس کی ماں کو وہاں چھوڑ کر آنے لگے تھے تب یہ دعا کی تھی، اور اس وقت بیت اللہ وہاں نہیں بنا تھا[1]۔

قولہ "قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ" حدیث کا یہ جزء اور اس کا مابعد مرفوع ہے۔

قولہ "فَجَاءَ إِبْرَاهِيمُ بَعْدَمَا تَزَوَّجَ إِسْمَاعِيلُ" اس سے پہلے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آمد ورفت تھی، چونکہ یہ خاص واقعہ تھا اس لیے اسے ذکر کر دیا ہے، یہ نہیں کہ یہ پہلی مرتبہ آمد ہے، یہ بھی مروی ہے کہ آپ براق پر آتے جاتے تھے، اس لیے آنے جانے میں تکلیف کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تھا۔

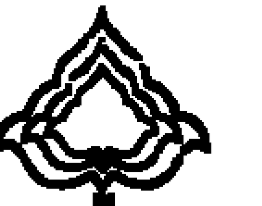
"فَهُمَا لَا يَخْلُو عَلَيْهِمَا أَحَدٌ" یعنی صرف گوشت اور پانی پر ہمیشہ گزارہ کرنا مکہ کے سوا اور کہیں راس نہیں آتا، اور یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی برکت ہے۔

قولہ "مَا طَعَامُكُم قَالَت: اللَّحم" اس سے معلوم ہوا کہ بعض مقامات میں انسان گوشت پر ہی گزارہ کر سکتا ہے؛ کیونکہ انسان کے جبڑے اوپر، نیچے اور دائیں، بائیں دونوں طرف حرکت کرتے ہیں، یہ گوشت بھی کھا سکتا ہے اور باقی غذائیں بھی، جبکہ گوشت کھانے والے جانوروں کے جبڑے اوپر، نیچے حرکت کرتے ہیں، دائیں بائیں حرکت نہیں کرتے، اور چارہ کھانے والے جانوروں کے جبڑے دائیں، بائیں حرکت کرتے ہیں، اوپر، نیچے نہیں، لیکن انسان کے جبڑے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایسے بنائیں ہیں جو اوپر، نیچے، دائیں، بائیں دونوں طرف حرکت کرتے ہیں، معلوم ہوا کہ انسان کی فطرت غلے کے علاوہ گوشت کھانے کی بھی ہے، اور انسان کی انتڑیاں اللہ تعالیٰ نے لمبی بنائی ہیں، جن میں گوشت زیادہ دیر ٹھہر کر اچھی طرح ہضم ہو جاتا ہے، چارہ کھانے والوں کی انتڑیاں اتنی لمبی نہیں ہوتیں اس لیے ان کا کھایا ہوا چارہ جلدی ہضم ہو جاتا ہے، سکھ قوم گوشت نہیں کھاتی، ایک دفعہ ایک سکھ سے گفتگو ہوئی، میں نے اسے ایسے ہی عقلی طور پر سمجھایا وہ خاموش ہو گیا۔

٣٣٦٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ المَلِكِ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا كَانَ بَيْنَ إِبْرَاهِيمَ وَبَيْنَ أَهْلِهِ مَا كَانَ، خَرَجَ بِإِسْمَاعِيلَ وَأُمِّ إِسْمَاعِيلَ، وَمَعَهُمْ شَنَّةٌ فِيهَا مَاءٌ، فَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ، فَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلَى صَبِيِّهَا،

[1] ہو سکتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان دونوں مواقع پر یہ دعا کی ہو۔

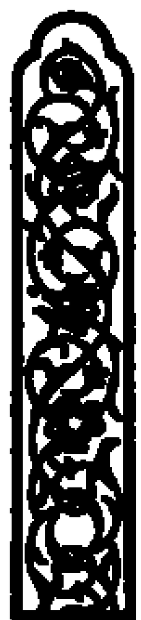
حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ فَوَضَعَهَا تَحْتَ دَوْحَةٍ، ثُمَّ رَجَعَ إِبْرَاهِيمُ إِلَى أَهْلِهِ، فَاتَّبَعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ، حَتَّى لَمَّا بَلَغُوا كَدَاءً نَادَتْهُ مِنْ وَرَائِهِ: يَا إِبْرَاهِيمُ إِلَى مَنْ تَتْرُكُنَا؟ قَالَ: إِلَى اللهِ، قَالَتْ: رَضِيتُ بِاللهِ، قَالَ: فَرَجَعَتْ فَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلَى صَبِيِّهَا، حَتَّى لَمَّا فَنِيَ المَاءُ، قَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّي أُحِسُّ أَحَدًا، قَالَ فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَنَظَرَتْ، وَنَظَرَتْ هَلْ تُحِسُّ أَحَدًا، فَلَمْ تُحِسَّ أَحَدًا، فَلَمَّا بَلَغَتِ الوَادِيَ سَعَتْ وَأَتَتِ المَرْوَةَ، فَفَعَلَتْ ذَلِكَ أَشْوَاطًا، ثُمَّ قَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ، تَعْنِي الصَّبِيَّ، فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَإِذَا هُوَ عَلَى حَالِهِ كَأَنَّهُ يَنْشَغُ لِلْمَوْتِ، فَلَمْ تُقِرَّهَا نَفْسُهَا، فَقَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ، لَعَلِّي أُحِسُّ أَحَدًا، فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا، فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ فَلَمْ تُحِسَّ أَحَدًا، حَتَّى أَتَمَّتْ سَبْعًا، ثُمَّ قَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ، فَإِذَا هِيَ بِصَوْتٍ، فَقَالَتْ: أَغِثْ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ خَيْرٌ، فَإِذَا جِبْرِيلُ، قَالَ: فَقَالَ بِعَقِبِهِ هَكَذَا، وَغَمَزَ عَقِبَهُ عَلَى الأَرْضِ، قَالَ: فَانْبَثَقَ المَاءُ، فَدَهَشَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ، فَجَعَلَتْ تَحْفِزُ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو القَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَوْ تَرَكَتْهُ كَانَ المَاءُ ظَاهِرًا». قَالَ: فَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ المَاءِ وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلَى صَبِيِّهَا، قَالَ: فَمَرَّ نَاسٌ مِنْ جُرْهُمَ بِبَطْنِ الوَادِي، فَإِذَا هُمْ بِطَيْرٍ، كَأَنَّهُمْ أَنْكَرُوا ذَاكَ، وَقَالُوا: مَا يَكُونُ الطَّيْرُ إِلَّا عَلَى مَاءٍ، فَبَعَثُوا رَسُولَهُمْ فَنَظَرَ فَإِذَا هُمْ بِالمَاءِ، فَأَتَاهُمْ فَأَخْبَرَهُمْ، فَأَتَوْا إِلَيْهَا فَقَالُوا: يَا أُمَّ إِسْمَاعِيلَ، أَتَأْذَنِينَ لَنَا أَنْ نَكُونَ مَعَكِ، أَوْ نَسْكُنَ مَعَكِ، فَبَلَغَ ابْنُهَا فَنَكَحَ فِيهِمُ امْرَأَةً، قَالَ: ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا لِإِبْرَاهِيمَ، فَقَالَ لِأَهْلِهِ: إِنِّي مُطَّلِعٌ تَرِكَتِي، قَالَ: فَجَاءَ فَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَيْنَ إِسْمَاعِيلُ؟ فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ: ذَهَبَ يَصِيدُ، قَالَ: قُولِي لَهُ إِذَا جَاءَ غَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ، فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ، قَالَ: أَنْتِ ذَاكِ، فَاذْهَبِي إِلَى أَهْلِكِ، قَالَ: ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا لِإِبْرَاهِيمَ، فَقَالَ لِأَهْلِهِ: إِنِّي مُطَّلِعٌ تَرِكَتِي، قَالَ: فَجَاءَ، فَقَالَ: أَيْنَ إِسْمَاعِيلُ؟ فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ: ذَهَبَ يَصِيدُ، فَقَالَتْ: أَلَا تَنْزِلُ فَتَطْعَمَ وَتَشْرَبَ، فَقَالَ: وَمَا طَعَامُكُمْ وَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتْ: طَعَامُنَا اللَّحْمُ وَشَرَابُنَا المَاءُ، قَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو القَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «بَرَكَةٌ بِدَعْوَةِ إِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِمَا وَسَلَّمَ» قَالَ: ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا لِإِبْرَاهِيمَ، فَقَالَ لِأَهْلِهِ: إِنِّي مُطَّلِعٌ تَرِكَتِي، فَجَاءَ فَوَافَقَ إِسْمَاعِيلَ مِنْ وَرَاءِ زَمْزَمَ يُصْلِحُ نَبْلًا لَهُ، فَقَالَ: يَا إِسْمَاعِيلُ، إِنَّ رَبَّكَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ لَهُ بَيْتًا، قَالَ: أَطِعْ رَبَّكَ، قَالَ: إِنَّهُ قَدْ أَمَرَنِي أَنْ تُعِينَنِي عَلَيْهِ، قَالَ: إِذَنْ أَفْعَلَ، أَوْ كَمَا قَالَ: قَالَ فَقَامَا فَجَعَلَ إِبْرَاهِيمُ يَبْنِي، وَإِسْمَاعِيلُ يُنَاوِلُهُ الحِجَارَةَ وَيَقُولَانِ: {رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ العَلِيمُ} [البقرة: ١٢٧]. قَالَ: حَتَّى ارْتَفَعَ البِنَاءُ، وَضَعُفَ الشَّيْخُ عَنْ نَقْلِ الحِجَارَةِ،





فَقَامَ عَلَى حَجَرِ الْمَقَامِ، فَجَعَلَ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَيَقُولاَنِ: {رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ}[البقرة:١٢٧]

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعامر عبدالملک بن عمرو نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابراہیم بن نافع نے بیان کیا، ان سے کثیر بن کثیر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابراہیم علیہ السلام اور ان کی بیوی (حضرت سارہ) کے درمیان جو کچھ جھگڑا ہونا تھا جب وہ ہوا تو آپ اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ (حضرت ہاجرہ) کو لے کر نکلے، ان کے ساتھ ایک مشکیزہ تھا۔ جس میں پانی تھا، اسماعیل علیہ السلام کی والدہ اسی مشکیزہ کا پانی پیتی رہیں اور اپنا دودھ اپنے بچے کو پلاتی رہیں۔ جب ابراہیم مکہ پہنچے تو انہیں ایک بڑے درخت کے پاس ٹھہرا کر اپنے گھر واپس جانے لگے۔ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کے پیچھے پیچھے آئیں۔ جب مقام کداء پر پہنچے تو انہوں نے پیچھے سے آواز دی کہ اے ابراہیم! ہمیں کس پر چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ پر! ہاجرہ نے کہا کہ پھر میں اللہ پر خوش ہوں۔ بیان کیا کہ پھر حضرت ہاجرہ اپنی جگہ پر واپس چلی آئیں اور اسی مشکیزے سے پانی پیتی رہیں اور اپنا دودھ اپنے بچے کو پلاتی رہیں جب پانی ختم ہو گیا تو انہوں نے سوچا کہ ادھر ادھر دیکھنا چاہیے، ممکن ہے کہ کوئی آدمی نظر آجائے۔ راوی نے بیان کیا کہ یہی سوچ کر وہ صفا (پہاڑی) پر چڑھ گئیں اور چاروں طرف دیکھا کہ شاید کوئی نظر آجائے لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ پھر جب وادی میں اتریں تو دوڑ کر مروہ تک آئیں۔ اسی طرح کئی چکر لگائے، پھر سوچا کہ چلوں ذرا بچے کو تو دیکھوں کس حالت میں ہے۔ چنانچہ آئیں اور دیکھا تو بچہ اسی حالت میں تھا (جیسے تکلیف کے مارے) موت کے لیے تڑپ رہا ہو۔ یہ حال دیکھ کر ان سے صبر نہ ہو سکا، سوچا چلوں دوبارہ دیکھوں ممکن ہے کہ کوئی آدمی نظر آجائے، آئیں اور صفا پہاڑ پر چڑھ گئیں اور چاروں طرف نظر پھیر پھیر کر دیکھتی رہیں لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ اس طرح حضرت ہاجرہ نے سات چکر لگائے پھر سوچا، چلوں دیکھوں بچہ کس حالت میں ہے؟ اسی وقت انہیں ایک آواز سنائی دی۔ انہوں نے (آواز سے مخاطب ہو کر) کہا کہ اگر تمہارے پاس کوئی بھلائی ہے تو میری مدد کرو۔ وہاں جبریل علیہ السلام موجود تھے۔ انہوں نے اپنی ایڑی سے یوں کیا (اشارہ کر کے بتایا) اور زمین ایڑی سے کھود دی۔ راوی نے بیان کیا کہ اس عمل کے نتیجے میں وہاں سے پانی پھوٹ پڑا۔ ام اسماعیل ڈریں۔ (کہیں یہ پانی غائب نہ ہو جائے) پھر وہ زمین کھودنے لگیں۔ راوی نے بیان کیا کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر وہ پانی کو یوں ہی رہنے دیتیں تو پانی زمین پر بہتا رہتا۔ غرض ہاجرہ زمزم کا پانی پیتی رہیں اور اپنا دودھ اپنے بچے کو پلاتی رہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اس کے بعد قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ وادی کے نشیب سے گزرے۔ انہیں وہاں پرند نظر آئے۔ انہیں یہ کچھ خلاف عادت معلوم ہوا۔ انہوں نے آپس میں کہا کہ پرندہ تو صرف پانی ہی پر (اس طرح) منڈلا سکتا ہے۔ ان لوگوں نے اپنا آدمی وہاں بھیجا۔ اس نے جا کر دیکھا



تو واقعی وہاں پانی موجود تھا۔ اس نے آکر اپنے قبیلے والوں کو خبر دی تو یہ سب لوگ یہاں آگئے اور کہا کہ اے ام اسماعیل! کیا ہمیں اپنے ساتھ رہنے کی یا (یہ کہا کہ) اپنے ساتھ قیام کرنے کی اجازت دیں گی؟ پھر ان کے بیٹے (اسماعیل علیہ السلام) بالغ ہوئے اور قبیلہ جرہم ہی کی ایک لڑکی سے ان کا نکاح ہوگیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر ابراہیم علیہ السلام کو خیال آیا اور انہوں نے اپنی اہلیہ (حضرت سارہ) سے فرمایا کہ میں جن لوگوں کو (مکہ میں) چھوڑ آیا تھا ان کی خبر لینے جاوں گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر ابراہیم علیہ السلام مکہ تشریف لائے اور سلام کر کے دریافت فرمایا کہ اسماعیل کہاں ہیں؟ ان کی بیوی نے بتایا کہ شکار کے لیے گئے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب وہ آئیں تو ان سے کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل ڈالیں۔ جب اسماعیل علیہ السلام آئے تو ان کی بیوی نے واقعہ کی اطلاع دی۔ اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہیں ہو (جسے بدلنے کے لیے ابراہیم کہہ گئے ہیں) اب تم اپنے گھر جاسکتی ہو۔ بیان کیا کہ پھر ایک مدت کے بعد دوبارہ ابراہیم علیہ السلام کو خیال ہوا اور انہوں نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ میں جن لوگوں کو چھوڑ آیا ہوں انہیں دیکھنے جاوں گا۔ راوی نے بیان کیا کہ ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ اسماعیل کہاں ہیں؟ ان کی بیوی نے بتایا کہ شکار کے لیے گئے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ آپ ٹھہریئے اور کھانا تناول فرمالیجئے۔ ابراہیم نے دریافت فرمایا کہ تم لوگ کھاتے پیتے کیا ہو؟ انہوں نے بتایا کہ گوشت کھاتے ہیں اور پانی پیتے ہیں۔ آپ نے دعا کی کہ اے اللہ! ان کے کھانے اور ان کے پانی میں برکت نازل فرما۔ بیان کیا کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ابراہیم علیہ السلام کی اس دعاء کی برکت اب تک چلی آرہی ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر (تیسری بار) ابراہیم علیہ السلام کو ایک مدت کے بعد خیال ہوا اور اپنی اہلیہ سے انہوں نے کہا کہ جن کو میں چھوڑ آیا ہوں ان کی خبر لینے مکہ جاوں گا۔ چنانچہ آپ تشریف لائے اور اس مرتبہ اسماعیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، جو زمزم کے پیچھے اپنے تیر ٹھیک کر رہے تھے۔ ابراہیم نے فرمایا، اے اسماعیل! تمہارے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یہاں اس کا ایک گھر بناوں، بیٹے نے عرض کیا کہ پھر آپ اپنے رب کا حکم بجا لایئے۔ انہوں نے فرمایا اور مجھے یہ بھی حکم دیا ہے کہ تم اس کام میں میری مدد کرو۔ عرض کیا کہ میں اس کے لیے تیار ہوں۔ یا اسی قسم کے اور الفاظ ادا کئے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر دونوں باپ بیٹا اٹھے۔ ابراہیم علیہ السلام دیواریں اٹھاتے تھے اور اسماعیل علیہ السلام انہیں پتھر لا لا کر دیتے تھے اور دونوں یہ دعا کرتے جاتے تھے۔ اے ہمارے رب! ہماری طرف سے یہ خدمت قبول کر۔ بے شک تو بڑا سننے والا، بہت جاننے والا ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ آخر جب دیوار بلند ہوگئی اور بزرگ (ابراہیم علیہ السلام) کو پتھر (دیوار پر) رکھنے میں دشواری ہوئی تو وہ مقام (ابراہیم) کے پتھر پر کھڑے ہوئے اور اسماعیل علیہ السلام ان کو پتھر اٹھا اٹھا کر دیتے جاتے اور ان حضرات کی زبان پر یہ دعا جاری تھی۔ "اے ہمارے رب! ہماری طرف سے اسے قبول فرما لے۔ بے شک تو بڑا سننے والا بہت جاننے والا ہے"۔





١٠۔ بَابٌ

باب:

٣٣٦٦: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ أَوَّلَ؟ قَالَ: «الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ» قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ «الْمَسْجِدُ الْأَقْصَى» قُلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: «أَرْبَعُونَ سَنَةً، ثُمَّ أَيْنَمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ بَعْدُ فَصَلِّهْ، فَإِنَّ الْفَضْلَ فِيهِ»۔

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم تیمی نے، ان سے ان کے والد یزید بن شریک نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! سب سے پہلے روئے زمین پر کون سی مسجد بنی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد حرام۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں نے عرض کیا اور اس کے بعد؟ فرمایا کہ مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) میں نے عرض کیا، ان دونوں کی تعمیر کے درمیان کتنا فاصلہ رہا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ چالیس سال۔ پھر فرمایا اب جہاں بھی تجھ کو نماز کا وقت ہو جائے وہاں نماز پڑھ لے۔ بڑی فضیلت نماز پڑھنا ہے۔

بعض مقامات میں "باب" کا لفظ مطلق آتا ہے یہ بتانے کے لیے کہ پہلا باب جو بمنزلہ فائدہ کے تھا وہ ختم ہو گیا ہے اور اس باب کا تعلق پہلے آنے والے اصل باب سے ہو گیا ہے۔

قولہ "أَرْبَعُونَ سَنَةً" بعض لوگ یہاں حیران ہو جاتے ہیں کہ پہلی مسجد حرام حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنائی اور دوسری مسجد اقصیٰ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنائی ہے، ان دونوں کے درمیان ہزار سال سے بھی زیادہ فاصلہ ہے، تو یہاں چالیس سال کیسے کہا گیا ہے؟

اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دو گھر بنائے تھے، بنو اسماعیل کے لیے بیت اللہ بنایا تھا جو مکہ مکرمہ میں ہے، اور پہلے بنایا گیا ہے اور بنو اسحاق کے لیے دوسرا گھر بنایا تھا جو بیت المقدس ہے، یہ چالیس سال بعد میں بنا ہے جب کہ حضرت یعقوب علیہ السلام پیدا ہوئے تھے، تورات میں ذکر آتا ہے کہ انہوں نے وہاں ایک لکڑی گاڑی تھی، جو کہ مسجد کی علامت تھی، پوری بنیاد قائم نہیں کی تھی، اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنیاد قائم کی تھی، سلیمان علیہ السلام کی بنیاد بعد کی ہے، اور یہاں پہلی بنیاد مراد ہے۔

ہم نے بعض اساتذہ کو یہ بتاتے ہوئے سنا ہے کہ پہلے بھی ایک دفعہ بیت اللہ اور بیت المقدس بنے تھے اور دونوں جگہ آبادی تھی، ان کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ تھا، لہٰذا شام والوں کے لیے الگ اور ان کے لیے بیت اللہ بنایا، اس

کے بعد دونوں بنائیں ختم ہوگئیں، دوبارہ ابراہیم علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کی بنیاد بعد کی ہے، مگر یہ اسوقت تسلیم کیا جا سکتاہے جبکہ یہ ثابت ہو جائے کہ بیت اللہ پہلے بھی بنا تھا، بعض روایات میں آتا ہے کہ پہلے فرشتوں نے بنایا تھا پھر حضرت آدم علیہ السلام نے بنایا، اور یہ طوفان نوح سے اٹھ گیا، اس کے بعد حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے مل کر بنایا، پھر جرہم نے بنایا اس کے بعد قریش نے بنایا، پھر عبداللہ بن زبیر نے، پھر حجاج نے بنایا، اب سلیمان کی عمارت موجود ہے جو کہ ایک حکمران گزرا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت اللہ متعدد بار بنایا گیا ہے۔

قاضی سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہاں مسجد اقصیٰ سے مراد دور والی مسجد ہے جو کہ یہ نہیں کوئی اور مسجد تھی، یہ تاویل ہی ہے[1]۔

٣٣٦٧: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، مَوْلَى الْمُطَّلِبِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ: «هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ، اللهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ، وَإِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا» وَرَوَاهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے مطلب کے آزاد کردہ غلام عمرو بن ابی عمرو نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد پہاڑ کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اے اللہ! حضرات ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرمت والا شہر قرار دیا تھا اور میں مدینہ کے دو پتھریلے علاقے کے درمیانی علاقے کے حصے کو حرمت والا قرار دیتا ہوں۔ اس حدیث کو عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

٣٣٦٨: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ

[1] امام ابن القیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں لکھا ہے "وقد أشكل هذا الحديث على من لم يعرف المراد به، فقال معلوم أن سليمان بن داود الذي بنى المسجد الأقصى وبينه وبين إبراهيم أكثر من ألف عام وهذا من جهل هذا القائل، فان سليمان إنما كان له من المسجد الأقصى تجديده لا تاسيسه والذي أسسه هو يعقوب بن إسحاق عليهما السلام بعد بناء إبراهيم الكعبة بهذا المقدار" اس حدیث کا سمجھنا، اس شخص پر دشوار ہو گیا ہے جو اس کی مراد کو نہیں جانتا، اور اس نے اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے کہ مسجد اقصیٰ سلیمان بن داود علیہ السلام نے بنائی ہے اور ان کے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان ہزار سال سے زیادہ فاصلہ ہے، چالیس سال کا فاصلہ نہیں ہے، لیکن یہ بات اس کے قائل کی جہالت کی دلیل ہے، چونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام تو مسجد اقصیٰ کی تجدید کرنے والے ہیں، اس کی بنیاد رکھنے والے نہیں ہیں۔ مسجد اقصیٰ کی بنیاد رکھنے والے یعقوب علیہ السلام ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خانہ کعبہ بنانے کے چالیس سال بعد حضرت یعقوب بن اسحاق علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ کی بنیاد رکھی تھی، گویا چالیس سال کا فاصلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کے درمیان نہیں ہے بلکہ حضرت ابراہیم اور یعقوب علیہ السلام کی بناء کے درمیان مراد ہے۔

اللهِ، أَنَّ ابْنَ أَبِي بَكْرٍ، أَخْبَرَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ قَوْمَكِ لَمَّا بَنَوُا الكَعْبَةَ اقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَلاَ تَرُدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ؟ فَقَالَ: «لَوْلاَ حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالكُفْرِ» فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا أُرَى أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَرَكَ اسْتِلاَمَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الحِجْرَ، إِلَّا أَنَّ البَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ: عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں سالم بن عبداللہ نے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ابن ابی بکر نے خبر دی اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہیں معلوم نہیں کہ جب تمہاری قوم نے کعبہ کی (نئی) تعمیر کی تو کعبہ کی ابراہیمی بنیاد کو چھوڑ دیا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! پھر آپ ابراہیمی بنیادوں کے مطابق دوبارہ اس کی تعمیر کیوں نہیں کر دیتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہاری قوم کا زمانہ کفر سے قریب نہ ہوتا (تو میں ایسا ہی کرتا) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب کہ یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے تو میرا خیال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں رکنوں کے، جو حجر اسود کے قریب ہیں، بوسہ لینے کو صرف اسی وجہ سے چھوڑا تھا کہ بیت اللہ حضرت ابراہیم کی بنیاد پر نہیں بنا ہے (یہ دونوں رکن آگے ہٹ گئے ہیں) اسماعیل بن ابی اویس نے اس حدیث میں عبداللہ بن محمد بن ابی بکر کہا۔

٣٣٦٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، أَخْبَرَنِي أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُولُوا: اللهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو مالک بن انس نے خبر دی۔ انہیں عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے' انہیں ان کے والد نے' انہیں عمرو بن سلیم زرقی نے' انہوں نے کہا مجھ کو ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں کہا کرو "اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد پر اور ان کی بیویوں پر اور ان کی اولاد پر جیسا کہ تو نے رحمت نازل کی آل ابراہیم پر اور اپنی برکت نازل فرما محمد پر اور ان کی بیویوں اور

اولاد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی آل ابراہیم پر۔ بے شک تو انتہائی خوبیوں والا اور عظمت والا ہے۔

۳۳۷۰: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا أَبُو فَرْوَةَ مُسْلِمُ بْنُ سَالِمٍ الهَمْدَانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عِيسَى، سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ، فَقَالَ: أَلاَ أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقُلْتُ: بَلَى، فَأَهْدِهَا لِي، فَقَالَ: سَأَلْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، كَيْفَ الصَّلاَةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ البَيْتِ، فَإِنَّ اللهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكُمْ؟ قَالَ: قُولُوا: اللهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔

ہم سے قیس بن حفص اور موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابو قرہ مسلم بن سالم ہمدانی نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن عیسیٰ نے بیان کیا' انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کیوں نہ تمہیں (حدیث کا) ایک تحفہ پہنچادوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔ میں نے عرض کیا جی ہاں مجھے یہ تحفہ ضرور عنایت فرمایئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا تھا یارسول اللہ ہم آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ اللہ تعالیٰ نے سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہمیں خود ہی سکھادیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یوں کہا کرو "اے اللہ! اپنی رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آل محمد ﷺ پر جیسا کہ تو نے اپنی رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور آل ابراہیم علیہ السلام پر۔ بے شک تو بڑی خوبیوں والا اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما محمد پر اور آل محمد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر۔ بے شک تو بڑی خوبیوں والا اور بڑی عظمت والا ہے۔

قولہ "اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ" یہ درود ابراہیمی عام پڑھا جاتا ہے، ابن حزم نے اس کا اس لیے انکار کیا ہے کہ صحیح بخاری میں جہاں درود کا ذکر ہوا ہے وہاں اس درود کا ذکر نہیں آیا، اس لیے ابن حزم رحمہ اللہ نے اس کا انکار کیا ہے، حالانکہ یہ درود اس مقام پر صحیح بخاری میں ہی مذکور ہے، ابن حزم پر یہ جگہ مخفی رہ گئی اور اس نے اس مقام کو دیکھا نہیں ہوگا۔

۳۳۷۱: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ المِنْهَالِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ الحَسَنَ وَالحُسَيْنَ، وَيَقُولُ: إِنَّ أَبَاكُمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ

اللهِ التَّامَّةِ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ۔

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے جریر نے بیان کیا' ان سے منصور نے' ان سے منہال نے' ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لئے پناہ طلب کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تمہارے بزرگ دادا (ابراہیم علیہ السلام) بھی ان کلمات کے ذریعہ اللہ کی پناہ اسماعیل اور اسحاق علیہ السلام کے لئے مانگا کرتے تھے" میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے پورے پورے کلمات کے ذریعہ ہر ایک شیطان سے اور ہر زہریلے جانور سے اور ہر نقصان پہنچانے والی نظر بد سے۔

١١۔ بَابُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: {وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ}

باب: اللہ تعالیٰ نے سورۃ حجر میں فرمایا' اے پیغمبر! ان لوگوں کو ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کا قصہ سنایئے۔

لَا تَوْجَلْ لَا تَخَفْ، وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ {رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى} [البقرة: ٢٦٠] الْآيَةَ

٣٣٧٢: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ: {رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي} [البقرة: ٢٦٠] وَيَرْحَمُ اللهُ لُوطًا، لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ، وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُولَ مَا لَبِثَ يُوسُفُ، لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ۔

ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا' کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا' کہا کہ مجھے یونس نے خبر دی' انہیں ابن شہاب نے' انہیں ابو سلمہ بن عبدالرحمن اور سعید بن مسیب نے' انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہم حضرت ابراہیم کے مقابلے میں شک کرنے کے زیادہ مستحق ہیں جب کہ انہوں نے کہا تھا کہ میرے رب! مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' کہا کیا تم ایمان نہیں لائے' انہوں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں' لیکن یہ صرف اس لئے تاکہ میرے دل کو اور زیادہ اطمینان ہوجائے اور اللہ لوط علیہ السلام پر رحم کرے کہ وہ زبردست رکن (یعنی خداوند کریم) کی پناہ لیتے تھے اور اگر میں اتنی مدت تک قید خانے میں رہتا جتنی مدت تک یوسف علیہ السلام رہے تھے تو میں بلانے والے کے بات ضرور مان لیتا۔

قولہ "نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ "نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کا یہ سوال شک کی بنا پر نہیں تھا، اگر ان کا سوال شک کی بنا پر ہوتا تو ہم ان کی اولاد ہیں تو ہم شک کرنے کے زیادہ لائق تھے جبکہ ہمیں مردوں کے زندہ کیے جانے میں شک نہیں ہے، تو انہیں اس میں شک کیونکر ہو سکتی ہے، اور یہ آپ نے اس وقت کہا تھا جب آپ کو ابراہیم علیہ السلام اور باقی انبیاء پر اپنی مزیت اور فضیلت کا علم نہیں دیا گیا تھا، یا آپ نے کسر نفسی کی بنا پر ایسا کہا تھا، بعض کہتے ہیں کہ بعض وقت انسان کو جو خطرات لاحق ہو جاتے ہیں انہیں شک سے تعبیر کیا ہے، فی نفسہ شک مراد نہیں ہے۔

قولہ "لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ "یعنی اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام پر رحم کرے باوجودیکہ اللہ تعالیٰ موجود تھے، انہیں رکن شدید کی پناہ چاہنے کی کیا ضرورت تھی۔

۱۲۔ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {وَاذْكُرْ فِي الكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الوَعْدِ}

[مریم:۵۴]

باب: (حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بیان) اور اللہ تعالیٰ کا فرمان "اور یاد کرو اسماعیل کو کتاب میں بے شک وہ وعدے کے سچے تھے۔"



۳۳۷۳: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَفَرٍ مِنْ أَسْلَمَ يَنْتَضِلُونَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ارْمُوا بَنِي إِسْمَاعِيلَ، فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا ارْمُوا، وَأَنَا مَعَ بَنِي فُلاَنٍ» قَالَ: فَأَمْسَكَ أَحَدُ الفَرِيقَيْنِ بِأَيْدِيهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا لَكُمْ لاَ تَرْمُونَ» فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ نَرْمِي وَأَنْتَ مَعَهُمْ؟ قَالَ: «ارْمُوا وَأَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ»۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا' کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا' ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ قبیلہ اسلم کی ایک جماعت سے گزرے جو تیر اندازی میں مقابلہ کر رہی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا' اے بنو اسماعیل! تیر اندازی کئے جاؤ کیونکہ تمہارے بزرگ دادا بھی تیر انداز تھے اور میں بنو فلاں کے ساتھ ہوں۔ راوی نے بیان کیا کہ یہ سنتے ہی دوسرے فریق نے تیر اندازی بند کر دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا' کیا بات ہوئی' تم لوگ تیر کیوں نہیں چلاتے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب آپ فریق مقابل کے ساتھ ہو گئے تو اب ہم کس طرح تیر چلا سکتے ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا مقابلہ جاری رکھو' میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

باب قصة اسحاق بن ابراهيم عليهما السلام



باب: حضرت اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کا بیان۔

۱۴۔ بَابُ {أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ} [البقرة: ۱۳۳] الآيَةَ

باب: حضرت یعقوب علیہ السلام کا بیان اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ بقرہ میں یوں فرمانا کہ "کیا تم لوگ اس وقت موجود تھے جب یعقوب علیہ السلام کی موت حاضر ہوئی۔ آخر آیت ونحن له مسلمون تک۔

٣٣٧٤: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، سَمِعَ الْمُعْتَمِرَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ «أَكْرَمُهُمْ أَتْقَاهُمْ» قَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ، لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ: «فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوسُفُ نَبِيُّ اللهِ، ابْنُ نَبِيِّ اللهِ، ابْنِ نَبِيِّ اللهِ، ابْنِ خَلِيلِ اللهِ» قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ: «فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونِي» قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: «فَخِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوا».

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا کہ ہم نے معتمر بن سلیمان سے سنا' انہوں نے عبداللہ عمری سے' انہوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا' سب سے زیادہ شریف کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جو سب سے زیادہ متقی ہو' وہ سب سے زیادہ شریف ہے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمارے سوال کا مقصد یہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر سب سے زیادہ شریف یوسف نبی اللہ بن نبی اللہ (یعقوب) بن نبی اللہ (اسحاق) بن خلیل اللہ (ابراہیم علیہ السلام) تھے صحابہ نے عرض کیا' ہمارے سوال کا مقصد یہ بھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ عرب کے شرفاء کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر جاہلیت میں جو لوگ شریف اور اچھے عادات و اخلاق کے تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی شریف اور اچھے سمجھے جائیں گے جب کہ وہ دین کی سمجھ بھی حاصل کریں۔

۱۵۔ بَابُ {وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ. أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِنْ دُونِ النِّسَاءِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ.

باب: اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ نمل میں فرمانا کہ۔ ہم نے لوط کو بھیجا' انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم جانتے ہوئے بھی کیوں فحش کام کرتے ہو۔ تم آخر کیوں عورتوں کو چھوڑ کر

مردوں سے اپنی شہوت بجھاتے ہو، کچھ نہیں تم محض جاہل لوگ ہو۔

فما كان جواب قومه إلا أن قالوا أخرجوا آل لوط من قريتكم إنهم أناس يتطهرون * فأنجيناه وأهله إلا امرأته قدرناها من الغابرين * وأمطرنا عليهم مطرا فساء مطر المنذرين}

٣٣٧٥: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «يَغْفِرُ اللهُ لِلُوطٍ، إِنْ كَانَ لَيَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ»۔

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ حضرت لوط علیہ السلام کی مغفرت فرمائے کہ وہ زبردست رکن (یعنی اللہ) کی پناہ میں گئے تھے۔

١٦۔ بَابٌ: {فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوطٍ الْمُرْسَلُونَ، قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ}

باب: پھر جب آل لوط کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے آئے تو لوط نے کہا کہ تم لوگ تو کسی انجان ملک والے معلوم ہوتے ہو"۔

{بِرُكْنِهِ} [الذاريات: ٣٩]: «بِمَنْ مَعَهُ لِأَنَّهُمْ قُوَّتُهُ»، {تَرْكَنُوا} [هود: ١١٣]: «تَمِيلُوا فَأَنْكَرَهُمْ وَنَكِرَهُمْ وَاسْتَنْكَرَهُمْ وَاحِدٌ»، {يُهْرَعُونَ} [هود: ٧٨]: «يُسْرِعُونَ»، {دَابِرٌ} [الأنعام: ٤٥]: «آخِرٌ»، {صَيْحَةٌ} [يس: ٢٩]: «هَلَكَةٌ»، {لِلْمُتَوَسِّمِينَ} [الحجر: ٧٥]: «لِلنَّاظِرِينَ»، {لَبِسَبِيلٍ} [الحجر: ٧٦]: «لَبِطَرِيقٍ»۔

بِرُكْنِهِ (فرعون) اپنے ساتھیوں سمیت کیونکہ وہ اس کی طاقت تھے۔ تَرْكَنُوا تم جھکو اور فانكرهم و نكرهم اور استنكرهم کے معنی ایک ہی ہیں، یعنی انھیں اجنبی خیال کیا۔ يُهْرَعُونَ کے معنی ہیں تیزی سے دوڑتے ہوئے دَابِرَ اس کی جڑ یا آخری انسان الصَّيْحَةُ ہلاکت۔ لِلْمُتَوَسِّمِينَ صاحب بصیرت لوگوں کے لیے لَبِسَبِيلٍ شارع عام میں۔

٣٣٧٦: حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ} [القمر: ١٥]

ہم سے محمود نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو احمد نے بیان کیا، ان سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے اسود نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "فهل من مدكر" پڑھا تھا۔

١٧۔ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا} [الأعراف: ٧٣]

قوم ثمود اور حضرت صالح علیہ السلام کا بیان۔

{كَذَّبَ أَصْحَابُ الحِجْرِ} [الحجر: ٨٠] الحِجْرُ: «مَوْضِعُ ثَمُودَ» وَأَمَّا {حَرْثٌ حِجْرٌ} [الأنعام:١٣٨]: حَرَامٌ، وَكُلُّ مَمْنُوعٍ فَهُوَ حِجْرٌ وَمِنْهُ حِجْرٌ مَحْجُورٌ، وَالحِجْرُ كُلُّ بِنَاءٍ بَنَيْتَهُ، وَمَا حَجَرْتَ عَلَيْهِ مِنَ الأَرْضِ فَهُوَ حِجْرٌ، وَمِنْهُ سُمِّيَ حَطِيمُ البَيْتِ حِجْرًا، كَأَنَّهُ مُشْتَقٌّ مِنْ مَحْطُومٍ، مِثْلُ قَتِيلٍ مِنْ مَقْتُولٍ، وَيُقَالُ لِلأُنْثَى مِنَ الخَيْلِ الحِجْرُ، وَيُقَالُ لِلْعَقْلِ حِجْرٌ وَحِجًى، وَأَمَّا حَجْرُ اليَمَامَةِ فَهُوَ مَنْزِلٌ.

حجر، قوم ثمود کے رہنے کی جگہ کا نام ہے لیکن ایک دوسرے مقام حرث 'حجر' پر اس کے معنی ممنوع اور حرام کے ہیں۔ ہر ممنوع چیز حجر، یعنی حرام ہوتی ہے۔ اسی سے حِجْرًا مَّحْجُورًا ہے۔ اس کے معنی ہیں۔ رکاوٹ جو کھڑی کی گئی ہو۔ حجر، ہر اس عمارت کو کہتے ہیں جس کی تم تعمیر کرو اور زمین سے اس پر کوئی آڑ کھڑی کر دو تو یہ بھی حجر ہے۔ بیت اللہ کے حطیم کو بھی حجر کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بھی بیت اللہ سے الگ کر دیا گیا ہے۔ گویا حطیم 'محطوم کے معنی میں ہے جیسا کہ قتیل کے معنی مقتول آتے ہیں۔ گھوڑی کو بھی حجر کہتے ہیں۔ عقل کو بھی حجر اور حجی کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی بری باتوں سے روکتی ہے، لیکن حجر الیمامہ (حجاز اور یمن کے درمیان) ایک منزل کا نام ہے۔

٣٣٧٧: حَدَّثَنَا الحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَكَرَ الَّذِي عَقَرَ النَّاقَةَ، قَالَ: «انْتَدَبَ لَهَا رَجُلٌ ذُو عِزٍّ وَمَنَعَةٍ فِي قَوْمِهِ كَأَبِي زَمْعَةَ».

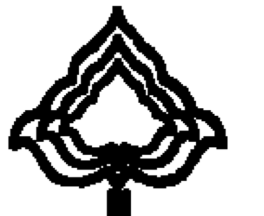
ہم سے حمیدی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن زمعہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا (خطبہ کے دوران) آپ نے قوم کا ذکر کیا جنہوں نے اونٹنی کو ذبح کر دیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ (خدا کی قسم بھیجی ہوئی) اس (اونٹنی کو) ذبح کرنے والا قوم کا ایک بہت قوی اور مضبوط آدمی (قید ار نامی) تھا' جیسے ہمارے زمانے میں ابوزمعہ (اسود بن مطلب) ہے۔

٣٣٧٨: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ أَبُو الحَسَنِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ بْنِ حَيَّانَ أَبُو زَكَرِيَّاءَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، «لَمَّا نَزَلَ الحِجْرَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، أَمَرَهُمْ أَنْ لاَ يَشْرَبُوا مِنْ بِئْرِهَا، وَلاَ يَسْتَقُوا مِنْهَا»، فَقَالُوا: قَدْ عَجَنَّا مِنْهَا وَاسْتَقَيْنَا، «فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَطْرَحُوا ذَلِكَ

الْعَجِينَ، وَيُهَرِيقُوا ذَلِكَ الْمَاءَ»، وَيُرْوَى عَنْ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ، وَأَبِي الشُّمُوسِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِإِلْقَاءِ الطَّعَامِ، وَقَالَ أَبُو ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنِ اعْتَجَنَ بِمَائِهِ».

ہم سے محمد بن مسکین ابو الحسن نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن حسان بن حیان ابو زکریا نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حجر (ثمود کی بستی) میں غزوۂ تبوک کے لئے جاتے ہوئے پڑاو کیا تو آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا کہ یہاں کے کنووں کا پانی نہ پینا اور نہ اپنے برتنوں میں ساتھ لینا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ ہم نے تو اس سے اپنا آٹا بھی گوندھ لیا ہے اور پانی اپنے برتنوں میں بھی رکھ لیا ہے۔ حضور ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ گندھا ہوا آٹا پھینک دیا جائے اور ابوذر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ جس نے آٹا اس پانی سے گوندھ لیا ہو (وہ اسے پھینک دے)

٣٣٧٩: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّاسَ نَزَلُوا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْضَ ثَمُودَ، الْحِجْرَ، فَاسْتَقَوْا مِنْ بِئْرِهَا، وَاعْتَجَنُوا بِهِ، فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَنْ يُهَرِيقُوا مَا اسْتَقَوْا مِنْ بِئْرِهَا، وَأَنْ يَعْلِفُوا الإِبِلَ الْعَجِينَ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَسْتَقُوا مِنَ الْبِئْرِ الَّتِي كَانَتْ تَرِدُهَا النَّاقَةُ» تَابَعَهُ أُسَامَةُ، عَنْ نَافِعٍ.



ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا' ان سے عبید اللہ نے' ان سے نافع نے اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ صحابہ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ثمود کی بستی حجر میں پڑاؤ کیا تو وہاں کے کنووں کا پانی اپنے برتنوں میں بھر لیا اور آٹا بھی اس پانی سے گوندھ لیا۔ لیکن حضور ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ جو پانی انہوں نے اپنے برتنوں میں بھر لیا ہے اسے انڈیل دیں اور گندھا ہوا آٹا جانوروں کو کھلادیں۔ اس کے بجائے حضور ﷺ نے انہیں یہ حکم دیا کہ اس کنویں سے پانی لیں جس سے صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیا کرتی تھی۔



٣٣٨٠: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا مَرَّ بِالْحِجْرِ قَالَ: «لاَ تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ، أَنْ يُصِيبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ» ثُمَّ تَقَنَّعَ بِرِدَائِهِ وَهُوَ عَلَى الرَّحْلِ.



ہم سے محمد نے بیان کیا' کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی' انہیں معمر نے' ان سے زہری نے بیان کیا' کہا مجھ کو

سالم بن عبداللہ نے خبر دی اور انہیں ان کے والد (عبداللہ رضی اللہ عنہ) نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام حجر سے گزرے تو فرمایا کہ ان لوگوں کی بستی میں جنہوں نے ظلم کیا تھا نہ داخل ہو‘ لیکن اس صورت میں کہ تم افسردہ ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر وہی عذاب آجائے جو ان پر آیا تھا۔ پھر آپ نے اپنی چادر چہرۂ مبارک پر ڈال لی۔ آپ اس وقت کجاوے پر تشریف رکھتے تھے۔

۳۳۸۱: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا وَهْبٌ، حَدَّثَنَا أَبِي، سَمِعْتُ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لاَ تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ، أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ»

مجھ سے عبداللہ نے بیان کیا‘ کہا ہم سے وہب نے بیان کیا‘ ان سے ان کے والد نے بیان کیا‘ انہوں نے یونس سے سنا‘ انہوں نے زہری سے‘ انہوں نے سالم سے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہیں ان لوگوں کی بستی سے گزرنا پڑے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا تو روتے ہوئے گزرو۔ کہیں تمہیں بھی وہ عذاب آنہ پکڑے جس میں یہ ظالم لوگ گرفتار کئے گئے تھے۔

۱۸۔ بَابُ {أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ} [البقرة: ۱۳۳] الآيَةَ

حضرت یعقوب علیہ السلام کا بیان‘ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں فرمایا کہ کیا تم اس وقت موجود تھے جب حضرت یعقوب کی موت حاضر ہوئی۔

۳۳۸۲: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الْكَرِيمُ ابْنُ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا‘ کہا ہم کو عبدالصمد نے خبر دی‘ کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ نے بیان کیا‘ ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا‘ شریف بن شریف بن شریف بن شریف‘ یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام تھے۔

باب قول الله تعالىٰ: لقد كان في يوسف وإخوته آيات للسائلين

باب: (حضرت یوسف علیہ السلام کا بیان) اللہ پاک نے فرمایا کہ بیشک یوسف اور ان کے بھائیوں کے واقعات میں پوچھنے والوں کے لیے قدرت کی بہت نشانیاں ہیں۔

٣٣٨٣: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: «أَتْقَاهُمْ لِلَّهِ» قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ: «فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوسُفُ نَبِيُّ اللهِ، ابْنُ نَبِيِّ اللهِ، ابْنِ نَبِيِّ اللهِ، ابْنِ خَلِيلِ اللهِ» قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ: «فَعَنْ مَعَادِنِ العَرَبِ تَسْأَلُونِي؟ النَّاسُ مَعَادِنُ، خِيَارُهُمْ فِي الجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الإِسْلَامِ، إِذَا فَقُهُوا» حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا۔

مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے عبید اللہ نے بیان کیا' انہیں سعید بن ابی سعید نے خبر دی اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ شریف آدمی کون ہے؟ آپ نے فرمایا' جو اللہ کا خوف زیادہ رکھتا ہو' صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارے سوال کا مقصد یہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر سب سے زیادہ شریف اللہ کے نبی یوسف بن نبی اللہ بن نبی اللہ بن خلیل اللہ ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارے سوال کا مقصد یہ بھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا تم لوگ عرب کے خانوادوں کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو۔ دیکھو! لوگوں کی مثال کانوں کی سی ہے (کسی کان میں سے اچھا مال نکلتا ہے کسی میں سے برا) جو لوگ تم میں سے زمانہ جاہلیت میں شریف اور بہتر اخلاق کے تھے وہی اسلام کے بعد بھی اچھے اور شریف ہیں بشرطیکہ وہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔ مجھ سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی' انہیں عبید اللہ نے' انہیں سعید نے' انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث روایت کی۔



٣٣٨٤: حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ المُحَبَّرِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَهَا: «مُرِي أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ»، قَالَتْ: إِنَّهُ رَجُلٌ أَسِيفٌ، مَتَى يَقُمْ مَقَامَكَ رَقَّ. فَعَادَ فَعَادَتْ. قَالَ شُعْبَةُ فَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ «إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ»۔

ہم سے بدل بن محبر نے بیان کیا' کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی' ان سے سعد بن ابراہیم نے بیان کیا' انہوں نے عروہ بن زبیر سے سنا اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مرض الموت میں) ان سے فرمایا' ابو بکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ وہ بہت نرم دل ہیں' آپ کی جگہ جب کھڑے ہوں گے تو ان پر رقت طاری ہو جائے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دوبارہ یہی حکم دیا۔ لیکن انہوں نے بھی دوبارہ یہی عذر بیان کیا' شعبہ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا کہ تم تو یوسف علیہ السلام کی ساتھ والیاں ہو۔ (کہ اپنی بات پر اصرار کرتی ہو۔) ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہو نماز



پڑھائیں۔

٣٣٨٥: حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ يَحْيَى البَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ عَبْدِ المَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ»، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ كَذَا، فَقَالَ مِثْلَهُ، فَقَالَتْ مِثْلَهُ، فَقَالَ: «مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ» فَأَمَّ أَبُو بَكْرٍ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ حُسَيْنٌ: عَنْ زَائِدَةَ: رَجُلٌ رَقِيقٌ۔

ہم سے ربیع بن یحییٰ بصری نے بیان کیا' کہا ہم سے زائدہ نے بیان کیا' ان سے عبدالملک بن عمیر نے' ان سے ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب بیمار پڑے تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نہایت نرم دل انسان ہیں لیکن حضور ﷺ نے دوبارہ یہی حکم فرمایا اور انہوں نے بھی وہی عذر دہرایا۔ آخر حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان سے کہو نماز پڑھائیں۔ تم تو یوسف کی ساتھ والیاں ہو۔ (اپنی بات پر اصرار کرتی ہو۔) چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی زندگی میں امامت کی اور حسین بن علی جعفی نے زائدہ سے "رجل رقیق" کے الفاظ نقل کئے کہ ابوبکر نرم دل آدمی ہیں۔

٣٣٨٦: حَدَّثَنَا أَبُو اليَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اللَّهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، اللَّهُمَّ أَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، اللَّهُمَّ أَنْجِ الوَلِيدَ بْنَ الوَلِيدِ، اللَّهُمَّ أَنْجِ المُسْتَضْعَفِينَ مِنَ المُؤْمِنِينَ، اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ، اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ»۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا' ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی' اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے' اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے' اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے' اے اللہ تمام ضعیف اور کمزور مسلمانوں کو نجات دے۔ اے اللہ! قبیلہ مضر کو سخت گرفت میں پکڑ لے۔ اے اللہ! یوسف ؑ کے زمانے کی سی قحط سالی ان (ظالموں) پر نازل فرما۔

٣٣٨٧: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ هُوَ ابْنُ أَخِي جُوَيْرِيَةَ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ المُسَيِّبِ، وَأَبَا عُبَيْدٍ، أَخْبَرَاهُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَرْحَمُ اللهُ لُوطًا لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ، وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوسُفُ، ثُمَّ أَتَانِي الدَّاعِي لَأَجَبْتُهُ»۔

ہم سے عبداللہ بن محمد بن اسماء ابن اخی جویریہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے بیان کیا' ان سے مالک نے بیان کیا' ان سے زہری نے بیان کیا' ان کو سعید بن مسیب اور ابو عبیدہ نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے کہ وہ زبردست رکن (یعنی خداوند کریم) کی پناہ لیتے تھے اور اگر میں اتنی مدت تک قید رہتا جتنی یوسف رہے تھے اور پھر میرے پاس (بادشاہ کا آدمی) بلانے کے لئے آتا تو میں فوراً اس کے ساتھ چلا جاتا۔

٣٣٨٨: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: سَأَلْتُ أُمَّ رُومَانَ، وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ، عَمَّا قِيلَ فِيهَا مَا قِيلَ، قَالَتْ: بَيْنَمَا أَنَا مَعَ عَائِشَةَ جَالِسَتَانِ، إِذْ وَلَجَتْ عَلَيْنَا امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَهِيَ تَقُولُ: فَعَلَ اللهُ بِفُلَانٍ وَفَعَلَ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: لِمَ؟ قَالَتْ: إِنَّهُ نَمَى ذِكْرَ الْحَدِيثِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَيُّ حَدِيثٍ؟ فَأَخْبَرَتْهَا. قَالَتْ: فَسَمِعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، فَخَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا، فَمَا أَفَاقَتْ إِلَّا وَعَلَيْهَا حُمَّى بِنَافِضٍ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «مَا لِهَذِهِ» قُلْتُ: حُمَّى أَخَذَتْهَا مِنْ أَجْلِ حَدِيثٍ تُحُدِّثَ بِهِ، فَقَعَدَتْ فَقَالَتْ: وَاللهِ لَئِنْ حَلَفْتُ لَا تُصَدِّقُونِي، وَلَئِنِ اعْتَذَرْتُ لَا تَعْذِرُونِي، فَمَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ يَعْقُوبَ وَبَنِيهِ، فَاللهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ، فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْزَلَ اللهُ مَا أَنْزَلَ، فَأَخْبَرَهَا، فَقَالَتْ: بِحَمْدِ اللهِ لَا بِحَمْدِ أَحَدٍ۔

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم کو محمد بن فضیل نے خبر دی' کہا ہم سے حصین نے بیان کیا' ان سے سفیان نے' ان سے مسروق نے بیان کیا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا سے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں جو بہتان تراشا گیا تھا اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک انصاریہ عورت ہمارے یہاں آئی اور کہا کہ اللہ فلاں (مسطح بن اثاثہ) کو تباہ کر دے اور وہ اسے تباہ کر بھی چکا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کہا آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں انہوں نے بتایا کہ اسی نے تو یہ جھوٹ مشہور کیا ہے۔ پھر انصاریہ عورت نے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا سارا) واقعہ بیان کیا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (اپنی والدہ سے) پوچھا کہ کون سا واقعہ؟ تو ان کی والدہ نے انہیں واقعہ کی تفصیل بتائی۔ عائشہ نے پوچھا کہ کیا یہ قصہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معلوم ہو گیا ہے؟ ان کی والدہ نے بتایا کہ ہاں۔ یہ سنتے ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بے ہوش ہو کر گر پڑیں اور جب ہوش آیا تو کپکپی کے ساتھ بخار چڑھا ہوا تھا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ انہیں کیا ہوا؟ میں نے کہا کہ ایک بات ان سے ایسی کہی گئی تھی اور اسی کے صدمے سے ان کو بخار آ گیا ہے۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اٹھ کر بیٹھ گئیں اور کہا اللہ کی قسم! اگر میں قسم کھاؤں جب بھی آپ لوگ میری بات نہیں مان سکتے اور اگر کوئی عذر

بیان کروں تو اسے بھی تسلیم نہیں کر سکتے۔ بس میری اور آپ لوگوں کی مثال یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں کی سی ہے (کہ انہوں نے اپنے بیٹوں کی من گھڑت کہانی سن کر فرمایا تھا کہ) "جو کچھ تم کہہ رہے ہو میں اس پر اللہ ہی کی مدد چاہتا ہوں۔" اس کے بعد آنحضرت ﷺ واپس تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کو جو کچھ منظور تھا وہ نازل فرمایا۔ جب آنحضرت ﷺ نے اس کی خبر عائشہ رضی اللہ عنہا کو دی تو انہوں نے کہا کہ اس کے لئے میں صرف اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں کسی اور کا نہیں۔

٣٣٨٩: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ: أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرَأَيْتِ قَوْلَهُ: «حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا» أَوْ كُذِبُوا؟ قَالَتْ: «بَلْ كَذَّبَهُمْ قَوْمُهُمْ» فَقُلْتُ: وَاللهِ لَقَدِ اسْتَيْقَنُوا أَنَّ قَوْمَهُمْ كَذَّبُوهُمْ، وَمَا هُوَ بِالظَّنِّ، فَقَالَتْ: «يَا عُرَيَّةُ لَقَدِ اسْتَيْقَنُوا بِذَلِكَ»، قُلْتُ: فَلَعَلَّهَا أَوْ كُذِبُوا، قَالَتْ: مَعَاذَ اللهِ، لَمْ تَكُنِ الرُّسُلُ تَظُنُّ ذَلِكَ بِرَبِّهَا، وَأَمَّا هَذِهِ الآيَةُ، قَالَتْ: هُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ، الَّذِينَ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَصَدَّقُوهُمْ، وَطَالَ عَلَيْهِمُ البَلاَءُ، وَاسْتَأْخَرَ عَنْهُمُ النَّصْرُ، حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَتْ مِمَّنْ كَذَّبَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ، وَظَنُّوا أَنَّ أَتْبَاعَهُمْ كَذَّبُوهُمْ، جَاءَهُمْ نَصْرُ اللهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: {اسْتَيْأَسُوا} اسْتَفْعَلُوا، مِنْ يَئِسْتُ مِنْهُ مِنْ يُوسُفَ، {لاَ تَيْأَسُوا مِنْ رَوْحِ اللهِ} [يوسف:٨٧] مَعْنَاهُ الرَّجَاءُ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، کہا کہ مجھے عروہ نے خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیت کے متعلق پوچھا "حتی اذا استیئس الرسل وظنوا انهم قد كذبوا" (تشدید کے ساتھ) ہے یا كذبوا (بغیر تشدید کے) یعنی یہاں تک کہ جب انبیاء ناامید ہو گئے اور انہیں خیال گزرنے لگا کہ انہیں جھٹلا دیا گیا تو اللہ کی مدد پہنچی تو انہوں نے کہا کہ (یہ تشدید کے ساتھ ہے اور مطلب یہ ہے کہ) ان کی قوم نے انہیں جھٹلایا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ پھر معنی کیسے بنیں گے، پیغمبروں کو یقین تھا ہی کہ ان کی قوم انہیں جھٹلا رہی ہے۔ پھر قرآن میں لفظ "ظن" گمان اور خیال کے معنی میں استعمال کیوں کیا گیا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے پیارے عروہ! بے شک ان کو تو یقین تھا میں نے کہا تو شاید اس آیت میں بغیر تشدید کے كذبوا ہو گا یعنی پیغمبر یہ سمجھے کہ اللہ نے جو ان کی مدد کا وعدہ کیا تھا وہ غلط تھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا معاذ اللہ! انبیاء اپنے رب کے ساتھ بھلا ایسا گمان کر سکتے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا مراد یہ ہے کہ پیغمبروں کے تابعدار لوگ جو اپنے مالک پر ایمان لائے تھے اور پیغمبروں کی تصدیق کی تھی ان پر جب مدت تک خدا کی آزمائش رہی اور مدد آنے میں دیر ہوئی اور پیغمبر لوگ اپنی قوم کے جھٹلانے والوں سے ناامید ہو گئے (سمجھے کہ اب وہ ایمان نہیں لائیں گے) اور انہوں نے یہ گمان کیا کہ جو لوگ انکے تابعدار بنے ہیں وہ بھی ان کو جھوٹا سمجھنے

لگیں گے اس وقت اللہ کی مدد آن پہنچی۔ ابو عبداللہ (امام بخاری رحمۃ اللہ) نے کہا کہ استیاسوا' افتعلوا کے وزن پر ہے جو یئست منه سے نکلا ہے' ای من یوسف (سورۃ یوسف کی آیت کا ایک جملہ ہے یعنی زلیخا یوسف علیہ السلام سے ناامید ہوگئی ﴿لَا تَايْئَسُوا مِن رَّوحِ اللهِ﴾ (یوسف:۸۷) یعنی اللہ سے امید رکھو ناامید نہ ہو۔

قولہ "وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا" یہ سورۃ یوسف کی آیت ہے اس میں ظنوا کی ضمیر سے مراد اگر انبیاء ورسول ہوں تو ظن بمعنی یقین ہوگا، یعنی رسولوں نے یقین کر لیا کہ ان کی تکذیب کی گئی ہے، اور آئندہ لوگ ہمیں تسلیم نہیں کریں گے اور ہم پر ایمان نہیں لائیں گے۔

یا مطلب یہ ہے کہ مسلمان جو ہمیں کہتے ہیں کہ ہم تم پر ایمان لے آئے ہیں یہ بظاہر کہتے ہیں ورنہ اتنی لمبی مدت گزر چکی ہے، اتنی مدت میں انہیں تردد لاحق ہو جانا چاہیے تھا، لہٰذا یہ لوگ جو آمنا کہتے ہیں جھوٹ بولتے ہوں گے، یہ دو معانی ہو سکتے ہیں۔

اگر ظنوا کی ضمیر متبعین اور پیروکاروں کی طرف راجع ہو تو معنی یہ ہوگا کہ متبعین نے گمان کیا کہ ہمیں رسول کی طرف سے مدد حاصل ہونے کا وعدہ جو ہم سے کیا گیا تھا وہ غلط ہے اتنا لمبا عرصہ گزر گیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد آئی نہیں ہے۔



ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا "کذبوا" کو ذال کی تشدید کے ساتھ پڑھتی تھیں، ان کے پاس کسی نے تخفیف کے ساتھ کذبوا پڑھا تو کہا معاذاللہ پیغمبروں کو ایسا خیال پیدا نہیں ہو سکتا، کہ ان سے جھوٹ بولا گیا ہے، حالانکہ تخفیف والی قراءت بھی ثابت ہے تو اس صورت میں اس ظن سے مراد وسوسہ آنا ہوگا، یا ظنوا سے مراد امتی ہوں گے، کہ امتیوں نے ایسا کہا، اور ظنوا کی ضمیر انبیاء کے متبعین کی طرف بھی راجع ہو سکتی ہے۔

۳۳۹۰: أَخْبَرَنِي عَبْدَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «الكَرِيمُ، ابْنُ الكَرِيمِ، ابْنِ الكَرِيمِ ابْنِ الكَرِيمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ»۔

مجھے عبدہ بن عبداللہ نے خبر دی' انہوں نے کہا ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا۔ ان سے عبدالرحمن نے بیان کیا' ان سے ان کے والد عبداللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' شریف بن شریف بن شریف بن شریف یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم ہیں۔



۲۰۔ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ} [الأنبياء:۸۳] {ارْكُضْ} [ص:۴۲]: اضْرِبْ،

{يَرْكُضُونَ} [الأنبياء: ١٢]: يَعْدُونَ [1]

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان: "اور (یاد کریں) ایوب کو جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ بے شک مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے" کا بیان۔

٣٣٩١: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «بَيْنَمَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا، خَرَّ عَلَيْهِ رِجْلُ جَرَادٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ يَحْثِي فِي ثَوْبِهِ، فَنَادَاهُ رَبُّهُ يَا أَيُّوبُ أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرَى، قَالَ بَلَى يَا رَبِّ، وَلَكِنْ لَا غِنَى لِي عَنْ بَرَكَتِكَ».

مجھ سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں ہمام نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ایوب علیہ السلام ننگے غسل کر رہے تھے کہ سونے کی ٹڈیاں ان پر گرنے لگیں۔ وہ ان کو اپنے کپڑے میں جمع کرنے لگے۔ ان کے

---

[1] یہ ایوب بن موص بن زراح بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام تھے، بعض نے کہا ہے کہ یہ ایوب بن موص بن رعویل بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم تھے، ابن عساکر نے کہا ہے کہ ان کی ماں، لوط علیہ السلام کی بیٹی تھی، اور ان کے باپ اس وقت ایمان لائے تھے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا تھا اور آگ نے انہیں جلایا نہیں تھا، لیکن مشہور پہلا قول ہے کہ ان کا باپ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے تھا، ان کی بیوی کا نام لیا بنت یعقوب تھا، بعض کہتے ہیں کہ رحمۃ بن افرائیم تھا، ابن عساکر نے کلبی کی سند سے ذکر کیا ہے کہ پہلے مبعوث ہونے والے نبی ادریس تھے، ان کے بعد نوح آئے پھر ابراہیم، پھر اسماعیل پھر اسحاق پھر یعقوب پھر یوسف پھر لوط پھر ھود پھر صالح پھر شعیب پھر موسیٰ اور ہارون پھر الیاس پھر الیسع پھر عرفی بن سویلخ پھر اولاد یعقوب سے یونس بن متی پھر ایوب بن زراح آئے، لیکن اس ترتیب کے بعض مقامات محل نظر ہیں، کیونکہ ہود اور صالح تو نوح کے بعد اور ابراہیم سے پہلے ہیں، حضرت ایوب علیہ السلام کو غلام، اور مال مویشی ہر قسم کا مال حاصل تھا، اور ان کے پاس بہت سی زمینیں اور اہل وعیال تھے، جب آزمائشوں میں ڈالے گئے تو ان کا سارا مال چھن گیا، سوائے ان کی بیوی کے، سب ان کو چھوڑ گئے، ایوب علیہ السلام کا صبر اس بیماری میں بڑھتا گیا، ان کی بیماری کتنا عرصہ رہی اس میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ تین سال تک بیمار رہے، بعض سات سال کہتے ہیں، بعض اٹھارہ سال کے قائل ہیں، ان کی بیوی نے کہا اللہ تعالیٰ سے صحت کا سوال کریں، فرمایا میں نے ستر سال صحت کی زندگی گزاری تو اب میں ستر سال صبر نہیں کر سکتا؟ ان کی بیوی اس جواب سے گھبرا گئی، حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی لوگوں کے کام کاج کر کے اجرت لیتی اور ایوب علیہ السلام کو کھلاتی پلاتی تھیں ایک دن ان کو کوئی کام نہ ملا تو اس نے اپنا ایک گیسو (میڈھی) ایک سردار عورت کے پاس بیچ کر اجرت حاصل کر کے ایوب علیہ السلام کو کھانا کھلایا، دوسرے دن دوسرا گیسو بیچ دیا، جس پر ایوب علیہ السلام نے انکار کیا اور اسے سو کوڑے لگانے کا حلف اٹھا لیا (قصص الانبیاء لابن کثیر: ص ٢٥٨)

شرح بخاری

پروردگار نے ان کو پکارا کہ اے ایوب! جو کچھ تم دیکھ رہے ہو (سونے کی ٹڈیاں) کیا میں نے تمہیں اس سے بے پروا نہیں کر دیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ صحیح ہے' اے رب العزت لیکن تیری برکت سے میں کس طرح بے پروا ہو سکتا ہوں۔

ایوب علیہ السلام کے بارہ میں کہتے ہیں کہ یہ تیرہ سال تک بیمار رہے ان کی جدری (چیچک) بگڑ گئی تھی۔

٢١۔ بَابُ (وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَى إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا)

باب: (ارشاد باری تعالیٰ:) "اور اس کتاب میں موسیٰ کا قصہ بھی یاد کیجیے، بلاشبہ وہ ایک برگزیدہ انسان اور رسول نبی تھے۔ اور ہم نے انہیں کوہ طور کی دائیں جانب سے پکارا اور راز کی گفتگو کرنے کے لیے اسے قرب عطا کیا۔

٢٢۔ باب

باب

وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ وَإِنْ يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ وَإِنْ يَكُ صَادِقًا يُصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ إِنَّ اللهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ



باب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور فرعون کے خاندان کے ایک مومن مرد (شمعان نامی) نے کہا جو اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھے ہوئے تھا، اللہ تعالیٰ کے ارشاد مُسْرِفٌ كَذَّابٌ تک۔

٣٣٩٢: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، سَمِعْتُ عُرْوَةَ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَدِيجَةَ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ، فَانْطَلَقَتْ بِهِ إِلَى وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلٍ، وَكَانَ رَجُلًا تَنَصَّرَ، يَقْرَأُ الْإِنْجِيلَ بِالْعَرَبِيَّةِ، فَقَالَ وَرَقَةُ: مَاذَا تَرَى؟ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ وَرَقَةُ: هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أَنْزَلَ اللهُ عَلَى مُوسَى، وَإِنْ أَدْرَكَنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا النَّامُوسُ: صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِي يُطْلِعُهُ بِمَا يَسْتُرُهُ عَنْ غَيْرِهِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا" ان سے ابن شہاب نے' انہوں نے عروہ بن زبیر سے سنا' انہوں نے بیان کیا کہ حضرت



عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' پھر نبی کریم ﷺ (غار حراء سے) ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوٹ آئے تو آپ کا دل دھڑک رہا تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، وہ نصرانی ہو گئے تھے اور انجیل کو عربی میں پڑھتے تھے۔ ورقہ نے پوچھا کہ آپ کیا دیکھتے ہیں؟ آپ نے انہیں بتایا تو انہوں نے کہا کہ یہی ہیں وہ "ناموس" جنہیں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کے پاس بھیجا تھا اور اگر میں تمہارے زمانے تک زندہ رہا تو میں تمہاری پوری مدد کروں گا۔ ناموس محرم راز کو کہتے ہیں جو ایسے راز سے بھی آگاہ ہو جو آدمی دوسروں سے چھپائے۔

۲۳۔ بَابُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: {وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَى إِذْ رَأَى نَارًا} إِلَى قَوْلِهِ: {بِالْوَادِي الْمُقَدَّسِ طُوًى}

باب: اللہ تعالیٰ کا (سورۂ طٰہٰ میں) فرمان "اے نبی تو نے موسیٰ کا قصہ سنا ہے جب انہوں نے آگ دیکھی" آخر آیت بالوادی المقدس طوی تک۔

{آنَسْتُ} [طه: ١٠]: أَبْصَرْتُ، {نَارًا لَعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ} [طه: ١٠] الآيَةَ «قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُقَدَّسُ: «الْمُبَارَكُ»، طُوًى: «اسْمُ الْوَادِي» {سِيرَتَهَا} [طه: ٢١]: «حَالَتَهَا وَالنُّهَى التُّقَى»، {بِمَلْكِنَا} [طه: ٨٧]: «بِأَمْرِنَا»، {هَوَى} [طه: ٨١]: «شَقِيَ»، {فَارِغًا} [القصص: ١٠]: «إِلَّا مِنْ ذِكْرِ مُوسَى»، {رِدْءًا} [القصص: ٣٤]: «كَيْ يُصَدِّقَنِي، وَيُقَالُ: مُغِيثًا أَوْ مُعِينًا، يَبْطُشُ وَيَبْطِشُ»، {يَأْتَمِرُونَ} [القصص: ٢٠]: «يَتَشَاوَرُونَ، وَالجِذْوَةُ قِطْعَةٌ غَلِيظَةٌ مِنَ الخَشَبِ لَيْسَ فِيهَا لَهَبٌ»، {سَنَشُدُّ} [القصص: ٣٥]: «سَنُعِينُكَ، كُلَّمَا عَزَّزْتَ شَيْئًا فَقَدْ جَعَلْتَ لَهُ عَضُدًا» وَقَالَ غَيْرُهُ: كُلَّمَا لَمْ يَنْطِقْ بِحَرْفٍ أَوْ فِيهِ تَمْتَمَةٌ أَوْ فَأْفَأَةٌ فَهِيَ عُقْدَةٌ، {أَزْرِي} [طه: ٣١]: ظَهْرِي {فَيُسْحِتَكُمْ} [طه: ٦١]: فَيُهْلِكَكُمْ، {الْمُثْلَى} [طه: ٦٣]: تَأْنِيثُ الأَمْثَلِ، يَقُولُ: بِدِينِكُمْ، يُقَالُ: خُذِ المُثْلَى خُذِ الأَمْثَلَ، {ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا} [طه: ٦٤]، يُقَالُ: هَلْ أَتَيْتَ الصَّفَّ اليَوْمَ، يَعْنِي المُصَلَّى الَّذِي يُصَلَّى فِيهِ، {فَأَوْجَسَ} [طه: ٦٧]: أَضْمَرَ خَوْفًا، فَذَهَبَتِ الوَاوُ مِنْ {خِيفَةً} [هود: ٧٠] لِكَسْرَةِ الخَاءِ. {فِي جُذُوعِ النَّخْلِ} [طه: ٧١]: عَلَى جُذُوعِ، {خَطْبُكَ} [طه: ٩٥]: بَالُكَ. {مِسَاسَ} [طه: ٩٧]: مَصْدَرُ مَاسَّهُ مِسَاسًا. {لَنَنْسِفَنَّهُ} [طه: ٩٧]: لَنُذْرِيَنَّهُ. الضَّحَاءُ الحَرُّ. {قُصِّيهِ} [القصص: ١١]: اتَّبِعِي أَثَرَهُ، وَقَدْ يَكُونُ أَنْ تَقُصَّ الكَلَامَ. {نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ} [يوسف: ٣]: {عَنْ جُنُبٍ} [القصص: ١١]: عَنْ بُعْدٍ، وَعَنْ جَنَابَةٍ وَعَنِ اجْتِنَابٍ وَاحِدٌ «قَالَ مُجَاهِدٌ: {عَلَى قَدَرٍ} [طه: ٤٠]: «مَوْعِدٌ»، {لَا تَنِيَا} [طه: ٤٢]: «لَا تَضْعُفَا»، {يَبَسًا} [طه: ٧٧]: «يَابِسًا»، {مِنْ زِينَةِ الْقَوْمِ} [طه: ٨٧]: «الحُلِيِّ الَّذِي اسْتَعَارُوا مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ»، فَقَذَفْتُهَا: «أَلْقَيْتُهَا»، {أَلْقَى}

[النساء: ٩٤]: «صَنَعَ»، {فَنَسِيَ} [طه: ٨٨]: «مُوسَى»، هُمْ يَقُولُونَهُ: «أَخْطَأَ الرَّبَّ» {أَلَّا يَرْجِعَ إِلَيْهِمْ قَوْلًا} [طه:٨٩]: «فِي العِجْلِ».

آنَسْتُ کے معنی ہیں: میں نے دیکھی ہے۔ شاید میں وہاں سے تمہارے لیے کوئی انگارہ لا سکوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا الْمُقَدَّسِ کے معنی بابرکت اور طُوًی ایک وادی کا نام ہے سِيرَتَهَا کے معنی ہیں: اس کی حالت النُّهَىٰ عقل۔ بِمَلْكِنَا اپنے اختیار سے هَوَىٰ وہ بدبخت ہوا۔ فَارِغًا موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ اور کوئی خیال دل میں نہ رہا رِدْءًا معاون بناتا کہ وہ میری تصدیق کرے۔ اس کی تفسیر فریاد رس اور مددگار سے بھی کی جاتی ہے۔ يَبْطِشُ حملہ کرے۔ اسے طا پر پیش سے بھی پڑھا جاتا ہے۔ يَأْتَمِرُونَ مشورہ کررہے ہیں۔ جَذْوَةٌ لکڑی کا سخت کوئلہ جس میں روشنی کی تیزی نہ ہو۔ سَنَشُدُّ عنقریب ہم تیری مدد کریں گے۔ جب بھی تو کسی چیز کو مضبوط کرے، گویا تو نے اس کے لیے بازو بنادیا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ دوسروں نے کہا کہ جو کوئی حرف نہ بول سکے اور تا تا یا فافا کرے، یعنی زبان سے لفظ ت اور ف بھی ادا نہ ہو سکے تو یہ زبان کی گرہ ہے أَزْرِي میری کمر۔ فَيُسْحِتَكُمْ تم کو وہ ہلاک کرے گا۔ الْمُثْلَىٰ أمثل کی تانیث ہے۔ تمہارے بہترین دین کو ختم کردے۔ کہا جاتا ہے۔ خذ المثلیٰ خذ الامثل یعنی بہترین چیز کو لو۔ ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا کہا جاتا ہے: کیا آج تم اپنی صف پر آئے؟ یعنی صف سے مراد وہ مصلیٰ ہے جہاں نماز پڑھی جائے۔ (جادوگروں کو کہا گیا کہ تم اکٹھے ہوکر آؤ۔) فَأَوْجَسَ دل میں خوف محسوس کیا۔ خِيفَةً کے معنی ہیں: خوف۔ واؤ خاء کے کسرے کی وجہ سے یا سے بدل گئی۔ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ اس میں حرف فی، علی کے معنی میں ہے۔ خَطْبُكَ تیرا حال مِسَاسَ ماسه سے مصدر ہے۔ اسے ہاتھ نہ لگاؤ۔ لَنَنسِفَنَّهُ ہم اسے ریزہ ریزہ کرکے (دریا میں) بہادیں گے الضحاء سے مراد گرمی ہے، یعنی گرمی کے وقت لوگ اکٹھے ہوں۔ قُصِّيهِ اس کے نشان کے پیچھے چلو۔ یہ لفظ بیان کے معنی میں بھی آتا ہے، جیسے نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ ہم تم پر بیان کرتے ہیں۔ عَنْ جُنُبٍ دور سے، عن جنابة اور عن اجتناب کے معنی بھی یہی ہیں۔ امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: عَلَىٰ قَدَرٍ وعدے کی جگہ یا وعدے کا وقت لَا تَنِيَا کمزور نہ پڑو۔ مَكَانًا سُوًى دونوں فریقوں کے درمیان مسافت يَبَسًا خشک مِّن زِينَةِ الْقَوْمِ زیورات جو قوم فرعون سے مانگ کر لائے تھے فَقَذَفْنَاهَا میں نے ان کو ڈال دیا۔ أَلْقَى بنایا۔ فَنَسِيَ وہ کہتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے رب سے چوک گئے۔ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا بچھڑے کے بارے میں ہے (کہ وہ انھیں کسی بات کا جواب نہیں دیتا)۔



حافظ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ موسیٰ بن عمران بن لاہب بن عازر بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام تھے، فرعون لعین نے خواب دیکھا تھا کہ بیت المقدس کی طرف سے آگ نکلی اور اس نے مصر میں تمام قبطیوں کے گھروں کو جلا کر راکھ کر دیا ہے، لیکن بنی اسرائیل کے گھر سلامت رہے، اور اس نے کاہنوں اور نجومیوں کو بلا کر اس کی تعبیر پوچھی تو انہوں نے کہا، بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے، جس کے ہاتھوں سے مصر ویران ہوگا، اس پر فرعون نے بنو اسرائیل کے پیدا ہونے والے لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا، جب موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ام موسیٰ کو الہام کیا کہ



اسے دودھ پلاتی رہے اور جب اس بچے پر دشمن کا ڈر محسوس کرے تو اسے لکڑی کے صندوق میں ڈال کر دریا کے حوالے کر دے، اس نے ایسا ہی کیا اور صندوق دریائے نیل میں تیرتا ہوا فرعون کے محل کے گیٹ پر پہنچ گیا، لونڈیوں نے اس تابوت کو اٹھا کر فرعون کی بیوی کے ہاں پیش کیا، اس نے اسے کھولا تو اس میں سے یہ بچہ برآمد ہوا، اس نے فرعون سے مطالبہ کیا کہ یہ بچہ مجھے دے دیا جائے تاکہ میں اس کی پرورش کروں، تو فرعون نے یہ بچہ اپنی بیوی کو ہبہ کر دیا، اس کے بعد وہ ہوا جو قرآن نے بیان کیا ہے۔

قولہ "النُّهَى أي التُّقَى" یہاں النہی کا معنی تقویٰ کیا ہے حالانکہ یہ لفظ بمعنی عقل ہوتا ہے، کیونکہ عقل والا بھی وہی ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کرے اور پرہیز گاری کی زندگی گزارے۔

قولہ "فِيهِ تَمْتَمَةٌ أَوْ فَأْفَأَةٌ، تَمْتَمَةٌ" سے مراد ہے تا تا کر کے تا کو تکرار کے ساتھ بولنا، اور "فَأْفَأَةٌ" سے مراد ہے فا کو تکرار کے ساتھ فا فا کر کے بولنا، جیسے زبان کی لکنت والے لوگ بولتے ہیں۔

قولہ "ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا" یعنی پھر تم صف میں آؤ، صف باندھ کر آنا مراد نہیں ہے، اور یہاں "صَفًّا" کا معنیٰ "في صف" ہے، جیسے کہا جاتا ہے کہ آج تو صف میں گیا تھا یعنی نماز عید پڑھنے کے لیے گیا تھا؟

قولہ "أَخْطَأَ الرَّبَّ" وہ کہتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے رب بچھڑے سے تجاوز کر کے کوہ طور پر چلے گئے ہیں۔

۳۳۹۳: حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ: حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الخَامِسَةَ، فَإِذَا هَارُونُ، قَالَ: هَذَا هَارُونُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ تَابَعَهُ ثَابِتٌ، وَعَبَّادُ بْنُ أَبِي عَلِيٍّ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا' کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے بیان کیا' ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اور ان سے حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس رات کے متعلق بیان کیا جس میں آپ کو معراج ہوا کہ جب آپ پانچویں آسمان پر تشریف لے گئے تو وہاں ہارون علیہ السلام سے ملے۔ جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ ہارون علیہ السلام ہیں' انہیں سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا تو انہوں نے جواب دیتے ہوئے فرمایا' خوش آمدید' صالح بھائی اور صالح نبی۔ اس حدیث کو قتادہ کے ساتھ ثابت بنانی اور عباد بن ابی علی نے بھی انس رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

۲۴۔ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَى} [طه:۹]

{وَكَلَّمَ اللهُ مُوسَى تَكْلِيمًا} [النساء: ۱۶۴]

باب: (سورۃ طہ میں) اللہ تعالیٰ کا فرمان اور کیا تجھ کو موسیٰ کا واقعہ معلوم ہوا ہے اور (سورۃ نساء میں) اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا۔

٣٣٩٤: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي: رَأَيْتُ مُوسَى: وَإِذَا هُوَ رَجُلٌ ضَرْبٌ رَجِلٌ، كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ، وَرَأَيْتُ عِيسَى، فَإِذَا هُوَ رَجُلٌ رَبْعَةٌ أَحْمَرُ، كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيمَاسٍ، وَأَنَا أَشْبَهُ وَلَدِ إِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ، ثُمَّ أُتِيتُ بِإِنَاءَيْنِ: فِي أَحَدِهِمَا لَبَنٌ وَفِي الآخَرِ خَمْرٌ، فَقَالَ: اشْرَبْ أَيَّهُمَا شِئْتَ، فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهُ، فَقِيلَ: أَخَذْتَ الفِطْرَةَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَخَذْتَ الخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ۔

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبردی' کہا ہم کو معمر نے خبردی' انہیں زہری نے' انہیں سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کی کیفیت بیان کی جس میں آپ کو معراج ہوا کہ میں نے موسیٰ کو دیکھا کہ وہ ایک دبلے پتلے سیدھے بالوں والے آدمی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قبیلہ شنوہ میں سے ہوں اور میں نے عیسیٰ کو بھی دیکھا' وہ میانہ قد اور نہایت سرخ وسفید رنگ والے تھے۔ ایسے تروتازہ اور پاک وصاف کہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی غسل خانہ سے نکلے ہیں اور میں ابرہیم سے ان کی اولاد میں سب سے زیادہ مشابہ ہوں۔ پھر دو برتن میرے سامنے لائے گئے۔ ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب تھی۔ جبریل نے کہا کہ دونوں چیزوں میں سے آپ کا جو جی چاہے پیجئے' میں نے دودھ کا پیالہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اسے پی گیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا (دودھ آدمی کی پیدائشی غذا ہے) اگر اس کے بجائے آپ نے شراب پی ہوتی تو آپکی امت گمراہ ہوجاتی۔



یہ موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے کلام کرنے کا ذکر ہے، اور اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کی ہے یہ بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کلام ہوا یا فضا میں پیدا کر دی ہو جیسا کہ معتزلہ نے کہا ہے کیونکہ اگر کلام کو ہوا یا خلا میں پیدا کیا گیا ہو پھر تو متکلم ہوا یا خلا وغیرہ ہوگا، اللہ تعالیٰ متکلم نہیں ہوگا، حالانکہ کلام کرنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

قولہ "لَوْ أَخَذْتَ الخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ" اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت گمراہ نہیں ہوئی۔ اور ایسے الفاظ مخالفین کی کتابوں میں موجود ہیں، وہ کہتے ہیں کہ آپ کے بعد سب لوگ گمراہ ہوگئے تھے جبکہ حدیث کے یہ لفظ مخالفین کی بات کے بطلان پر دلالت کرتے ہیں۔

٣٣٩٥: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا العَالِيَةِ، حَدَّثَنَا - ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ، يَعْنِي - ابْنَ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لاَ يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ: أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى. وَنَسَبَهُ إِلَى أَبِيهِ۔

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ



نے بیان کیا' ان سے ابوالعالیہ نے بیان کیا اور ان سے تمہارے نبی کے چچازاد بھائی یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کو یوں نہ کہنا چاہئے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام ان کے والد کی طرف منسوب کر کے لیا۔

۳۳۹۶: وَذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ، فَقَالَ: مُوسَى آدَمُ، طُوَالٌ، كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ، وَقَالَ: عِيسَى جَعْدٌ مَرْبُوعٌ وَذَكَرَ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ، وَذَكَرَ الدَّجَّالَ۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ موسیٰ گندم گوں اور دراز قد تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے قبیلہ شنوءہ کے کوئی صاحب ہوں اور فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام گھنگریالے بال والے اور میانہ قد کے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے داروغہ جہنم مالک کا بھی ذکر فرمایا اور دجال کا بھی۔

۳۳۹۷: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ، عَنِ ابْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ، وَجَدَهُمْ يَصُومُونَ يَوْمًا، يَعْنِي عَاشُورَاءَ، فَقَالُوا: هَذَا يَوْمٌ عَظِيمٌ، وَهُوَ يَوْمٌ نَجَّى اللهُ فِيهِ مُوسَى، وَأَغْرَقَ آلَ فِرْعَوْنَ، فَصَامَ مُوسَى شُكْرًا لِلَّهِ فَقَالَ «أَنَا أَوْلَى بِمُوسَى مِنْهُمْ» فَصَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا' ان سے سعید بن جبیر کے صاحبزادے (عبداللہ) نے اپنے والد سے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو وہاں کے لوگ ایک دن یعنی عاشورا کے دن روزہ رکھتے تھے۔ ان لوگوں (یہودیوں) نے بتایا کہ یہ بڑی عظمت والا دن ہے' اسی دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی تھی اور آل فرعون کو غرق کیا تھا۔ اس کے شکر میں موسیٰ نے اس دن کا روزہ رکھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کا ان سے زیادہ قریب ہوں۔ چنانچہ آپ نے خود بھی اس دن کا روزہ رکھنا شروع کیا اور صحابہ کو بھی اس کا حکم فرمایا۔

۲۵۔ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {وَوَاعَدْنَا مُوسَى ثَلَاثِينَ لَيْلَةً وَأَتْمَمْنَاهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً وَقَالَ مُوسَى لِأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ. وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ. قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ. قَالَ لَنْ تَرَانِي} إِلَى قَوْلِهِ- {وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ} [الأعراف: ۱۴۳]

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان "اور ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ کیا پھر اس میں دس

راتوں کا اور اضافہ کر دیا اور اس طرح ان کے رب کی میعاد چالیس راتیں پوری کر دیں۔" اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ میری غیر موجودگی میں میری قوم میں میرے خلیفہ رہو۔ اور ان کے ساتھ نرم رویہ رکھنا اور مفسدوں کے راستے پر مت چلنا۔ پھر جب موسیٰ ہمارے ٹھہرائے ہوئے وقت پر (ایک چلہ کے) بعد آئے اور ان کے رب نے ان سے گفتگو کی تو انہوں نے عرض کیا: میرے پروردگار! مجھے اپنا دیدار کرا کہ میں تجھ کو دیکھ لوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے" اللہ تعالیٰ کے ارشاد «وأنا أول المؤمنين» تک۔

يُقَالُ: دَكَّهُ: زَلْزَلَهُ {فَدُكَّتَا} [الحاقة: ١٤]: فَدُكِكْنَ، جَعَلَ الجِبَالَ كَالوَاحِدَةِ، كَمَا قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: {أَنَّ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا}، وَلَمْ يَقُلْ: كُنَّ، رَتْقًا: مُلْتَصِقَتَيْنِ، {أُشْرِبُوا} [البقرة: ٩٣]: ثَوْبٌ مُشَرَّبٌ مَصْبُوغٌ «قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: {انبَجَسَتْ}: انفَجَرَتْ، {وَإِذْ نَتَقْنَا الجَبَلَ} [الأعراف: ١٧١]: رَفَعْنَا

کہا جاتا ہے: دکه اسے ہلا دیا فَدُكَّتَا کے معنی ہیں: دککن (یعنی جمع مونث غائب)۔ لیکن تثنیہ کا صیغہ اس طرح درست ہوا کہ یہاں پہاڑوں کو ایک چیز (اور زمین کو دوسری چیز) قرار دیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: بے شک آسمان اور زمین دونوں ملے ہوئے تھے۔ وہاں کن رتقا نہیں کہا بلکہ تثنیہ کا صیغہ استعمال ہوا ہے رَتْقًا کے معنی ہے: دونوں ملے ہوئے تھے۔ اشْرَبُوا ان کے دلوں میں رچ گئی، جیسے کہا جاتا ہے: ثوب مشرب "رنگا ہوا کپڑا۔" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فَانبَجَسَتْ کے معنی ہیں: پھٹ جانا۔ وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ کے معنی ہیں: جب ہم نے ان پر پہاڑ اٹھایا۔

قولہ "جَعَلَ الْجِبَالَ كَالوَاحِدَةِ" سورۃ الحاقۃ میں ہے، "وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً"[1]

قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ "دُكَّتَا" کی بجائے "دككن" جمع کے صیغہ سے ہوتا ہے، کیونکہ الجبال جمع ہے اور الارض بھی حکماً جمع ہے، تو ان کے لیے جمع کا صیغہ "دككن" ہونا چاہیے تھا، لیکن "دُكَّتَا" تثنیہ کا صیغہ اس لیے لایا گیا ہے کہ ہر جمع کو واحد کی طرح بنا کر دونوں کے لیے تثنیہ کا لفظ "دُكَّتَا" لایا گیا ہے، ایسے ہی سورۃ الانبیاء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا[2]"

اس آیت کریمہ میں السموات جمع ہے تو قیاس کا تقاضا تھا کہ کانتا کی بجائے کن ہوتا، لیکن السموات اور الارض میں سے ہر ایک کو ایک کی مثل قرار دے کر بجائے جمع کے، تثنیہ کا صیغہ استعمال کیا ہے۔

---

1. الحاقۃ: ۱۴
2. الانبیاء: ۳۰

قولہ "ثَوْبٌ مُشَرَّبٌ" مشرب بمعنی مَصْبُوغٌ ہے۔

قولہ "رَتْقًا أي مُلْتَصِقَيْنِ" یعنی ملے ہوئے اس سے مراد یہ ہے کہ پہلے ان کا مادہ ایک ہی تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو الگ الگ بنادیا، یا آسمان کے بند ہونے سے مراد یہ ہے کہ آسمان بارش نہیں برساتا تھا، اور زمین سے نباتات پیدا نہیں ہوتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے آسمان کو بارش اتارنے والا اور زمین کو نباتات اگانے والی بنادیا۔

۳۳۹۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «النَّاسُ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ، فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ، فَلاَ أَدْرِي أَفَاقَ قَبْلِي أَمْ جُوزِيَ بِصَعْقَةِ الطُّورِ»۔

ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا' کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے' ان سے عمرو بن یحیٰی نے' ان سے ان کے والد یحیٰی بن عمارہ نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' قیامت کے دن سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے' پھر سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا اور دیکھوں گا کہ موسیٰ عرش کے پایوں میں سے ایک پایہ تھامے ہوئے ہیں۔ اب مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے ہوں گے یا (بے ہوش ہی نہیں کئے گئے ہوں گے بلکہ) انہیں کوہ طور کی بے ہوشی کا بدلہ ملا ہوگا۔

۳۳۹۹: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَوْلاَ بَنُو إِسْرَائِيلَ لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ، وَلَوْلاَ حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ أُنْثَى زَوْجَهَا الدَّهْرَ»۔

مجھ سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' کہا ہم کو معمر نے خبر دی' انہیں ہمام نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے (سلویٰ کا گوشت جمع کر کے نہ رکھتے) تو گوشت کبھی نہ سڑتا۔ اور اگر حوا نہ ہوتیں (یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے دغا نہ کرتیں) تو کوئی عورت اپنے شوہر کی خیانت کبھی نہ کرتی۔

۲۷۔ بَابُ حَدِيثِ الْخَضِرِ مَعَ مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ

باب: حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات۔

حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کا واقعہ قرآن میں ذکر ہوا ہے، اور حدیث میں اس کی تفسیر آگئی ہے، مرزائی کہتے ہیں یہ موسیٰ علیہ السلام کو معراج ہوا تھا، اور "فتی" سے مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں، اور یہ جس کے پاس گئے تھے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے، یہ لوگ بے تکی کہانیاں گھڑتے ہیں۔

۳۴۰۰: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ تَمَارَى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ

قَيْسٍ الْفَزَارِيُّ فِي صَاحِبِ مُوسَى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ خَضِرٌ فَمَرَّ بِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنِّي تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِي هَذَا فِي صَاحِبِ مُوسَى الَّذِي سَأَلَ السَّبِيلَ إِلَى لُقِيِّهِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهُ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَمَا مُوسَى فِي مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ قَالَ لَا فَأَوْحَى اللهُ إِلَى مُوسَى بَلَى عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَأَلَ مُوسَى السَّبِيلَ إِلَيْهِ فَجُعِلَ لَهُ الْحُوتُ آيَةً وَقِيلَ لَهُ إِذَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَكَانَ يَتْبَعُ أَثَرَ الْحُوتِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ لِمُوسَى فَتَاهُ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ فَقَالَ مُوسَى ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا فَوَجَدَا خَضِرًا فَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا الَّذِي قَصَّ اللهُ فِي كِتَابِهِ۔

ہم سے عمرو بن محمد نے بیان کیا، ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حر بن قیس فزاری سے صاحب موسیٰ ؑ کے بارے میں ان کا اختلاف ہوا۔ پھر حضرت ابی بن کعب وہاں سے گزرے تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں بلایا اور کہا کہ میرا اپنے ان ساتھی سے صاحب موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اختلاف ہوگیا ہے جن سے ملاقات کے لیے موسیٰ ؑ نے راستہ پوچھا تھا، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے ان کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ جی ہاں، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا، کیا آپ کسی ایسے شخص کو جانتے ہیں جو اس تمام زمین پر آپ سے زیادہ علم رکھنے والا ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ پر وحی نازل کی کہ کیوں نہیں، ہمارا بندہ خضر ہے۔ موسیٰ نے ان تک پہنچنے کا راستہ پوچھا تو انہیں مچھلی کو اس کی نشانی کی طور بتایا گیا اور کہا گیا کہ جب مچھلی گم ہو جائے (تو جہاں گم ہوئی ہو وہاں) واپس آجانا وہیں ان سے ملاقات ہوگی۔ چنانچہ موسیٰ دریا میں (سفر کے دوران) مچھلی کی برابر نگرانی کرتے رہے۔ پھر ان سے ان کے رفیق سفر نے کہا کہ آپ نے خیال نہیں کیا جب ہم چٹان کے پاس ٹھہرے تو میں مچھلی کے متعلق آپ کو بتانا بھول گیا تھا اور مجھے شیطان نے اسے یاد رکھنے سے غافل رکھا۔ موسیٰ نے فرمایا کہ اسی کی تو ہمیں تلاش ہے چنانچہ یہ بزرگ اسی راستے سے پیچھے کی طرف لوٹے اور حضرت خضر سے ملاقات ہوئی ان دونوں کے ہی وہ حالات ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے۔





۳۴۰۱: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ نَوْفًا الْبَكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَى صَاحِبَ الْخَضِرِ لَيْسَ

هُوَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنَّمَا هُوَ مُوسَى آخَرُ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللهِ حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مُوسَى قَامَ خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فَسُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ فَقَالَ أَنَا فَعَتَبَ اللهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ بَلَى لِي عَبْدٌ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ أَيْ رَبِّ وَمَنْ لِي بِهِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ أَيْ رَبِّ وَكَيْفَ لِي بِهِ قَالَ تَأْخُذُ حُوتًا فَتَجْعَلُهُ فِي مِكْتَلٍ حَيْثُمَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَهُوَ ثَمَّ وَرُبَّمَا قَالَ فَهُوَ ثَمَّهْ وَأَخَذَ حُوتًا فَجَعَلَهُ فِي مِكْتَلٍ ثُمَّ انْطَلَقَ هُوَ وَفَتَاهُ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ حَتَّى إِذَا أَتَيَا الصَّخْرَةَ وَضَعَا رُءُوسَهُمَا فَرَقَدَ مُوسَى وَاضْطَرَبَ الْحُوتُ فَخَرَجَ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا فَأَمْسَكَ اللهُ عَنِ الْحُوتِ جِرْيَةَ الْمَاءِ فَصَارَ مِثْلَ الطَّاقِ فَقَالَ هَكَذَا مِثْلُ الطَّاقِ فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ بَقِيَّةَ لَيْلَتِهِمَا وَيَوْمَهُمَا حَتَّى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا وَلَمْ يَجِدْ مُوسَى النَّصَبَ حَتَّى جَاوَزَ حَيْثُ أَمَرَهُ اللهُ قَالَ لَهُ فَتَاهُ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا فَكَانَ لِلْحُوتِ سَرَبًا وَلَهُمَا عَجَبًا قَالَ لَهُ مُوسَى ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا رَجَعَا يَقُصَّانِ آثَارَهُمَا حَتَّى انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِذَا رَجُلٌ مُسَجًّى بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ مُوسَى فَرَدَّ عَلَيْهِ فَقَالَ وَأَنَّى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ قَالَ أَنَا مُوسَى قَالَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ أَتَيْتُكَ لِتُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا قَالَ يَا مُوسَى إِنِّي عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللهِ عَلَّمَنِيهِ اللهُ لَا تَعْلَمُهُ وَأَنْتَ عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللهِ عَلَّمَكَهُ اللهُ لَا أَعْلَمُهُ قَالَ هَلْ أَتَّبِعُكَ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَى مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا إِلَى قَوْلِهِ إِمْرًا فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِينَةٌ كَلَّمُوهُمْ أَنْ يَحْمِلُوهُمْ فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوهُ بِغَيْرِ نَوْلٍ فَلَمَّا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ جَاءَ عُصْفُورٌ فَوَقَعَ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ فَنَقَرَ فِي الْبَحْرِ نَقْرَةً أَوْ نَقْرَتَيْنِ قَالَ لَهُ الْخَضِرُ يَا مُوسَى مَا نَقَصَ عِلْمِي وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللهِ إِلَّا مِثْلَ مَا نَقَصَ هَذَا الْعُصْفُورُ بِمِنْقَارِهِ مِنَ الْبَحْرِ إِذْ أَخَذَ الْفَأْسَ فَنَزَعَ لَوْحًا قَالَ فَلَمْ يَفْجَأْ مُوسَى إِلَّا وَقَدْ قَلَعَ لَوْحًا بِالْقَدُّومِ فَقَالَ لَهُ مُوسَى مَا صَنَعْتَ قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلَى سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا فَكَانَتِ الْأُولَى مِنْ مُوسَى نِسْيَانًا فَلَمَّا خَرَجَا مِنَ الْبَحْرِ مَرُّوا بِغُلَامٍ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ فَقَلَعَهُ بِيَدِهِ هَكَذَا وَأَوْمَأَ سُفْيَانُ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِهِ كَأَنَّهُ يَقْطِفُ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ مُوسَى أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ

تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ مَائِلًا أَوْمَأَ بِيَدِهِ هَكَذَا وَأَشَارَ سُفْيَانُ كَأَنَّهُ يَمْسَحُ شَيْئًا إِلَى فَوْقُ فَلَمْ أَسْمَعْ سُفْيَانَ يَذْكُرُ مَائِلًا إِلَّا مَرَّةً قَالَ قَوْمٌ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُطْعِمُونَا وَلَمْ يُضَيِّفُونَا عَمَدْتَ إِلَى حَائِطِهِمْ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْنَا أَنَّ مُوسَى كَانَ صَبَرَ فَقَصَّ اللهُ عَلَيْنَا مِنْ خَبَرِهِمَا قَالَ سُفْيَانُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللهُ مُوسَى لَوْ كَانَ صَبَرَ لَقُصَّ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِمَا وَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ ثُمَّ قَالَ لِي سُفْيَانُ سَمِعْتُهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ وَحَفِظْتُهُ مِنْهُ قِيلَ لِسُفْيَانَ حَفِظْتَهُ قَبْلَ أَنْ تَسْمَعَهُ مِنْ عَمْرٍو أَوْ تَحَفَّظْتَهُ مِنْ إِنْسَانٍ فَقَالَ مِمَّنْ أَتَحَفَّظُهُ وَرَوَاهُ أَحَدٌ عَنْ عَمْرٍو غَيْرِي سَمِعْتُهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَحَفِظْتُهُ مِنْهُ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ مجھے سعید بن جبیر نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں نے ابن عباس سے عرض کیا کہ نوف بکالی یہ کہتا ہے کہ موسیٰ، صاحب خضر بنی اسرائیل کے موسیٰ نہیں ہیں بلکہ وہ دوسرے موسی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ دشمن خدا نے بالکل غلط بات کہی ہے۔ حضرت ابی بن کعب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے ہم سے بیان کیا کہ موسی بنی اسرائیل کو کھڑے ہو کر خطاب فرما رہے تھے کہ ان سے پوچھا گیا کون سا شخص سب سے زیادہ علم والا ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں۔ اس پر اللہ تعالی نے ان پر عتاب فرمایا کیونکہ انہوں نے علم کی نسبت اللہ تعالی کی طرف نہیں کی۔ اللہ تعالی نے ان سے فرمایا کہ کیوں نہیں میرا ایک بندہ ہے جہاں دو دریا آکر ملتے ہیں وہاں رہتا ہے اور تم سے زیادہ علم والا ہے۔ انہوں نے عرض کیا اے رب العالمین! میں ان سے کس طرح مل سکوں گا؟ سفیان نے (اپنی روایت میں یہ الفاظ) بیان کیے کہ "اے رب! وکیف لی بہ،، اللہ تعالی نے فرمایا کہ ایک مچھلی پکڑ کر اسے اپنے تھیلے میں رکھ لینا، جہاں وہ مچھلی گم ہو جائے بس میرا وہ بندہ وہیں تم کو ملے گا۔ بعض دفعہ راوی نے (بجائے ثم کے) فھو ثمہ کہا۔ چنانچہ موسیٰ نے مچھلی لے لی اور اسے ایک تھیلے میں رکھ لیا۔ پھر وہ اور ایک ان کے رفیق سفر یوشع بن نون روانہ ہوئے، جب یہ چٹان پر پہنچے تو سر سے ٹیک لگائی، موسیٰ کو نیند آگئی اور مچھلی تڑپ کر نکلی اور دریا کے اندر چلی گئی اور اس نے دریا میں اپنا راستہ بنالیا۔ اللہ تعالی نے مچھلی سے پانی کے بہاؤ کو روک دیا اور وہ محراب کی طرح ہو گئی، انہوں نے واضح کیا کہ یوں محراب کی طرح۔ پھر یہ دونوں اس دن اور رات کے باقی حصے میں چلتے رہے۔ جب دوسرا دن آیا تو موسیٰ نے اپنے رفیق سفر سے فرمایا کہ





اب ہمارا کھانا لاؤ کیونکہ ہم اپنے اس سفر میں بہت تھک گئے ہیں۔ موسیٰ نے اس وقت تک کوئی تھکان محسوس نہیں کی تھی جب تک وہ اس مقررہ جگہ سے آگے نہ بڑھ گئے جس کا اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا۔ ان کے رفیق نے کہا کہ دیکھئے تو سہی جب ہم چٹان پر اترے تھے تو میں مچھلی (کے متعلق کہنا) آپ سے بھول گیا اور مجھے اس کی یاد سے شیطان نے غافل رکھا اور اس مچھلی نے تو وہیں (چٹان کے قریب) دریا میں اپنا راستہ عجیب طور پر بنا لیا تھا۔ مچھلی کو تو راستہ مل گیا اور یہ دونوں حیران تھے۔ موسیٰ نے فرمایا کہ یہی وہ جگہ تھی جس کی تلاش میں ہم نکلے ہیں۔ چنانچہ یہ دونوں اسی راستے سے پیچھے کی طرف واپس ہوئے اور جب اس چٹان پر پہنچے تو وہاں ایک بزرگ اپنا سارا جسم ایک کپڑے میں لپیٹے ہوئے موجود تھے۔ حضرت موسیٰ نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا پھر کہا کہ تمہارے خطے میں سلام کا رواج کہاں سے آ گیا؟ موسیٰ نے فرمایا کہ میں موسیٰ ہوں۔ انہوں نے پوچھا، بنی اسرائیل کے موسیٰ؟ فرمایا جی ہاں۔ میں آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجھے وہ علم نافع سکھا دیں جو آپ کو سکھایا گیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اے موسیٰ! میرے پاس اللہ کا دیا ہوا ایک علم ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ علم سکھایا ہے اور آپ اس کو نہیں جانتے۔ اسی طرح آپ کے پاس اللہ کا دیا ہوا ایک علم ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا ہے، اور میں اسے نہیں جانتا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں انہوں نے کہا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے اور واقعی آپ ان کاموں کے بارے میں صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں جو آپ کے علم میں نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "إمراً" تک آخر موسیٰ اور خضر دریا کے کنارے کنارے چلے۔ پھر ان کے قریب سے ایک کشتی گزری۔ ان حضرات نے کہا کہ انہیں بھی کشتی والے کشتی پر سوار کر لیں۔ کشتی والوں نے خضر کو پہچان لیا اور کوئی مزدوری لیے بغیر ان کو سوار کر لیا۔ جب یہ حضرات اس پر سوار ہو گئے تو ایک چڑیا آئی اور کشتی کے ایک کنارے بیٹھ کر اس نے پانی میں اپنی چونچ کو ایک یا دو مرتبہ ڈالا۔ خضر نے فرمایا اے موسیٰ! میرے اور آپ کے علم کی وجہ سے اللہ کے علم میں اتنی بھی کمی نہیں ہوئی جتنی اس چڑیا کے دریا میں چونچ مارنے سے دریا کے پانی میں کمی ہوئی ہوگی۔ اتنے میں خضر نے کلہاڑی اٹھائی اور اسی کشتی میں سے ایک تختہ نکال لیا، موسیٰ علیہ السلام نے جو نظر اٹھائی تو وہ اپنی کلہاڑی سے تختہ نکال چکے تھے اس پر حضرت موسیٰ بول پڑے کہ یہ آپ نے کیا کیا؟ جن لوگوں نے ہمیں بغیر اجرت کے سوار کر لیا انہیں کی کشتی پر آپ نے بری نظر ڈالی اور اسے چیر دیا کہ سارے کشتی والے ڈوب جائیں، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ نے نہایت ناگوار کام کیا، حضرت خضر نے فرمایا، کیا میں نے آپ سے پہلے ہی نہیں کہہ دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ موسیٰ نے فرمایا کہ (یہ بے صبری اپنے وعدہ کو بھول جانے کی وجہ سے ہوئی، اس لیے) آپ اس چیز کا مجھ سے مؤاخذہ نہ کریں جو میں بھول گیا تھا اور میرے معاملے میں تنگی نہ فرمائیں۔ یہ پہلی بات حضرت موسیٰ سے بھول کر ہوئی تھی۔ پھر جب دریائی سفر ختم ہوا

توان کا گزر ایک بچے کے پاس سے ہوا جو دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ حضرت خضر نے اس کا سر پکڑ کر اپنے ہاتھ سے (دھڑ سے) جدا کر دیا۔ سفیان نے اپنے ہاتھ سے (جدا کرنے کی کیفیت بتانے کے لیے) اشارہ کیا جیسے وہ کوئی چیز توڑ رہے ہوں۔ اس پر حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ آپ نے ایک جان کو ضائع کر دیا۔ کسی دوسری جان کے بدلے میں بھی یہ نہیں تھا۔ بلاشبہ آپ نے ایک برا کام کیا۔ خضر نے فرمایا، کیا میں نے آپ سے پہلے ہی نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ حضرت موسیٰ نے کہا، اچھا اس کے بعد اگر میں نے آپ سے کوئی بات پوچھی تو پھر آپ مجھے ساتھ نہ لے چلئے گا، بے شک آپ میرے بارے میں حد عذر کو پہنچ چکے ہیں۔ پھر یہ دونوں آگے بڑھے اور جب ایک بستی میں پہنچے تو بستی والوں سے کہا کہ وہ انہیں اپنا مہمان بنالیں، لیکن انہوں نے انکار کیا۔ پھر اس بستی میں انہیں ایک دیوار دکھائی دی جو بس گرنے ہی والی تھی۔ خضر نے اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کیا۔ سفیان نے (کیفیت بتانے کے لیے) اس طرح اشارہ کیا جیسے وہ کوئی چیز اوپر کی طرف پھیر رہے ہوں۔ میں نے سفیان سے "مائلا،، کالفظ صرف ایک مرتبہ سنا تھا۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ یہ لوگ تو ایسے تھے کہ ہم ان کے یہاں آئے اور انہوں نے ہماری میزبانی سے بھی انکار کیا۔ پھر ان کی دیوار آپ نے ٹھیک کر دی، اگر آپ چاہتے تو اس کی اجرت ان سے لے سکتے تھے۔ حضرت خضر نے فرمایا کہ بس یہاں سے میرے اور آپ کے درمیان جدائی ہوگئی جن باتوں پر آپ صبر نہیں کر سکے، میں ان کی تاویل وتوجیہ اب تم پر واضح کروں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہماری تو خواہش یہ تھی کہ موسیٰ صبر کرتے اور اللہ تعالیٰ تکوینی واقعات ہمارے لیے بیان کرتے۔ سفیان نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ حضرت موسیٰ پر رحم کرے، اگر انہوں نے صبر کیا ہوتا تو ان کے (مزید واقعات) ہمیں معلوم ہوتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (جمہور کی قرأت وراءھم کے بجائے) "امامهم ملك ياخذ كل سفينة غصبا، پڑھا ہے۔ اور وہ بچہ (جس کی حضرت خضر نے جان لی تھی) کافر تھا اور اس کے والدین مومن تھے۔ پھر مجھ سے سفیان نے بیان کیا کہ میں نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے دو مرتبہ سنی تھی اور انہیں سے (سن کر) یاد کی تھی۔ سفیان نے کسی سے پوچھا تھا کہ یہ حدیث آپ نے عمرو بن دینار سے سننے سے پہلے ہی کسی دوسرے شخص سے سن کر (جس نے عمرو بن دینار سے سنی ہو) یاد کی تھی؟ یا (اس کے بجائے یہ جملہ کہا) "تحفظته من انسان،، (تک علی بن عبد اللہ کو تھا) تو سفیان سے کہا کہ دوسرے کسی شخص سے سن کر میں یاد کرتا، اس حدیث کو عمرو بن دینار سے میرے سوا کسی اور نے بھی روایت کیا ہے؟ میں نے ان سے یہ حدیث دو یا تین مرتبہ سنی اور انہیں سے سن کر یاد کی۔

قولہ "هٰكَذَا مِثْلُ الطَّاقِ" انہوں نے سبابہ اور ابہام کے رؤس ملا کر اشارہ کیا کہ اس طرح کا سوراخ بن گیا تھا۔

قولہ "قِيلَ لِسُفْيَانَ" یعنی سفیان سے کہا گیا کیا عمرو بن دینار سے سننے سے پہلے تو نے اس حدیث کو یاد کر لیا تھا یا کسی

دیگر انسان سے اسے یاد کیا ہے، سفیان نے کہا کوئی اور راوی اسے بیان کرنے والا نہیں ہے، میں کس سے اسے یاد کرتا، کیا میرے علاوہ عمرو بن دینار سے کسی اور نے اسے روایت کیا ہے؟ میں نے ہی اسے عمر بن دینار سے دو یا تین بار سنا ہے اور اسے اسی سے ہی حفظ کیا ہے۔

قولہ "سُمِّيَ الْخَضِرَ" ان کا نام خضر اس لیے رکھا گیا کہ یہ ایک مرتبہ خشک زمین پر بیٹھے جب وہاں سے اٹھے تو وہ زمین سبزے سے لہلہانے لگی۔

حضرت خضر کا نام بلیلا بن ملکان تھا، یہ سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے تھے اور یہ اسرائیلی آدمی تھے، بعض کہتے ہیں یہ ایک مثالی انسان تھے، یعنی ان کی شکل وصورت انسانوں والی تھی، اور عالم مثال کی چیز تھے، فرشتہ نہیں تھے۔

۳۴۰۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ ابْنُ الْأَصْبِهَانِيِّ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا سُمِّيَ الْخَضِرَ لِأَنَّهُ جَلَسَ عَلَى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَإِذَا هِيَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهِ خَضْرَاءَ۔

ہم سے محمد بن سعید اصبہانی نے بیان کیا، ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں معمر نے، انہیں ہمام بن منبہ نے اور انہیں حضرت ابوہریرہ نے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، خضر کا یہ نام اس وجہ سے ہوا کہ وہ ایک سوکھی زمین (جہاں سبزی کا نام بھی نہ تھا) پر بیٹھے۔ لیکن جوں ہی وہ وہاں سے اٹھے تو وہ جگہ سرسبز ہو کر لہلہانے لگی۔

۲۸۔ بَابٌ:

باب:

۳۴۰۳: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ فَبَدَّلُوا فَدَخَلُوا يَزْحَفُونَ عَلَى أَسْتَاهِهِمْ وَقَالُوا حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ۔

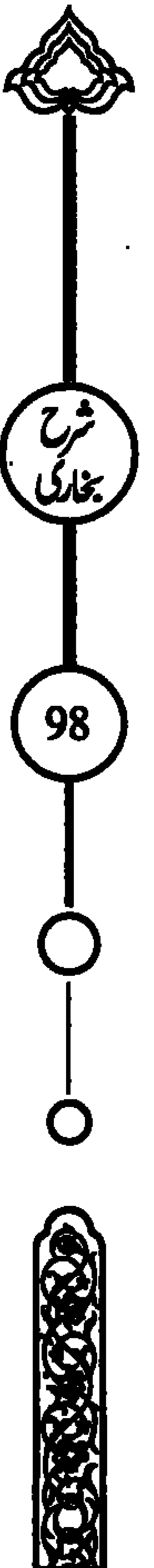
مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے ہمام بن منبہ نے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بنی اسرائیل کو حکم ہوا تھا کہ بیت المقدس میں سجدہ ورکوع کرتے ہوئے داخل ہوں اور یہ کہتے ہوئے کہ یا اللہ! ہم کو بخش دے۔ لیکن انہوں نے اس کو الٹا کیا اور اپنے چوتڑوں کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور یہ کہتے ہوئے "حبة فی شعرة،، (یعنی بالیوں میں دانے خوب ہوں) داخل ہوئے۔

۳۴۰۴: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ وَخِلَاسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِنَّ مُوسَى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سِتِّيرًا لَا يُرَى مِنْ جِلْدِهِ شَيْءٌ اسْتِحْيَاءً مِنْهُ فَآذَاهُ مَنْ آذَاهُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقَالُوا مَا يَسْتَتِرُ هَذَا التَّسَتُّرَ إِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهِ إِمَّا بَرَصٌ وَإِمَّا أُدْرَةٌ وَإِمَّا آفَةٌ وَإِنَّ اللهَ أَرَادَ أَنْ يُبَرِّئَهُ مِمَّا قَالُوا لِمُوسَى فَخَلَا يَوْمًا وَحْدَهُ فَوَضَعَ ثِيَابَهُ عَلَى الْحَجَرِ ثُمَّ اغْتَسَلَ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ إِلَى ثِيَابِهِ لِيَأْخُذَهَا وَإِنَّ الْحَجَرَ عَدَا بِثَوْبِهِ فَأَخَذَ مُوسَى عَصَاهُ وَطَلَبَ الْحَجَرَ فَجَعَلَ يَقُولُ ثَوْبِي حَجَرُ ثَوْبِي حَجَرُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَرَأَوْهُ عُرْيَانًا أَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللهُ وَأَبْرَأَهُ مِمَّا يَقُولُونَ وَقَامَ الْحَجَرُ فَأَخَذَ ثَوْبَهُ فَلَبِسَهُ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ فَوَاللهِ إِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبًا مِنْ أَثَرِ ضَرْبِهِ ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا أَوْ خَمْسًا فَذَلِكَ قَوْلُهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللهِ وَجِيهًا۔

مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، ان سے عوف بن ابو جمیلہ نے بیان کیا، ان سے امام حسن بصری اور محمد بن سیرین اور خلاس بن عمرو نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ بڑے ہی شرم والے اور بدن ڈھانپنے والے تھے۔ ان کی حیا کی وجہ سے ان کے بدن کا کوئی حصہ بھی نہیں دیکھا جاسکتا تھا۔ بنی اسرائیل کے جو لوگ انہیں اذیت پہنچانے کے درپے تھے، وہ کیوں باز رہ سکتے تھے، ان لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ اس درجہ بدن چھپانے کا اہتمام صرف اس لیے ہے کہ ان کے جسم میں عیب ہے یا کوڑھ ہے یا ان کے خصیتین بڑھے ہوئے ہیں یا پھر کوئی اور بیماری ہے۔ ادھر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ موسیٰ کی ان کی ہفوات سے پاکی دکھلائے۔ ایک دن حضرت موسیٰ اکیلے غسل کرنے کے لیے آئے اور ایک پتھر پر اپنے کپڑے (اتار کر) رکھ دیے۔ پھر غسل شروع کیا۔ جب فارغ ہوئے تو کپڑے اٹھانے کے لیے بڑھے لیکن پتھر ان کے کپڑوں سمیت بھاگنے لگا۔ حضرت موسیٰ نے اپنا عصا اٹھایا اور پتھر کے پیچھے دوڑے۔ یہ کہتے ہوئے کہ پتھر! میرا کپڑا دے دے۔ آخر بنی اسرائیل کی ایک جماعت تک پہنچ گئے اور ان سب نے آپ کو ننگا دیکھ لیا، اللہ کی مخلوق میں سب سے بہتر حالت میں اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی تہمت سے ان کی برات کردی۔ اب پتھر بھی رک گیا اور آپ نے کپڑا اٹھا کر پہنا۔ پھر پتھر کو اپنے عصا سے مارنے لگے۔ خدا کی قسم اس پتھر پر حضرت موسیٰ کے مارنے کی وجہ سے تین یا چار یا پانچ جگہ نشان پڑ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "تم ان کی طرح نہ ہوجانا جنہوں نے موسیٰ کی اذیت دی تھی، پھر ان کی تہمت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بری قرار دیا اور وہ اللہ کی بارگاہ میں بڑی شان والے اور عزت والے تھے۔،، میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

یہ حدیث اس سے قبل کتاب الغسل میں "باب من اغتسل عريانا وحده في الخلوة" کے تحت گزر چکی



ہے۔

۳۴۰۵: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ هَذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللهِ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَغَضِبَ حَتَّى رَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ يَرْحَمُ اللهُ مُوسَى قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابووائل سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے سنا، وہ کہتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ مال تقسیم کیا، ایک شخص نے کہا کہ یہ ایک ایسی تقسیم ہے جس میں اللہ کی رضا جوئی کا کوئی لحاظ نہیں کیا گیا۔ میں نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اس کی خبر دی۔ آپ غصہ ہوئے اور میں نے آپ کے چہرہ مبارک پر غصے کے آثار دیکھے۔ پھر فرمایا، اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ پر رحم فرمائے، ان کو اس سے بھی زیادہ تکلیف دی گئی تھی مگر انہوں نے صبر کیا۔

۲۹۔ بَابُ {يَعْكِفُونَ عَلَى أَصْنَامٍ لَهُمْ} {مُتَبَّرٌ} [الأعراف:۱۳۸]:

باب: اللہ پاک کا (سورۃ اعراف میں) فرمانا کہ وہ اپنے بتوں کی پوجا کر رہے تھے۔ اور اسی سورت میں متبر کے معنی تباہی نقصان۔

خُسْرَانٌ، {وَلِيُتَبِّرُوا} [الإسراء:۷]: يُدَمِّرُوا، {مَا عَلَوْا} [الإسراء:۷]: مَا غَلَبُوا

وَلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا اور جہاں وہ غلبہ پائیں اسے تہس نہس کر دیں۔

۳۴۰۶: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَجْنِي الْكَبَاثَ وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ مِنْهُ فَإِنَّهُ أَطْيَبُهُ قَالُوا أَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ قَالَ وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ رَعَاهَا۔

ہم سے یحیٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابوسلمۃ بن عبدالرحمن نے اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (سفر میں) پیلو کے پھل توڑنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ جو سیاہ ہوں انہیں توڑو، کیونکہ وہ زیادہ لذیذ ہوتے ہیں۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا، کیا حضور نے کبھی بکریاں چرائی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔

اس حدیث کی ترجمہ باب کی آیت کریمہ سے مناسبت یہ ہے کہ آیت کریمہ میں موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلَى قَوْمٍ يَعْكُفُونَ عَلَى أَصْنَامٍ لَهُمْ قَالُوا يَا مُوسَى

اجْعَل لَنَا إِلَهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ" اور حدیث مذکور میں "وهل من نبيٍّ إلّا وقد رعاها" کے الفاظ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی شامل ہیں۔

۳۰۔ باب وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً

باب: اللہ تعالیٰ کا سورۂ بقرہ میں فرمانا، "وہ وقت یاد کرو جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو" آخر آیت تک۔

اس باب سے متعلق امام بخاری رحمہ اللہ کی شرطوں کے مطابق کوئی حدیث نہیں تھی، اس لیے انہوں نے آیت کریمہ اور چند مفردات کی وضاحت پر اکتفاء کیا ہے، آیت مذکورہ کی تفسیر ابو العالیہ سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک مالدار آدمی تھا جس کی کوئی اولاد نہیں تھی، اس کا ایک بھتیجا تھا جس نے مال کے لالچ میں اپنے چچا کو قتل کر دیا، اور رات کو اس کی لاش کو اٹھا کر کسی دوسرے آدمی کے دروازے کے پاس پھینک دیا اور صبح ہونے پر شور وغل شروع کر دیا اور جہاں اس مقتول کو پھینکا تھا وہاں کے لوگوں پر خون کا دعویٰ کر دیا، یہاں تک کہ ہتھیار نکل آئے اور باہمی لڑائی شروع ہونے لگی تو ان کے اہل رائے نے کہا کہ لڑتے کیوں ہو؟ اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام تم میں موجود ہیں، ان سے فیصلہ کروالو، تو وہ موسیٰ کے پاس آئے اور ان کے پاس یہ مسئلہ پیش کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے انہیں گائے ذبح کرنے کا حکم دیا، انہوں نے کہا "أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا" کیا تو ہم سے مذاق کرتا ہے، ہم نے قاتل کی شناخت کا سوال کیا ہے، اور آپ ہمیں گائے ذبح کرنے کا حکم دے رہے ہیں، یہ بڑے تعجب کی بات ہے، اگر یہ لوگ کوئی بھی گائے ذبح کر دیتے تو کافی ہو جاتی، لیکن انہوں نے گائے کے بارہ میں خود کو سختی میں ڈالا، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی ان پر سختی کی گئی، ان صفات کی حامل گائے جو قرآن کریم میں ذکر ہوئی ہے، انہیں ایک بڑھیا کے پاس ملی، اس نے گائے کی کھال بھرنے کی بقدر سونا بطور قیمت طلب کیا، اور انہیں دینا پڑا، اور گائے کو ذبح کر کے مقتول کی لاش کو اس کے بعض حصے سے لگایا، تو مقتول زندہ ہو گیا، اس سے پوچھا گیا، تیرا قاتل کون ہے؟ اس نے اپنے بھتیجے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، یہ میرا قاتل ہے، یہ بتا کر وہ پھر مر گیا، اور قاتل کو اس کا وارث نہیں بنایا گیا۔

۳۱۔ بَابُ وَفَاةِ مُوسَى وَذِكْرِهِ مَا بَعْدَهُ

باب: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات اور اس کے بعد کے حالات کا بیان۔

۳۴۰۷: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَام فَلَمَّا جَاءَهُ صَكَّهُ فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ فَقَالَ أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لَا يُرِيدُ الْمَوْتَ قَالَ ارْجِعْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ يَضَعُ يَدَهُ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهُ بِمَا غَطَّتْ يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ قَالَ أَيْ رَبِّ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ قَالَ فَالْآنَ قَالَ فَسَأَلَ اللهَ أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ قَالَ أَبُو

هُرَيْرَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ تَحْتَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ قَالَ وَأَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ۔

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبردی، انہیں عبداللہ بن طاؤس نے ان سے طاؤس نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ کے پاس ملک الموت کو بھیجا جب ملک الموت حضرت موسیٰ کے پاس آئے تو انہوں نے انہیں چانٹا مارا (کیونکہ وہ انسان کی صورت میں آیا تھا) ملک الموت، اللہ رب العزت کی بارگاہ میں واپس ہوئے اور عرض کیا کہ تو نے اپنے ایک ایسے بندے کے پاس مجھے بھیجا جو موت کے لیے تیار نہیں ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ دوبارہ ان سے پاس جاؤ اور کہو کہ اپنا ہاتھ کسی بیل کے پیٹھ پر رکھیں، ان کے ہاتھ میں جتنے بال اس کے آجائیں ان میں سے ہر بال کے بدلے ایک سال کی عمر انہیں دی جائے گی (ملک الموت دوبارہ آئے اور اللہ تعالی کا فیصلہ سنایا) حضرت موسیٰ بولے اے رب! پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ اللہ تعالی نے فرمایا پھر موت ہے۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ پھر ابھی کیوں نہ آجائے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر موسی نے اللہ تعالی سے دعا کی کہ بیت المقدس سے مجھے اتنا قریب کردیا جائے کہ (جہاں ان کی قبر ہو وہاں سے) اگر کوئی پتھر پھینکنے والا پتھر پھینکے تو وہ بیت المقدس تک پہنچ سکے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں وہاں موجود ہوتا تو بیت المقدس میں، میں تمہیں ان کی قبر دکھاتا جو راستے کے کنارے پر ہے، ریت کے سرخ ٹیلے سے نیچے۔ عبدالرزاق بن ہمام نے بیان کہ ہمیں معمر نے خبردی، انہیں ہمام نے اور ان کو ابوہریرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح بیان کیا۔

یہ حدیث اس سے قبل "کتاب الجنائز" میں "باب من أحب الدفن في الأرض المقدسة و نحوها" کے تحت بمع شرح گزر چکی ہے۔

قولہ "قَالَ وَأَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ" اس سے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کے مرفوع ہونے کی طرف اشارہ کردیا ہے۔

٣٤٠٨: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْعَالَمِينَ فِي قَسَمٍ يُقْسِمُ بِهِ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْعَالَمِينَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ عِنْدَ ذَلِكَ يَدَهُ فَلَطَمَ الْيَهُودِيَّ فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ الَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ لَا تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسَى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ فَأَكُونُ أَوَّلَ

مَنْ يُفِيقُ فَإِذَا مُوسَى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي أَوْ كَانَ مِمَّنْ اسْتَثْنَى اللهُ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہاہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمان اور سعید بن میسب نے خبر دی اوران سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مسلمانوں کی جماعت کے ایک آدمی اور یہودیوں میں سے ایک شخص کا جھگڑا ہوا مسلمان نے کہا اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری دنیا میں برگزیدہ بنایا قسم کھاتے ہوئے انہوں نے یہ کہا۔ اس پر یہودی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو ساری دنیا میں برگزیدہ بنایا۔ اس پر مسلمان نے ہاتھ اٹھا کر یہودی کو تھپڑ مار دیا۔ وہ یہودی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اپنے اور مسلمانوں کے جھگڑے کی آپ کو خبر دی۔ آپ نے اسی موقع پر فرمایا کہ مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ترجیح نہ دیا کرو۔ لوگ قیامت کے دن بے ہوش کر دیے جائیں گے اور سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا پھر دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایا پکڑے ہوئے کھڑے ہیں۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ وہ بھی بے ہوش ہونے والوں میں تھے اور مجھ سے پہلے ہی ہوش میں آگئے یا انہیں اللہ تعالیٰ نے بے ہوش ہونے والوں میں ہی نہیں رکھا تھا۔



اس حدیث کی اور اس کے بعد آنے والی دونوں احادیث کی ترجمہ باب کے دوسرے جزء "وذکرہ مابعدہ" کے ساتھ مطابقت ہے۔

۳٤٠٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى فَقَالَ لَهُ مُوسَى أَنْتَ آدَمُ الَّذِي أَخْرَجَتْكَ خَطِيئَتُكَ مِنَ الْجَنَّةِ فَقَالَ لَهُ آدَمُ أَنْتَ مُوسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللهُ بِرِسَالَاتِهِ وَبِكَلَامِهِ ثُمَّ تَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ قُدِّرَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى مَرَّتَيْنِ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہاہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے حمید بن عبدالرحمن نے اوران سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حضرت موسیٰ اور حضرت آدم نے آپس میں بحث کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ آپ آدم ہیں جنہیں ان کی لغزش نے جنت سے نکالا۔ حضرت آدم بولے اور آپ موسیٰ علیہ السلام ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور اپنے کلام سے نوازا، پھر بھی آپ مجھے ایک ایسے معاملے پر ملامت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے بھی پہلے مقدر کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غالب آگئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ دو مرتبہ فرمایا۔





حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی غلطی پر طعن کیا، تو انہوں نے جواب دیا، کہ اللہ تعالیٰ نے میرے توبہ کرنے سے میری خطا کو معاف کر دیا ہے لہذا اس پر طعن کا جواز باقی نہیں رہا، باقی رہا میرا دنیا میں آنا اور جنت سے نکالا جانا تو یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کی بنا پر ہے، اور اللہ تعالیٰ کو بندے کے ہر فعل پر قدرت حاصل ہے اور اس کا بندے کے ہر فعل میں دخل ہے، بندے کی غلطی پر بندے کی قدرت کی بنا پر انسان قابل ملامت ہوتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بنا پر قابل ملامت نہیں ہوتا، حضرت آدم علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ توبہ سے میری خطا مٹ گئی ہے، اب اللہ تعالیٰ کی قدرت کا فعل باقی رہ گیا ہے، اور اس پر ملامت نہیں ہو سکتی، اور نہ ہی اس پر ملامت ہونی چاہیے، ویسے توبہ کرنے کے بعد تقدیر کو بطور دلیل پیش کیا جا سکتا ہے، جب انسان گناہ سے توبہ کر لے اور اب اس پر کوئی شخص ملامت کرے تو یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں ایسا ہی لکھا ہے جو میں نے کیا ہے[1]۔

٣٤١٠: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ وَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَقِيلَ هَذَا مُوسَى فِي قَوْمِهِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا، ہم سے حصین بن نمیر نے بیان کیا، ان سے حصین بن عبدالرحمن نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے سامنے تمام امتیں لائی گئیں اور میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی جماعت آسمان کے کناروں پر چھائی ہوئی ہے۔ پھر بتایا گیا کہ یہ اپنی قوم کے ساتھ حضرت موسیٰ ہیں۔

٣٢۔ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى {وَضَرَبَ اللهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَةَ فِرْعَوْنَ} [التحريم: ١١]

باب: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اور ایمان والوں کے لئے اللہ تعالیٰ فرعون کی بیوی کی مثال بیان کرتا ہے“۔

إِلَى قوله {وكانت من القانتين}

٣٤١١: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا آسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَمَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَإِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ۔

ہم سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے کیا، ان سے عمرو بن بن

[1] اس حدیث پر بحث اس سے پہلے منحۃ الباری جلد چہارم میں حدیث ٦١٢٧ کے تحت تفصیل سے گزر چکی ہے فلیرجع الیہ

مرہ نے، ان سے سے مرہ ہمدانی نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردوں میں تو بہت سے کامل لوگ اٹھے لیکن عورتوں میں فرعون کی بیوی آسیہ اور مریم بنت عمران علیہما السلام کے سوا اور کوئی کامل نہیں پیدا ہوئی، ہاں عورتوں پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ایسی ہے جیسے تمام کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہے۔

حضرت آسیہ بنت مزاحم فرعون کی بیوی تھی، اور فرعون اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا دشمن تھا، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے جادوگروں پر غالب آگئے تب حضرت آسیہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئی، اور جب فرعون ملعون کو ان کے ایمان کا پتہ چلا تو اس نے ان پر سختیاں شروع کر دیں، اور اس نے حضرت آسیہ کے ہاتھوں اور پاؤں میں چار میخیں گاڑ دیں اور انہیں دھوپ میں پھینک دیا، اور بھاری پتھر لانے کا حکم دیا تاکہ حضرت آسیہ پر ڈالا جائے، اور جب بڑا پتھر لایا گیا تو حضرت آسیہ علیہا السلام نے یہ دعا کی "رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِنْ فِرْعَوْنَ"[1] اس وقت حضرت آسیہ نے جنت میں سفید موتی سے بنا ہوا اپنا گھر دیکھ لیا، اور اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض کر لی، جب ان کے جسم پر پتھر رکھا گیا تو اس وقت ان کے جسم میں جان ہی نہیں تھی۔

حضرت آسیہ علیہا السلام فرعون کے چچا کی بیٹی تھیں، بعض کہتے ہیں کہ وہ بنو عمالقہ سے تھیں، بعض کہتے ہیں کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کی پھوپھی تھیں۔

۳۳۔ باب: إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَى

باب قارون کا بیان "بے شک قارون، موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھا" الآیۃ (سورۃ قصص)

شرح بخاری

قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا کا بیٹا تھا، کیونکہ یہ ابن یصھر بن قاھث ہے اور موسیٰ علیہ السلام ابن عمران بن قاھث ہیں، بعض نے کہا ہے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کا چچا تھا، تورات بڑی عمدہ آواز میں پڑھا کرتا تھا، لیکن بعد میں سامری کی طرح منافق ہو گیا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک کر دیا۔

قولہ "وَيْكَأَنَّهُ، وَيْ" اور "كَأَنَّ" سے مرکب ہے۔

۳۴۔ باب قول اللہ تعالیٰ وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا

باب: اس بیان میں کہ "وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا" سے اہل مدین مراد ہیں کیونکہ مدین ایک شہر تھا بحر قلزم پر۔

یہ شعیب بن میکیل بن یشجر بن لاوی بن یعقوب ہیں، اور مدین قبیلہ ہے بعض نے کہا ہے کہ مدین جگہ کا نام ہے، اس لیے بخاری نے اہل مدین معنی کیا ہے، ہو سکتا ہے کہ پہلے قبیلہ کا نام ہو، اس کے بعد آبادی کی وجہ سے جگہ کا نام ہو گیا ہو۔

---

[1] التحریم: ۱۱

قولہ "يَوْمِ الظُّلَّةِ" قتادہ سے مروی ہے کہ شعیب علیہ السلام دو قوموں کی طرف بھیجے گئے تھے، اور اصحاب مدین اور اصحاب ایکہ کی طرف مبعوث ہوئے تھے، اپنی نافرمانیوں کی وجہ سے اصحاب مدین جبریل کی چیخ کے ساتھ اور اصحاب ایکہ یوم الظلہ کے عذاب سے ہلاک کیے گئے، یعنی ابر سے ان پر آگ برسائی گئی۔

۳۵۔ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ} إِلَى قَوْلِهِ: {فَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَى حِينٍ}

باب: (یونس علیہ السلام کا بیان) سورۃ الصافات میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان "اور بلاشبہ یونس یقیناً رسولوں میں سے تھے" اس قول تک "تو ہم نے انہیں ایک وقت تک فائدہ دیا"۔

﴿وهو مليم﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿مُذْنِبٌ. الْمَشْحُونُ: الْمُوقَرُ. {فَلَوْلاَ أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ} [الصافات: ١٤٣] الآيَةَ {فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ} [الصافات: ١٤٥] بِوَجْهِ الأَرْضِ {وَهُوَ سَقِيمٌ. وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِنْ يَقْطِينٍ} [الصافات: ١٤٦] مِنْ غَيْرِ ذَاتِ أَصْلٍ: الدُّبَّاءِ وَنَحْوِهِ {وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ. فَآمَنُوا فَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَى حِينٍ}، {وَلاَ تَكُنْ كَصَاحِبِ الحُوتِ إِذْ نَادَى وَهُوَ مَكْظُومٌ} [القلم: ٤٨]: كَظِيمٌ: وَهُوَ مَغْمُومٌ"

امام مجاہد رحمہ اللہ نے کہا: مُلِيمٌ کے معنی ہیں: گناہ گار الْمَشْحُونِ بھری ہوئی۔ "اگر وہ تسبیح پڑھنے والے نہ ہوتے (تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے)۔ "فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ ہم نے انہیں زمین کی سطح پر ڈال دیا۔ وَهُوَ سَقِيمٌ (۱۴۵) وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّن يَقْطِينٍ "اور وہ بیمار تھے، پھر ہم نے ان پر یقطین کا درخت اگا دیا" اس سے مراد ایسا درخت جس کا تنا نہ ہو اور وہ کدو وغیرہ ہے۔ (فرمایا:) "ہم نے ان کو ایک لاکھ بلکہ اس سے زیادہ آبادی کی طرف بھیجا، وہ ایمان لائے تو ہم نے ان کو کچھ مقررہ مدت تک کے لیے مزید مہلت دی۔ (نیز فرمایا:) اور آپ مچھلی والے (یونس) کی طرح نہ ہوں جب اس نے (اللہ کو) پکارا تھا جبکہ وہ غم سے بھرا ہوا تھا۔ كَظِيمٌ کے معنی ہیں: مغموم۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو موصل کی سرزمین میں نینوی والوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا تھا، لیکن انہوں نے یونس علیہ السلام کی دعوت کو جھٹلایا، تو یونس علیہ السلام نے ایک معین وقت میں ان پر عذاب آنے کا وعدہ کر لیا اور خود انہیں چھوڑ کر چلے گئے، جب عذاب کا وقت آیا تو سیاہ بادل نمودار ہوا جو سخت دھویں پر مشتمل تھا اور اس بادل نے ان کے شہر کو ڈھانپ لیا، جسے دیکھ کر لوگ خوف زدہ ہو گئے، انہوں نے یونس علیہ السلام کو تلاش کیا، لیکن وہ نہ ملے، تو انہیں یونس علیہ السلام کی صداقت کا یقین ہو گیا، کہ ان کے بقول عذاب آنے والا ہے، تو انہوں نے اپنے جسموں پر ٹاٹ پہن لیے، اور یہ فقیرانہ لباس زیب تن کر کے کھلے میدان کی طرف نکلے، اور اپنی عورتوں بچوں کو بلکہ اپنے مویشی جانور

بھی میدان میں لے آئے، بچوں اور ان کی ماؤں میں تفریق کر دی، اس جدائی کی وجہ سے سب رونے لگ گئے، آوازیں اور چیخ وپکار بلند ہوئے، تو قوم یونس نے خالص توبہ کی اور اپنے ایمان کا اعلان کیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف گڑ گڑا کر دعائیں کیں، تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کے شامل حال ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب ٹال دیا۔

یونس علیہ السلام کو ان کے حال کا علم نہیں تھا، انہوں نے سمجھا کہ میں نے انہیں عذاب کا وعدہ دے کر غلطی کی ہے اور وہ سمندر پار چلے جانے کے لیے ایک کشتی پر سوار ہوئے، اور اللہ تعالیٰ کی مشیت سے کشتی جام ہو گئی تو کشتی والوں نے کہا، کشتی میں کوئی ایسا بندہ سوار ہے جو اپنے مالک سے بھاگ آیا ہے اسے نکالو گے تو کشتی چلے گی، کشتی والوں نے قرعہ اندازی کی تو یونس علیہ السلام کا نام نکلا، تین دفعہ قرعہ اندازی کی تو ان کا نام ہی نکلا تو کہا کہ میں ہی اپنے رب سے بھاگ آیا ہوں، تو انہوں نے اپنے آپ کو پانی میں گرا دیا، اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی مچھلی بھیج دی، جس نے یونس علیہ السلام کو نگل لیا، اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو الہام کیا کہ میرے بندے کا نہ گوشت کھانا ہے اور نہ اس کی کسی ہڈی کو نقصان پہنچانا ہے، یہ بندہ تیری خوارک نہیں ہے، بلکہ تیرے پیٹ کو اس کے لیے جیل بنانا ہے، وہاں یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ کی تاریکی، سمندر کی تاریکی اور رات کی تاریکی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہوئے کہا "لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ"[1] اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو الہام کیا تو اس نے یونس علیہ السلام کو ساحل پر پھینک دیا، جبکہ وہ چوزے کی طرح ہو چکے تھے، ان پر بال بھی نہیں رہے تھے جیسا کہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے، یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں کتنی مدت تک رہے، اس بارے میں مختلف روایات آتی ہیں، بعض نے کہا کہ صبح کے وقت مچھلی کے پیٹ میں گئے اور شام کے وقت نکل آئے، بعض کہتے ہیں کہ چالیس دن مچھلی کے پیٹ میں رہے، ایک مرتبہ عیسائیوں کے پادری اکٹھے ہوئے اور کہا کہ بائبل میں قصہ آتا ہے کہ یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں داخل ہو گئے، کیا یہ قصہ صحیح ہے یا نہیں؟ آخر میں ان کی رائے یہ ہوئی کہ یہ ممکن ہے کیونکہ سمندر میں اتنی بڑی مچھلیاں پائی جاتی ہے، کہ انکے پیٹ میں انسان داخل ہو سکتا ہے۔

ایک مرتبہ یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ فرانس کے لوگ مچھلیاں پکڑ رہے تھے، اچانک ان میں سے ایک آدمی پانی میں غائب ہو گیا، اس کے بعد شکاریوں نے ایک بہت بڑی مچھلی شکار کی، انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں حرکت محسوس کی، اس کا پیٹ چاک کیا تو اس میں سے بے ہوش پڑا آدمی نکلا، جب وہ ہوش میں آیا تو اس نے اپنا ماجرا سنایا کہ جب میں مچھلی کے پیٹ میں داخل ہوا تو مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا، جیسے میں کسی خالی جگہ میں جا رہا ہوں، میں نے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے تو ہاتھوں میں چربی سی محسوس ہوئی، لیکن اس مچھلی کا پیٹ اتنا بڑا تھا کہ وہ آدمی اس میں داخل ہو گیا، اور کہا کہ میں اس کے بعد بے ہوش ہو گیا جب نکلا تو زندہ تھا اور اس کے جسم پر آبلے پڑے ہوئے تھے، جس سے معلوم ہوا کہ ایسا ہو سکتا ہے، یہ محال نہیں ہے، خصوصا جب کہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت شامل حال ہو، تو یہ بعید نہیں ہے، بعض نے اسے بعید سمجھتے ہوئے کہا ہے کہ حوت سے مراد مچھوا ہے، جہاز کے ساتھ چھوٹے چھوٹے مچھوے ہوتے ہیں، جب

[1] سورۃ الانبیاء: ۸۷

جہاز خراب ہوجائے تو سواریاں ان میں سوار ہو جاتی ہیں۔ ایسی باتیں لغو ہیں، حالانکہ مچھلی کے پیٹ میں یونس علیہ السلام کا داخل ہونا ممکنات سے ہے اس کا انکار کرنا غلط ہے۔

قولہ "لا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ" اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ان کا مقام ومرتبہ کم ہے، کیونکہ "لا تَكُنْ" کہہ کر ان کی کمزوری بیان کی گئی ہے بلکہ ان کا مقام نبوت سب سے بلند ہے جس کا کوئی امتی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

٣٤١٢: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ ح حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ إِنِّي خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ زَادَ مُسَدَّدٌ يُونُسَ بْنِ مَتَّى۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحیی نے بیان کیا، ان سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے اعمش نے بیان کیا (دوسری سند) ہم سے ابو نعیم نے بیان کا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابووائل نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص میرے متعلق یہ نہ کہے کہ میں حضرت یونس سے بہتر ہوں۔ مسدد نے یونس بن متی کے لفظ بڑھا کر روایت کیا۔

قولہ "إِنِّي خَيْرٌ" اس سے آپ کی مراد آپ کی مقدس ذات ہے، یا اس سے آپ کا غیر بھی مراد ہو سکتا ہے، نام لے کر کسی کی فضیلت بیان کرنے میں دوسرے کی تحقیر لازم آتی ہے، اس لیے یہ کہنا درست نہیں "أنا افضل من یونس بن متی" یا یہ کہنا کہ فلاں پیغمبر فلاں پیغمبر سے افضل ہے، یہ کہنا جائز نہیں ہے، ہاں مطلق فضیلت دی جا سکتی ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ فلاں بڑا عالم ہے لیکن یہ کہنا کہ فلاں عالم فلاں عالم سے بڑا ہے یہ درست نہیں ہے، اس میں دوسرے کی خِسَّت پائی جاتی ہے، جیسا کہ مرزا قادنی کذاب نے کہا، ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے، اس کا یہ کہنا ویسے ہی جیسے شیطان نے کہا تھا "أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ"(1)۔

٣٤١٣: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ إِنِّي خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى وَنَسَبَهُ إِلَى أَبِيهِ۔

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے ابوالعالیہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کسی شخص کے لیے

(1) الاعراف: ١٢

مناسب نہیں کہ مجھے یونس بن متی سے بہتر قرار دے۔ آپ نے ان کے والد کی طرف منسوب کر کے ان کا نام لیا تھا۔

۳٤١٤: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا يَهُودِيٌّ يَعْرِضُ سِلْعَتَهُ أُعْطِيَ بِهَا شَيْئًا كَرِهَهُ فَقَالَ لَا وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ فَسَمِعَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَامَ فَلَطَمَ وَجْهَهُ وَقَالَ تَقُولُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا فَذَهَبَ إِلَيْهِ فَقَالَ أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّ لِي ذِمَّةً وَعَهْدًا فَمَا بَالُ فُلَانٍ لَطَمَ وَجْهِي فَقَالَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهُ فَذَكَرَهُ فَغَضِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى رُئِيَ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ لَا تُفَضِّلُوا بَيْنَ أَنْبِيَاءِ اللَّهِ فَإِنَّهُ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَيَصْعَقُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ أُخْرَى فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ بُعِثَ فَإِذَا مُوسَى آخِذٌ بِالْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَحُوسِبَ بِصَعْقَتِهِ يَوْمَ الطُّورِ أَمْ بُعِثَ قَبْلِي۔

ہم سے یحیی بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، ان سے عبدالعزیز بن ابوسلمہ نے، ان سے عبداللہ بن فضل نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ لوگوں کو ایک یہودی اپنا سامان دکھا رہا تھا لیکن اسے اس کی جو قیمت لگائی گئی اس پر وہ راضی نہ تھا۔ اس لیے کہنے لگا کہ ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ کو تمام انسانوں میں برگزیدہ قرار دیا۔ یہ لفظ ایک انصاری صحابی نے سن لیے اور کھڑے ہو کر انہوں نے ایک تھپڑ اس کے منہ پر مارا اور کہا کہ نبی کریم ﷺ ابھی ہم میں موجود ہیں اور تو اس طرح قسم کھاتا ہے کہ اس ذات کی قسم جس نے حضرت موسیٰ ؑ کو تمام انسانوں میں برگزیدہ قرار دیا۔ اس پر وہ یہودی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا، اے ابوالقاسم! میرا مسلمانوں کے ساتھ امن اور صلح کا عہد و پیمان ہے۔ پھر فلاں شخص کا کیا حال ہوگا جس نے میرے منہ پر چانٹا مارا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس صحابی سے دریافت فرمایا کہ تم نے اس کے منہ پر کیوں چانٹا مارا؟ انہوں نے وجہ بیان کی تو آپ غصے ہو گئے اس قدر کہ غصے کے آثار چہرہ مبارک پر نمایاں ہو گئے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء میں آپس میں ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دیا کرو، جب صور پھونکا جائے گا تو آسمان و زمین کی تمام مخلوق پر بے ہوشی طاری ہو جائے گی۔ سوا ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا اور سب سے پہلے مجھے اٹھایا جائے گا، لیکن میں دیکھوں گا کہ موسیٰ عرش کو پکڑے ہوئے کھڑے ہوں گے، اب مجھے معلوم نہیں کہ یہ انہیں طور کی بے ہوشی کا بدلا دیا گیا ہوگا یا مجھ سے بھی پہلے ان کی بے ہوشی ختم کر دی گئی ہوگی۔

۳٤١٥: وَلَا أَقُولُ إِنَّ أَحَدًا أَفْضَلُ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى۔





اور میں تو یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ کوئی شخص حضرت یونس بن متی سے بہتر ہے۔

٣٤١٦: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سعد بن ابراہیم نے، انہوں نے حمید بن عبدالرحمن سے سنا اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کسی شخص کے لیے یہ کہنا لائق نہیں کہ میں حضرت یونس بن متی سے افضل ہوں۔

٣٦۔ باب: وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ۔ (الأعراف: ١٦٣)

باب: اللہ پاک کا (سورۂ اعراف میں) یہ فرمانا ان یہودیوں سے اس بستی (ایلہ) کا حال پوچھ جو سمندر کے نزدیک تھی۔

٣٧۔ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا}

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور دی ہم نے داود علیہ السلام کو زبور"۔

الزُّبُرُ: الكُتُبُ [ص:١٦٠]، وَاحِدُهَا زَبُورٌ، زَبَرْتُ كَتَبْتُ، {وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ} «قَالَ مُجَاهِدٌ: «سَبِّحِي مَعَهُ {وَالطَّيْرَ وَأَلَنَّا لَهُ الحَدِيدَ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ} [سبأ: ١١] الدُّرُوعَ، {وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ} [سبأ: ١١] المَسَامِيرِ وَالحَلَقِ، وَلاَ يُدِقَّ المِسْمَارَ فَيَتَسَلْسَلَ، وَلاَ يُعَظِّمْ فَيَفْصِمَ {وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ} [سبأ: ١١]"

الزُّبُر کے معنی کتابیں اور صحیفے ہیں۔ اس کا واحد زبور ہے۔ زبرت کے معنی ہیں: تو نے لکھا۔ (فرمایا:) "اور ہم نے داود کو اپنے ہاں سے بزرگی عطا کی تھی۔ اسے پہاڑو! ان کے ساتھ تسبیح پڑھا کرو۔" امام مجاہد نے اس کے یہی معنی کیے ہیں۔ (نیز فرمایا:) "اور پرندوں کو بھی ہم نے ان کے ساتھ تسبیح پڑھنے کا حکم دیا، نیز لوہے کو ان کے ہاتھوں میں نرم کر دیا کہ اس سے زرہیں بنائیں۔ سَابِغَاتٍ کے معنی ہیں: زرہیں۔ (نیز فرمایا:) "اور بنانے میں ایک خاص انداز اختیار کریں۔" یعنی زرہوں کے کیل اور حلقے بنانے میں، کیلوں کو اتنا باریک نہ کریں کہ وہ ڈھیلی ہو جائیں اور نہ اتنی بڑی ہوں کہ حلقہ ٹوٹ جائے أَفْرِغْ کے معنی فیضان کر۔ بَسْطَةً اس کے معنی ہیں: زیادہ اور فضیلت۔ "نیک عمل کرو۔ تم جو بھی عمل کرو گے میں اسے دیکھ رہا ہوں۔"

قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے داود بن ایشا بن عوبد بن باعر بن سلمون بن ریاب بن رام بن حضرون بن فارص بن یہوذا بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم۔

قولہ "الزُّبُرُ" یہ زبور کی جمع ہے، یعنی کتابیں اور "زبرت" یعنی "کتبت"۔
قولہ "يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ أي سَبِّحِي مَعَهُ قوله وَالطَّيْرَ" جبال کے محل پر عطف ڈالتے ہوئے یہ منصوب ہے کیونکہ جبال "تقدیرا" منصوب ہے، اور "جبال" کے لفظ پر محمول کرتے ہوئے "وَالطَّيْرُ" کو مرفوع بھی پڑھا جاسکتا ہے، اور اس میں داود علیہ السلام کی عظمت اور ان کی عظیم سلطنت کی دلیل پائی جاتی ہے، جب کہ پہاڑوں اور پرندوں کو عقلاء کی طرح بنایا جو ان کے حکم کی اطاعت کرتے تھے، اور جب سخت ہونے کے باوجود پہاڑ اور نفرت کے باوجود پرندے ان کی موافقت کرتے تھے تو باقی اشیاء تو بالاولی ان کے موافق تھیں۔
قولہ "وَأَلَنَّا لَهُ الحَدِيدَ" ان کے ہاتھ میں لوہا ایسے نرم ہو جاتا تھا جیسے کہ وہ موم یا گندھا ہوا آٹا ہے، وہ بغیر آگ کے اور بغیر اوزار استعمال کرنے کے اس سے جو چاہتے بناتے تھے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہوتا تھا، وہ ہر روز ایک زرہ بناتے، اور اسے چھ ہزار درہم میں بیچتے تھے یہ ان کا ذریعہ معاش تھا۔
قولہ "وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ" سرد کا معنی پرونا ہے یعنی زرہیں بنانے میں ایک خاص انداز اپنائیں کیلوں کو اتنا باریک نہ کریں کہ وہ ڈھیلی ہو جائیں اور نہ اتنی بڑی ہوں کہ حلقہ ٹوٹ جائے۔
قولہ "فَيَتَسَلْسَلَ" اور ابوذر نے کشمیہنی سے "فیسلس" نقل کیا ہے أی "فلا یستمسك
أَوِّبِي مَعَهُ" چنانچہ پہاڑوں سے بھی آواز آنا شروع ہو جاتی تھی، شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے لکھا ہے جو روح سارے جہاں میں بسیط ہے، اس میں کچھ تموجات پیدا ہو جاتے ہیں، خاص کر وہ لوگ جو حظیرۃ القدس سے تعلق رکھتے ہیں ایسے لوگوں کے پڑھنے یا کلام کرنے سے اس روح بسیط میں تموجات پیدا ہو جاتے ہیں اور ان تموجات کی بنا پر ایسی چیزیں صادر ہوتی ہیں۔

٣٤١٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام القُرْآنُ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَابِّهِ فَتُسْرَجُ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَبْلَ أَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهُ وَلَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهِ رَوَاهُ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں ہمام نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حضرت داؤد کے لے قرآن (یعنی زبور) کی قرأت بہت آسان کر دی گئی تھی۔ چنانچہ وہ اپنی سواری پر زین کسنے کا حکم دیتے اور زین کسی جانے سے پہلے ہی پوری زبور پڑھ لیتے تھے اور آپ صرف اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے۔ اس کی روایت موسیٰ بن عقبہ نے کی، ان سے صفوان نے، ان سے عطاء بن یسار نے، ان سے حضرت ابو ہریرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

اس حدیث میں قرآن سے مراد زبور ہے، جس میں دعائیں اور پند ونصائح تھیں، حلال وحرام جیسے احکام نہیں تھے، ہو سکتا ہے یہاں مراد سواری پر سوار ہونے کی دعا ہو، سواری پر کاٹھی ڈالتے ہوئے یہ دعا پڑھ لیتے تھے، یا ساری زبور پڑھ لینا مراد ہے۔

۳۴۱۸: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ وَأَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أُخْبِرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَقُولُ وَاللهِ لَأَصُومَنَّ النَّهَارَ وَلَأَقُومَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ الَّذِي تَقُولُ وَاللهِ لَأَصُومَنَّ النَّهَارَ وَلَأَقُومَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ قُلْتُ قَدْ قُلْتُهُ قَالَ إِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ فَقُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ قَالَ قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا وَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ وَهُوَ أَعْدَلُ الصِّيَامِ قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْهُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ لَا أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں سعید بن مسیب اورابوسلمہ بن عبدالرحمن نے خبر دی اوران سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی کہ میں نے کہا ہے کہ اللہ کی قسم، جب تک میں زندہ رہوں گا، دن میں روزے رکھوں گا اور اور رات بھر عبادت کیا کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے یہ کہا ہے کہ اللہ کی قسم جب تک زندہ رہوں گا دن بھر روزے رکھوں گا اور رات بھر عبادت کروں گا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں میں نے یہ جملہ کہا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اسے نبھا نہیں سکو گے، اس لیے روزہ بھی رکھا کرو اور بغیر روزے کے بھی رہا کرو اور رات میں عبادت بھی کیا کرو اور سویا بھی کرو۔ مہینے میں تین دن روزہ رکھا کرو، کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ملتا ہے اس طرح روزہ کا یہ طریقہ بھی (ثواب کے اعتبار سے) زندگی بھر کے روزوں جیسا ہو جائے گا۔ میں نے کہا کہ میں اس سے افضل طریقہ کی طاقت رکھتا ہوں، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے اس پر فرمایا کہ پھر ایک دن روزہ رکھا کرو اور دو دن بغیر روزے کے رہا کرو۔ حضرت داؤد کے روزے کا طریقہ بھی یہی تھا اور یہی سب سے افضل طریقہ ہے۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! میں اس سے بھی افضل طریقے کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے افضل اور کوئی طریقہ نہیں۔

۳۴۱۹: حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ أُنَبَّأْ

أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَٰلِكَ هَجَمَتِ الْعَيْنُ وَنَفِهَتِ النَّفْسُ صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَذَٰلِكَ صَوْمُ الدَّهْرِ أَوْ كَصَوْمِ الدَّهْرِ قُلْتُ إِنِّي أَجِدُ بِي قَالَ مِسْعَرٌ يَعْنِي قُوَّةً قَالَ فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامِ وَكَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى۔

ہم سے خلاد بن یحیٰی نے بیان کیا، کہا ہم سے سے مسعر نے بیان کیا، ہم سے حبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا، ان سے ابوالعباس نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا، کیا میری یہ خبر صحیح ہے کہ تم رات بھر عبادت کرتے ہو اور دن بھر (روزانہ) روزہ رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا لیکن اگر تم اسی طرح کرتے رہو تو تمہاری آنکھیں کمزور ہو جائیں گی تمہارا جی اکتا جائے گا۔ ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرو کہ یہی (ثواب کے اعتبار سے) زندگی بھر کا روزہ ہے، یا (آپ ﷺ نے فرمایا کہ) زندگی بھر کے روزے کی طرح ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں اپنے میں محسوس کرتا ہوں، مسعر نے بیان کیا کہ آپ کی مراد قوت سے تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر حضرت داؤد کے روزے کی طرح روزے رکھا کرو۔ وہ ایک دن روزہ رکھا کرتے اور ایک دن بغیر روزہ کے رہا کرتے تھے اور اگر دشمن سے مقابلہ کرتے تو میدان سے بھاگا نہیں کرتے تھے۔

قولہ "وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى" داود علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن روزہ نہیں رکھتے تھے، اور اس سے ان کو کمزوری لاحق نہیں ہوتی تھی، اور جہاد کے میدان سے فرار کی نوبت نہیں آتی تھی۔

۳۸- بَابٌ: أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللهِ صَلَاةُ دَاوُدَ

باب: حضرت داود علیہ السلام کا بیان۔

أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللهِ صَلَاةُ دَاوُدَ، وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ صِيَامُ دَاوُدَ: كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ، وَيَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ عَلِيٌّ: وَهُوَ قَوْلُ عَائِشَةَ: مَا أَلْفَاهُ السَّحَرُ عِنْدِي إِلَّا نَائِمًا

سب سے پسندیدہ نماز داؤد علیہ السلام کی ہے اور سب سے پسندیدہ روزہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے وہ آدھی رات سویا کرتے اور ایک تہائی رات عبادت کیا کرتے تھے پھر رات کا چھٹا حصہ سویا کرتے، اسی طرح ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن نہیں رکھتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا (رسول اللہ ﷺ کے متعلق بھی یہی) فرمان ہے کہ آپ ﷺ جب بھی سحری کے وقت میرے ہاں موجود ہوتے تو سوئے ہوتے تھے۔

۳۴۲۰: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ

الصِّيَامِ إِلَى اللهِ صِيَامُ دَاوُدَ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللهِ صَلَاةُ دَاوُدَ كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے عمرو بن اوس ثقفی نے، انہوں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، اللہ تعالی کے نزدیک روزے کا سب سے پسندیدہ طریقہ داؤد کا طریقہ تھا۔ آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن بغیر روزے کے رہتے تھے۔ اسی طرح اللہ تعالی کے نزدیک نماز کا سب سے زیادہ پسندیدہ طریقہ حضرت داؤد کی نماز کا طریقہ تھا، آپ آدھی رات تک سوتے اور ایک تہائی حصے میں عبادت کیا کرتے تھے، پھر بقیہ چھٹے حصے میں بھی سوتے تھے۔

قولہ "كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ" رات بارہ گھنٹے کی ہو تو چھ گھنٹے نیند ہوئی، ان میں عشاء کی نماز نہیں پائی جاتی تھی، لہذا سورج غروب کے ساتھ ہی سو جاتے ہوں گے، چھ گھنٹے سونے کے بعد چار گھنٹے قیام کرتے، اس کے بعد دو گھنٹے پھر سو جاتے، اس طرح نیند آٹھ گھنٹے بنتی ہے، اور یہ انسان کی طبعی نیند ہے اتنی نیند ہو تو انسان صحت مند رہتا ہے، لیکن ہماری امت اسلامیہ پر تو عشاء کی نماز بھی فرض ہے، جس میں تقریبا دو گھنٹے صرف ہو جاتے ہیں۔

٣٩۔ بَابُ {وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ}

باب: اللہ پاک کا سورۃ ص میں فرمانا' ہمارے زوردار بندے داؤد کا ذکر کر' وہ خدا کی طرف رجوع ہونے والا تھا۔

إِلَى قَوْلِهِ: {وَفَصْلَ الخِطَابِ} [ص: ٢٠]، قَالَ مُجَاهِدٌ: «الفَهْمُ فِي القَضَاءِ. {وَهَلْ أَتَاكَ نَبَأُ الخَصْمِ} [ص: ٢١] إِلَى {وَلاَ تُشْطِطْ} [ص: ٢٢]: لاَ تُسْرِفْ، {وَاهْدِنَا إِلَى سَوَاءِ الصِّرَاطِ، إِنَّ هَذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً} [ص: ٢٣] يُقَالُ لِلْمَرْأَةِ نَعْجَةٌ، وَيُقَالُ لَهَا أَيْضًا شَاةٌ. «وَلِي نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا» مِثْلُ «وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّاءُ» ضَمَّهَا، {وَعَزَّنِي} [ص: ٢٣] غَلَبَنِي، صَارَ أَعَزَّ مِنِّي، أَعْزَزْتُهُ جَعَلْتُهُ عَزِيزًا {فِي الخِطَابِ} [ص: ٢٣] يُقَالُ: المُحَاوَرَةُ، {قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَى نِعَاجِهِ، وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ الخُلَطَاءِ} الشُّرَكَاءِ، {لَيَبْغِي} - إِلَى قَوْلِهِ - {أَنَّمَا فَتَنَّاهُ} «قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «اخْتَبَرْنَاهُ» وَقَرَأَ عُمَرُ فَتَّنَّاهُ، بِتَشْدِيدِ التَّاءِ {فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ} [ص: ٢٤]

امام مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہا: فَصْلَ الْخِطَابِ کے معنی ہیں کہ اللہ تعالی نے انھیں فیصلہ کرنے کی قوت عطا فرمائی تھی وَلَا

تُشْطِطْ اسراف نہ کیجئے۔ وَاهْدِنَا إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ ہمیں سیدھی راہ بتایئے۔ إِنَّ هَٰذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً وَلِيَ نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ یہ میرا بھائی ہے۔ اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں۔ عورت کو بھی نَعْجَةٌ کہا جاتا ہے۔ اور نَعْجَةٌ بکری کو بھی کہتے ہیں۔ وَلِيَ نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا اور میرے پاس صرف ایک دنبی ہے۔ اب مجھے کہتا ہے کہ وہ بھی مجھے دے دے۔ وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا یعنی زکریا علیہ السلام نے مریم علیہا السلام کو اپنے ساتھ ملا لیا وعزنی کے معنی ہیں: مجھے دباتا ہے۔ مجھ سے زیادہ عزت والا ہوگیا۔ اعززته میں نے اسے غالب کر دیا۔ فِي الْخِطَابِ بات چیت کرنے میں۔ انھوں نے کہا: تیری ایک دنبی کو اپنی ننادوے دنبیوں کے ساتھ ملانے کا سوال کر کے اس نے تجھ پر ظلم کیا ہے۔ بے شک اکثر شرکاء ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں الْخُلَطَاءِ کے معنی ہیں: شرکاء۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے أَنَّمَا فَتَنَّاهُ کے معنی کیے ہیں: ہم نے اس کا امتحان لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے تا کی تشدید سے پڑھا ہے سو انھوں نے اپنے رب سے معافی مانگی، رکوع کرتے ہوئے نیچے گر پڑے اور اللہ کی طرف خوب متوجہ ہوئے۔

قولہ "وَظَنَّ دَاوُدُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ" حضرت داود علیہ السلام کا وہ کون سا کام تھا جس کی وجہ سے انہوں نے توبہ اور ندامت کا اظہار کیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا، کسی حدیث میں اس کی وضاحت نہیں ہے، بعض مفسرین نے اسرائیلی روایات کے پیش نظر ایسی باتیں لکھ دی ہیں، جو انبیاء کرام کے شایان شان نہیں ہیں، ابن کثیر وغیرہ نے کہا ہے کہ جب قرآن وحدیث اس بارہ میں خاموش ہیں تو ہمیں بھی اس بارہ میں خاموش رہنا چاہیے، اور اسی پر اکتفاء کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بات پر داود علیہ السلام کی آزمائش کی وہ اسے سمجھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا۔



اس سے قبل "خَصْمَانِ بَغَىٰ بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ" آیت سے متعلق جو قصہ تورات میں آتا ہے وہ بالکل غلط ہے، کہ ان کی ایک آدمی کی بیوی پر نگاہ پڑ گئی اور اس پر فریفتہ ہو گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا تھا جو شخص تورات والا قصہ بیان کرے گا اسے ایک سو ساٹھ درے لگائے جائیں گے، یہ قصہ غلط ہے اور مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف ہے۔

ابن کثیر نے کہا ہے ان آیات کو پڑھ لینا ہی ان کی تفسیر ہے، ان میں زیادہ کرید نہیں کرنی چاہیے، بعض نے لکھا ہے اس قدر ہو سکتا ہے کہ کسی عورت پر نگاہ پڑنے سے دل میں خیال آ گیا ہو کہ اس عورت کا خاوند شہید ہو گیا ہے اور میں اس سے نکاح کر لیتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے ان کے ایسے خیال کو بھی پسند نہ کیا کیونکہ یہ نبی کی شان کے موافق نہیں ہے۔ مولانا عبد الجبار غزنوی رحمہ اللہ بھی کہتے تھے کہ اس قدر بتقاضائے بشریت ہو سکتا ہے، لیکن تورات والا قصہ بالکل غلط ہے۔ شاہ ولی اللہ نے بھی لکھا ہے کہ وہ جوان آدمی تھے، جوان آدمی مسبب شہوت دیکھ لے تو طبیعت میں ہیجان پیدا ہو جاتا ہے اور اس آدمی کے فوت ہونے پر انہوں نے افسوس بھی نہیں کیا اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عتاب ہوا، اس سے زیادہ بیان کرنا غلط ہے۔



بعض نے اس قصے کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ اس سے مراد ڈاکو ہیں جو دیوار پھلانگ کر اندر آ گئے تھے کیونکہ دروازے پر پہرہ تھا، لیکن داود علیہ السلام کی بادشاہت بڑی مضبوط تھی، جیسا کہ قرآن کریم میں "وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ"① وارد ہے جس کی وجہ سے ان پر داود علیہ السلام کا پریشر پڑ گیا، اور انہوں نے کہانی بنائی اور کہا کہ ہم فیصلہ کرانے آئے ہیں۔ انہوں نے مرعوب ہو کر یہ کہانی بنائی تھی کہ یہ میری ایک دنبی بھی چھیننی چاہتا ہے، ورنہ بات کچھ بھی نہیں تھی، آپ نے کہا یہ تجھ پر ظلم کرتا ہے، "وَظَنَّ دَاوُدُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ"② یہ اللہ تعالیٰ کی آزمائش تھی کہ ڈاکو اندر گھس آئے تھے۔

بعض نے کہا ہے کہ آنے والے درحقیقت مدعی اور مدعیٰ علیہ تھے، وہ اپنا فیصلہ کرانے آئے تھے لیکن داود علیہ السلام نے دن تقسیم کیے ہوئے تھے، بعض دن انہوں نے اللہ تعالیٰ کی یکسوئی کے ساتھ عبادت کے لیے مقرر کیے تھے اور بعض دن کاروبار کے لیے، اور بعض دن انہوں نے لوگوں کے جھگڑے سننے اور ان کے فیصلے کرنے کے لیے متعین کیے ہوئے تھے، لیکن ان آنے والوں کا ایسے دن جھگڑا ہو گیا جس دن داود علیہ السلام فارغ نہیں تھے اور یہ دن فیصلے کرنے کا نہیں تھا ان آنے والے اور جھگڑنے والوں کا مطالبہ تھا کہ آپکو جھگڑے سننے اور فیصلہ کرنے کا وقت ہر روز نکالنا چاہیے، کیونکہ بعض دفعہ ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ فوری قاضی کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے، اور ان جھگڑنے والوں کا کیس بھی فوری فیصلے کا متقاضی تھا، داود علیہ السلام اس پر متنبہ ہو گئے اور سمجھا کہ واقعی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابتلاء اور آزمائش ہے جیسا کہ قرآن کریم میں اس بارہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى"③

بعض علماء نے کہا ہے داود علیہ السلام نے درپیش مسئلہ میں ایک فریق کی بات سن کر فیصلہ سنا دیا تھا، حالانکہ دوسرے فریق کی بات سن کر فیصلہ کرنا چاہیے، ان کے ہاں جب ایک فریق نے کہا کہ یہ میری ایک دنبی بھی لینا چاہتا ہے۔ "فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ"④ اور یہ بات میں مجھ سے بڑی سختی برتتا ہے، تو آپ نے دوسرے فریق کی بات سنے بغیر کہہ دیا "قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَى نِعَاجِهِ"⑤ یعنی اس کا یہ سوال بے شک تجھ پر ظلم ہے، گویا یکطرفہ فیصلہ کرنے پر عتاب ہوا، بہر صورت یہ مختلف توجیہات ہیں، مفسر ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ان آیات کو پڑھنے سے جو ترجمہ ذہن میں آتا ہے، اس قدر ہی بیان کرنا چاہیے، اس سے زیادہ کی کرید نہیں کرنی چاہیے، اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے اس قسم کی باتیں ذکر کی ہیں کہ، جو بیان ہوا ہے وہی ذکر کرنا چاہیے۔

٣٤٢١: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ سَمِعْتُ الْعَوَّامَ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قُلْتُ

---

① ص:٢٠
② ص:٢٤
③ ص:٢٦
④ ص:٢٣
⑤ ص:٢٤

لِابْنِ عَبَّاسٍ أَنَسْجُدُ فِي ص فَقَرَأَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ حَتَّى أَتَى فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ أُمِرَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِمْ۔

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، ہم سے سہل بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عوام سے سنا، ان سے مجاہد نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا، کیا میں سورۂ ص میں سجدہ کیا کروں؟ تو انہوں نے آیت (ومن ذریتہ داؤد سلیمان)، کی تلاوت کی "(فبهداهم اقتداه)"، تک۔ نیز انہوں نے کہا کہ تمہارے نبی ﷺ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں انبیاء علیہم السلام کی اقتداء کا حکم تھا۔

قولہ "فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ" اس کا وہ مطلب نہیں ہے جو بظاہر سمجھا جاتا ہے، کہ داود علیہ السلام ہمارے مقتدیٰ ہیں ان سے متعلق سجدہ کرنے کا ذکر آیا ہے لہذا ہمیں بھی کرنا چاہیے، بلکہ مقتدیٰ کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے جس کام کی وجہ سے سجدہ کیا ہے ہم سے ایسا کام ہو جائے تو ہم بھی سجدہ کریں، "فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ" کی بنا پر تو سارے پیغمبر مقتدیٰ ہیں، اور مقتدیٰ پر جو اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت ہو وہ مقتدِی پر بھی ہوتا ہے، انہوں نے توبہ قبول ہونے کی وجہ سے سجدہ کیا، اور ہم شکریہ کا سجدہ کریں، کہ ہمارے مقتدیٰ کی اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول کر لی ہے اس پر ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ کریں۔

۳۴۲۲: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَيْسَ ص مِنْ عَزَائِمِ السُّجُودِ وَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِيهَا۔

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے ایوب نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ سورۂ ص کا سجدہ ضروری نہیں، لیکن میں نے نبی کریم ﷺ کو اس سورۂ میں سجدہ کرتے دیکھا ہے۔

سورۂ ص کا سجدہ مؤکد نہیں ہے، احناف ان سب سجود تلاوت کو واجب کہتے ہیں، شوافع کے ہاں یہ تمام سجدے سنت ہیں اس سے معلوم ہوا کہ سنت کے کئی درجات ہیں، بعض سنن مؤکد ہیں اور بعض غیر مؤکد ہیں[1]۔

۴۰۔ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ} الرَّاجِعُ الْمُنِيبُ

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد۔ اور ہم نے داؤد کو سلیمان (بیٹا) عطا فرمایا، وہ بہت اچھا بندہ تھا،

---

[1] سجدہ تلاوت سے متعلق تفصیلی مباحث اس سے قبل منحۃ الباری جلد چہارم، ص ۲۴۷ پر کتاب سجود القرآن کے تحت گزر چکی ہیں۔

بہت ہی رجوع ہونے والا اور توجہ کرنے والا۔

وَقَوْلِهِ: {هَبْ لِي مُلْكًا لاَ يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي} [ص: ٣٥] وَقَوْلِهِ: {وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ} [البقرة: ١٠٢] {وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ القِطْرِ} [سبأ: ١٢] أَذَبْنَا لَهُ عَيْنَ الحَدِيدِ {وَمِنَ الجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ} [سبأ: ١٢] إِلَى قَوْلِهِ {مِنْ مَحَارِيبَ} [سبأ: ١٣] «قَالَ مُجَاهِدٌ: بُنْيَانٌ مَا دُونَ القُصُورِ {وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالجَوَابِ} [سبأ: ١٣]: كَالحِيَاضِ لِلْإِبِلِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «كَالجَوْبَةِ مِنَ الأَرْضِ {وَقُدُورٍ رَاسِيَاتٍ اعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ، فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ المَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَى مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الأَرْضِ}: الأَرَضَةُ {تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ} [سبأ: ١٤]: عَصَاهُ، {فَلَمَّا خَرَّ} [سبأ: ١٤]- إِلَى قَوْلِهِ - {فِي العَذَابِ المُهِينِ} [سبأ: ١٤] {حُبَّ الخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي} [ص: ٣٢]. . {فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالأَعْنَاقِ} [ص: ٣٣]: يَمْسَحُ أَعْرَافَ الخَيْلِ وَعَرَاقِيبَهَا. {الأَصْفَادُ} [ص:٣٨]: الوَثَاقُ «قَالَ مُجَاهِدٌ: « {الصَّافِنَاتُ} [ص: ٣١] صَفَنَ الفَرَسُ: رَفَعَ إِحْدَى رِجْلَيْهِ حَتَّى تَكُونَ عَلَى طَرَفِ الحَافِرِ، {الجِيَادُ} [ص: ٣١]: السِّرَاعُ. {جَسَدًا} [ص:٣٤]: شَيْطَانًا، {رُخَاءً} [ص: ٣٦]: طَيِّبَةً {حَيْثُ أَصَابَ} [ص: ٣٦]: حَيْثُ شَاءَ، {فَامْنُنْ} [ص:٣٩]: أَعْطِ {بِغَيْرِ حِسَابٍ} [ص:٣٩]: بِغَيْرِ حَرَجٍ"

أَوَّابٌ کے معنی ہیں: اللہ کی طرف رجوع اور توجہ کرنے والا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ کہنا: "(اے میرے رب!) مجھے ایسی سلطنت دے جو میرے بعد کسی کو میسر نہ ہو۔" نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: "ان لوگوں نے اس چیز کی پیروی کی جسے شیاطین حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور حکومت میں پڑھا کرتے تھے۔" نیز فرمایا: "ہم نے ہوا کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع کر دیا تھا۔ وہ صبح کے وقت ایک ماہ کی مسافت اور شام کو ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتی تھی۔ ہم نے ان کے لیے لوہے کا چشمہ بہا دیا تھا۔ اور کچھ جن بھی اپنے رب کے حکم سے ان کے سامنے کام کرتے تھے۔ اور ان میں سے جو ہمارے حکم سے سرکشی کرتا تو ہم اسے خوب بھڑکتی آگ کے عذاب کا مزہ چکھاتے۔ وہ (جن) اس (سلیمان علیہ السلام) کے لیے بڑی عالی شان عمارتیں بناتے تھے" مجاہد نے کہا: مَحَارِيبَ سے مراد وہ عمارتیں ہیں جو محلات سے کم ہوں وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالجَوَابِ مجسمے اور بڑے بڑے حوض، لگن کی طرح، یعنی اس سے مراد بڑے بڑے حوض ہیں جہاں اونٹ پانی پیتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس کے معنی ہیں: زمین کا وہ حصہ جو حوض کی طرح ہو۔

نیز فرمایا: اور ایک جگہ پر جمی (ٹکی) ہوئی دیگیں۔ اے آل داؤد علیہ السلام! شکر کے طور پر عمل کرو کیونکہ میرے بندوں میں کم ہی شکر گزار ہوتے ہیں۔ پھر جب ہم نے سلیمان پر موت کا فیصلہ کیا تو گھن (دیمک) کے کیڑے کے علاوہ کسی چیز نے جنوں کو سلیمان کی موت کا پتہ نہ دیا جو ان کے عصا کو کھائے جا رہا تھا، پھر جب وہ (سلیمان علیہ

السلام) گر پڑے تو جنوں پر واضح ہوگیا کہ اگر وہ غیب جانتے تو ایسے ذلت کے عذاب میں نہ پڑے رہتے۔ دَابَّةُ الْأَرْضِ سے مراد لکڑی کا کیڑا، یعنی دیمک وغیرہ۔ مِنسَأَتَهُ سے مراد ان کی لاٹھی ہے۔

(نیز فرمایا:) میں نے اس مال کو اپنے رب کی یاد کے مقابلے میں پسند کیا ہے (حتی کہ وہ دستہ سامنے سے اوجھل ہوگیا۔ آپ نے کہا: ان کو میرے پاس واپس لاؤ) تو آپ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ یعنی حضرت سلیمان گھوڑوں کی گردنوں اور ایڑیوں کو چھوتے تھے۔ الْأَصْفَادِ سے مراد بندھن ہیں۔ امام مجاہد رحمہ اللہ نے کہا: الصَّافِنَاتُ کا لفظ صفن الفرس سے مشتق ہے۔ جب گھوڑا ایک پاؤں اٹھا کر سم کی نوک پر کھڑا ہو۔ الْجِيَادُ کے معنی تیز رفتار جَسَدًا سے مراد شیطان ہے۔ رُخَاءً کے معنی نرمی کے ساتھ حَيْثُ أَصَابَ جہاں آپ چاہتے فَامْنُنْ کے معنی کسی پر احسان کر کے کچھ دو بِغَيْرِ حِسَابٍ کسی قسم کا مواخذہ نہیں ہوگا۔

٣٤٢٣: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عِفْرِيتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ الْبَارِحَةَ لِيَقْطَعَ عَلَيَّ صَلَاتِي فَأَمْكَنَنِي اللهُ مِنْهُ فَأَخَذْتُهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ عَلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتَّى تَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ دَعْوَةَ أَخِي سُلَيْمَانَ رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي فَرَدَدْتُهُ خَاسِئًا عِفْرِيتٌ مُتَمَرِّدٌ مِنْ إِنْسٍ أَوْ جَانٍّ مِثْلُ زِبْنِيَةٍ جَمَاعَتُهَا الزَّبَانِيَةُ۔



ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن زیاد نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک سرکش جن کل رات میرے سامنے آ گیا تا کہ میری نماز خراب کر دے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت دے دی اور میں نے اسے پکڑ لیا۔ پھر میں نے چاہا کہ اسے مسجد کے کسی ستون سے باندھ دوں کہ تم سب لوگ بھی دیکھ سکو۔ لیکن مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آ گئی کہ اے اللہ! مجھے ایسی سلطنت دے جو میرے سوا کسی کو میسر نہ ہو۔ اسی لیے میں نے اسے نامراد واپس کر دیا۔

((عفریت)) سرکش کے معنی میں ہے خواہ وہ انسانوں میں سے ہو یا جنوں میں سے۔

٣٤٢٤: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى سَبْعِينَ امْرَأَةً تَحْمِلُ كُلُّ امْرَأَةٍ فَارِسًا يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ إِنْ شَاءَ اللهُ فَلَمْ يَقُلْ وَلَمْ تَحْمِلْ شَيْئًا إِلَّا وَاحِدًا سَاقِطًا أَحَدُ شِقَّيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَالَهَا لَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللهِ قَالَ شُعَيْبٌ وَابْنُ أَبِي الزِّنَادِ تِسْعِينَ وَهُوَ أَصَحُّ۔



ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے مغیرہ بن عبدالرحمن نے بیان کیا، ان سے ابوالزناد نے بیان

کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، سلیمان بن داود ﷺ نے کہا کہ آج رات میں اپنی ستر بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر بیوی ایک شہسوار جنے گی جو اللہ کے راستے میں جہاد کرے گا۔ ان کے ساتھی نے کہا ان شاء اللہ، لیکن انہوں نے نہیں کہا۔ چنانچہ کسی بیوی کے یہاں بھی بچہ پیدا نہیں ہوا، صرف ایک کے یہاں ہوا اور اس کی بھی ایک جانب بیکار تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر حضرت سلیمان ان شاء اللہ کہہ لیتے (تو سب کے یہاں بچے پیدا ہوتے) اور اللہ کے راستے میں جہاد کرتے۔ شعیب اور ابن ابی الزناد نے (بجائے ستر کے) نوے کہا ہے اور یہی بیان زیادہ صحیح ہے۔

بعض لوگ جو نصوص پر اپنی ناقص عقل کو راجح سمجھتے ہیں وہ اس حدیث نبوی پر اعتراض کرتے ہیں کہ ایک رات میں اتنی تعداد میں بیویوں سے مباشرت کرنا ممکن نہیں ہے، حالانکہ نبی یا رسول سے جیسے دیگر خرق عادت امور صادر ہوتے ہیں، اس واقعہ کو بھی خرق عادت پر محمول کرنا چاہیے، بارہ گھنٹے کی رات میں یہ ممکن ہے لیکن خرق عادت ہوگا[1]۔

٣٤٢٥: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ أَوَّلَ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ الْمَسْجِدُ الْأَقْصَى قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا قَالَ أَرْبَعُونَ ثُمَّ قَالَ حَيْثُمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ فَصَلِّ وَالْأَرْضُ لَكَ مَسْجِدٌ۔

مجھ سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا، ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم تیمی نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابوذر نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا، یا رسول اللہ! سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی تھی؟ فرمایا کہ مسجد حرام! میں نے سوال کیا، اس کے بعد کونسی؟ فرمایا کہ مسجد اقصی۔ میں نے سوال کیا اور ان دونوں کی تعمیر کا درمیانی فاصلہ کتنا تھا؟ فرمایا کہ چالیس سال۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس جگہ بھی نماز کا وقت ہو جائے فوراً نماز پڑھ لو۔ تمہارے لیے تمام روئے زمین مسجد ہے۔

شرح بخاری

---

[1] حدیث نبوی میں "لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ" کا لفظ وارد ہوا ہے، اور جن لوگوں کو یہ حدیث خلاف عقل دکھائی دیتی ہے، وہ اللَّيْلَةَ کا معنی آج رات کرتے ہیں اور ایک رات میں اتنی تعداد میں بیویوں کے پاس جانا محال سمجھتے ہیں، حالانکہ اس لفظ سے جنس لیل مراد ہے اور متعدد راتوں میں ستر بیویوں کے پاس جانا مقصود ہے، اور اس میں خلاف عقل والی کوئی بات نہیں ہے، قرآن کریم میں لفظ اللَّيْلَةَ کئی آیات میں وارد ہوا ہے، اور مطلق رات کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے، ایک رات مراد نہیں ہے، چونکہ آدمی رات کو بیوی کے پاس جاتا ہے اس لیے رات کا لفظ بولا ہے، اور اگر ایک رات میں اس قدر بیویوں کے پاس جانا مراد ہو تو یہ خرق عادت پر محمول ہے، اور سلیمان علیہ السلام کی خصوصیت ہے اس واقعہ کو عام انسانی معیار پر نہیں ناپا جائے گا، بلکہ یہ انبیاء کرام کے ساتھ خاص ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں قوت باہ دوسروں سے زیادہ دیتا تھا جو ان کی قوت مردانگی کی دلیل ہوتی تھی۔

یہ حدیث بمع شرح عنقریب "کتاب الانبیاء" میں گزر چکی ہے[1]۔

۳۴۲۶: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَثَلِي وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ تَقَعُ فِي النَّارِ۔

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن نے بیان کیا، انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے سنا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میری اور تمام انسانوں کی مثال ایک ایسے شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی ہو۔ پھر پروانے اور کیڑے مکوڑے اس میں گرنے لگے ہوں۔

۳۴۲۷: وَقَالَ كَانَتْ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ صَاحِبَتُهَا إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتْ الْأُخْرَى إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا إِلَى دَاوُدَ فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ فَأَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُونِي بِالسِّكِّينِ أَشُقُّهُ بَيْنَهُمَا فَقَالَتْ الصُّغْرَى لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاللّٰهِ إِنْ سَمِعْتُ بِالسِّكِّينِ إِلَّا يَوْمَئِذٍ وَمَا كُنَّا نَقُولُ إِلَّا الْمُدْيَةَ۔

اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دو عورتیں تھیں اور دونوں کے ساتھ دونوں کے بچے تھے۔ اتنے میں ایک بھیڑیا آیا اور ایک عورت کے بچے کو اٹھالے گیا۔ ان دونوں میں سے ایک عورت نے کہا بھیڑیا تمہارے بیٹے کو لے گیا ہے اور دوسری نے کہا کہ تمہارے بیٹے کو لے گیا ہے۔ دونوں داؤد علیہ السلام کے یہاں اپنا مقدمہ لے گئیں۔ آپ نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ اس کے بعد وہ دونوں حضرت سلیمان بن داؤد کے یہاں آئیں اور انہیں اس جھگڑے کی خبر دی۔ انہوں نے فرمایا کہ اچھا چھری لاؤ۔ اس بچے کے دو ٹکڑے کر کے دونوں کے درمیان بانٹ دوں۔ چھوٹی عورت نے یہ سن کر کہا، اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ ایسا نہ کیجیے، میں نے مان لیا کہ یہ اسی بڑی کا لڑکا ہے۔ اس پر سلیمان علیہ السلام نے اس چھوٹی کے حق میں فیصلہ کیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے سکین کا لفظ اسی دن سنا، ورنہ ہم ہمیشہ (چھری کے لیے) مدیہ کا لفظ بولا کرتے تھے۔

قولہ "فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى" حضرت داؤد علیہ السلام نے بڑی کے لیے بچے کا فیصلہ اس لیے کیا کہ بچہ بڑی کے پاس تھا اور جس کا کسی چیز پر قبضہ ہو وہ اسی کی ہوتی ہے، دوسرے کو گواہ پیش کرنا ہوتے ہیں۔

قولہ "إِنْ سَمِعْتُ بِالسِّكِّينِ إِلَّا يَوْمَئِذٍ" حالانکہ قرآن کریم میں سورۃ یوسف میں سکین کا لفظ آیا ہے۔ "وَآتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ سِكِّينًا"[2] لیکن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ چونکہ متاخر الاسلام ہیں، ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ابھی

---

1. صحیح بخاری: ۳۳۶۶
2. یوسف: ۳۱

تک قرآن کریم مکمل نہ پڑھا ہو۔

۴۱ ۔بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ} [لقمان:۱۲]

باب: حضرت لقمان کا بیان اور سورۃ لقمان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "اور بیشک دی تھی ہم نے لقمان کو حکمت یعنی یہ کہا کہ اللہ کا شکر ادا کر۔

إِلَى قَوْلِهِ {إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ} {وَلَا تُصَعِّرْ} [لقمان:۱۸] الإِعْرَاضُ بِالْوَجْهِ"
وَلَا تُصَعِّرْ کے معنی ہیں: روگردانی کرنا

حضرت لقمان کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ حبشی تھے، بعض کہتے ہیں کہ یہ نوبی تھے، نوبہ علاقہ بھی حبشہ سے ملتا ہے، ان کے نبی ہونے میں بھی اختلاف ہے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے کہ لقمان حبشی غلام تھے، سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکمت عطا کی تھی، نبوت نہیں دی، مجاہد سے مروی ہے کہ وہ حضرت داود علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل پر قاضی تھے، بعض نے کہا ہے کہ ان کے باپ کا نام عنقا بن شیرون تھا، اور بعض کا قول ہے کہ وہ لقمان بن باعور بن ناحر بن آزر ہیں، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے، اور ان کے بیٹے کا نام باران تھا، بعض کہتے ہیں شکور نام تھا، انعم بھی کہا گیا ہے۔

۳۴۲۸: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتِ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ قَالَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّنَا لَمْ يَلْبِسْ إِيمَانَهُ بِظُلْمٍ فَنَزَلَتْ لَا تُشْرِكْ بِاللهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ جب آیت "جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم کی ملاوٹ نہیں کی"، نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے عرض کیا "ہم میں ایسا کون ہوگا جس نے اپنے ایمان میں ظلم نہیں کیا ہوگا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی "اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔ بے شک شرک ہی ظلم عظیم ہے۔

۳۴۲۹: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتِ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ قَالَ لَيْسَ ذَلِكَ إِنَّمَا هُوَ الشِّرْكُ أَلَمْ تَسْمَعُوا مَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ۔

مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان

سے ابراہیم نخعی نے، ان سے علقمہ نے ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ جب آیت " جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی ملاوٹ نہیں کی، نازل ہوئی تو مسلمانوں پر بڑا شاق گزرا اور انہوں نے عرض کیا ہم میں کون ایسا ہوسکتا ہے جس نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی ملاوٹ نہ کی ہوگی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا یہ مطلب نہیں، ظلم سے مراد آیت میں شرک ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تھا اسے نصیحت کرتے ہوئے کہ "اے بیٹے! اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، بے شک شرک بڑا ہی ظلم ہے۔"

۴۲۔ باب وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ ۔۔۔ الآية

اس قریۃ سے مراد انطاکیہ ہے، اس میں اختلاف ہے یہ واقعہ کب ہوا ہے، عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہوا ہے یا بعد میں ان کے شاگردوں کا واقعہ ہے۔

قولہ "فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ" پہلے جو دو رسول بھیجے گئے ان کے ناموں میں اختلاف ہے، ابن اسحاق نے کہا ہے کہ وہ قاروص اور ماروص تھے، بعض نے کہا ہے کہ وہ یحیٰ اور یونس تھے، مقاتل نے کہا ہے کہ تومان اور مالوس تھے، کعب نے کہا ہے کہ صادق اور صدوق تھے، اور تیسرے کا نام شمعون تھا، کعب نے کہا ہے کہ شلوم تھا، مقاتل نے کہا ہے کہ سمعان تھا، بعض نے بولس کہا ہے۔

۴۳۔ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّاءَ،

باب: حضرت زکریا علیہ السلام کا بیان۔ اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ مریم میں فرمایا (یہ) تیرے پروردگار کے رحمت (فرمانے) کا تذکرہ ہے اپنے بندے زکریا پر۔

شرح بخاری

إِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا، قَالَ: رَبِّ إِنِّي وَهَنَ العَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا إِلَى قَوْلِهِ: {لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا} [مريم: ٧] قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مِثْلًا، يُقَالُ: رَضِيًّا مَرْضِيًّا، «عِتِيًّا»: عَصِيًّا، عَتَا: يَعْتُو، {قَالَ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الكِبَرِ عِتِيًّا} [مريم: ٨]- إِلَى قَوْلِهِ - {ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا} [مريم: ١٠] وَيُقَالُ: صَحِيحًا، {فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ مِنَ المِحْرَابِ فَأَوْحَى إِلَيْهِمْ أَنْ سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّا} [مريم: ١١] فَأَوْحَى: فَأَشَارَ {يَا يَحْيَى خُذِ الكِتَابَ بِقُوَّةٍ} [مريم: ١٢]- إِلَى قَوْلِهِ - {وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا} [مريم: ١٥] «{حَفِيًّا} [مريم: ٤٧]: لَطِيفًا، {عَاقِرًا} [مريم: ٥] الذَّكَرُ وَالأُنْثَى سَوَاءٌ»

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا سَمِيًّا کے معنی ہیں: مثال۔ کہا جاتا ہے کہ رَضِيًّا کے معنی پسندیدہ اور عِتِيًّا کے معنی نافرمان ہیں عتا یعتو اس کا باب ہے۔ (نیز فرمایا:) اس (حضرت زکریا علیہ السلام) نے کہا: میرے رب! میرے ہاں لڑکا کیسے پیدا ہوگا جبکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں خود بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ چکا ہوں۔۔۔ تو تین رات تک (لوگوں سے کلام نہ کر سکے گا۔) سَوِيًّا کے معنی صحیح اور تندرست کے ہیں۔ "چنانچہ حضرت زکریا اپنے حجرے سے نکل کر اپنی قوم

کے پاس آئے تو انھیں اشارہ کیا کہ صبح وشام تسبیح بیان کیا کرو۔"وَأَوْحِيَ کے معنی ہیں: اشارہ کرنا۔(نیز فرمایا:)"اے یحییٰ! کتاب کو مضبوطی سے پکڑو۔۔۔۔اور جب دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔"تک حَفِيًّا کے معنی مہربان اور عَاقِرًا کے بانجھ ہیں۔(یہ) مذکر اور مونث دونوں کے لیے آتا ہے۔

اسرائیلی انبیاء میں حضرت زکریا علیہ السلام کا مقام مرتبہ بلند ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑھاپے کی عمر میں بطور معجزہ حضرت یحییٰ نامی بیٹا عطا فرمایا، یہ دونوں بنی اسرائیل کے انبیاء سے آخری نبی تھے، حضرت یحیٰ کی والدہ اشیاع بنت فاقوذا تھیں جو حضرت مریم کی والدہ "حنة" کی بہن تھیں، حضرت زکریا علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال تھی، جب حضرت یحیٰ پیدا ہوئے، بعض کہتے ہیں نوے سال تھی، بعض بانوے، بعض اٹھانوے یا ننانوے سال کہتے ہیں، حضرت حنہ، عمران کے نکاح میں تھیں اور ان کی بہن ایشاع یا اشیاع حضرت زکریا کے نکاح میں تھیں، حضرت حنہ، حضرت مریم کے ساتھ حاملہ تھیں جبکہ عمران فوت ہوگئے، ثعلبی نے کہا ہے کہ حضرت یحیٰ حضرت عیسیٰ سے چھ ماہ بڑے تھے۔

قولہ "سَمِيًّا" سمیا کا معنی مثلا کیا گیا ہے کہ یہ بچہ بے مثل ہوگا، یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ اس کا ہم نام لڑکا پہلے نہیں ہوا، حالانکہ یوحنا اس سے پہلے ہوا ہے، اور یوحنا یحیٰ کو کہتے ہیں، انجیل میں ذکر ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کے گھر بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے ان کا نام یوحنا رکھا، لوگوں نے اس پر تعجب کیا کہ ان کے سلسلہ نسب میں اس نام کا کوئی آدمی نہیں ہوا، کیونکہ عام طور پر اسوقت عادت یہ تھی کہ سلسلہ نسب سے پیدا ہونے والے بچے کا نام منتخب کیا کرتے تھے، تو "لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا" کا معنی یہ ہوگا کہ ان کے خاندان میں اس کا کوئی ہم نام نہیں ہوا۔

٣٤٣٠: حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ ثُمَّ صَعِدَ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا يَحْيَى وَعِيسَى وَهُمَا ابْنَا خَالَةٍ قَالَ هَذَا يَحْيَى وَعِيسَى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ۔

ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہمام بن یحیی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک نے اور ان سے مالک بن صعصعہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کے متعلق بیان فرمایا کہ پھر دروازہ کھولنے کے لیے کہا۔ پوچھا گیا، کون ہیں؟ کہا کہ جبریل علیہ السلام پوچھا گیا، آپ کے ساتھ کون ہیں؟ کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا، کیا انہیں لانے کے لیے بھیجا گیا تھا؟ کہا جی ہاں۔ پھر جب میں وہاں پہنچا تو عیسیٰ اور یحیی وہاں موجود تھے۔ یہ دونوں نبی آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ یحیی اور عیسیٰ ہیں۔ انہیں سلام کیجیے۔ میں نے سلام کیا، دونوں نے جواب دیا اور کہا خوش آمدید نیک بھائی اور نیک نبی۔

٤٤۔ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى {وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ

أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا} [مریم:١٦]

باب: حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کا بیان۔ سورۃ مریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور اس کتاب میں مریم کا ذکر کر جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ ہو کر ایک شرقی مکان میں چلی گئیں۔

{إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ} [آل عمران: ٤٥] {إِنَّ اللهَ اصْطَفَى آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ} [آل عمران: ٣٣] - إِلَى قَوْلِهِ - {يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ} [آل عمران:٣٧] «قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «وَآلُ عِمْرَانَ الْمُؤْمِنُونَ مِنْ آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَآلِ عِمْرَانَ، وَآلِ يَاسِينَ، وَآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: {إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ} [آل عمران: ٦٨] وَهُمُ الْمُؤْمِنُونَ، وَيُقَالُ آلُ يَعْقُوبَ: أَهْلُ يَعْقُوبَ فَإِذَا صَغَّرُوا آلَ ثُمَّ رَدُّوهُ إِلَى الأَصْلِ قَالُوا: أُهَيْلٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آل عمران سے مراد ایماندار لوگ ہیں جو عمران کی اولاد سے ہوں، جیسے آل ابراہیم علیہ السلام، آل یاسین اور آل محمد ﷺ سے بھی وہی لوگ مراد ہیں جو اہل ایمان ہوں، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابراہیم علیہ السلام کے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جنھوں نے ان کی پیروی کی۔ «اور وہ لوگ اہل ایمان ہی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آل یعقوب سے مراد اہل یعقوب ہیں۔ جب لفظ آل کی تصغیر بنائی جاتی ہے تو اسے اصل کی طرف رد کر کے اُہیل کہا جاتا ہے۔



٣٤٣١: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ بَنِي آدَمَ مَوْلُودٌ إِلَّا يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ حِينَ يُولَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ غَيْرَ مَرْيَمَ وَابْنِهَا ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ ابوہریرہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ ہر ایک بنی آدم جب پیدا ہوتا ہے تو پیدائش کے وقت شیطان اسے چھوتا ہے اور بچہ شیطان کے چھونے سے زور سے چیختا ہے۔ سوائے مریم اور ان کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کے۔ پھر ابوہریرہ نے بیان کیا کہ (اس کی وجہ مریم علیہا السلام کے والدہ کی یہ دعا ہے کہ اے اللہ!) میں اسے (مریم کو) اور اس کی اولاد کو شیطان رجیم سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔»



مریم سریانی زبان کا لفظ ہے جو خادمہ کے معنیٰ میں ہے، حضرت مریم کو ان کی والدہ نے بیت المقدس کی خدمت کے لیے آزاد کر دیا، تو اس کی کفالت اس وقت کے نبی زکریا علیہ السلام نے کی، انہوں نے اس کے لیے مسجد کا محراب متعین کر دیا، جس میں حضرت زکریا علیہ السلام کے علاوہ کوئی داخل نہیں ہوتا تھا، حضرت مریم جب بلوغت کو پہنچیں تو وہ عبادت

الٰہی میں کوشش کیا کرتی تھیں، حیض کے ایام میں وہ مسجد سے باہر چلی جاتی تھیں۔

قولہ "قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ" اس سے مراد یہ ہے کہ آل عمران یا آل ابراہیم کا لفظ اگرچہ عام ہے لیکن مراد اس سے خاص ہے یعنی آل عمران اور آل ابراہیم کے اہل ایمان مراد ہیں، غیر مومن اس میں داخل نہیں ہیں۔

قولہ "مَكَانًا شَرْقِيًّا" مشرقی مکان سے مراد بیت المقدس کی شرقی جانب ہے، یعنی حضرت مریم ھیکل چھوڑ کر اپنے آبائی وطن "ناصرہ" چلی گئیں، جہاں ان کی پرورش ہوئی تھی اور یہ بیت المقدس سے مشرق میں واقع ہے۔

٣٤٣٢: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ۔

مجھ سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے نضر نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی، کہا کہ میں نے عبداللہ بن جعفر سے سنا، کہا میں نے حضرت علی سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ فرما رہے تھے کہ مریم بنت عمران (اپنے زمانہ میں) سب سے بہترین خاتون تھیں اور اس امت کی سب سے بہترین خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

٤٦۔ بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى {إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ} [آل عمران: ٤٥]

باب: اللہ پاک کا سورۃ آل عمران میں فرمانا جب فرشتوں نے کہا اے مریم!

{فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ} [آل عمران: ٤٧]: يُبَشِّرُكِ وَيَبْشُرُكِ وَاحِدٌ، {وَجِيهًا} [آل عمران: ٤٥]: شَرِيفًا « وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: الْمَسِيحُ: الصِّدِّيقُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْكَهْلُ الْحَلِيمُ، وَالأَكْمَهُ مَنْ يُبْصِرُ بِالنَّهَارِ وَلَا يُبْصِرُ بِاللَّيْلِ، وَقَالَ غَيْرُهُ: مَنْ يُولَدُ أَعْمَى

يَبشرك اور يُبَشِّرُكِ کے معنی ایک ہیں وَجِيهًا شریف۔ اور ابراہیم نخعی نے کہا: المسیح کے معنی راست باز کے ہیں۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں الکهل کے معنی بردبار اور الأَكْمَهَ وہ ہے جو دن کو دیکھے لیکن رات کو نہ دیکھ سکے۔ مجاہد کے علاوہ دوسرے حضرات کہتے ہیں: جو مادر زاد اندھا ہو اسے الأَكْمَهَ کہا جاتا ہے۔

٣٤٣٣: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، انہوں نے کہا کہ میں نے مرہ ہمدانی سے سنا۔ وہ حضرت ابو موسیٰ اشعری سے بیان کرتے تھے کہ نبی

کریم ﷺ نے فرمایا عورتوں پر عائشہ کی فضیلت ایسی ہے کہ جیسے تمام کھانوں پر ثرید کی۔ مردوں میں سے تو بہت سے کامل ہو گزرے ہیں لیکن عورتوں میں مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ کے سوا اور کوئی کامل پیدا نہیں ہوئی۔

٣٤٣٤: وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نِسَاءُ قُرَيْشٍ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ أَحْنَاهُ عَلَى طِفْلٍ وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ عَلَى إِثْرِ ذَلِكَ وَلَمْ تَرْكَبْ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ بَعِيرًا قَطُّ تَابَعَهُ ابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَإِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

اور ابن وہب نے بیان کیا کہ مجھے یونس نے خبر دی، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ اونٹ پر سوار ہونے والیوں (عربی خواتین) میں سب سے بہترین قریشی خواتین ہیں۔ اپنے بچے پر سب سے زیادہ محبت وشفقت کرنے والی اور اپنے شوہر کے مال واسباب کی سب سے بہتر نگران ومحافظ۔ حضرت مریم بنت عمران اونٹ پر کبھی سوار نہیں ہوئی تھیں۔ یونس کے ساتھ اس حدیث کو زہری کے بھتیجے اور اسحاق کلبی نے بھی زہری سے روایت کیا ہے۔



قولہ "وَلَمْ تَرْكَبْ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ بَعِيرًا قَطُّ" یعنی اونٹوں پر سوار ہونے والی عورتوں میں سے قریش کی عورتیں افضل ہیں، اس سے ان کی حضرت مریم پر فضیلت لازم نہیں آتی، کیونکہ حضرت مریم کبھی بھی اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں، قریش عورتوں کی فضیلت اونٹ پر سواری کرنے والی عربی عورتوں پر ہے، اور ان میں حضرت مریم داخل نہیں ہیں۔

شرح بخاری

قولہ "أَحْنَاهُ عَلَى طِفْلٍ" قریش عورتوں کی یہ جزوی فضیلت ہے کہ وہ خاوند کے فوت ہونے کے بعد بچوں کی وجہ سے بیٹھی رہتی ہیں، دیگر عورتوں کی طرح دوسرا نکاح نہیں کرتیں، تاکہ اولاد ضائع نہ ہو جائے۔

بَابُ قَوْلِهِ: {يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ



باب: اللہ پاک کا سورۃ مریم میں فرمانا اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلو (سختی اور تشدد) نہ کرو۔



وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللهِ إِلَّا الْحَقَّ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ فَآمِنُوا بِاللهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ انْتَهُوا خَيْرًا لَكُمْ إِنَّمَا اللهُ إِلَهٌ وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَفَى بِاللهِ وَكِيلًا} [النساء:١٧١] قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: {كَلِمَتُهُ} كُنْ فَكَانَ. وَقَالَ غَيْرُهُ: {وَرُوحٌ مِنْهُ} أَحْيَاهُ فَجَعَلَهُ



رُوحًا{وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ}

غلو سے مراد حد سے تجاوز کرنا ہے اور اھل کتاب کا غلو یہ تھا کہ وہ اپنے احبار ورہبان کو پیغمبروں کی طرح سمجھتے تھے، اور ان کی تقلید میں غلو سے کام لیتے تھے، جو چیز وہ حلال کرتے اسے حلال اور جس چیز کو وہ حرام کرتے اسے حرام سمجھتے تھے اور اس کے مقابلہ میں وہ نصوص کو چھوڑ دیتے تھے، اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کے بارہ میں ان کا غلو یہ تھا کہ اسے خدا یا خدا کا بیٹا کہتے تھے، عیسائیوں کا ایک عقیدہ الوہیت مسیح ہے، اور ان کا دوسرا عقیدہ تبنی مسیح ہے، اور انہوں نے اپنے احبار ورہبان کو رب بنایا ہوا تھا، ان کے حلال وحرام کی پیروی کرتے تھے، حالانکہ کسی چیز کو حلال وحرام کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے، اور اللہ تعالیٰ سے حلال وحرام کی خبر دینے والا اللہ تعالیٰ کا نبی اور پیغمبر ہوتا تھا، ارشاد باری تعالیٰ ہے "اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ"[1]

اس آیت کریمہ کے پیش نظر قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ نے تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ جو لوگ امام کی بات پر اڑ جاتے ہیں حالانکہ اس کے خلاف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث موجود ہوتی ہے تو ایسے لوگ سورۃ توبہ کی آیت مذکورہ کے مصداق ہیں، لہٰذا جب امام کے قول کے خلاف حدیث نبوی مل جائے تو امام کے قول کو چھوڑ دینا چاہیے، یہود ونصاریٰ کا احبار ورہبان کو رب بنالینا، اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقابلہ میں احبار ورہبان کی تحلیل وتحریم پر اعتماد کرنا یہ ان کا غلو تھا، اور مسیح علیہ السلام کے بارہ میں ان کا غلو یہ ہے کہ اسے خدا یا خدا کا بیٹا کہا، عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا انسانی شکل میں آگیا ہے، ہندو بھی ایسی باتیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں خدا کا اوتار ہے، یعنی وہ خدا تھا جو انسانی شکل میں آیا ہے، ادھر مسلمان صوفی بھی ایسی ہی گپیں ہانکتے ہیں، مگر یہ کہتے ہیں کہ انسان الوہیت کا جامہ اوڑھ لیتا ہے جبکہ عیسائی کہتے ہیں کہ خدا، انسانیت کا جامہ اوڑھ لیتا ہے، عیسائی "تدرع اللاهوت بالناسوت" کے قائل ہیں اور صوفی "تدرع الناسوت باللاهوت" کے قائل ہیں اس میں "تدرع درع" سے ہے، عیسائی کہتے ہیں، لاھوت نے انسانی جامہ پہن لیا ہے، اور خدا انسانی شکل میں آگیا ہے، صوفی کہتے ہیں کہ انسان، الوہیت کا جامہ اوڑھ لیتا ہے، ان کے خیال میں اولیاء اللہ جب بلند مرتبے میں پہنچ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے اردگرد محیط ہو جاتا ہے، جیسا کہ جب آگ میں لوہا ڈال دیا جاتا ہے، تو آگ اس میں سرایت کر جاتی ہے، حالانکہ آگ الگ ہوتی ہے اور لوہا الگ ہوتا ہے، ورنہ لوہا آگ تو نہیں بن جاتا، ویسے آگ اس کے گرد محیط ہو جاتی ہے، یہ مسلمان صوفیوں کا خیال ہے، کہ خدا انسان کا ہاتھ، پاؤں، آنکھیں وغیرہ بن جاتا ہے، جیسے لوہے کے افعال آگ والے بن جاتے ہیں، یہ افعال آگ کے ہوتے ہیں، لوہے کے نہیں ہوتے، اسی طرح بندہ جو زبان سے کلام کرتا ہے وہ خدا کا کلام ہوتا ہے، اسی طرح اس کے ہاتھ، پاؤں، آنکھیں اور کان خدا کے ہوتے ہیں، گویا خدا اس میں سرایت کر جاتا ہے، یہ ایسی گپیں ہانکتے ہیں۔

عیسائی کہتے ہیں کہ خدا کے تین حصے ہیں، ایک حصے کا نام باپ ہے، دوسرے کا نام بیٹا ہے، اور تیسرا روح القدس ہے، ان کا نام اقانیم رکھتے ہیں یہ نہیں کہتے کہ خدا تین چیزوں سے مرکب ہے اور نہ ہی یہ کہتے ہیں کہ خدا تین اجزاء

[1] التوبۃ:۳۱

سے مرکب ہے، اور نہ ہی یہ کہتے ہیں کہ خدا کے تین افراد ہیں، بلکہ یہ کہتے ہیں کہ خدا کے تین اقانیم ہیں، حالانکہ لغت میں اقنوم کا معنی جزء اور حصہ ہے، لیکن عیسائیوں کی خاص اصطلاح ہے، کہ اس سے مراد افراد یا اجزاء نہیں ہیں، مگر وہ بتاتے نہیں کہ کیا مراد ہے، ہمارے صوفیوں نے بتادیا کہ یہ دراصل تین مراتب ہیں، ایک اقصیٰ مرتبہ وجود کا ہے، اور اس کا نام لاہوت ہے، یہ باپ ہے، جب اس لاہوت کے دوسرے مرتبے میں ظہور ہوتا ہے تو ظاہر وجود میں اس کا نام بیٹا ہے، پھر اللہ تعالیٰ کی ظاہر وجود پر جو تجلی ہے، اس تجلی اعظم کا نام روح القدس ہے، صوفیوں نے یہ بات بنالی ہے، یہ اقانیم ثلاثہ کی حقیقتیں ہیں، کہتے ہیں مسیح علیہ السلام نے ان پر آگاہ کیا ہے، حالانکہ انجیل میں کہیں نہیں ہے، یہ عیسائیوں کی چھوڑی ہوئی گپیں ہیں۔

دلی میں ایک پادری سے اس مسئلہ پر مناظرہ ہوا، میں نے اس سے کہا انجیل میں یہ کہاں آتا ہے، تمہارے پاس اس کی دلیل نہیں ہے، یہ تمہاری بنائی ہوئی بے تکی باتیں ہیں، انجیل یا اس سے پہلے کی کسی کتاب میں نہیں ہے، بائبل کی ستائیس یا اٹھائیس کتابوں میں کہیں نہیں ہے، تم لوگوں نے یہ سب باتیں اپنے پاس سے گھڑلی ہیں، وہ مجھے منطق پڑھ کر سنانے لگا، کہ واجب الوجود کلی ہے اور کلی کے افراد ہونا چاہیں، میں نے کہا، بعض دفعہ کلی منحصر بفرد واحد ہوتی ہے، اگر افراد مانو گے تو تم کافر ہوئے، تمہارے عیسائی بھی افراد نہیں مانتے، تجھے اپنا مذہب بھی معلوم نہیں ہے، اور تم بتا نہیں سکتے کہ اقانیم ثلاثہ افراد ہیں یا اجزاء ہیں، ہمارے صوفیوں نے انہیں سہارا دے دیا ہے، اور عیسائیوں کے قریب ہو گئے ہیں، قرآن کریم میں ہے "لَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ" [1] لیکن انہوں نے ثلاثہ بنادیا ہے، دراصل عیسائیوں کا مسئلہ وحدۃ الوجود کا ہے، اقصیٰ وجود کا نام لاہوت رکھا ہے، یہ صوفیوں کے نزدیک ہے عیسائی اس کا نام باپ رکھتے ہیں، اور ظاہر وجود کا نام انہوں نے مولود رکھا ہے یا اسے بیٹا یا کلمۃ کہتے ہیں، اس کے یہ تین نام رکھتے ہیں، مسلمان صوفی اس کا نام ظاہر وجود یا حقیقت محمدی رکھتے ہیں، وہ حقیقت محمدی سارے جہاں میں پھیلی ہوئی ہے، یہ غلطی ہے، نواب صدیق الحسن خان کو بھی غلطی لگی ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کا روح سارے جہان میں پھیلا ہوا ہے، حالانکہ یہ نبی علیہ السلام کی روح کا نام نہیں بلکہ صوفیوں کی ایک خاص اصطلاح ہے۔ مولوی قاسم نانوتوی نے بھی غلطی کی ہے، اس کا خیال ہے، کہ سارے ارواح، نبی علیہ السلام کی روح کے اجزاء ہیں، دراصل وہ حقیقت محمدی ظاہر وجود کو کہتے ہیں، عیسائیوں نے اس کا نام بیٹا رکھا ہے، اور انہوں نے ظاہر وجود اور صادر اول کہہ دیا ہے، حالانکہ صادر اول اور مولود کا معنیٰ ایک ہی ہے، ان کے ہاں مولود ازلی ہے، اور ازلی ہونے کے باوجود اس کا نام مولود رکھا ہے، مولود تو جنے گئے کو کہتے ہیں، لاہوت باپ اور یہ مولود ہے، اس کی لاہوت کی طرف نسبت ایسے ہے جیسے والد اور مولود کی ہوتی ہے، کیونکہ وہ اسی لاہوت کا دوسرے درجہ میں ظہور ہے، گویا ظہور کو ولادت سے تعبیر کردیا ہے، ان کے ہاں یہ ظہور ازلی ہے جو کہ خاص وقت سے نہیں ہے اس کی مثال سورج اور اس کی روشنی ہے، جب سے سورج ہے تب سے اس کی روشنی ہے، روشنی کی نسبت اس سے خارج ہونے کی ہے، جب کہ دونوں ایک ہی وقت سے ہیں، اس طرح وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی



[1] النساء: ۱۷۱

ذات جو لاہوت ہے اس میں سے ظاہر وجود کی نسبت اس طرح ہے جس طرح وہ باپ اور یہ اس کا بیٹا ہے ویسے دونوں اکٹھے چلے آرہے ہیں، عیسائی جو اقانیم کے اندر بیٹے کا لفظ بولتے ہیں، یہ مضاف نہیں ہوتا اس کا معنی وہ اللہ کا بیٹا نہیں کرتے اور جب وہ اللہ کا بیٹا کہتے ہیں تو اس سے مسیح مراد ہوتا ہے، ورنہ اقانیم کے اندر مطلق بیٹا کہتے ہیں یعنی باپ بیٹا اور تجلی اعظم جو کہ روح القدس ہے، یہ اصل میں وحدت وجود کا مسئلہ ہے کہ وجود ایک ہی ہے اور یہ اس کے مراتب ہیں، اقصیٰ وجود کا نام لاہوت ہے، دوسرے مرتبے میں جو ظہور ہوا وہ ظاہر وجود ہے، جسے صادر اول کہتے ہیں، اور ایک تجلی اعظم ہے۔

ظاہر وجود کے ساتھ سارے جہان کا ظہور ہوا ہے، اور شکلیں بنی ہیں کیونکہ وہ سارے جہان کا مادہ ہے، اور تجلی اعظم کے ساتھ اس میں حس وحرکت ہے، گویا قوت کا منبع تجلی اعظم بن گیا، جن کو یہ لوگ لاہوت، ظاہر وجود اور تجلی اعظم کہتے ہیں، عیسائی انہیں باپ، بیٹا، روح القدس کہتے ہیں وہ یہ نہیں کہتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے افراد ہیں نہ ہی انہیں اللہ کے اجزاء مانتے ہیں بلکہ وہ مراتب مانتے ہیں، ایک مرتبے میں اس کا نام لاہوت، دوسرے مرتبے میں اس کا نام ظاہر وجود ہے، اور تجلی کے اعتبار سے اس کا نام تجلی اعظم اور روح القدس ہے، اس طرح انہوں نے باپ، بیٹا، روح القدس کی گپ گھڑی ہے، قرآن کریم نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے "لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَإِنْ لَمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ"[1] یقیناً وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ یعنی لاہوت تیسرا ہے، تین میں سے، یعنی وہ کہتے ہیں ایک بیٹا ہے اور ایک روح القدس اور ایک باپ ہے، لاہوت ان کے ہاں باپ ہے جسے اللہ کہتے ہیں۔

ایک وجودیئے سے گفتگو ہوئی جو "کلمۃ الحق" رسالہ لیے پھرتا تھا، اس نے کہا "لا الہ الا اللہ" کے مفہوم کی تمام مفسرین، تمام متخصصین، تمام محققین، اور تمام مقلدین نے تحریف کر دی ہے اور تمام مسلمان گمراہ ہو گئے ہیں، کیونکہ وہ سب "لا الہ الا اللہ" کا یہ معنی کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، یہ انہوں نے غلط معنی کیا ہے، بلکہ اس کلمہ کا معنیٰ یہ ہے کہ، جو معبود ہے وہ عین اللہ ہے، "لا الہ الا اللہ" کا معنی ہے "لا الہ غیر اللہ" یعنی کوئی الہ "اللہ کا غیر نہیں ہے، لہٰذا "الا" بمعنی غیر ہے، یعنی کوئی معبود غیر اللہ نہیں ہے، بلکہ سب معبود عین اللہ ہیں، اس پر اعتراض ہوا کہ اگر "لا الہ الا اللہ" کا یہ معنی ہے جو تو نے گھڑ لیا ہے تو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کو کافر کیوں کہا ہے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے "لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ"[2] اگر تمام معبود عین اللہ ہیں تو مسیح کو خدا کہنے والوں کو کافر کیوں کہا گیا ہے حالانکہ وہ مسیح کو عین اللہ کہتے تھے، کہنے لگا وہ کافر اس لیے ہوئے کہ وہ صرف مسیح کو ہی خدا کہتے تھے اگر مسیح کے علاوہ دوسروں کو بھی خدا کہیں تو کافر نہ ہوں، میں نے اسے یہ

---

[1] المائدۃ: ۷۳

[2] المائدۃ: ۱۷

آیت سنائی "لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ"[1] یقیناوہ لوگ کافر ہوئے جو کہتے ہیں اللہ تیسرا ہے، دو اس کے ساتھ اور بھی ہیں، وجودیہ حیران ہو گیا اور ذرا ٹھہر کر کہنے لگا، آپ نے مجھ پر علمی رعب ڈال لیا ہے، میں نے کہا رعب دور کر کے آجانا، یہ وجودیوں کا مذہب ہے، صوفی بھی اس میں منہمک ہو گئے ہیں، کیونکہ وہ کہتے ہیں انسان کا نفس ناطقہ دراصل نفس کلی یا ظاہر وجود کا ہی ایک حصہ ہے، جب یہ فنا ہو جاتا ہے پھر آدمی کو پتا چل جاتا ہے، کہ سب کچھ خدا ہی خدا ہے، خیر صوفیوں نے عیسائیوں کے مذہب کو ثابت کر دیا ہے، وہ لوگ تو ابھی تک حیران ہی ہیں، ان سے اگر پوچھا جائے کہ تم کہتے ہو باپ بھی ازلی، بیٹا بھی ازلی، روح القدس بھی ازلی، تین ازلی نہیں بلکہ ایک ازلی، اس کا مطلب کیا ہے؟ تو کہتے ہیں یہ معرفت کی بات ہے یہ ذہن میں نہیں آسکتی، اور صوفیوں نے سمجھا دیا، کہ بھئی اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک چیز کے تین مرتبے ہیں ایک مرتبے میں لاہوت ہے، اور ایک مرتبے میں ظاہر وجود، اور ایک مرتبے میں تجلی اعظم ہے، جن کو مسیح نے باپ، بیٹا اور روح القدس کہہ دیا ہے، جو بیٹا ہے اس کے متعلق عیسائیوں کی رائے یہ ہے وہ مسیح کی روح سے مل کر ایک بن گیا ہے، اور دونوں میں اتحاد ہو گیا ہے، بعض حلول کے قائل ہیں، گویا ان کے ہاں مسیح من وجہ خدا ہے اور من وجہ انسان ہے، مسیح کے اندر جو بشری تقاضے تھے وہ انسان ہونے کی بنا پر تھے اور جو ان میں خرق عادت تقاضے تھے وہ خدا ہونے کی بنا پر تھے، لہٰذا وہ من وجہ کامل انسان تھے ایسا انسان جو من وجہ خدا ہے، میں دلی میں مدرسہ رحمانیہ میں پڑھاتا تھا اس دوران پادری عبدالحق کو تقریر کرتے ہوئے سنا وہ کہہ رہا تھا تم مسلمان کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کپڑے کے مکان کے اندر تجلی کرتا ہے، پتھروں میں تجلی کرتا ہے اور انسان تو اشرف المخلوقات ہے کیا اس میں اس کی تجلی نہیں ہو سکتی؟ وہ کہہ رہا تھا کہ آدم کو فرشتوں نے اس لیے سجدہ کیا تھا کہ آدم کے اندر اللہ تعالیٰ کی تجلی تھی، گرنہ بودے ذات حق اندر وجود، آب وگل را کے کنند ملک سجود۔



بہر صورت صوفیوں اور عیسائیوں میں یہ مسئلہ ملتا جلتا ہے، ایک فریق "تدرع الناسوت باللاھوت" کا قائل اور دوسرا "تدرع اللاھوت الناسوت" کا قائل ہے، یہ لوگ توحید کی جگہ تثلیث کو لے آئے، مسیح علیہ السلام کے بارہ میں ان کا خیال یہ ہے جو اقنوم بیٹا ہے وہ مسیح کی روح سے متحد ہو گیا ہے یا حلول ہوا ہے، گویا یہ حلول اور اتحاد کے قائل تھے، اور حلول اعراض کا ہوتا ہے یا ھیولیٰ کا صورت میں حلول ہوتا ہے، اور حلول، احتیاج کو کہتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کسی میں حلول کرے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ محتاج ہوا، اور اتحاد بھی نہیں ہو سکتا، کیونکہ دو چیزیں اگر دو ہیں تو اتحاد نہ ہوا، ان میں ایک ختم ہو جائے تو پھر بھی اتحاد نہیں ہو سکتا، کیونکہ ایک کے ختم ہونے سے باقی ایک ہی رہ جاتا ہے لہٰذا حلول اور اتحاد محالات سے ہیں، ایسے ہی انہوں نے تبنی مسیح کا مسئلہ بنایا ہے، کہ اللہ نے مسیح کو بیٹا بنایا ہے، عربی زبان میں لفظ "ابن" یا لفظ "ولد" اس جگہ استعمال ہوتا ہے، جہاں اس مرد کیطرف نسبت ہو جس کی بیوی ہو، گویا بیٹے کا ان دونوں سے انفکاک ہوا ہو، تب ابن یا ولد کا لفظ بولا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا "أَنَّى





---

[1] المائدۃ: ۷۳

يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ صَاحِبَةٌ"[1] اللہ تعالیٰ کی بیوی ہی نہیں تو اس کا کوئی بیٹا کیسے ہو سکتا ہے؟ اگر وہ کہیں کہ یہ استعارے کے رنگ میں کہا گیا ہے، تو پھر یہ مسیح کی خصوصیت نہیں ہو گی، استعارے کے رنگ میں تو تمام نیک لوگوں کو کہا جا سکتا ہے۔

تثلیث کے مسئلہ میں جو تین اقانیم بناتے ہیں تو ان سے پوچھا جائے کہ وہ تین افراد ہیں یا اجزاء ہیں، اگر یہ اجزاء ہوں تو اللہ تعالیٰ کا تین اجزاء سے مرکب ہونا لازم آئے گا، اور جو مرکب ہو وہ حادث ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ، ان کے بقول، حادث ہو گا، اور اگر وہ کہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے افراد ہیں، تو خدا متعدد ہو جائیں گے، وہ کہتے ہیں، خدا تو ایک ہے اور یہ اس کے اقانیم ہیں، تو یہ ان کی بے معنیٰ سی بات ہے، اگر یہ تین مراتب بنائے جائیں تو مراتب بھی درحقیقت افراد ہی ہوتے ہیں، یا انہیں انواع کہہ لیں، جیسا کہ مشائین کا خیال ہے سواد کے افراد مختلف ہوتے ہیں، سواد شدید اور سواد خفیف وغیرہ، مشائین انواع بناتے ہیں اور اشراقی مراتب بناتے ہیں، اصل میں افراد ہی ہیں، صرف تعبیر کا فرق ہے، قرآن کریم میں ان کو مشرک کہا گیا ہے۔

مسیح کو کلمہ بھی کہا گیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے "إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ"[2] عیسائی جن کو باپ، بیٹا، روح القدس کہتے ہیں صوفیوں کے نزدیک یہ لاہوت، ظاہر وجود اور تجلی اعظم سے عبارت ہیں، ظاہر وجود کو صوفی صادر اول کہتے ہیں، عیسائی اس کا نام بیٹا رکھتے ہیں، اسے مولود اور کلمہ بھی کہہ دیتے ہیں، اور کلمہ عیسائیوں کی ایک اصطلاح ہے، انجیل کے شروع میں ہے، ابتداء میں کلام تھا، کلام خدا کے ساتھ تھا، کلام خدا تھا، عیسائی کہتے ہیں یہ بات بڑی معرفت کی ہے، حالانکہ اس آیت کے متعلق عیسائیوں کا بھی اختلاف ہے، بعض عیسائی اسے الحاقی کہتے ہیں، مذکورہ آیت قرآنیہ میں "کلمہ" سے مراد یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے کلمہ "کن" سے پیدا ہوئے ہیں، اس سے عیسائیوں والی اصطلاح مراد نہیں ہے اگرچہ انسانی بچے مادہ سے پیدا ہوتے ہیں لیکن عیسیٰ علیہ السلام تو ایسے نہیں ہیں کہ شکم مادر میں نو ماہ کے بعد پیدا ہوئے ہوں، بلکہ کسی مرد کے اختلاط کے بغیر کلمہ "کن" سے پیدا ہوئے ہیں۔

قولہ "وَرُوحٌ مِنْهُ" ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ روح کا اطلاق نفس ناطقہ پر کہیں نہیں ہوا، لیکن یہاں تو نفس ناطقہ پر اطلاق ہو گیا ہے، ابن قیم رحمہ اللہ یہ بھی کہتے ہیں کہ روح پہلے پیدا کر کے پھر داخل کیا گیا ہے، اکثر تو روح نفخ ملک سے پیدا ہوتا ہے، گویا مسیح اور آدم علیہما السلام اس سے مستثنیٰ ہیں۔

٣٤٣٥: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ قَالَ حَدَّثَنِي جُنَادَةُ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ عَنْ عُبَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّ

---

1. الانعام:١٠١
2. النساء:١٧١

عِيسَى عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ قَالَ الْوَلِيدُ حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ عَنْ عُمَيْرٍ عَنْ جُنَادَةَ وَزَادَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ أَيَّهَا شَاءَ۔

ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید نے بیان کیا، ان سے اوزاعی نے بیان کیا کہ مجھ سے عمیر بن ہانی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے جنادہ بن ابی امیہ نے بیان کیا اور ان سے عبادہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں، وہ وحدہ لاشریک ہے اور یہ ہے کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ عیسیٰؑ اس کے بندے اور رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں، جسے پہنچادیا تھا اللہ نے مریم تک اور ایک روح ہیں اس کی طرف سے اور یہ کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو اس نے جو بھی عمل کیا ہوگا (آخر) اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ ولید نے بیان کیا کہ مجھ سے ابن جابر نے بیان کیا، ان سے عمیر نے اور جنادہ نے اور اپنی روایت میں یہ زیادہ کیا (ایسا شخص) جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے چاہے (داخل ہوگا)

۴۸۔ بَابُ قَوْلِ اللهِ {وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا} [مريم:١٦]



باب: سورۃ مریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اس) کتاب میں مریم کا ذکر کر جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ ہو کر۔ ایک پورب رخ مکان میں چلی گئی۔

فَنَبَذْنَاهُ: أَلْقَيْنَاهُ: اعْتَزَلَتْ. {شَرْقِيًّا} [مريم:١٦]: مِمَّا يَلِي الشَّرْقَ، {فَأَجَاءَهَا} [مريم:٢٣]: أَفْعَلْتُ مِنْ جِئْتُ، وَيُقَالُ: أَلْجَأَهَا اضْطَرَّهَا. ﴿تَسَّاقَطْ﴾: تَسْقُطْ، {قَصِيًّا} [مريم: ٢٢]: قَاصِيًا، {فَرِيًّا} [مريم: ٢٧]: عَظِيمًا ﴿قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿نِسْيًا﴾ لَمْ أَكُنْ شَيْئًا، وَقَالَ غَيْرُهُ: النِّسْيُ: الْحَقِيرُ﴾ وَقَالَ أَبُو وَائِلٍ: عَلِمَتْ مَرْيَمُ أَنَّ التَّقِيَّ ذُو نُهْيَةٍ حِينَ قَالَتْ: {إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا} [مريم: ١٨] قَالَ وَكِيعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ: ﴿{سَرِيًّا} [مريم: ٢٤]: نَهَرٌ صَغِيرٌ بِالسُّرْيَانِيَّةِ.

فَنَبَذْنَا "ہم نے اسے پھینک دیا۔" مریم صدیقہ کے متعلق اس لفظ کے معنی ہیں: جب وہ گوشہ نشین ہوگئیں شَرْقِيًّا کے معنی ہیں: وہ جانب جو طرف مشرق سے متصل تھی۔ فَأَجَاءَهَا یہ جئت سے باب افعال ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے معنی أَلْجَأَهَا یعنی اسے مجبور کردیا۔ تُسَاقِطْ کے معنی گرائے گی۔ قَصِيًّا کے معنی بہت دور اور فَرِيًّا کے معنی بڑی بات۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نَسِيًا کے معنی: میں کوئی چیز نہ ہوتی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے علاوہ دوسروں نے اس کے معنی حقیر کیے ہیں۔ ابووائل نے کہا: مریم صدیقہ کو معلوم تھا کہ متقی انسان ہی عقلمند



ہوتا ہے جبکہ انھوں نے فرشتے سے کہا تھا: اگر تو متقی ہے یعنی اگر تو عقلمند ہے۔ حضرت وکیع اپنے استاد اسرائیل سے، وہ ابو اسحاق سے اور وہ براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ سَرِیًّا سریانی زبان میں چھوٹی نہر کو کہتے ہیں۔

یہ ترجمہ باب اس سے عنقریب پہلے بھی گزر چکا ہے، یہ باب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات بیان کرنے کے لیے لایا گیا ہے، جب کہ اس سے قبل آنے والا باب حضرت مریم کے حالات بیان کرنے کے لیے لایا گیا تھا، جیسا کہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔

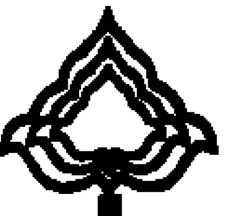
قولہ "شَرْقِيًّا" طبری نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مریم کو جب حیض شروع ہوا تو وہ مسجد سے نکل کر مشرقی جانب جا ٹھہریں۔

قولہ "فَأَجَاءَهَا" یہ باب افعال سے ہے جس کا معنیٰ لانا ہے، بعض نے "أَجَاءَ" کا معنیٰ "أَلْجَأَ" کیا ہے، یعنی لاچار کیا، صرفی لوگ اسے ابتداء کہتے ہیں یعنی مزید فیہ میں مجرد کے معنی کے علاوہ معنیٰ کرنا، بخاری نے پہلا معنیٰ کیا ہے، اور دوسرے معنی کو "یقال" سے تعبیر کیا ہے، زمخشری نے دوسرے معنی کو ترجیح دی ہے۔

٣٤٣٦: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ عِيسَى وَكَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ جُرَيْجٌ كَانَ يُصَلِّي جَاءَتْهُ أُمُّهُ فَدَعَتْهُ فَقَالَ أُجِيبُهَا أَوْ أُصَلِّي فَقَالَتْ اللَّهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتَّى تُرِيَهُ وُجُوهَ الْمُومِسَاتِ وَكَانَ جُرَيْجٌ فِي صَوْمَعَتِهِ فَتَعَرَّضَتْ لَهُ امْرَأَةٌ وَكَلَّمَتْهُ فَأَبَى فَأَتَتْ رَاعِيًا فَأَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَتْ مِنْ جُرَيْجٍ فَأَتَوْهُ فَكَسَرُوا صَوْمَعَتَهُ وَأَنْزَلُوهُ وَسَبُّوهُ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى ثُمَّ أَتَى الْغُلَامَ فَقَالَ مَنْ أَبُوكَ يَا غُلَامُ قَالَ الرَّاعِي قَالُوا نَبْنِي صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ لَا إِلَّا مِنْ طِينٍ وَكَانَتِ امْرَأَةٌ تُرْضِعُ ابْنًا لَهَا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ رَاكِبٌ ذُو شَارَةٍ فَقَالَتْ اللَّهُمَّ اجْعَلْ ابْنِي مِثْلَهُ فَتَرَكَ ثَدْيَهَا وَأَقْبَلَ عَلَى الرَّاكِبِ فَقَالَ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى ثَدْيِهَا يَمَصُّهُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَصُّ إِصْبَعَهُ ثُمَّ مُرَّ بِأَمَةٍ فَقَالَتْ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ ابْنِي مِثْلَ هَذِهِ فَتَرَكَ ثَدْيَهَا فَقَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا فَقَالَتْ لِمَ ذَاكَ فَقَالَ الرَّاكِبُ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ وَهَذِهِ الْأَمَةُ يَقُولُونَ سَرَقْتِ زَنَيْتِ وَلَمْ تَفْعَلْ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے ابوہریرہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گود میں تین بچوں کے سوا اور کسی نے بات نہیں کی۔ اول عیسیٰ علیہ السلام (دوسرے کا واقعہ یہ ہے کہ) بنی اسرائیل میں ایک بزرگ تھے، نام جریج تھا۔ وہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کی ماں نے انہیں پکارا۔ انہوں نے (اپنے دل میں) کہا میں والدہ کا جواب دوں یا نماز پڑھتا

رہوں؟ اس پر ان کی والدہ نے (غصہ ہوکر) بددعا کی، اے اللہ! اس وقت تک اسے موت نہ آئے جب تک یہ زانیہ عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے۔ جریج اپنے عبادت خانے میں رہا کرتے تھے۔ایک مرتبہ ان کے سامنے ایک فاحشہ عورت آئی اوران سے بدکاری چاہی لیکن انہوں نے (اس کی خواہش پوری کرنے سے) انکار کیا۔ پھر ایک چرواہے کے پاس آئی اوراسے اپنے اوپر قابودے دیا۔اس سے ایک بچہ پیدا ہوا اور اس نے ان پر یہ تہمت دھری کہ یہ جریج کا بچہ ہے۔ان کی قوم کےلوگ آئے اروان کے عبادت خانہ توڑ یا، انہیں نیچے اتار کرلائے اورانہیں گالیاں دیں۔ پھر انہوں نے وضو کرکے نماز پڑھی، اس کے بعد بچے کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کہ تیرا باب کون ہے؟ بچہ (اللہ تعالی کے حکم سے) بول پڑا کہ چرواہا ہے اس پر (ان کی قوم شرمندہ ہوئی اور) کہا کہ ہم آپ کا عبادت خانہ سونے کا بنائیں گے۔لیکن انہوں نے کہا ہرگز نہیں، مٹی ہی کا بنے گا (تیسرا واقعہ) اور ایک بنی اسرائیل کی عورت تھی، اپنے بچے کودودھ پلا رہی تھی۔ قریب سے ایک سوار نہایت عزت والا اورخوش پوش گزرا، اس عورت نے دعا کی، اے اللہ! میرے بچے کو بھی اسی جیسا بنادے لیکن بچہ (اللہ کے حکم سے) بول پڑا کہ اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنانا۔ پھر اس کے سینے سے لگ کر دودھ پینے لگا۔ ابوہریرہ نے بیان کیا کہ جیسے میں اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں کہ نبی کریم ﷺ اپنی انگلی چوس رہے ہیں (بچے کے دودھ پینے کی کیفیت بتلاتے وقت) پھر ایک باندی اس کے قریب سے لے جائی گئی (جسے اس کے مالک مار رہے تھے) تواس عورت نے دعا کی کہ اے اللہ! میرے بچے کو اس جیسا نہ بنانا۔ بچے نے پھر اس کا پستان چھوڑ دیا اور کہا کہ اے اللہ! مجھے اسی جیسا بنادے۔ اس عورت نے پوچھا۔ ایسا تو کیوں کہہ رہا ہے؟ بچے نے کہا کہ وہ سوار ظالموں میں سے ایک ظالم شخص تھا اور اس باندی سے لوگ کہہ رہے تھے کہ تم نے چوری کی اور زنا کیا حالانکہ اس نے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔



قولہ "إِلَّا ثَلَاثَةٌ" ان تین بچوں کے کلام کرنے کا تعلق صرف بنی اسرائیل سے ہے، ورنہ ان کے علاوہ بھی کئی بچوں نے بچپن میں کلام کی ہے، اصحاب اخدود میں ایک عورت کے بچے کا ذکر آتا ہے اس کے بچے نے سات ماہ کی عمر میں کلام کی، سات ماہ کا بچہ مھد میں ہوتا ہے، ایک روایت صاحب یوسف کے بارہ میں آتی ہے، ہو سکتا ہے پہلے آپ کو تین بچوں کے کلام کرنے کا علم دیا گیا ہو اس کے بعد زائد کا علم دیا گیا ہو۔

٣٤٣٧: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ وَحَدَّثَنِي مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ لَقِيتُ مُوسَى قَالَ فَنَعَتَهُ فَإِذَا رَجُلٌ حَسِبْتُهُ قَالَ مُضْطَرِبٌ رَجِلُ الرَّأْسِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ قَالَ وَلَقِيتُ عِيسَى فَنَعَتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَبْعَةٌ أَحْمَرُ كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيمَاسٍ يَعْنِي الْحَمَّامَ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ وَأَنَا أَشْبَهُ وَلَدِهِ بِهِ قَالَ وَأُتِيتُ بِإِنَاءَيْنِ أَحَدُهُمَا لَبَنٌ وَالْآخَرُ فِيهِ خَمْرٌ فَقِيلَ



لِي خُذْ أَيَّهُمَا شِئْتَ فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهُ فَقِيلَ لِي هُدِيتَ الْفِطْرَةَ أَوْ أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ۔

مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں معمر نے (دوسری سند) مجھ سے محمود نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے ابوہریرہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس رات میری معراج ہوئی، میں نے موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تھی۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے ان کا حلیہ بیان کیا کہ وہ۔۔۔۔۔۔۔ میرا خیال ہے کہ معمر نے کہا۔۔۔ دراز قامت اور سیدھے بالوں والے تھے جیسے قبیلہ شنوہ کے لوگ ہوتے ہیں۔ آپ نے بیان کیا کہ میں نے عیسیٰ سے بھی ملاقات کی۔ آنحضرت ﷺ نے ان کا بھی حلیہ بیان فرمایا کہ درمیانہ قد اور سرخ وسپید تھے، جیسے ابھی ابھی غسل خانے سے باہر آئے ہوئے ہوں اور میں نے ابراہیم سے بھی ملاقات کی تھی اور میں ان کی اولاد میں ان سے سب سے زیادہ مشابہ ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس دو برتن لائے گئے، ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب۔ مجھ سے کہا گیا کہ جو آپ کا جی چاہے لے لو۔ میں نے دودھ کا برتن لے لیا اور پی لیا۔ اس پر مجھ سے کہا گیا کہ فطرت کی طرف آپ نے راہ پالی، یا فطرت کو آپ نے پالیا۔ اس کے بجائے اگر آپ شراب کا برتن لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

٣٤٣٨: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ عِيسَى وَمُوسَى وَإِبْرَاهِيمَ فَأَمَّا عِيسَى فَأَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيضُ الصَّدْرِ وَأَمَّا مُوسَى فَآدَمُ جَسِيمٌ سَبْطٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ الزُّطِّ۔

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، ہم کو اسرائیل نے خبر دی، کہا ہم کو عثمان بن مغیرہ نے خبر دی، انہیں مجاہد نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں نے عیسیٰ، موسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو دیکھا۔ عیسیٰ علیہ السلام نہایت سرخ گھنگریالے بال والے اور چوڑے سینے والے تھے اور موسیٰ گندم گوں، دراز قامت اور سیدھے بالوں والے تھے جیسے کوئی قبیلہ زط کا آدمی ہو۔

عینی وغیرہ کے نسخہ میں یہاں مجاہد عن ابن عمر مروی ہے، لیکن عن ابن عمر کہنا غلطی ہے، مجاہد عن ابن عباس ہونا چاہیے، کیونکہ اگر عن ابن عمر ہو تو اس حدیث کا عنقریب آنے والی احمد بن محمد المکی کی حدیث سے تعارض لازم آئے گا، اس لیے کہ اس حدیث میں ابن عمر سے "فأما عیسی، فأحمرُ" مروی ہے، اور آئندہ آنے والی احمد بن محمد مکی کی حدیث میں ابن عمر سے اس کے خلاف "ما قال النبي صلى الله عليه وسلم لعيسىٰ أحمر" مروی ہے، اور تعارض تب لازم آتا ہے جب کہ مجاہد عن ابن عمر کہا جائے لیکن اگر مجاہد عن ابن عباس کہا جائے جیسے کہ

حافظ والے نسخہ میں ہے تو کوئی تعارض نہیں ہے۔

اور حضرت ابن عمر کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے "أحمر" کی نفی کرنا بھی ان کے عدم سماع پر محمول ہے، ورنہ حضرت ابو ہریرہ وغیرہ کی احادیث میں نبی اکرم ﷺ سے حضرت عیسیٰ کو "أحمر" کہنا ثابت ہے۔

٣٤٣٩: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوسَى عَنْ نَافِعٍ قَالَ عَبْدُ اللهِ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْنَ ظَهْرَيِ النَّاسِ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ أَلَا إِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ۔

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابوضمرہ نے بیان کہا، انہوں نے کہا ہم سے موسیٰ نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن لوگوں کے سامنے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے، لیکن دجال داہنی آنکھ سے کانا ہوگا۔ اس کی آنکھ اٹھے ہوئے انگور کی طرح ہوگی۔

٣٤٤٠: وَأَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ كَأَحْسَنِ مَا يُرَى مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُهُ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ رَجِلُ الشَّعَرِ يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا هَذَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ رَأَيْتُ رَجُلًا وَرَاءَهُ جَعْدًا قَطِطًا أَعْوَرَ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَأَشْبَهِ مَنْ رَأَيْتُ بِابْنِ قَطَنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلٍ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ تَابَعَهُ عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ۔



اور میں نے رات کعبہ کے پاس خواب میں ایک گندمی رنگ کے آدمی کو دیکھا جو گندمی رنگ کے آدمیوں میں شکل کے اعتبار سے سب سے زیادہ حسین وجمیل تھا۔ اس کے سر کے بال شانوں تک لٹک رہے تھے، سر سے پانی ٹپک رہا تھا اور دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے شانوں پر رکھے ہوئے وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ یہ مسیح ابن مریم ہیں۔ اس کے بعد میں نے ایک شخص کو دیکھا، سخت اور مڑے ہوئے بالوں والا جو داہنی آنکھ سے کانا تھا۔ اسے میں نے ابن قطن سے سب سے زیادہ شکل میں ملتا ہوا پایا، وہ بھی ایک شخص کے شانوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا، یہ کون ہے؟ فرشتوں نے بتایا کہ یہ دجال ہے۔ اس روایت کی متابعت عبیداللہ نے نافع سے کی ہے۔





٣٤٤١: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَا وَاللهِ مَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعِيسَى أَحْمَرُ وَلَكِنْ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعَرِ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطِفُ رَأْسُهُ مَاءً أَوْ يُهَرَاقُ رَأْسُهُ مَاءً فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا ابْنُ مَرْيَمَ فَذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ



أَحْمَرُ جَسِيمٌ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ عَيْنِهِ الْيُمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا هَذَا الدَّجَّالُ وَأَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ رَجُلٌ مِنْ خُزَاعَةَ هَلَكَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ۔

ہم سے احمد بن محمد مکی نے بیان کیا، کہا ہم نے ابراہیم بن سعد سے سنا، کہا کہ مجھ سے زہری نے بیان کیا، ان سے سالم نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم نبی کریم ﷺ نے حضرت عیسیٰ کے بارے میں یہ نہیں فرمایا تھا کہ وہ سرخ تھے بلکہ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ میں نے خواب میں ایک مرتبہ بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے اپنے کو دیکھا، اس وقت مجھے ایک صاحب نظر آئے جو گندمی رنگ لٹکے ہوئے بال والے تھے، دو آدمیوں کے درمیان ان کا سہارا لئے ہوئے اور سر سے پانی صاف کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ تو فرشتوں نے جواب دیا کہ آپ ابن مریم ہیں۔ اس پر میں نے انہیں غور سے دیکھا تو مجھے ایک اور شخص بھی دکھائی دیا جو سرخ، موٹا، سر کے بال مڑے ہوئے اور داہنی آنکھ سے کانا تھا، اس کی آنکھ ایسی دکھائی دیتی تھی جیسے اٹھا ہوا انگور ہو، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ یہ دجال ہے۔ اس سے شکل وصورت میں ابن قطن بہت زیادہ مشابہ تھا۔ زہری نے کہا کہ یہ قبیلہ خزاعہ کا ایک شخص تھا جو جاہلیت کے زمانہ میں مر گیا تھا۔

۳۴۴۲: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِابْنِ مَرْيَمَ وَالْأَنْبِيَاءُ أَوْلَادُ عَلَّاتٍ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں ابوسلمہ نے خبر دی اور ان سے حضرت ابوہریرہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ میں ابن مریم سے دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ قریب ہوں، انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہیں اور میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔

قولہ "أَنَا أَوْلَى النَّاسِ" یعنی آپ، عیسیٰ علیہ السلام کے باقی لوگوں سے زیادہ قریب ہیں، کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام اور آپ ﷺ کے درمیان کوئی اور نبی نہیں ہے، اور آپ پر نبوت ورسالت کا سلسلہ بند کر دیا گیا ہے، اگرچہ قرب قیامت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو گا، لیکن اس وقت ان کو نبوت تو نہیں ملے گی۔

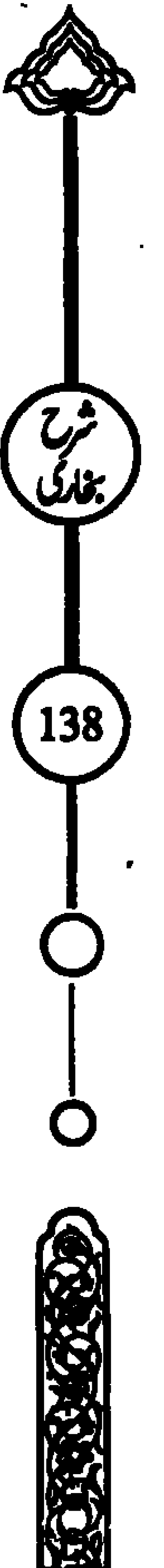
۳۴۴۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَالْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ أُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ۔

ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، کہ ہم سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہلال بن علی نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن ابی عمرہ نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں عیسیٰ بن مریم سے اور لوگوں کی بہ نسبت زیادہ قریب ہوں، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور انبیاء علیہم السلام علاتی بھائیوں (کی طرح) ہیں۔ ان سے مسائل میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن دین سب کا ایک ہی ہے۔ اور ابراہیم بن طہمان نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے، ان سے صفوان بن سلیم نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قولہ "وَأُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى" یعنی انبیاء کرام کا باہمی فروع میں اختلاف ہے، اصول سب کے ایک ہیں، اصول میں اختلاف نہیں ہے۔

٣٤٤٤: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَى عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَجُلًا يَسْرِقُ فَقَالَ لَهُ أَسَرَقْتَ قَالَ كَلَّا وَاللهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَقَالَ عِيسَى آمَنْتُ بِاللهِ وَكَذَّبْتُ عَيْنِي۔

مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ہمام نے اور انہیں حضرت ابوہریرہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نے فرمایا، عیسیٰ ابن مریم نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا پھر اس سے دریافت فرمایا تو نے چوری کی ہے؟ اس نے کہا کہ ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور میری آنکھوں کو دھوکا ہوا۔



قولہ "كَذَّبْتُ عَيْنِي" اس آدمی نے جب قسم اٹھالی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کی قسم کا اعتبار کیا اور فرمایا میری آنکھوں کو غلطی لگی ہے؛ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ چیز تیری ہی ملک ہو، اور میں نے سمجھ لیا کہ یہ غیر کی ملک سے چیز اٹھا رہا ہے۔

٣٤٤٥: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ سَمِعَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ فَقُولُوا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ۔

ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زہری سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ مجھے عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے، انہوں نے حضرت عمر کو منبر پر یہ کہتے سنا تھا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا مجھے میرے مرتبے سے زیادہ نہ بڑھاؤ، جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو نصاریٰ نے ان کے مرتبہ سے بڑھا دیا۔ میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں، اس لیے

یہی کہا کرو (میرے متعلق) کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

٣٤٤٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا صَالِحُ بْنُ حَيٍّ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ قَالَ لِلشَّعْبِيِّ فَقَالَ الشَّعْبِيُّ أَخْبَرَنِي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَدَّبَ الرَّجُلُ أَمَتَهُ فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا كَانَ لَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا آمَنَ بِعِيسَى ثُمَّ آمَنَ بِي فَلَهُ أَجْرَانِ وَالْعَبْدُ إِذَا اتَّقَى رَبَّهُ وَأَطَاعَ مَوَالِيَهُ فَلَهُ أَجْرَانِ۔

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبردی، کہا ہم کو صالح بن حیی نے خبردی کہ خراسان کے ایک شخص نے شعبی سے پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھے ابوہریرہ نے خبر دی اور ان سے حضرت ابوموسیٰ اشعری نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا، اگر کوئی شخص اپنی لونڈی کو اچھی طرح ادب سکھلائے اور پورے طور پر اسے دین کی تعلیم دے۔ پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کرلے تو اسے دگنا ثواب ملتا ہے اور وہ شخص جو پہلے حضرت عیسیٰ پر ایمان رکھتا تھا، پھر مجھ پر ایمان لایا تو اسے بھی دگنا ثواب ملتا ہے اور وہ غلام جو اپنے رب کا بھی ڈر رکھتا ہے اور اپنے آقا کی بھی اطاعت کرتا ہے تو اسے بھی دگنا ثواب ملتا ہے۔

شرح بخاری

قولہ "قَالَ لِلشَّعْبِيِّ" یہاں سوال کو حذف کر دیا گیا ہے جسے حبان بن موسیٰ نے ابن مبارک سے یوں نقل کیا ہے۔"فقال إن رجلا من أهل خراسان، قال للشعبي إنا نقول عندنا :إن الرجل إذا أعتق أم ولده ثم تزوجها فهو كالراكب بدنته" یعنی خراسانی نے کہا کہ کسی آدمی کا اپنی لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرنا ایسے ہے جیسے بدنہ پر سواری کرنا ہے، تو شعبی نے اسے نبی اکرم ﷺ کی حدیث سنائی کہ لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرنا باعث ثواب ہے، بدنہ پر سواری کرنا اگرچہ منع ہے، لیکن اپنی لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرنا منع نہیں ہے۔

٣٤٤٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُحْشَرُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ فَأَوَّلُ مَنْ يُكْسَى إِبْرَاهِيمُ ثُمَّ يُؤْخَذُ بِرِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِي ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ أَصْحَابِي فَيُقَالُ إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفَرَبْرِيُّ ذُكِرَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَنْ قَبِيصَةَ

قَالَ هُمُ الْمُرْتَدُّونَ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ فَقَاتَلَهُمْ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔

ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے مغیرہ بن نعمان نے، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (قیامت کے دن) تم لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بغیر ختنہ کے اٹھائے جاؤ گے۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی "جس طرح ہم نے انہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اسی طرح ہم دوبارہ لوٹائیں گے، یہ ہماری جانب سے وعدہ ہے اور بیشک ہم اسے کرنے والے ہیں"، پھر سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑا پہنایا جائے گا۔ پھر میرے اصحاب کو دائیں (جنت کی) طرف لے جایا جائے گا۔ لیکن کچھ کو بائیں (جہنم کی) طرف لے جایا جائے گا۔ میں کہوں گا کہ یہ تو میرے اصحاب ہیں لیکن مجھے بتایا جائے گا کہ جب آپ ان سے جدا ہوئے تو اسی وقت انہوں نے ارتداد اختیار کرلیا تھا۔ میں اس وقت وہی کہوں گا جو نیک بندے عیسیٰ بن مریم نے کہا تھا کہ جب تک میں ان میں موجود تھا ان کی نگرانی کرتا رہا لیکن جب تو نے مجھے اٹھالیا تو تو ہی ان کا نگہبان ہے اور تو ہر چیز پر نگہبان ہے۔" آیت "العزیز الحکیم تک، محمد بن یوسف نے بیان کیا کہ ابوعبداللہ سے روایت ہے اور ان سے قبیصہ نے بیان کیا کہ یہ وہ مرتدین ہیں جنہوں نے حضرت ابوبکر کے عہد خلافت میں کفر اختیار کیا تھا اور جن سے ابوبکر نے جنگ کی تھی۔

قولہ "فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ" اس بارہ میں اختلاف ہے کہ یہ سوال مسیح علیہ السلام کو ہو چکا ہے یا ہو گا، بعض کہتے ہیں کہ یہ سوال ہو چکا ہے، لیکن ابن کثیر نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ یہ سوال قیامت کے دن ہو گا،

قولہ "ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ" یہ لوگ دائیں، بائیں سے پکڑے جائیں گے، کیونکہ یہ لوگ دیگر لوگوں میں خلط ملط ہوں گے، اور اصحاب سے مراد یہ ہے کہ جو لوگ آپ کا ساتھ دے کر اسلام سے پھر گئے تھے، اور یہ اعراب قسم کے لوگ تھے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مرتد ہو گئے تھے، ان سے ابوبکر صدیق اور ان کی جماعت نے مقابلہ کیا تھا جو اللہ تعالیٰ کے محبوب تھے، ارشاد باری تعالیٰ ہے "مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ" [1]

۴۹۔ بَابُ نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ۔

باب: حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا آسمان سے اترنا۔

٣٤٤٨: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرَ

[1] المائدة: ۵۴

الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الخِنْزِيرَ وَيَضَعَ الجِزْيَةَ وَيَفِيضَ المَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ القِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا۔

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ نے سنا، انہوں نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، اس ذات کے قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ زمانہ قریب ہے کہ عیسیٰ ابن مریم تمہارے درمیان ایک عادل حاکم کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے، سور کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے۔ اس وقت مال کی اتنی کثرت ہو جائے گی کہ کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا۔ اس وقت کا ایک سجدہ دنیا ومافیہا سے بڑھ کر ہو گا۔ پھر حضرت ابوہریرہ نے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو" اور کوئی اہل کتاب ایسا نہیں ہو گا جو عیسیٰ کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوں گے۔"

اس بارہ میں اختلاف ہے کہ مسیح علیہ السلام فوت ہونے کے بعد اٹھائے گئے ہیں یا زندہ اٹھائے گئے ہیں، قرآن کریم میں اس سے متعلق "إِذْ قَالَ اللهُ يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ"[1] آتا ہے، "مُتَوَفِّيكَ" کا اشتقاق "أخذ الشئ وافيا" سے ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کہ میں تجھے پورا پورا اٹھانے والا ہوں، اس معنیٰ کے اعتبار سے زندہ اٹھائے گئے ہیں، "مُتَوَفِّيكَ" کا دوسرا معنیٰ "منيمك" کیا گیا ہے، گویا مسیح علیہ السلام نیند کی حالت میں اٹھائے گئے ہیں، اس معنیٰ کے اعتبار سے بھی زندہ اٹھائے گئے ہیں، "مُتَوَفِّيكَ" کا تیسرا معنیٰ "مميتك" کیا گیا ہے، یعنی تجھے اٹھانے والا اور موت دینے والا ہوں، اس صورت میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تقدیم وتاخیر کے قائل ہیں، طبقات ابن سعد میں ہے کہ مسیح علیہ السلام کا رفع پہلے ہے اور توفی بعد میں ہو گی، ان تینوں معانی کا حاصل یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے، لیکن بعض تفسیروں والے لکھتے ہیں کہ وہ دن تک فوت رہے ہیں، ایک قول یہ بھی ہے کہ ان پر جو موت طاری ہوئی ہے دائمی موت نہیں بلکہ وقتی موت تھی اور موت موقت کی قرآن کریم میں متعدد مثالیں ملتی ہیں، سورۃ بقرۃ میں ہے "وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَى لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى نَرَى اللهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ"[2] اور جب تم نے کہا، اے موسیٰ، ہم ہرگز آپ کی بات نہیں مانیں گے، جب تک کہ ہم اللہ تعالیٰ کو سامنے نہ دیکھ لیں، پھر تمہارے دیکھتے ہوئے تمہیں بجلی نے آپکڑا، پھر ہم نے تمہاری موت کے بعد تمہیں اٹھایا، تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔

سورۃ بقرۃ میں ہی دوسرے مقام میں ہے "أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ

---

[1] آل عمران:۵۵

[2] البقرۃ:۵۵،۵۶

فَقَالَ لَهُمُ اللهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ"[1] کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو موت کے ڈر سے ہزاروں کی تعداد میں اپنے گھروں سے نکلے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا مر جاؤ، پھر انہیں زندہ کیا، سورۃ بقرۃ میں ہی یہ واقعہ بھی ذکر ہے "أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّى يُحْيِي هَذِهِ اللهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَأَمَاتَهُ اللهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ"[2] یا اس شخص کی مثل جس کا گزر ایک بستی پر ہوا جو اپنی چھتوں کے بل اوندھی پڑی تھی، اس نے کہا، اس کے ہلاک ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ اسے کیسے زندہ کرے گا؟ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے سو برس تک مارے رکھا اس کے بعد اسے زندہ کیا۔ ان سب واقعات میں جو موت دی گئی ہے وہ موت مؤقت ہے، ایسے ہی مسیح علیہ السلام کے بارہ میں بھی علماء نے کہا ہے کہ ان پر جو موت طاری ہوئی ہے وہ موت مؤقت ہے، اس وقتی موت کے بعد وہ زندہ کر دیئے گئے، جیسا کہ مذکورہ واقعات میں وقتی موت کے بعد زندہ کیے جانے کا ذکر ہے

دراصل موت کی دو قسمیں ہیں، موت کی ایک صورت یہ ہے کہ انسان بے ہوش ہو جائے، اس صورت پر موت کا اطلاق مجازی ہوگا، دوسری موت یہ ہے کہ انسان سے روح خارج ہو جائے، مذکورہ آیات میں اگر موت مؤقت مراد لی جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ روح اپنے جسم سے پوری طرح الگ نہیں ہوئی، اور اس صورت میں موت حقیقی نہیں ہوگی، اور اگر موت حقیقی مراد ہو تو مذکورہ واقعات مستثنیٰ ہوں گے، ورنہ اصول تو یہی ہے جو قرآن نے ذکر کیا ہے "وَحَرَامٌ عَلَى قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ"[3] یعنی ہلاک شدگان یا فوت شدگان پر عدم رجوع واجب ہے، شہداء کے متعلق آتا ہے کہ وہ شہادت کے بعد دنیا میں رجوع کی خواہش کرتے ہیں، لیکن ان کی یہ خواہش پوری نہیں ہوتی، لہٰذا اصل قانون یہی ہے کہ مرنے کے بعد بعث ونشور قیامت کے دن ہوگا، اس سے پہلے رجوع نہیں ہو سکتا، حافظ نے مسیح علیہ السلام کے بارہ میں دو قول نقل کیے ہیں، ایک یہ کہ مسیح کی موت مؤقت ہے اور مؤقت سے مراد یہ ہے کہ وہ فوت ہونے کے بعد اٹھائے گئے ہیں، پھر نزول تک زندہ ہیں یہ ابن حزم کی رائے ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ اٹھائے گئے ہیں۔

قولہ "أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ" ابن عساکر کے نسخہ میں یہاں "من السماء" کا لفظ بھی آتا ہے، بیہقی کی "کتاب الأسماء والصفات" میں بھی یہ لفظ وارد ہے[4]۔

قولہ "حَكَمًا أَيْ حَاكِمًا" یعنی وہ شریعت اسلامیہ کے مطابق لوگوں کے فیصلے کریں گے؛ کیونکہ یہ شریعت باقی ہے منسوخ نہیں ہوئی جب کہ اس سے پہلی شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں۔

قولہ "فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ" یعنی وہ صلیبیوں کا نصرانی مذہب باطل کر دیں گے، اور صلیب کو توڑ دیں گے جس کی

---

(1) البقرۃ: ۲۴۳
(2) البقرۃ: ۲۵۹
(3) الانبیاء: ۹۵
(4) الاسماء والصفات للبیہقی: ۸۹۵

عیسائی تعظیم کرتے ہیں۔

قولہ "وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ" یعنی اس وقت ایک ہی دین اسلام ہو گا لہذا جنگ اور جزیہ کا خاتمہ ہو جائے گا۔

قولہ "حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ" یعنی اس وقت لوگ عبادت سے قرب الٰہی حاصل کریں گے، مال صدقہ کر کے تقرب حاصل نہیں کریں گے، بعض نے معنی کیا ہے کہ لوگ دنیا سے اعراض کریں گے اور ان کے ہاں دنیا ومافیہا سے ایک سجدہ زیادہ محبوب ہو گا، یا اس سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کے ہاں نماز کی ادائیگی صدقہ سے افضل ہو گی، کیونکہ اس وقت لوگوں کے ہاں مال کی فراوانی ہو گی۔

٣٤٤٩: حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ تَابَعَهُ عُقَيْلٌ وَالْأَوْزَاعِيُّ۔

ہم سے ابن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کہا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے حضرت ابو قتادہ انصاری کے غلام نافع نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا جب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تم میں اتریں گے (تم نماز پڑھ رہے رہو گے) اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہو گا۔ اس روایت کی متابعت عقیل اور اوزاعی نے کی۔

قولہ "وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ" سے مراد یہ ہے کہ وہ اسی شریعت اسلامیہ کا متبع ہو گا، ایک حدیث میں "وأمكم" آتا ہے[1] اس سے مراد بھی یہی ہے کہ وہ رب تعالیٰ کی کتاب قرآن کریم کے ساتھ حکومت کرے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت آسمان سے اتریں گے، اور شادی کریں گے[2]، اور چالیس سال یا اس سے کم وبیش مقیم رہیں گے، اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں گے، پھر فوت ہوں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے[3]۔

٥٠۔ بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ

باب: بنی اسرائیل کے واقعات کا بیان۔

اسرائیل سے مراد یعقوب علیہ السلام ہیں، اس باب میں ان کی اولاد کے عجیب وغریب واقعات ذکر کرنا مقصود ہے، حافظ کے بقول امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب کے تحت چونتیس احادیث ذکر کی ہیں، ان میں سے اکثر احادیث میں بنی اسرائیل کے واقعات ذکر ہیں، بعض احادیث میں بنی اسرائیل کا لفظ نہیں آیا ہو سکتا ہے کہ یہ راوی کے اختصار کی وجہ سے

---

1. صحیح مسلم (١٥٥) ٢٤٥
2. الفتن لنعیم بن حماد ١٦١٦
3. سنن ابی داود: ٤٣٢٤

ہے، ان میں سے پہلی حدیث تین اجزاء پر مشتمل ہے، ان میں سے دوسرے اور تیسرے جزء کا ترجمہ باب سے تعلق ہے دوسرا جزء اس آدمی سے متعلق ہے جو لوگوں سے معاملہ کرتے وقت نرمی کرتا تھا اور دوسرا شخص وہ ہے جس نے اپنی اولاد کو اپنے مرنے کے بعد جلا کر پیس لینے کے بعد اس کی راکھ کو ہوا میں اڑانے کا حکم دیا تھا۔

۳۴۵۰: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو لِحُذَيْفَةَ أَلَا تُحَدِّثُنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ إِنَّ مَعَ الدَّجَّالِ إِذَا خَرَجَ مَاءً وَنَارًا فَأَمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهَا النَّارُ فَمَاءٌ بَارِدٌ وَأَمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهُ مَاءٌ بَارِدٌ فَنَارٌ تُحْرِقُ فَمَنْ أَدْرَكَ مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِي الَّذِي يَرَى أَنَّهَا نَارٌ فَإِنَّهُ عَذْبٌ بَارِدٌ۔

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا کہ حضرت عقبہ بن عمرو نے حضرت حذیفہ سے کہا، کیا آپ وہ حدیث ہم سے نہیں بیان کریں گے جو آپ نے رسول اللہ سے سنی تھی؟ انہوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ جب دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ آگ اور پانی ہوگا اور لوگوں کو جو ٹھنڈا پانی دکھائی دے گا تو وہ جلانے والی آگ ہوگی۔ اس لیے تم میں سے جو کوئی اس کے زمانے میں ہو تو اسے اس میں گرنا چاہیے جو آگ ہوگی۔ کیونکہ وہی انتہائی شیریں اور ٹھنڈا پانی ہوگا۔

۳۴۵۱: قَالَ حُذَيْفَةُ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ أَتَاهُ الْمَلَكُ لِيَقْبِضَ رُوحَهُ فَقِيلَ لَهُ هَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَيْرٍ قَالَ مَا أَعْلَمُ قِيلَ لَهُ انْظُرْ قَالَ مَا أَعْلَمُ شَيْئًا غَيْرَ أَنِّي كُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا وَأُجَازِيهِمْ فَأُنْظِرُ الْمُوسِرَ وَأَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ فَأَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ۔

حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ پہلے زمانے میں ایک شخص کے پاس ملک الموت ان کی روح قبض کرنے آئے تو ان سے پوچھا گیا کوئی اپنی نیکی تمہیں یاد ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے تو یاد نہیں پڑتی، ان سے دوبارہ کہا گیا کہ یاد کرو! انہوں نے کہا کہ مجھے کوئی اپنی نیکی یاد نہیں، سوا اس کے کہ میں دنیا میں لوگوں کے ساتھ خرید وفروخت کیا کرتا تھا اور لین دین کیا کرتا تھا، جو لوگ خوشحال ہوتے انہیں تو میں (اپنا قرض وصول کرتے وقت) مہلت دیا کرتا اور تنگ ہاتھ والوں کو معاف کر دیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی پر جنت میں داخل کیا۔

۳۴۵۲: فَقَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا حَضَرَهُ الْمَوْتُ فَلَمَّا يَئِسَ مِنَ الْحَيَاةِ أَوْصَى أَهْلَهُ إِذَا أَنَا مُتُّ فَاجْمَعُوا لِي حَطَبًا كَثِيرًا وَأَوْقِدُوا فِيهِ نَارًا حَتَّى إِذَا أَكَلَتْ لَحْمِي وَخَلَصَتْ إِلَى عَظْمِي فَامْتُحِشَتْ فَخُذُوهَا فَاطْحَنُوهَا ثُمَّ انْظُرُوا يَوْمًا رَاحًا فَاذْرُوهُ فِي الْيَمِّ فَفَعَلُوا

فَجَمَعَهُ اللهُ فَقَالَ لَهُ لِمَ فَعَلْتَ ذَلِكَ قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَغَفَرَ اللهُ لَهُ قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو وَأَنَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ ذَاكَ وَكَانَ نَبَّاشًا۔

اورحضرت حذیفہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص کو موت کا جب وقت آگیا اور وہ اپنی زندگی سے بالکل مایوس ہوگیا تو اس نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ جب میری موت ہوجائے تو میرے لیے بہت ساری لکڑیاں جمع کرنا اور ان میں آگ لگادینا۔ جب آگ میرے گوشت کو جلا چکے اور آخری ہڈی کو بھی جلادے تو ان جلی ہوئی ہڈیوں کو پیس ڈالنا اور کسی تند ہوا والے دن کا انتظار کرنا اور (ایسے کسی دن) میری راکھ کو دریا میں بہادینا۔ اس کے گھر والوں نے ایسا ہی کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی راکھ کو جمع کیا اور اس سے پوچھا ایسا تو نے کیوں کروایا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ تیرے ہی خوف سے اے اللہ! اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے اس کی مغفرت فرمادی۔ حضرت عقبہ بن عمرو نے کہا کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ یہ شخص کفن چور تھا۔

قولہ "وَكَانَ نَبَّاشًا" حضرت عقبہ بن عمرو کہتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ شخص کفن چور تھا، قیامت کے دن اسے سزا ہوگی، پھر اس کے ایمان اور رب سے ڈر جانے کی وجہ سے اس کی نجات ہو جائے گی، جیسا کہ بعض روایات میں آتا ہے۔

نباش کے بارہ میں بعض علماء کا قول ہے کہ اس کی سزا قطع ید ہے۔

٣٤٥٣: حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنِي مَعْمَرٌ وَيُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَائِشَةَ وَابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَا لَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً عَلَى وَجْهِهِ فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ وَهُوَ كَذَلِكَ لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا۔

مجھ سے بشر بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو عبداللہ نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھ کو معمر اور یونس نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، جب رسول اللہ ﷺ پر نزع کی حالت طاری ہوئی تو آپ اپنی چادر چہرہ مبارک پر بار بار ڈال لیتے پھر جب شدت بڑھتی تو اسے ہٹا دیتے تھے۔ حضور ﷺ نے اسی حالت میں فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یہود ونصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ آنحضور ﷺ اس امت کو ان کے کئے سے ڈرانا چاہتے تھے۔

اس حدیث میں یہود ونصاریٰ کا ذکر ہے جن پر قبر پرستی کے جرم کی وجہ سے لعنت کی گئی ہے۔

٣٤٥٥: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ قَالَ

سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ قَالَ قَاعَدْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ خَمْسَ سِنِينَ فَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ قَالُوا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ فُوا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ أَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ۔

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے فرات قزاز نے بیان کیا، انہوں ابوالحازم سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں حضرت ابوہریرہ کے مجلس میں پانچ سال تک بیٹھا ہوں۔ میں نے انہیں رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بیان کرتے سنا کہ آپ نے فرمایا بنی اسرائیل کے انبیاء ان کی سیاسی رہنمائی بھی کیا کرتے تھے، جب بھی ان کا کوئی نبی ہلاک ہو جاتا تو دوسرے ان کی جگہ آموجود ہوتے، لیکن یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ہاں میرے نائب ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ان کے متعلق آپ کا ہمیں کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس سے بیعت کرلو، بس اسی کی وفاداری پر قائم رہو اور ان کا جو حق ہے اس کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن ان کی رعایا کے بارے میں سوال کرے گا۔



٣٤٥٦: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتَّى لَوْ سَلَكُوا جُحْرَ ضَبٍّ لَسَلَكْتُمُوهُ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى قَالَ فَمَنْ۔

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوغسان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے زید بن اسلم نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے حضرت ابوسعید نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم لوگ پہلی امتوں کے طریقوں کے قدم بقدم پیروی کرو گے یہاں تک کہ اگر وہ لوگ کسی ساہنہ کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم اس میں داخل ہو گے۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ کی مراد پہلی امتوں سے یہود و نصاریٰ ہیں؟ آپ نے فرمایا اور کون ہو سکتا ہے؟

٣٤٥٧: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوسَ فَذَكَرُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى فَأُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُوتِرَ الْإِقَامَةَ۔



ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے، ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے انس نے بیان کیا کہ (نماز کے لیے اعلان کے طریقے پر بحث کرتے وقت) صحابہ نے آگ اور ناقوس کا ذکر کیا، ان لیکن بعض نے کہا کہ یہ تو یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے۔ آخر بلال کو حکم ہوا کہ

اذان میں (کلمات) دو دو دفعہ کہیں اور تکبیر میں ایک ایک دفعہ۔

۳٤٥٨: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَانَتْ تَكْرَهُ أَنْ يَجْعَلَ يَدَهُ فِي خَاصِرَتِهِ وَتَقُولُ إِنَّ الْيَهُودَ تَفْعَلُهُ تَابَعَهُ شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ۔

ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابوالضحیٰ نے بیان کیا، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کوکھ پر ہاتھ رکھنے کو ناپسند کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ اس طرح یہود کرتے ہیں۔ اس روایت کی متابعت شعبہ نے اعمش سے کی ہے۔

۳٤٥٩: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِي أَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْأُمَمِ مَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَإِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارَى مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ أَلَا فَأَنْتُمُ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ أَلَا لَكُمُ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ فَغَضِبَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى فَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَأَقَلُّ عَطَاءً قَالَ اللهُ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوا لَا قَالَ فَإِنَّهُ فَضْلِي أُعْطِيهِ مَنْ شِئْتُ[1]۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا زمانہ پچھلی امتوں کے مقابلے میں ایسا ہے جیسے عصر سے مغرب تک کا وقت ہے، تمہاری مثال یہود و نصاریٰ کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کچھ مزدور لئے اور کہا کہ میرا کام آدھے دن تک کون ایک ایک قیراط کی اجرت پر کرے گا؟ یہود نے آدھے دن تک ایک ایک قیراط کی مزدوری پر کام کرنا طے کر لیا۔ پھر اس شخص نے کہا کہ آدھے دن سے عصر کی نماز تک میرا کام کون شخص ایک ایک قیراط کی مزدوری پر کرے گا۔ اب نصاریٰ ایک ایک قیراط کی مزدوری پر آدھے دن سے عصر کے وقت تک مزدوری کرنے پر تیار ہو گئے۔ پھر اس شخص نے کہا کہ عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک دو دو قیراط پر کون شخص میرا کام کرے گا؟ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ تمہیں لوگ ہو جو دو دو قیراط کی مزدوری پر عصر سے سورج ڈوبنے تک کام کرو گے، تم آگاہ

---

[1] یہ حدیث اس سے قبل منحۃ الباری، رقم الحدیث ۵۵۷ کے تحت بمع شرح گزر چکی ہے۔

رہو کہ تمہاری مزدوری دگنی ہے۔ یہود ونصاری اس فیصلہ پر غصے ہو گئے اور کہنے لگے کہ کام تو ہم زیادہ کریں اور مزدوری ہمیں کو کم ملے۔ اللہ تعالی نے ان سے فرمایا کیا میں نے تمہیں تمہارا حق دینے میں کوئی کمی کی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ پھر یہ میرا فضل ہے، میں جسے چاہوں زیادہ دوں۔

۳۴۶۰: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قَاتَلَ اللهُ فُلَانًا أَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَجَمَلُوهَا فَبَاعُوهَا تَابَعَهُ جَابِرٌ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے طاؤس نے، ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر سے سنا انہوں نے کہا اللہ تعالی فلاں کو تباہ کرے۔ انہیں معلوم نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، یہود پر اللہ کی لعنت ہو، ان کے لیے چربی حرام ہوئی تو انہوں نے اسے پگھلا کر بیچنا شروع کر دیا۔ اس روایت کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ جابر اور ابوہریرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

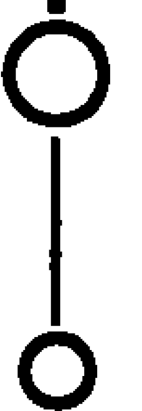


قولہ "قَاتَلَ اللهُ فُلَانًا" اس فلاں سے مراد سمرۃ بن جندب ہیں، انہوں نے کسی ذمی کافر سے جزیہ وصول کرنا تھا، اس کے پاس شراب ہی تھی، وہ شراب بیچ کر اس کا پیسہ لے کر بیت المال کو بھیج دیا، جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے اس پر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا، اللہ فلاں کو مارے اس نے ایسا کیوں کیا، اور حدیث مذکور بیان کی، حضرت سمرۃ کو اس حدیث کا علم نہیں ہو گا اس لیے انہوں نے اپنے اجتہاد سے یہ رائے اختیار کی، اور اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر سختی نہیں کی۔

شرح بخاری

۳۴۶۱: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

ہم سے ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم کو اوزاعی نے خبر دی، کہا ہم سے حسان بن عطیہ نے بیان کیا، ان سے ابو کبشہ نے اور انسے حضرت عبداللہ بن عمر نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرا پیغام لوگوں کو پہنچاؤ! اگرچہ ایک ہی آیت ہو اور بنی اسرائیل کے واقعات تم بیان کر سکتے ہو، اس میں کوئی حرج نہیں اور جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ باندھا تو اسے اپنے جہنم کے ٹھکانے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔



۳۴۶۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبُغُونَ فَخَالِفُوهُمْ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا، اور ان سے حضرت ابوہریرہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، یہود و نصاری (داڑھی وغیرہ) میں خضاب نہیں لگاتے، تم لوگ اس کے خلاف طریقہ اختیار کرو (یعنی خضاب لگایا کرو)۔

۳٤٦٣: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنِي حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا جُنْدَبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ وَمَا نَسِينَا مُنْذُ حَدَّثَنَا وَمَا نَخْشَى أَنْ يَكُونَ جُنْدُبٌ كَذَبَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهِ جُرْحٌ فَجَزِعَ فَأَخَذَ سِكِّينًا فَحَزَّ بِهَا يَدَهُ فَمَا رَقَأَ الدَّمُ حَتَّى مَاتَ قَالَ اللهُ تَعَالَى بَادَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ۔

مجھ سے محمد نے بیان کیا، ان سے حجاج نے، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا ان سے حسن نے، کہا ہم سے حضرت جندب بن عبداللہ نے اسی مسجد میں بیان کیا (حسن نے کہا کہ) انہوں نے جب ہم سے بیان کیا ہم اسے بھولے نہیں اور نہ ہمیں اس کا اندیشہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف اس حدیث کی نسبت غلط کی ہوگی، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، پچھلے زمانے میں ایک شخص (کے ہاتھ میں) زخم ہو گیا تھا اور اسے اس سے بڑی تکلیف تھی، آخر اس نے چھری سے اپنا ہاتھ کاٹ لیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خون بہنے لگا اور اسی سے وہ مر گیا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندے نے خود میرے پاس آنے میں جلدی کی اس لیے میں نے بھی جنت کو اس پر حرام کر دیا۔

۵۱۔ بَابُ حَدِيثُ أَبْرَصَ، وَأَعْمَى، وَأَقْرَعَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ

باب: بنی اسرائیل کے ایک کوڑھی اور ایک نابینا اور ایک گنجے کا بیان۔

۳٤٦٤: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ ثَلَاثَةً فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ أَبْرَصَ وَأَقْرَعَ وَأَعْمَى بَدَا لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا فَأَتَى الْأَبْرَصَ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ وَجِلْدٌ حَسَنٌ قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ فَأُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا وَجِلْدًا حَسَنًا فَقَالَ أَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْإِبِلُ أَوْ قَالَ الْبَقَرُ هُوَ شَكَّ فِي ذَلِكَ إِنَّ الْأَبْرَصَ وَالْأَقْرَعَ قَالَ أَحَدُهُمَا الْإِبِلُ وَقَالَ الْآخَرُ الْبَقَرُ فَأُعْطِيَ نَاقَةً

عُشَرَاءَ فَقَالَ يُبَارَكُ لَكَ فِيهَا وَأَتَى الْأَقْرَعَ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ شَعَرٌ حَسَنٌ وَيَذْهَبُ عَنِّي هَذَا قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ وَأُعْطِيَ شَعَرًا حَسَنًا قَالَ فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْبَقَرُ قَالَ فَأَعْطَاهُ بَقَرَةً حَامِلًا وَقَالَ يُبَارَكُ لَكَ فِيهَا وَأَتَى الْأَعْمَى فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ يَرُدُّ اللهُ إِلَيَّ بَصَرِي فَأُبْصِرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللهُ إِلَيْهِ بَصَرَهُ قَالَ فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْغَنَمُ فَأَعْطَاهُ شَاةً وَالِدًا فَأُنْتِجَ هَذَانِ وَوَلَّدَ هَذَا فَكَانَ لِهَذَا وَادٍ مِنْ إِبِلٍ وَلِهَذَا وَادٍ مِنْ بَقَرٍ وَلِهَذَا وَادٍ مِنْ غَنَمٍ ثُمَّ إِنَّهُ أَتَى الْأَبْرَصَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ فَقَالَ رَجُلٌ مِسْكِينٌ تَقَطَّعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِي سَفَرِي فَلَا بَلَاغَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللهِ ثُمَّ بِكَ أَسْأَلُكَ بِالَّذِي أَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِيرًا أَتَبَلَّغُ عَلَيْهِ فِي سَفَرِي فَقَالَ لَهُ إِنَّ الْحُقُوقَ كَثِيرَةٌ فَقَالَ لَهُ كَأَنِّي أَعْرِفُكَ أَلَمْ تَكُنْ أَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ فَقِيرًا فَأَعْطَاكَ اللهُ فَقَالَ لَقَدْ وَرِثْتُ لِكَابِرٍ عَنْ كَابِرٍ فَقَالَ إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللهُ إِلَى مَا كُنْتَ وَأَتَى الْأَقْرَعَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِهَذَا فَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلَيْهِ هَذَا فَقَالَ إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللهُ إِلَى مَا كُنْتَ وَأَتَى الْأَعْمَى فِي صُورَتِهِ فَقَالَ رَجُلٌ مِسْكِينٌ وَابْنُ سَبِيلٍ وَتَقَطَّعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِي سَفَرِي فَلَا بَلَاغَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللهِ ثُمَّ بِكَ أَسْأَلُكَ بِالَّذِي رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً أَتَبَلَّغُ بِهَا فِي سَفَرِي فَقَالَ قَدْ كُنْتُ أَعْمَى فَرَدَّ اللهُ بَصَرِي وَفَقِيرًا فَقَدْ أَغْنَانِي فَخُذْ مَا شِئْتَ فَوَاللهِ لَا أَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ أَخَذْتَهُ لِلهِ فَقَالَ أَمْسِكْ مَالَكَ فَإِنَّمَا ابْتُلِيتُمْ فَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنْكَ وَسَخِطَ عَلَى صَاحِبَيْكَ۔



مجھ سے احمد بن اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن عاصم نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبدالرحمن بن ابی عمرۃ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سنا (دوسری سند) اور مجھ سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا، انہیں ہمام نے خبر دی، ان سے اسحاق بن عبداللہ نے بیان کیا، انہیں عبدالرحمن بن ابی عمرہ نے خبر دی اور ان سے حضرت ابوہریرہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین شخص تھے، ایک کوڑھی، دوسرا اندھا اور تیسرا گنجا، اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کا امتحان لے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ فرشتہ پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تمہیں سب سے زیادہ کیا چیز پسند ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اچھا رنگ اور اچھی چمڑی کیونکہ مجھ سے لوگ پرہیز کرتے ہیں۔ بیان کیا کہ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری دور ہو گئی اور اس کا رنگ بھی خوبصورت ہو گیا اور چمڑی بھی اچھی ہو گئی۔ فرشتے نے پوچھا کس طرح کا مال تم زیادہ پسند کرو گے؟ اس نے کہا کہ اونٹ! یا اس نے گائے کہی، اسحاق بن عبداللہ کو اس سلسلے میں شک تھا کہ کوڑھی اور گنجے دونوں میں سے ایک





نے اونٹ کی خواہش کی تھی اور دوسرے نے گائے کی۔ چنانچہ اسے حاملہ اونٹنی دی گئی اور کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت دے گا، پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تمہیں کیا چیز پسند ہے؟ اس نے کہا کہ عمدہ بال اور موجودہ عیب میرا ختم ہو جائے، کیونکہ لوگ اس کی وجہ سے مجھ سے پرہیز کرتے ہیں۔ بیان کیا کہ فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کا عیب جاتا رہا اور اس کے بجائے عمدہ بال آگئے۔ فرشتے نے پوچھا، کس طرح کا مال پسند کرو گے؟ اس نے کہا کہ گائے! بیان کیا کہ فرشتے نے اسے حاملہ گائے دے دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت دے گا۔ پھر اندھے کے پاس فرشتہ آیا اور کہا کہ تمہیں کیا چیز پسند ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے آنکھوں کی روشنی دے دے تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ بیان کیا کہ فرشتے نے ہاتھ پھیرا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی اسے واپس دے دی۔ پھر پوچھا کہ کس طرح کا مال تم پسند کرو گے؟ اس نے کہا کہ بکریاں! فرشتے نے اسے حاملہ بکری دے دے۔ پھر تینوں جانوروں کے بچے پیدا ہوئے، یہاں تک کہ کوڑھی کے اونٹوں سے اس کی وادی بھر گئی، گنجے کی گائے بیل سے اس کی وادی بھر گئی اور اندھے کی بکریوں سے اس کی وادی بھر گئی۔

پھر دوبارہ فرشتہ اپنی اسی پہلی شکل میں کوڑھی کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک نہایت مسکین وفقیر آدمی ہوں، سفر کا تمام سامان واسباب ختم ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی سے حاجت پوری ہونے کی امید نہیں، لیکن میں تم سے اسی ذات کا واسطہ دے کر جس نے تمہیں اچھا رنگ اور اچھا چمڑا اور مال عطا کیا، ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں جس سے سفر کو پورا کر سکوں۔ اس نے فرشتے سے کہا کہ میرے ذمہ حقوق اور بہت سے ہیں۔ فرشتے نے کہا، غالباً میں تمہیں پہچانتا ہوں، کیا تمہیں کوڑھ کی بیماری نہیں تھی جس کی وجہ سے لوگ تم سے گھن کھاتے تھے۔ تم ایک فقیر اور قلاش تھے۔ پھر تمہیں اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں عطا کیں۔ اس نے کہا کہ یہ ساری دولت تو میرے باپ دادا سے چلی آرہی ہے۔ اس نے کہا کہ اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تمہیں اپنی پہلی حالت پر لوٹا دے۔ پھر فرشتہ گنجے کے پاس اپنی اسی پہلی صورت میں آیا اور اس سے بھی وہی درخواست کی اور اس نے بھی وہ کوڑھی والا جواب دیا۔ فرشتے نے کہا کہ اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی پہلی حالت پر لوٹا دے، اس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس آیا، اپنی پہلی صورت میں اور کہا کہ میں ایک مسکین آدمی ہوں، سفر کے تمام سامان ختم ہو چکے ہیں اور تم سے اس ذات کا واسطہ دے کر جس نے تمہیں بینائی واپس دی ہے، ایک بکری مانگتا ہوں جس سے اپنے سفر کے ضروریات پوری کر سکوں۔ اندھے نے جواب دیا کہ واقعی میں اندھا تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل سے بینائی عطا فرمائی اور واقعی میں فقیر ومحتاج تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے مالدار بنایا۔ تم جتنی بکریاں چاہو لے سکتے ہو، اللہ کی قسم جب تم نے خدا کا واسطہ دیا ہے تو جتنا بھی تمہارا جی چاہے لے جاؤ، میں تمہیں ہرگز نہیں روک سکتا۔ فرشتے نے کہا کہ تم اپنا مال اپنے پاس رکھو، یہ تو صرف امتحان تھا اور اللہ تعالیٰ تم سے راضی اور خوش ہے اور تمہارے

دونوں ساتھیوں سے ناراض ہے۔

یہ باب بمنزلہ فائدہ ہے، الگ مستقل باب نہیں ہے، بلکہ گزشتہ باب ماذکر عن بنی اسرائیل کے تحت ہی داخل ہے، اس کے عجیب وغریب ہونے کی وجہ سے علیحدہ باب باندھ کر اس پر تنبیہ کر دی ہے، حافظ نے کرمانی سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ نابینے شخص کا مزاج کوڑی اور گنجے سے صحیح ہوتا ہے، کیونکہ کوڑھ اور گنجاپن مزاج کے فاسد ہونے کی وجہ سے حاصل ہوتے ہیں، جبکہ اندھاپن مزاج کے فاسد ہونے سے نہیں بلکہ خارجی امر کی وجہ سے ہوتا ہے۔

حافظ نے اس حدیث کے فوائد ذکر کرتے ہوئے کہا ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبرت اور نصیحت حاصل کرنے کے لیے گذشتہ لوگوں کا واقعہ بیان کیا جاسکتا ہے، اور یہ ان کی غیبت شمار نہیں ہوگا اور اس سے کفران نعمت سے ڈرانا اور نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کی ترغیب دینا مقصود ہے اور یہ صدقہ کی فضیلت اور کمزوروں کے ساتھ نرمی کرنے اور ان کی عزت کرنے اور ان کی ضرورت کو پورا کرنے پر انگیخت دینا اور کنجوسی اور بخل سے روکنا مطلوب ہے کیونکہ بخل انسان کو جھوٹ بولنے اور کفران نعمت پر ابھارتا ہے۔

۵۲۔ باب أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ

باب اصحاب کہف کے بیان۔

یہ باب بھی مستقل نہیں ہے بلکہ باب فی باب کے قبیل سے ہے، اور یہ بھی بنی اسرائیل کا ہی واقعہ ہے [1]۔

قولہ "الرَّقِيمِ" بخاری نے اس کا معنی کتاب کیا ہے، ابو الکلام نے اس کا معنی بلد کیا ہے، کعب احبار نے بھی شہر معنی کیا ہے، یہ واقعہ دقیانوس کے زمانہ کا ہے، اصحاب کہف اپنے مخالفوں کی گرفت کے خوف سے باہر پہاڑ کی غار میں چھپے تھے، لیکن عیسائیوں نے باہر جنگل میں جاکر عبادت کرنے کو مذہب بنالیا۔

قولہ "وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ" یعنی سونے کی حالت میں ہم ان کی کروٹ کو بدلتے تھے تاکہ ایک جانب ہی لیٹے رہنے سے کہیں مٹی ان کے جسم کو نہ کھاجائے، بعض کہتے کہ یہ حالت ان کے فوت ہونے کی بعد

---

(1) اکثر مفسرین کا قول ہے کہ اصحاب کہف چند افراد تھے ان کی قوم بت پرست تھی، اللہ تعالیٰ نے ان چند نوجوانوں کو توفیق دی اور انہوں نے توحید کو اختیار کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ یہ بت نفع ونقصان کے مالک نہیں ہیں، عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہے جو آسمان وزمین کا خالق ہے، جب ان کے عقیدہ توحید کی خبر اس وقت کے بادشاہ دقیانوس کو پہنچی تو وہ ان موحد نوجوانوں کے خلاف ہو گیا اور مشرک قوم کو ان کے خلاف ابھارنے لگا، اس وقت ان نوجوانوں نے ان کی گرفت سے بچنے کے لیے آبادی سے باہر ایک پہاڑ کی گار میں پناہ لی، عام محققین کا خیال یہ ہے کہ ان اہل توحید کا زمانہ حضرت عیسیٰ کے بعد کا ہے اور ان نوجوانوں نے حضرت عیسیٰ کا دین توحید قبول کیا تھا، مفسر ابن کثیر کی رائے یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ سے پہلے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے غار میں ان پر نیند طاری کر دی، یہ تین سو نو سال تک وہاں سوئے رہے، اسی حال میں اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض کرلی، ان کے واقعہ کی مزید تفصیل قرآن کریم کی متعلقہ آیات کی تفسیر میں دیکھی جاسکتی ہے۔

کی ہے، کہ جب وہ فوت ہو گئے تو ان کے مجسمے ہوا کے ساتھ ادھر ادھر حرکت کرتے تھے، لیکن پہلا معنیٰ معروف ہے۔

قولہ "بَعَثْنَاهُمْ" اس کا معنیٰ "أحيينا" کیا ہے حالانکہ وہ فوت نہیں تھے کہ انہیں زندہ کیا جائے، لیکن ان کی نیند تین سو نو سال تھی، اتنی لمبی نیند گویا بمنزلہ موت تھی اس لیے "أحيينا" معنیٰ کیا ہے۔

قولہ "فَضَرَبَ اللهُ عَلَى آذَانِهِمْ" کا معنیٰ "ناموا" کیا ہے کہ وہ سو گئے، ابو الکلام نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ باہر کی باتیں ان کے کانوں تک نہیں پہنچتی تھیں، حالانکہ یہ معنیٰ مفسرین نے نہیں کیا، بلکہ یہ ایک محاورہ ہے جو ناموا کے معنیٰ میں ہے۔

قولہ "أَحْصَى لِمَا لَبِثُوا" زمخشری نے "أَحْصَى" کو ماضی کا صیغہ بنایا ہے، مترجمین اسے اسم تفضیل بنا کر معنیٰ کر دیتے ہیں، حالانکہ اسم تفضیل مجرد سے اس وزن پر آتا ہے، مزید فیہ سے نہیں اور یہ مزید فیہ ہے، لہٰذا "أَحْصَى يحصي" سے اسم تفضیل افعل کے وزن پر نہیں آسکتا، اس لیے اسے ماضی کا صیغہ ہونا چاہیے، الاتقان میں اس کی دوسری دلیل یہ پیش کی ہے کہ "أَحْصَى لِمَا لَبِثُوا عمدا" میں عمدا مفعول ہے اور اسم تفضیل کا مفعول نہیں ہوتا، "أَحْصَى" ماضی ہو تو اس کا مفعول بن جائے گا۔

۵۳۔ بَابُ حَدِيثِ الْغَارِ

باب: غار والوں کا قصہ۔

٣٤٦٥: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يَمْشُونَ إِذْ أَصَابَهُمْ مَطَرٌ فَأَوَوْا إِلَى غَارٍ فَانْطَبَقَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ إِنَّهُ وَاللهِ يَا هَؤُلَاءِ لَا يُنْجِيكُمْ إِلَّا الصِّدْقُ فَلْيَدْعُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْكُمْ بِمَا يَعْلَمُ أَنَّهُ قَدْ صَدَقَ فِيهِ فَقَالَ وَاحِدٌ مِنْهُمُ اللهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ كَانَ لِي أَجِيرٌ عَمِلَ لِي عَلَى فَرَقٍ مِنْ أَرُزٍّ فَذَهَبَ وَتَرَكَهُ وَأَنِّي عَمَدْتُ إِلَى ذَلِكَ الْفَرَقِ فَزَرَعْتُهُ فَصَارَ مِنْ أَمْرِهِ أَنِّي اشْتَرَيْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَأَنَّهُ أَتَانِي يَطْلُبُ أَجْرَهُ فَقُلْتُ لَهُ اعْمِدْ إِلَى تِلْكَ الْبَقَرِ فَسُقْهَا فَقَالَ لِي إِنَّمَا لِي عِنْدَكَ فَرَقٌ مِنْ أَرُزٍّ فَقُلْتُ لَهُ اعْمِدْ إِلَى تِلْكَ الْبَقَرِ فَإِنَّهَا مِنْ ذَلِكَ الْفَرَقِ فَسَاقَهَا فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا فَانْسَاحَتْ عَنْهُمُ الصَّخْرَةُ فَقَالَ الْآخَرُ اللهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ كَانَ لِي أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ فَكُنْتُ آتِيهِمَا كُلَّ لَيْلَةٍ بِلَبَنِ غَنَمٍ لِي فَأَبْطَأْتُ عَلَيْهِمَا لَيْلَةً فَجِئْتُ وَقَدْ رَقَدَا وَأَهْلِي وَعِيَالِي يَتَضَاغَوْنَ مِنَ الْجُوعِ فَكُنْتُ لَا أَسْقِيهِمْ حَتَّى يَشْرَبَ أَبَوَايَ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَهُمَا وَكَرِهْتُ أَنْ أَدَعَهُمَا فَيَسْتَكِنَّا لِشَرْبَتِهِمَا فَلَمْ أَزَلْ أَنْتَظِرُ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ مِنْ

خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا فَانْسَاحَتْ عَنْهُمُ الصَّخْرَةُ حَتَّى نَظَرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ الْآخَرُ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ كَانَ لِي ابْنَةُ عَمٍّ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَأَنِّي رَاوَدْتُهَا عَنْ نَفْسِهَا فَأَبَتْ إِلَّا أَنْ آتِيَهَا بِمِائَةِ دِينَارٍ فَطَلَبْتُهَا حَتَّى قَدَرْتُ فَأَتَيْتُهَا بِهَا فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهَا فَأَمْكَنَتْنِي مِنْ نَفْسِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا فَقَالَتْ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ فَقُمْتُ وَتَرَكْتُ الْمِائَةَ دِينَارٍ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا فَفَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَخَرَجُوا۔

ہم سے اسماعیل بن خلیل نے بیان کیا، کہا ہم کو علی بن مسہر نے خبردی، انہیں عبیداللہ بن عمر نے، انہیں نافع نے اور انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پچھلے زمانے میں (بنی اسرائیل میں سے) تین آدمی کہیں راستے میں جا رہے تھے کہ اچانک بارش نے انہیں آلیا۔ وہ تینوں پہاڑ کے ایک کھوہ (غار) میں گھس گئے (جب وہ اندر چلے گئے) تو غار کا منہ بند ہو گیا۔ اب تینوں آپس میں یوں کہنے لگے کہ اللہ کی قسم ہمیں اس مصیبت سے اب تو صرف سچائی ہی نجات دلائے گی۔ بہتر یہ ہے کہ اب ہر شخص اپنے کسی ایسے عمل کو بیان کر کے دعا کرے جس کے بارے میں اسے یقین ہو کہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے کیا تھا۔ چنانچہ ایک نے اس طرح دعا کی، اے اللہ! تجھ کو خوب معلوم ہے کہ میں نے ایک مزدور رکھا تھا جس نے ایک فرق (تین صاع) چاول کی مزدوری پر میرا کام کیا تھا لیکن وہ شخص (غصہ میں آکر) چلا گیا اور اپنے چاول چھوڑ گیا۔ پھر میں نے اس ایک فرق چاول کو لیا اور اس کی کاشت کی۔ اس سے اتنا کچھ ہو گیا کہ میں نے پیداوار میں سے گائے بیل خرید لیے۔ اس کے بہت دن بعد وہی شخص مجھ سے اپنی مزدوری مانگنے آیا۔ میں نے کہا کہ یہ گائے بیل کھڑے ہیں، ان کو لے جا۔ اس نے کہا کہ میرا تو صرف ایک فرق چاول تم پر ہونا چاہیے تھا۔ میں نے اس سے کہا یہ سب گائے بیل لے جا کیونکہ اسی ایک فرق کی آمدنی ہے۔ آخر وہ گائے بیل لے کر چلا گیا۔ پس اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ ایمانداری میں نے صرف تیرے ڈر سے کی تھی تو تو غار کا منہ کھول دے۔ چنانچہ اسی وقت وہ پتھر کچھ ہٹ گیا۔ پھر دوسرے نے اس طرح دعا کی۔ اے اللہ! تجھے خوب معلوم ہے کہ میرے ماں باپ جب بوڑھے ہو گئے تو میں ان کی خدمت میں روزانہ رات میں بکریوں کا دودھ لا کر پلایا کرتا تھا۔ ایک دن اتفاق سے میں دیر سے آیا تو وہ سو چکے تھے۔ ادھر میرے بیوی اور بچے بھوک سے بلبلا رہے تھے لیکن میری عادت تھی کہ جب تک والدین کو دودھ نہ پلا لوں، بیوی بچوں کو نہیں دیتا تھا مجھے انہیں بیدار کرنا بھی پسند نہیں تھا اور چھوڑنا بھی پسند نہ تھا (کیونکہ یہی ان کا شام کا کھانا تھا اور اس کے نہ پینے سے وہ کمزور ہو جاتے) پس میں ان کا وہیں انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ پس اگر تیرے علم میں ہے کہ میں نے یہ کام تیرے خوف کی وجہ سے کیا تھا تو تو ہماری مشکل دور کر دے۔ اس وقت وہ پتھر کچھ اور ہٹ گیا اور اب آسمان نظر آنے لگا۔ پھر تیسرے





شخص نے یوں دعا کی، میری ایک چچازاد بہن تھی جو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی۔ میں نے ایک بار اس سے صحبت کرنی چاہی، اس نے انکار کیا مگر اس شرط پر تیار ہوئی کہ میں اسے سو اشرفی لا کر دے دوں۔ میں نے یہ رقم حاصل کرنے کے لیے کوشش کی۔ آخر وہ مجھے مل گئی تو میں اس کے پاس آیا اور وہ رقم اس کے حوالے کر دی۔ اس نے مجھے اپنے نفس پر قدرت دے دی۔ جب میں اس کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھ چکا تو اس نے کہا کہ اللہ سے ڈر اور مہر کو بغیر حق کے نہ توڑ۔ میں (یہ سنتے ہی کھڑا ہو گیا اور سو اشرفی بھی واپس نہیں لی، پس اگر تیرے علم میں) میں نے یہ عمل تیرے خوف کی وجہ سے کیا تھا تو تو ہماری مشکل آسان کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی مشکل دور کر دی اور وہ تینوں باہر نکل آئے۔

طبرانی میں عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ یہ تین افراد بنی اسرائیل سے تھے۔

قولہ "اللهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ" حافظ نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اگر ہمارے یہ اعمال خالص تیری رضا کے لیے ہیں اور تیرے ہاں قابل قبول ہیں تو ان کے بدلے میں ہمیں اس چٹان سے نجات دیدے جو ہماری غار کے منہ پر آن پڑی ہے۔

قولہ "فقالت اتق الله" حافظ نے کہا ہے یہ قحط کا زمانہ تھا اور اس عورت کے بچے فقر و فاقہ کے شکار تھے تو اس نے مجبور ہو کر اپنے خاوند سے مکروہ کام کی اجازت طلب کی، خاوند نے بھی بچوں کی خاطر مجبور ہو کر اجازت دیدی اور کہا "أغني عيالك" اپنے بچوں کو مستغنی کر، تب وہ عورت اس آدمی کے پاس آئی اور اللہ کا واسطہ دے کر کچھ مال کا مطالبہ کیا تو، اس آدمی نے کچھ دینے سے انکار کیا، تب اس عورت نے مجبور ہو کر اپنا آپ اس کے حوالے کر دیا، جب یہ آدمی اس کے پاؤں کے درمیان بیٹھا تو وہ اللہ کی بندی کانپنے لگی، اس آدمی نے کہا کیا ہوا، تو اس نے کہا مجھے اللہ رب العالمین سے ڈر لگتا ہے کہ وہ اسے اس پر عذاب کرے گا، وہ آدمی بھی اللہ تعالیٰ سے ڈر گیا، اور کہا تو مجبور ہو کر بھی اللہ سے ڈرتی ہے اور کیا میں خوشحالی میں بھی اس سے نہ ڈروں، لہذا اسے چھوڑ دیا، ایک حدیث میں ہے کہ اس نیک خاتون نے اس آدمی کو دوزخ کی آگ یاد کرائی اور اس سے ڈرایا تو وہ آدمی اس عورت سے الگ ہو گیا۔

حافظ نے اس حدیث کے فوائد ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس حدیث سے عمل میں اخلاص کی فضیلت اور اہمیت واضح ہوتی ہے، اور بیع فضولی کا جواز ثابت ہوتا ہے، اور اگر کوئی شخص امانت کے مال سے کاروبار کرے تو منافع امانت رکھنے والے کے لیے ہوگا۔

حافظ نے کہا ہے کہ ان تین آدمیوں سے تیسرا اپنے ساتھیوں کے لیے زیادہ فائدہ مند ثابت ہوا، کیونکہ اس کی دعاء سے ان کا غار سے نکلنا ممکن ہوا، اور پہلا بھی مفید ثابت ہوا کیونکہ اس نے ان کے لیے ظلمت سے نجات کا راستہ ہموار کیا، اور اپنے نیک عمل کا واسطہ پیش کیا، اور عورت سے ملوث آدمی اس اعتبار سے افضل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر گیا اور اللہ تعالیٰ سے ڈر کر ایک گناہ کا کام چھوڑ دیا، بلکہ اس عورت کو دیا ہوا مال واپس نہ لے کر اس نے صلہ رحمی کا اظہار بھی کیا۔

۵۴۔ بَابٌ

باب:

٣٤٦٦: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا امْرَأَةٌ تُرْضِعُ ابْنَهَا إِذْ مَرَّ بِهَا رَاكِبٌ وَهِيَ تُرْضِعُهُ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ لَا تُمِتِ ابْنِي حَتّٰى يَكُونَ مِثْلَ هٰذَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ ثُمَّ رَجَعَ فِي الثَّدْيِ وَمُرَّ بِامْرَأَةٍ تُجَرَّرُ وَيُلْعَبُ بِهَا فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِي مِثْلَهَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا فَقَالَ أَمَّا الرَّاكِبُ فَإِنَّهُ كَافِرٌ وَأَمَّا الْمَرْأَةُ فَإِنَّهُمْ يَقُولُونَ لَهَا تَزْنِي وَتَقُولُ حَسْبِيَ اللهُ وَيَقُولُونَ تَسْرِقُ وَتَقُولُ حَسْبِيَ اللهُ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن نے بیان کیا، انہوں نے ابوہریرہ سے سنا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی کہ ایک سوار (نام نامعلوم) ادھر سے گزرا، وہ اس وقت بھی بچے کو دودھ پلا رہی تھی (سوار کی شان دیکھ کر۔ عورت نے دعا کی اے اللہ! میرے بچے کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک کہ اس سوار جیسا نہ ہو جائے۔ اسی وقت (بقدرت الٰہی) بچہ بول پڑا۔ اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ کرنا۔ اور پھر وہ دودھ پینے لگا۔ اس کے بعد ایک (نام نامعلوم) عورت کو ادھر سے لے جایا گیا، اسے لے جانے والے اسے گھسیٹ رہے تھے اور اس کا مذاق اڑا رہے تھے۔ ماں نے دعا کی، اے اللہ! میرے بچے کو اس عورت جیسا نہ کرنا۔ بچے نے کہا کہ اے اللہ! مجھے اسی جیسا بنا دینا (پھر ماں نے پوچھا، ارے یہ کیا معاملہ ہے؟ اس بچے نے بتایا کہ سوار تو کافر ظالم تھا اور عورت کے متعلق لوگ کہتے تھے تو زنا کراتی ہے تو وہ جواب دیتی حسبی اللہ (اللہ میرے لیے کافی ہے، وہ میری پاک دامنی جانتا ہے) لوگ کہتے کہ تو چوری کرتی ہے تو وہ جواب دیتی حسبی اللہ (اللہ میرے لیے کافی ہے اور وہ میری پاک دامنی جانتا ہے)۔

یہ باب اس لیے لایا گیا ہے تاکہ بتایا جائے جو ابواب درمیان میں بمنزلہ فائدہ کے آئے تھے وہ اب ختم ہو گئے ہیں اور اصل باب "ماذکر عن بنی اسرائیل" پھر شروع ہو گیا ہے۔

٣٤٦٧: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا كَلْبٌ يُطِيفُ بِرَكِيَّةٍ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ إِذْ رَأَتْهُ بَغِيٌّ مِنْ بَغَايَا بَنِي إِسْرَائِيلَ فَنَزَعَتْ مُوقَهَا فَسَقَتْهُ فَغُفِرَ لَهَا بِهِ۔

ہم سے سعید بن تلید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے جریر بن حازم نے خبر دی، انہیں ایوب نے اور انہیں محمد بن سیرین نے اور ان سے ابوہریرہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا کہ ایک کتا ایک کنویں کے چاروں طرف چکر کاٹ رہا تھا جیسے پیاس کی شدت سے اس کی جان نکل جانے والی ہو کہ بنی اسرائیل کی ایک زانیہ عورت نے اسے دیکھ لیا۔ اس عورت نے اپنا موزہ اتار کر کتے کو پانی پلایا اس کی مغفرت اسی عمل کی وجہ سے ہو گئی۔

٣٤٦٨: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ عَلَى الْمِنْبَرِ فَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعَرٍ وَكَانَتْ فِي يَدَيْ حَرَسِيٍّ فَقَالَ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هٰذِهِ وَيَقُولُ إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَهَا نِسَاؤُهُمْ۔

ہم سے عبداللہ مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن وہب نے، ان سے حمید بن عبدالرحمن نے اور انہوں نے معاویہ بن ابی سفیان سے سنا ایک سال جب وہ حج کے لیے گئے ہوئے تھے تو منبر نبوی پر کھڑے ہو کر انہوں نے پیشانی کے بالوں کا ایک گچھا لیا جو ان کے چوکیدار کے ہاتھ میں تھا اور فرمایا اے مدینہ والو! تمہارے علماء کدھر گئے میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے اس طرح (بال جوڑنے کی) ممانعت فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ بنی اسرائیل پر بربادی اس وقت آئی جب (شریعت کے خلاف) ان کی عورتوں نے اس طرح بال سنوارنے شروع کر دیئے تھے۔

٣٤٦٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهُ قَدْ كَانَ فِيمَا مَضَى قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ وَإِنَّهُ إِنْ كَانَ فِي أُمَّتِي هٰذِهِ مِنْهُمْ فَإِنَّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا، ان سے ابوہریرہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، گزشتہ امتوں میں محدث لوگ ہوا کرتے تھے اور اگر میری امت میں کوئی ایسا ہے تو وہ عمر بن خطاب ہیں۔

قولہ "مُحَدَّثُونَ" پہلی امت سے مراد بنی اسرائیل ہیں محدث وہ ہوتے تھے جن کی زبان سے نبی نہ ہونے کے باوجود حق و صواب صادر ہوتا تھا، جو کہ بہت بلند مرتبہ ہے۔

قولہ "إِنْ كَانَ فِي أُمَّتِي" پہلی شریعتیں چونکہ مکمل نہ تھیں، اس لیے انہیں محدثین کی ضرورت تھی، اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا التحیۃ والسلام کامل و اکمل ہے، اس لیے اب محدثین کی ضرورت نہیں ہے، اگر اس امت کو محدثین کی ضرورت ہوتی تو اس امت کے محدث حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہوتے، حضرت عمر فاروق نے بھی کبھی اس کا دعوی نہیں کیا، بلکہ ایک دفعہ ان کے کاتب نے یوں لکھ دیا "هٰذا ما أري الله أمير المومنين عمر بن الخطاب"

اس پر حضرت عمر فاروق نے کاتب سے کہا اسے مٹا کر یوں لکھ "هٰذا ما رأی عمرؓ یہ عمر کی رائے ہے "إن كان حقا فمن الله وإن كان خطأ فمن عمر"[1]

۳۴۷۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ إِنْسَانًا ثُمَّ خَرَجَ يَسْأَلُ فَأَتَى رَاهِبًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ هَلْ مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ لَا فَقَتَلَهُ فَجَعَلَ يَسْأَلُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ ائْتِ قَرْيَةَ كَذَا وَكَذَا فَأَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ فَأَوْحَى اللهُ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَقَرَّبِي وَأَوْحَى اللهُ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَبَاعَدِي وَقَالَ قِيسُوا مَا بَيْنَهُمَا فَوُجِدَ إِلَى هَذِهِ أَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهُ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، ہم سے محمد بن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے قتادہ نے، ان سے ابو صدیق ناجی بکر بن قیس نے اور ان سے ابو سعید خدری نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا (نام نامعلوم) جس نے ننانوے خون ناحق کیے تھے پھر وہ (نادم ہوا) مسئلہ پوچھنے نکلا۔ وہ ایک درویش کے پاس آیا اور اس سے پوچھا، کیا اس گناہ سے توبہ قبول ہونے کی کوئی صورت ہے؟ درویش نے جواب دیا کہ نہیں۔ یہ سن کر اس نے اس درویش کو بھی قتل کر دیا (اور سو خون پورے کر دیئے) پھر وہ (دوسروں سے) پوچھنے لگا۔ آخر اس کو ایک درویش نے بتایا کہ فلاں بستی میں چلا جا (وہ آدھے راستے بھی نہیں پہنچا تھا کہ) اس کی موت واقع ہوگئی۔ مرتے مرتے اس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف جھکا دیا۔ آخر رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں باہم جھگڑا ہوا۔ (کہ کون اسے لے جائے) لیکن اللہ تعالیٰ نے اس نصرہ نامی بستی کو (جہاں وہ توبہ کے لیے جا رہا تھا) حکم دیا کہ وہ اس کی نعش سے قریب ہو جائے اور دوسری بستی کو (جہاں سے وہ نکلا تھا) حکم دیا کہ اس کی نعش سے دور ہو جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ اب دونوں کا فاصلہ دیکھو اور (جب ناپا تو) اس بستی کو (جہاں وہ توبہ کے لیے جا رہا تھا) ایک بالشت نعش سے نزدیک پایا اس لیے وہ بخش دیا گیا۔

۳۴۷۱: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ بَيْنَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً إِذْ رَكِبَهَا فَضَرَبَهَا فَقَالَتْ إِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهَذَا إِنَّمَا خُلِقْنَا لِلْحَرْثِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللهِ بَقَرَةٌ تَكَلَّمُ فَقَالَ فَإِنِّي أُومِنُ بِهَذَا أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ وَبَيْنَمَا رَجُلٌ فِي غَنَمِهِ إِذْ عَدَا الذِّئْبُ فَذَهَبَ مِنْهَا

---

[1] السنن الكبری للبیہقی ۲۰۳۴۸، شرح مشکل الآثار: ۳۵۸۳

بِشَاةٍ فَطَلَبَ حَتَّى كَأَنَّهُ اسْتَنْقَذَهَا مِنْهُ فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ هَذَا اسْتَنْقَذْتَهَا مِنِّي فَمَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِي فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللهِ ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ قَالَ فَإِنِّي أُومِنُ بِهَذَا أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ۔

وحَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے، ان سے ابوسلمہ نے اور ان سے ابوہریرہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ایک شخص (بنی اسرائیل کا) اپنی گائے ہانکے لیے جارہا تھا کہ وہ اس پر سوار ہو گیا اور پھر اسے مارا۔ اس گائے نے (بقدرت الٰہی) کہا کہ ہم جانور سواری کے لیے نہیں پیدا کیے گئے۔ ہماری پیدائش تو کھیتی کے لیے ہوئی ہے۔ لوگوں نے کہا سبحان اللہ! گائے بات کرتی ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں اور ابو بکر اور عمر بھی۔ حالانکہ یہ دونوں وہاں موجود بھی نہیں تھے۔ اسی طرح ایک شخص اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیا آیا اور ریوڑ میں سے ایک بکری اٹھا کر لے جانے لگا۔ ریوڑ والا دوڑا اور اس نے بکری کو بھیڑیئے سے چھڑا لیا۔ اس پر بھیڑیا (بقدرت الٰہی) بولا، آج تو تم نے مجھ سے اسے چھڑا لیا لیکن درندوں والے دن میں (قرب قیامت) اسے کون بچائے گا جس دن میرے سوا اور کوئی اس کا چرواہا نہ ہوگا؟ لوگوں نے کہا سبحان اللہ! بھیڑیا باتیں کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تو اس بات پر ایمان لایا اور ابو بکر و عمر بھی۔ حالانکہ وہ دونوں موجود نہ تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا اور ہم سے علی بن عبداللہ نے کہا، ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، انہوں نے مسعر سے، انہوں نے سعد بن ابراہیم سے، انہوں نے ابوسلمہ سے روایت کیا اور انہوں نے ابوہریرہ سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہی حدیث بیان کی۔

٣٤٧٢: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَارًا لَهُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عَقَارِهِ جَرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ فَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّي إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الأَرْضَ وَلَمْ أَبْتَعْ مِنْكَ الذَّهَبَ وَقَالَ الَّذِي لَهُ الأَرْضُ إِنَّمَا بِعْتُكَ الأَرْضَ وَمَا فِيهَا فَتَحَاكَمَا إِلَى رَجُلٍ فَقَالَ الَّذِي تَحَاكَمَا إِلَيْهِ أَلَكُمَا وَلَدٌ قَالَ أَحَدُهُمَا لِي غُلَامٌ وَقَالَ الآخَرُ لِي جَارِيَةٌ قَالَ أَنْكِحُوا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَأَنْفِقُوا عَلَى أَنْفُسِهِمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقَا۔

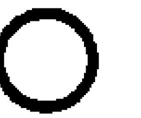
ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی، انہیں معمر نے، انہیں ہمام

نے اور ان سے ابو ہریرہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک شخص نے دوسرے شخص سے زمین خریدی اور زمین کے خریدار کو اس زمین میں ایک گھڑا ملا جس میں سونا تھا جس سے وہ زمین اس نے خریدی تھی اس سے اس نے کہا بھائی گھڑا لے جاؤ۔ کیونکہ میں نے تم سے زمین خریدی ہے سونا نہیں خریدا تھا لیکن پہلے مالک نے کہا کہ میں نے زمین کو ان تمام چیزوں سمیت تمہیں بیچ دیا تھا جو اس کے اندر موجود ہوں۔ یہ دونوں ایک تیسرے شخص کے پاس اپنا مقدمہ لے گئے۔ فیصلہ کرنے والے نے ان سے پوچھا کیا تمہارے کوئی اولاد ہے؟ اس پر ایک نے کہا کہ میرا ایک لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے۔ فیصلہ کرنے والے نے ان سے کہا کہ لڑکے کا لڑکی سے نکاح کر دو سونا انہیں پر خرچ کر دو اور خیرات بھی کر دو۔

٣٤٧٣: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَعَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَسْأَلُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطَّاعُونِ فَقَالَ أُسَامَةُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُونُ رِجْسٌ أُرْسِلَ عَلَى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَوْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ قَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا يُخْرِجُكُمْ إِلَّا فِرَارًا مِنْهُ۔



ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ اویسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر اور عمر بن عبید اللہ کے مولیٰ ابو النضر نے، ان سے عامر بن سعد بن ابی وقاص نے بیان کیا اور انہوں نے (عامر نے) اپنے والد (سعد بن ابی وقاص) کو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے یہ پوچھتے سنا تھا کہ طاعون کے بارے میں آپ نے آنحضرت ﷺ سے کیا سنا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، طاعون ایک عذاب ہے جو پہلے بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا یا آپ نے یہ فرمایا کہ ایک گزشتہ امت پر بھیجا گیا تھا۔ اس لیے جب کسی جگہ کے متعلق تم سنو (کہ وہاں طاعون پھیلا ہوا ہے) تو وہاں نہ جاؤ۔ لیکن اگر کسی ایسی جگہ یہ وبا پھیل جائے جہاں تم پہلے سے موجود ہو تو وہاں سے مت نکلو۔ ابو النضر نے کہا یعنی بھاگنے کے سوا اور کوئی غرض نہ ہو تو مت نکلو۔



٣٤٧٤: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُونِ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ عَذَابٌ يَبْعَثُهُ اللهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ وَأَنَّ اللهَ جَعَلَهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيدٍ۔



ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے داؤد بن ابی فرات نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن بریدہ نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن یعمر نے اور ان سے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے طاعون کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک عذاب ہے، اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے بھیجتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو مومنوں کے لیے رحمت بنا دیا ہے۔ اگر کسی شخص کی بستی میں طاعون پھیل جائے اور وہ صبر کے ساتھ خدا کی رحمت سے امید لگائے ہوئے وہیں ٹھہرا رہے کہ ہوگا وہی جو اللہ تعالیٰ نے قسمت میں لکھا ہے تو اسے شہید کے برابر ثواب ملے گا۔

٣٤٧٥: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا وَمَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مخزومیہ خاتون (فاطمہ بنت اسود) جس نے (غزوہ فتح کے موقع پر) چوری کرلی تھی، اس کے معاملہ نے قریش کو فکر میں ڈال دیا۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس معاملہ پر آنحضرت ﷺ سے گفتگو کون کرے! آخر یہ طے پایا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ آپ کو بہت عزیز ہیں۔ ان کے سوا اور کوئی اس کی ہمت نہیں کرسکتا۔ چنانچہ اسامہ نے آنحضرت ﷺ سے اس بارے میں کچھ کہا تو آپ نے فرمایا۔ اسامہ! کیا تو اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کرتا ہے؟ پھر آپ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا (جس میں) آپ نے فرمایا۔ پچھلی بہت سی امتیں اس لیے ہلاک ہوگئیں کہ جب ان کا کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے اور اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں۔

٣٤٧٦: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ الْهِلَالِيَّ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَأَ آيَةً وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ خِلَافَهَا فَجِئْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ وَقَالَ كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ وَلَا تَخْتَلِفُوا فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اخْتَلَفُوا فَهَلَكُوا۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالملک بن میسرہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے نزال بن سبرہ ہلالی سے سنا اور ان سے عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ میں نے ایک صحابی (عمرو بن عاص) کو قرآن مجید کی ایک آیت پڑھتے سنا۔ وہی آیت نبی کریم ﷺ سے اس کے خلاف قرأت کے ساتھ میں سن چکا تھا، اس لیے میں انہیں ساتھ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے یہ واقعہ بیان کیا لیکن میں نے آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک پر اس کی وجہ سے ناراضگی کے آثار دیکھے۔ آپ نے فرمایا تم دونوں اچھا پڑھتے ہو۔ آپس میں اختلاف نہ کیا کرو۔ تم سے پہلے لوگ اسی قسم کے جھگڑوں سے تباہ ہو گئے۔

۳۴۷۷: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ قَالَ عَبْدُ اللهِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ۔

ہم سے عمرو بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے باپ حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے شقیق بن سلمہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود نے کہا میں گویا نبی کریم ﷺ کو اس وقت دیکھ رہا ہوں۔ آپ بنی اسرائیل کے ایک نبی کا واقعہ بیان کر رہے تھے کہ ان کی قوم نے انہیں مارا اور خون آلود کر دیا۔ لیکن وہ نبی خون صاف کرتے جاتے اور یہ دعا کرتے کہ ”اے اللہ میری قوم کی مغفرت فرما۔ یہ لوگ جانتے نہیں ہیں۔“



۳۴۷۸: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا كَانَ قَبْلَكُمْ رَغَسَهُ اللهُ مَالًا فَقَالَ لِبَنِيهِ لَمَّا حُضِرَ أَيَّ أَبٍ كُنْتُ لَكُمْ قَالُوا خَيْرَ أَبٍ قَالَ فَإِنِّي لَمْ أَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ فَإِذَا مُتُّ فَأَحْرِقُونِي ثُمَّ اسْحَقُونِي ثُمَّ ذَرُّونِي فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ فَفَعَلُوا فَجَمَعَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ قَالَ مَخَافَتُكَ فَتَلَقَّاهُ بِرَحْمَتِهِ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَبْدِ الْغَافِرِ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے عقبہ بن عبدالغافر نے، ان سے ابوسعید خدری نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے کہ گزشتہ امتوں میں ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ نے خوب دولت دی تھی۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے پوچھا، میں تمہارے حق میں کیسا باپ ثابت ہوا؟ بیٹوں نے کہا کہ آپ ہمارے بہترین باپ تھے۔ اس شخص نے کہا لیکن میں نے عمر بھر کوئی نیک کام نہیں کیا۔ اس لیے جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا ڈالنا، پھر میری ہڈیوں کو پیس ڈالنا اور (راکھ کو) کسی سخت آندھی کے دن ہوا میں اڑا دینا۔ بیٹوں نے ایسا ہی کیا۔ لیکن اللہ پاک نے اسے جمع کیا



اور پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس شخص نے عرض کیا کہ پروردگار تیرے ہی خوف سے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے سایہ رحمت میں جگہ دی۔ اس حدیث کو معاذ عنبری نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، انہوں نے عقبہ بن عبد الغافر سے سنا، انہوں نے ابوسعید خدری سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

٣٤٧٩: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ قَالَ عُقْبَةُ لِحُذَيْفَةَ أَلَا تُحَدِّثُنَا مَا سَمِعْتَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا حَضَرَهُ الْمَوْتُ لَمَّا أَيِسَ مِنَ الْحَيَاةِ أَوْصَى أَهْلَهُ إِذَا مُتُّ فَاجْمَعُوا لِي حَطَبًا كَثِيرًا ثُمَّ أَوْرُوا نَارًا حَتَّى إِذَا أَكَلَتْ لَحْمِي وَخَلَصَتْ إِلَى عَظْمِي فَخُذُوهَا فَاطْحَنُوهَا فَذَرُّونِي فِي الْيَمِّ فِي يَوْمٍ حَارٍّ أَوْ رَاحٍ فَجَمَعَهُ اللهُ فَقَالَ لِمَ فَعَلْتَ قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَغَفَرَ لَهُ قَالَ عُقْبَةُ وَأَنَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ وَقَالَ فِي يَوْمٍ رَاحٍ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے، ان سے عبدالملک بن عمیر نے، ان سے ربعی بن حراش نے بیان کیا کہ عقبہ بن عمرو ابومسعود انصاری نے حذیفہ سے کہا کہ آپ نے نبی کریم ﷺ سے جو حدیثیں سنی ہیں وہ آپ ہم سے کیوں بیان نہیں کرتے؟ حذیفہ نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ کہتے سنا تھا کہ ایک شخص کی موت کا وقت جب قریب ہوا اور وہ زندگی سے بالکل ناامید ہوگیا تو اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ جب میری موت ہو جائے تو پہلے میرے لیے بہت سی لکڑیاں جمع کرنا اور اس سے آگ جلانا۔ جب آگ میرے جسم کو خاکستر بنا چکے اور صرف ہڈیاں باقی رہ جائیں تو ہڈیوں کو پیس لینا اور کسی سخت گرمی کے دن میں یا (یوں فرمایا کہ) سخت ہوا کے دن میں مجھ کو ہوا میں اڑا دینا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے جمع کیا اور پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا تھا؟ اس نے کہا کہ تیرے ہی ڈر سے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔ عقبہ نے کہا کہ میں نے بھی آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے یہ حدیث سنی ہے۔ ہم سے موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے اس روایت میں فی یوم راح ہے (سوا شک کے) اس کے معنی بھی کسی تیز ہوا کے دن کے ہیں۔

٣٤٨٠: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يُدَايِنُ النَّاسَ فَكَانَ يَقُولُ لِفَتَاهُ إِذَا أَتَيْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا قَالَ فَلَقِيَ اللهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب

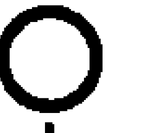
نے، ان سے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے اوران سے ابوہریرہ نے کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا، ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے نوکروں کو اس نے یہ کہہ رکھا تھا کہ جب تم کسی کو مفلس پاؤ (جو میرا قرض دار ہو) تو اسے معاف کر دیا کرو۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ بھی ہمیں معاف فرمادے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملا تو اللہ نے اسے بخش دیا۔

۳۴۸۱: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُسْرِفُ عَلَى نَفْسِهِ فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ لِبَنِيهِ إِذَا أَنَا مُتُّ فَأَحْرِقُونِي ثُمَّ اطْحَنُونِي ثُمَّ ذَرُّونِي فِي الرِّيحِ فَوَاللهِ لَئِنْ قَدَرَ عَلَيَّ رَبِّي لَيُعَذِّبَنِّي عَذَابًا مَا عَذَّبَهُ أَحَدًا فَلَمَّا مَاتَ فُعِلَ بِهِ ذَلِكَ فَأَمَرَ اللهُ الْأَرْضَ فَقَالَ اجْمَعِي مَا فِيكِ مِنْهُ فَفَعَلَتْ فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ قَالَ مَخَافَتُكَ يَا رَبِّ حَمَلَتْنِي فَغَفَرَ لَهُ وَقَالَ غَيْرُهُ خَشْيَتُكَ يَا رَبِّ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں حمید بن عبدالرحمان نے اور انہیں ابوہریرہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ایک شخص بہت گناہ کیا کرتا تھا جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹوں سے اس نے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا ڈالنا پھر میری ہڈیوں کو پیس کر ہوا میں اڑا دینا۔ اللہ کی قسم! اگر میرے رب نے مجھے پکڑ لیا تو مجھے اتنا سخت عذاب کرے گا جو پہلے کسی کو بھی اس نے نہیں کیا ہوگا۔ جب وہ مر گیا تو (اس کی وصیت کے مطابق) اس کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم فرمایا کہ اگر ایک ذرہ بھی کہیں اسکے جسم کا تیرے پاس ہے تو اسے جمع کر کے لا۔ زمین حکم بجا لائی اور وہ بندہ اب (اپنے رب کے سامنے) کھڑا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا، تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کیا اے رب! تیرے ڈر کی وجہ سے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت کر دی۔ ابوہریرہ کے سوا دوسرے صحابہ نے اس حدیث میں لفظ مخافتک کے بدل خشیتک کہا ہے (دونوں لفظوں کا مطلب ایک ہی ہے)



قولہ "لَئِنْ قَدَرَ اللهُ عَلَيَّ" اس پر اعتراض آتا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آدمی تقدیر کا منکر تھا اور اگر تقدیر کا منکر ہوتا تو اس کی بخشش کیسے ہوگئی؟ اس لیے اس لفظ کا معنیٰ یوں کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر تنگی کی اور معاف نہ کیا تو مجھے سخت عذاب کرے گا، یا اس کا جواب یہ ہے کہ وہ آدمی سخت پریشانی میں تھا جس کی وجہ سے اس کے نزدیک ممکنات اور محالات کا فرق نہ رہا، ایسی پریشانی میں ہونے والی غلطی کو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے، خصوصاً الٰھیات کے مسائل میں سے بعض مسائل اتنے گہرے اور پیچیدہ ہوتے ہیں کہ ان میں خطا صادر ہو ہی جاتی ہے۔



۳۴۸۲: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ



عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُذِّبَتْ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ لَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَلَا سَقَتْهَا إِذْ حَبَسَتْهَا وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ۔

مجھ سے عبداللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ (بنی اسرائیل کی) ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا تھا جسے اس نے قید کر رکھا تھا جس سے وہ بلی مر گئی تھی اور اس کی سزا میں وہ عورت دوزخ میں گئی۔ جب وہ عورت بلی کو باندھے ہوئے تھی تو اس نے اسے کھانے کے لیے کوئی چیز نہ دی، نہ پینے کے لیے اور نہ اس نے بلی کو چھوڑا ہی کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے ہی کھا لیتی۔

۳۴۸۳: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ زُهَيْرٍ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ عُقْبَةُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ۔

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، ان سے زہیر نے، کہا ہم سے منصور نے بیان کیا، ان سے ربعی بن حراش نے، کہا ہم سے ابو مسعود عقبہ بن عمرو نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، لوگوں نے اگلے پیغمبروں کے کلام سے جو پایا اس میں یہ بھی ہے کہ جب تجھ میں حیا نہ ہو تو پھر جو جی چاہے کر۔

۳۴۸۴: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ سَمِعْتُ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے بیان کیا، انہوں نے کہا میں نے ربعی بن حراش سے سنا، وہ ابو مسعود انصاری سے روایت کرتے تھے کہ نبی کریم نے فرمایا، اگلے پیغمبروں کے کلام میں سے لوگوں نے جو پایا یہ بھی ہے کہ جب تجھ میں حیا نہ ہو پھر جو جی چاہے کر۔

۳۴۸۵: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ خُسِفَ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو یونس نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سالم نے خبر دی اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص تکبر کی وجہ سے اپنا تہبند زمین سے گھسیٹتا ہوا جا رہا تھا کہ اسے زمین میں دھنسا دیا اور اب وہ قیامت

تک یوں ہی زمین میں دھنسا رہے گا۔ یونس کے ساتھ اس حدیث کو عبدالرحمن بن خالد نے بھی زہری سے روایت کیا ہے۔

۳٤٨٦: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْدَ كُلُّ أُمَّةٍ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوتِينَا مِنْ بَعْدِهِمْ فَهَذَا الْيَوْمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ فَغَدًا لِلْيَهُودِ وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارَى۔

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبداللہ بن طاؤس نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابوہریرہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ہم (دنیا میں) تمام امتوں کے آخر میں آئے لیکن (قیامت کے دن) تمام امتوں سے آگے ہوں گے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ انہیں پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں بعد میں ملی اور یہی وہ (جمعہ کا) دن ہے جس کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا۔ یہودیوں نے تو اسے اس کے دوسرے دن (ہفتہ کو) کرلیا اور نصاریٰ نے تیسرے دن (اتوار کو)

قولہ "أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا" جبکہ انہیں کتاب ہم سے پہلے حاصل ہونا ایسی فضیلت کی بات نہیں ہے، اہل کتاب کا وجود ہم سے پہلے ہے تو آسمانی کتاب بھی انہیں ہم سے پہلے حاصل ہوئی ہے۔

۳٤٨٧: عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمٌ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ۔

پس ہر مسلمان کو ہفتے میں ایک دن (یعنی جمعہ کے دن) اپنے جسم اور سر کو دھولینا لازم ہے۔

۳٤٨٨: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَدِمَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ الْمَدِينَةَ آخِرَ قَدْمَةٍ قَدِمَهَا فَخَطَبَنَا فَأَخْرَجَ كُبَّةً مِنْ شَعَرٍ فَقَالَ مَا كُنْتُ أُرَى أَنَّ أَحَدًا يَفْعَلُ هَذَا غَيْرَ الْيَهُودِ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّاهُ الزُّورَ يَعْنِي الْوِصَالَ فِي الشَّعَرِ تَابَعَهُ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ۔

ہم سے آدم بن ایاس نے بیان کیا، ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، کہا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے اپنے آخری سفر میں ہمیں خطاب فرمایا اور (خطبہ کے دوران) آپ نے بالوں کا ایک گچھا نکالا اور فرمایا، میں سمجھتا ہوں کہ یہودیوں کے سوا اور کوئی اس طرح نہ کرتا ہوگا اور نبی کریم ﷺ نے اس طرح بال سنوارنے کا نام "الزور" (فریب وجھوٹ) رکھا ہے۔ آپ کی مراد، وصال فی الشعر، سے تھی۔ یعنی بالوں میں جوڑ لگانے سے تھی (جیسے اکثر عورتیں مصنوعی بالوں میں جوڑا کیا کرتی ہیں) آدم کے ساتھ اس حدیث کو غندر نے بھی شعبہ سے روایت کیا ہے۔

٦١- كِتَابُ المَنَاقِبِ

کتاب: فضیلتوں کے بیان میں

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے اکثر نسخوں میں یہاں «باب المناقب» ہے کتاب المناقب نہیں ہے، اور یہی صحیح ہے کہ کتاب کی بجائے «باب «کالفظ ہو، کیونکہ یہ مستقل کتاب نہیں ہے، بلکہ یہ کتاب الانبیاء کا ہی ایک باب ہے، جس میں آخری نبی اور اسکے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات ذکر ہوئے ہیں، جیسا کہ اس سے پچھلے ابواب میں باقی انبیاء کرام کے حالات ذکر ہوئے ہیں، ان ابواب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتداء سے انتہاء تک بہت سے حالات کا تذکرہ فرمایا ہے، سب سے پہلے آپ کا نسب ذکر کیا، پھر قبائل کا ذکر ہوا پھر فخر بالانساب پر روشنی ڈالی گئی، اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وشمائل کو بیان کیا، اس کے بعد صحابہ کرام کے فضائل ومناقب کو ذکر کیا ہے، پھر ہجرت سے پہلے مکی زندگی کے حالات، ہجرت حبشہ، معراج اور وفود الانصار پھر مدینہ کے لیے ہجرت کے واقعات کا تذکرہ کیا، اس کے بعد مغازی کا ذکر ہوا، پھر آپ کی وفات کا ذکر کیا ہے۔

(١) بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ} [الحجرات:١٣]

باب: اللہ تعالیٰ کا سورۃ حجرات میں ارشاد اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد آدم اور ایک ہی عورت حوا سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قومیں اور خاندان بنادیا ہے تاکہ تم بطور رشتہ داری ایک دوسرے کو پہچان سکو، بے شک تم سب میں سے اللہ کے نزدیک معزز تروہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہو۔"

وَقَوْلِهِ (وَاتَّقُوا اللهَ الَّذِي تَسَّاءَلُونَ بِهِ وَالأَرْحَامَ إِنَّ اللهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا) وَمَا يُنْهَى عَنْ دَعْوَى الجَاهِلِيَّةِ، الشُّعُوبُ: النَّسَبُ البَعِيدُ، وَالقَبَائِلُ: دُونَ ذَلِكَ

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اے لوگو! ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔۔۔ الایۃ

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: اور اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور قریبی رشتوں کا بھی خیال کرو۔ بلاشبہ اللہ تم پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ دور جاہلیت کی طرح باپ دادا پر فخر کرنا منع ہے۔ شُعُوب کے معنی دور کا نسب اور قبائل کے معنی اس سے قریب کا نسب ہے۔

قولہ "الشُّعُوبُ النَّسَبُ البَعِيدُ" شعوب جمع ہے شعب کی اس سے اوپر کا خاندان مراد ہے، یعنی بڑا قبیلہ، اور قبائل قبیلہ کی جمع ہے اور اس سے بڑے قبیلے کی شاخ مراد ہے۔

۳۴۸۹: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ الْكَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا قَالَ الشُّعُوبُ الْقَبَائِلُ الْعِظَامُ وَالْقَبَائِلُ الْبُطُونُ۔

ہم سے خالد بن یزید الکاہلی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو بکر بن عیاش نے بیان کیا، ان سے ابو حصین (عثمان بن عاصم) نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ﴿وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا﴾ کے متعلق فرمایا کہ شعوب بڑے قبیلوں کے معنی میں ہے اور قبائل سے کسی بڑے قبیلے کی شاخیں مراد ہیں۔

۳۴۹۰: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ قَالَ أَتْقَاهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَيُوسُفُ نَبِيُّ اللهِ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی سعید نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ پوچھا گیا، یارسول اللہ! سب سے زیادہ شریف کون ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو، صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارا سوال اس کے بارے میں نہیں ہے، اس پر آپ نے فرمایا کہ پھر (نسب کی رو سے) اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام سب سے زیادہ شریف تھے۔

۳۴۹۱: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا كُلَيْبُ بْنُ وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي رَبِيبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبُ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ قُلْتُ لَهَا أَرَأَيْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَانَ مِنْ مُضَرَ قَالَتْ فَمِمَّنْ كَانَ إِلَّا مِنْ مُضَرَ مِنْ بَنِي النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ۔

ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا، ان سے کلیب بن وائل نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر پرورش رہ چکی تھیں، کلیب نے بیان کیا کہ میں نے زینب سے پوچھا: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق قبیلہ مضر سے تھا؟ انہوں نے کہا پھر کس قبیلہ سے تھا؟ یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ مضر کی شاخ بنی النضر بن کنانہ کی اولاد میں سے تھے۔

شرح بخاری

حضرت زینب ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہیں، ان کے باپ کا نام عبداللہ بن زمعہ تھا، یہ حبشہ میں پیدا ہوئیں۔

قولہ "فَمِمَّنْ كَانَ إِلَّا مِنْ مُضَرَ" یعنی آپ مضر سے نضر بن کنانہ کی اولاد میں سے تھے، اور نضر بن کنانہ مضر کی شاخ ہے، یعنی نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

۳۴۹۲: حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا كُلَيْبٌ حَدَّثَتْنِي رَبِيبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَظُنُّهَا زَيْنَبَ قَالَتْ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ وَقُلْتُ لَهَا أَخْبِرِينِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ كَانَ مِنْ مُضَرَ كَانَ قَالَتْ فَمِمَّنْ كَانَ إِلَّا مِنْ مُضَرَ كَانَ مِنْ وَلَدِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ۔

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے عبدالواحد نے، کہا ہم سے کلیب نے بیان کیا، اور ان سے ربیبہ نبی کریم ﷺ نے، میرا خیال ہے کہ ان سے مراد زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے دباء، حنتم، نقیر اور مزفت کے استعمال سے منع فرمایا تھا اور میں نے ان سے پوچھا تھا کہ آپ مجھے بتائیے کہ آنحضرت ﷺ کا تعلق کس قبیلہ سے تھا؟ کیا واقعی آپ کا تعلق مضر سے تھا؟ انہوں نے کہا پھر اور کس سے ہو سکتا ہے یقیناً آپ کا تعلق اسی قبیلہ سے تھا۔ آپ نضر بن کنانہ کی اولاد میں سے تھے۔

۳۴۹۳: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «تَجِدُونَ النَّاسَ مَعَادِنَ، خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ، إِذَا فَقِهُوا، وَتَجِدُونَ خَيْرَ النَّاسِ فِي هَذَا الشَّأْنِ أَشَدَّهُمْ لَهُ كَرَاهِيَةً۔

ہم سے اسحٰق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم کو جریر نے خبر دی، انہیں عمارہ نے، انہیں ابوزرعہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم انسانوں کو کان کی طرح پاؤ گے (بھلائی اور برائی میں) جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں بہتر اور اچھی صفات کے مالک تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی بہتر اور اچھی صفات والے ہیں بشرطیکہ وہ دین کا علم بھی حاصل کریں اور حکومت اور سرداری کے لائق اس کو پاؤ گے جو حکومت اور سرداری کو بہت ناپسند کرتا ہو۔

۳۴۹۴: وَتَجِدُونَ شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَيَأْتِي هَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ۔

اور آدمیوں میں سب سے برا اس کو پاؤ گے جو دو رخہ (دوغلا) ہو۔ ان لوگوں میں ایک منہ لے کر آئے، دوسروں میں دوسرا منہ۔

۳۴۹۵: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِي هَذَا الشَّأْنِ، مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ، وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے مغیرہ بن عبدالرحمن نے بیان کیا، ان سے ابوالزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس (خلافت کے) معاملے میں لوگ قریش کے تابع

ہیں، عام مسلمان قریشی مسلمانوں کے تابع ہیں جس طرح ان کے عام کفار قریشی کفار کے تابع رہتے چلے آئے ہیں۔

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہاں بڑی عمدہ بات ذکر کی ہے انہوں نے کہا ہے کہ نسب کے متعلق جو یہ ذکر ہوا ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے دو فریق پیدا کیے، اور مجھے بہتر فریق میں پیدا کیا، یعنی مجھے قریش میں پیدا کیا، قریش سے بنو ہاشم کو پسند کیا اور مجھے ان میں سے منتخب کیا، یہ فضیلت کلی نہیں بلکہ اکثریت کے اعتبار سے ہے، دوسری چیز یہ بھی ہے کہ کسی خاندان کی فضیلت کی بنیاد علم و عمل پر ہوتی ہے، اور علم کی بنیاد فصاحت اور حافظہ پر ہوتی ہے، اور عربوں کا اعتماد حافظے پر ہوتا تھا، انہیں کتابت کی ضرورت نہیں ہوتی تھی، اور ان کی زبان اس وقت بڑی فصیح تھی، جس کی وجہ سے ان میں علمی استعداد پیدا ہو گئی تھی، اور علمی استعداد باطنی خوبیوں کی بنا پر ہوتی ہے، جیسے شجاعت، عفت اور شرافت کی بنا پر انسان کو اعمال کی سہولت حاصل ہوتی ہے، جس شخص کی طبیعت میں بزدلی اور شرارت وغیرہ ہو تو اس کے لیے اعمال صالحہ سر انجام دینا ذرا دشوار ہوتا ہے، لہٰذا فضیلت کا معیار علمی اور عملی استعداد پر ہے، ان کے ہاں مختلف منڈیاں لگتی تھیں جن میں شعر، شاعری سے ان کی زبان فصیح ہو گئی تھی، وہ اپنا دفاع خود ہی کرتے تھے، اس لیے ان میں شجاعت پیدا ہو گئی تھی، وہ ایک دوسرے کے حلیف بنے ہوئے تھے، اس طرح وہ مہمان نوازی کی صفت کے ساتھ بھی موصوف تھے، اور ایسی خوبیاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں سب سے زیادہ پائی جاتی تھیں، اس لیے آپ نے اپنے خاندان کی افضلیت کو ذکر کیا ہے، ورنہ محض نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سے ہونے کی بنا پر ان کی فضیلت نہیں ہے، بلکہ ان میں مذکورہ خوبیوں کے پائے جانے کی وجہ سے انہیں افضل کہا گیا ہے۔

٣٤٩٦: وَالنَّاسُ مَعَادِنُ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا تَجِدُونَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدَّ النَّاسِ كَرَاهِيَةً لِهَذَا الشَّأْنِ حَتَّى يَقَعَ فِيهِ۔

اور انسانوں کی مثال کان کی طرح ہے، جو لوگ جاہلیت کے دور میں شریف تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی شریف ہیں جب کہ انہوں نے دین کی سمجھ بھی حاصل کی ہو تم دیکھو گے کہ بہترین اور لائق وہی ثابت ہوں گے جو خلافت و امارت کے عہدے کو بہت زیادہ ناپسند کرتے رہے ہوں، یہاں تک کہ وہ اس میں گرفتار ہو جائیں۔

٣٤٩٧: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ المَلِكِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، {إِلَّا المَوَدَّةَ فِي القُرْبَى} [الشورى: ٢٣]، قَالَ: فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ: قُرْبَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ، إِلَّا وَلَهُ فِيهِ قَرَابَةٌ، فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ تَصِلُوا قَرَابَةً بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے عبدالملک نے بیان کیا، ان سے طاؤس نے ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا "الا المودة فی القربیٰ" کے متعلق (طاؤس نے) بیان کیا کہ قریش کی کوئی شاخ ایسی نہیں تھی جس میں

آنحضرت ﷺ کی قرابت نہ رہی ہو اور اسی وجہ سے یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ میرا مطالبہ صرف یہ ہے کہ تم لوگ میری اور اپنی قرابت داری کا لحاظ کرو۔

قولہ "لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ" نبی کریم ﷺ کی قرابت داری قریش کے ہر قبیلے میں پائی جاتی تھی، اس لیے آپ نے فرمایا کہ تم میرے نسبی تعلق کا ہی لحاظ کیا کرو، اور قرابت داری کے پیش نظر میری مخالفت سے باز رہو، اس آیت سے یہی مراد ہے ورنہ اس سے مراد حضرت حسن اور حسین نہیں ہیں، کیونکہ یہ مکی سورت کی آیت ہے، اس وقت حسن وحسین موجود ہی نہیں تھے، بلکہ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح بھی نہیں ہوا تھا۔

٣٤٩٨: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ هَا هُنَا جَاءَتِ الْفِتَنُ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْجَفَاءُ وَغِلَظُ الْقُلُوبِ فِي الْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ عِنْدَ أُصُولِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ فِي رَبِيعَةَ وَمُضَرَ۔

ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، ان سے قیس نے اور ان سے ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا: اسی طرف سے فتنے اٹھیں گے یعنی مشرق سے اور بے وفائی اور سخت دلی ان لوگوں میں ہے جو اونٹوں اور گایوں کی دم کے پاس چلاتے رہتے ہیں یعنی ربیعہ اور مضر کے لوگوں میں۔

٣٤٩٩: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي الْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ وَالْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ قَالَ أَبُو عَبْد اللهِ سُمِّيَتِ الْيَمَنُ لِأَنَّهَا عَنْ يَمِينِ الْكَعْبَةِ وَالشَّأْمَ لِأَنَّهَا عَنْ يَسَارِ الْكَعْبَةِ وَالْمَشْأَمَةُ الْمَيْسَرَةُ وَالْيَدُ الْيُسْرَى الشُّؤْمَى وَالْجَانِبُ الْأَيْسَرُ الْأَشْأَمُ۔

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ فخر اور تکبر ان چیخنے اور شور مچانے والے اونٹ والوں میں ہے اور بکری چرانے والوں میں نرم دلی اور ملائمت ہوتی ہے اور ایمان تو یمن میں ہے حکمت (حدیث) بھی یمنی ہے، ابو عبد اللہ یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ یمن کا نام یمن اس لیے ہوا کہ یہ کعبہ کے دائیں جانب ہے اور شام کو شام اس لیے کہتے ہیں کہ یہ کعبہ کے بائیں جانب ہے "المشامة" بائیں جانب کو کہتے ہیں، بائیں ہاتھ کو "الشومی" کہتے ہیں اور بائیں جانب کو "الاشام" کہتے ہیں۔

٢۔ بَابُ مَنَاقِبِ قُرَيْشٍ

باب: قریش کی فضیلت کا بیان۔

۳۵۰۰: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ عِنْدَهُ فِي وَفْدٍ مِنْ قُرَيْشٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَيَكُونُ مَلِكٌ مِنْ قَحْطَانَ فَغَضِبَ مُعَاوِيَةُ فَقَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رِجَالًا مِنْكُمْ يَتَحَدَّثُونَ أَحَادِيثَ لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ وَلَا تُؤْثَرُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُولَئِكَ جُهَّالُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَالْأَمَانِيَّ الَّتِي تُضِلُّ أَهْلَهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ فِي قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيهِمْ أَحَدٌ إِلَّا كَبَّهُ اللهُ عَلَى وَجْهِهِ مَا أَقَامُوا الدِّينَ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا کہ محمد بن جبیر بن مطعم بیان کرتے تھے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تک یہ بات پہنچی جب وہ قریش کی ایک جماعت میں تھے کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ عنقریب (قرب قیامت میں) بنی قحطان سے ایک حکمران اٹھے گا۔ یہ سن کر حضرت معاویہ غصے ہو گئے۔ پھر آپ خطبہ دینے اٹھے اور اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق حمد و ثنا کے بعد فرمایا، لوگو! مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض لوگ ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جو نہ تو قرآن مجید میں موجود ہیں اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ دیکھو! تم میں سب سے جاہل یہی لوگ ہیں۔ ان سے اور ان کے خیالات سے بچتے رہو جن خیالات نے ان کو گمراہ کر دیا ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ یہ خلافت قریش میں رہے گی اور جو بھی ان سے دشمنی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو سرنگوں اوندھا کر دے گا جب تک وہ (قریش) دین کو قائم رکھیں گے۔

شرح بخاری

قریش تصغیر ہے قرش کی، اور قرش ایک سمندر کا جانور ہے جو دیگر سمندر کے جانوروں کو کھا جاتا ہے، کیونکہ یہ ان سے طاقت ور ہوتا ہے، تو قریش کو بھی ان کی قوت کی بنا پر قریش کہا جاتا ہے، گویا یہ دیگر قبائل پر غالب آ گئے اور ان پر قابض ہو گئے۔

قولہ "مَا أَقَامُوا الدِّينَ" جب تک قریش دین اسلام کی پابندی کریں گے تب تک امر حکومت ان میں رہے گا اور جب انہوں نے اس شرط کو پس پشت ڈال دیا تو قحطانی وغیرہ بھی حاکم بن سکتا ہے یا مطلب یہ ہے کہ امام اعظم قریش سے ہو گا، اور کسی خاص علاقہ پر قحطانی بھی ہو سکتا ہے۔

اگر کوئی متغلب آ جائے اور اس کو الگ کرنا فتنہ کا باعث بنتا ہو تو متغلب کی حکومت بھی تسلیم کی جا سکتی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امر خلافت کو قریش میں اس لیے رکھا کہ وہ آپ کے رشتہ دار اور قریبی ہیں اور آپ کے قریبی آپ کے دین کا زیادہ لحاظ رکھیں گے، لیکن ان کے لیے "مَا أَقَامُوا الدِّينَ" کی قید ضروری ہے، ورنہ کوئی اور بھی حاکم بن سکتا ہے، جیسا کہ بعض احادیث میں مروی ہے۔

۳۵۰۱: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ

عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ هَذَا الْأَمْرُ فِي قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنْهُمُ اثْنَانِ۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم بن محمد نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا اور انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ خلافت اس وقت تک قریش کے ہاتھوں میں باقی رہے گی جب تک کہ ان میں دو آدمی بھی باقی رہیں۔

۳۵۰۲: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، قَالَ: مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ وَتَرَكْتَنَا، وَإِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ»۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابن مسیب نے اور ان سے جبیر بن مطعم نے بیان کیا کہ میں اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ دونوں مل کر آنحضرت ﷺ کے پاس گئے اور ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! بنو مطلب کو تو آپ نے عطا فرمایا اور ہمیں (بنی امیہ کو) نظر انداز کر دیا حالانکہ آپ کے لیے ہم اور وہ ایک ہی درجے کے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا (یہ صحیح ہے) مگر بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہی ہیں۔



۳۵۰۳: وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ مُحَمَّدٌ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ ذَهَبَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ مَعَ أُنَاسٍ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ إِلَى عَائِشَةَ وَكَانَتْ أَرَقَّ شَيْءٍ عَلَيْهِمْ لِقَرَابَتِهِمْ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے ابوالاسود محمد نے بیان کیا اور ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بنی زہرہ کے چند لوگوں کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنی زہرہ کے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آتی تھیں کیوں کہ ان لوگوں کی رسول اللہ ﷺ سے قرابت تھی۔



۳۵۰۴: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدٍ قَالَ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ هُرْمُزَ الْأَعْرَجُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَأَشْجَعُ وَغِفَارُ مَوَالِيَّ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُونَ اللهِ وَرَسُولِهِ۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا اور ان سے سعد بن ابراہیم نے (دوسری سند) یعقوب بن ابراہیم نے کہا کہ ہمارے والد نے ہم سے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے، کہا مجھ سے عبدالرحمن بن ہرمز الاعرج نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے



فرمایا: قریش، انصار، جہینہ، مزینہ، اسلم، اشجع اور غفار ان سب قبیلوں کے لوگ میرے خیر خواہ ہیں اور ان کا بھی اللہ اور اس کے رسول کے سوا کوئی حمایتی نہیں ہے۔

۳۵۰۵: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ أَحَبَّ الْبَشَرِ إِلَى عَائِشَةَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِهَا وَكَانَتْ لَا تُمْسِكُ شَيْئًا مِمَّا جَاءَهَا مِنْ رِزْقِ اللهِ إِلَّا تَصَدَّقَتْ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْبَغِي أَنْ يُؤْخَذَ عَلَى يَدَيْهَا فَقَالَتْ أَيُؤْخَذُ عَلَى يَدَيَّ عَلَيَّ نَذْرٌ إِنْ كَلَّمْتُهُ فَاسْتَشْفَعَ إِلَيْهَا بِرِجَالٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَبِأَخْوَالِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً فَامْتَنَعَتْ فَقَالَ لَهُ الزُّهْرِيُّونَ أَخْوَالُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ وَالْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ إِذَا اسْتَأْذَنَّا فَاقْتَحِمْ الْحِجَابَ فَفَعَلَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا بِعَشْرِ رِقَابٍ فَأَعْتَقَتْهُمْ ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تُعْتِقُهُمْ حَتَّى بَلَغَتْ أَرْبَعِينَ فَقَالَتْ وَدِدْتُ أَنِّي جَعَلْتُ حِينَ حَلَفْتُ عَمَلًا أَعْمَلُهُ فَأَفْرُغُ مِنْهُ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، کہا کہ مجھ سے ابوالاسود نے، ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا کو سب سے زیادہ محبت تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عادت تھی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو رزق بھی ان کو ملتا وہ اسے صدقہ کر دیا کرتی تھیں، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے (کسی سے) کہا ام المومنین کو اس سے روکنا چاہیے (جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کی بات پہنچی) تو انہوں نے کہا، کیا اب میرے ہاتھوں کو روکا جائے گا، اب اگر میں نے عبداللہ سے بات کی تو مجھ پر نذر واجب ہے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو راضی کرنے کے لیے) قریش کے چند لوگوں اور خاص طور سے رسول اللہ ﷺ کے ننہالی رشتہ داروں (بنوزہرہ) کو ان کی خدمت میں معافی کی سفارش کے لیے بھیجا لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پھر بھی نہ مانیں۔ اس پر بنوزہرہ نے جو رسول اللہ ﷺ کے ماموں ہوتے تھے اور ان میں عبدالرحمن بن اسود بن عبدیغوث اور مسور بن مخرمہ بھی تھے، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب ہم ان کی اجازت سے وہاں جا بیٹھیں تو تم ایک دفعہ آن کر پردہ میں گھس جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا (جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خوش ہو گئیں تو) انہوں نے ان کی خدمت میں دس غلام (آزاد کرانے کے لیے بطور کفارہ قسم) بھیجے اور ام المومنین نے انہیں آزاد کر دیا۔ پھر آپ برابر غلام آزاد کرتی رہیں۔ یہاں تک کہ چالیس غلام آزاد کر دیئے پھر انہوں نے کہا کاش میں نے جس وقت قسم کھائی تھی (منت مانی تھی) تو میں کوئی خاص چیز بیان کر دیتی جس کو کر کے میں فارغ ہو جاتی۔

۳۔ بَابُ نَزَلَ الْقُرْآنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ

باب: قرآن کا قریش کی زبان میں نازل ہونا۔

٣٥٠٦: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عُثْمَانَ دَعَا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّينَ الثَّلَاثَةِ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا ذَلِكَ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے انس ہے نے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن عاص اور عبدالرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ کو بلایا (اور ان کو قرآن مجید کی کتابت پر مقرر فرمایا، چنانچہ ان حضرات نے) قرآن مجید کو کئی مصحفوں میں نقل فرمایا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (ان چاروں میں سے) تین قریشی صحابہ سے فرمایا تھا کہ جب آپ لوگوں کا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے (جو مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے) قرآن کے کسی مقام پر (اس کے کسی محاورے میں) اختلاف ہوجائے تو اس کو قریش کے محاورے کے مطابق لکھنا، کیوں کہ قرآن شریف قریش کے محاورہ میں نازل ہوا ہے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

اگرچہ قرآن کریم قریش کی زبان میں اترا ہے لیکن دوسرے قبائل کی قراءت پر بھی پڑھنے کی اجازت دیدی گئی ہے، وہ الفاظ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں، خود رسول اللہ بھی قریشی تھے لہٰذا آپ کی زبان میں قرآن اتارا گیا تاکہ آپ خود قرآن کو سمجھیں اور آگے لوگوں کو سمجھا سکیں۔

٤۔ بَابُ نِسْبَةِ الْيَمَنِ إِلَى إِسْمَاعِيلَ «مِنْهُمْ أَسْلَمُ بْنُ أَفْصَى بْنِ حَارِثَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ مِنْ خُزَاعَةَ»

باب: یمن والوں کا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں ہونا قبیلہ خزاعہ کی شاخ بنو اسلم بن افصیٰ بن حارثہ بن عمرو بن عامر اہل یمن میں سے ہیں۔

٣٥٠٧: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَوْمٍ مِنْ أَسْلَمَ يَتَنَاضَلُونَ بِالسُّوقِ فَقَالَ ارْمُوا بَنِي إِسْمَاعِيلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا وَأَنَا مَعَ بَنِي فُلَانٍ لِأَحَدِ الْفَرِيقَيْنِ فَأَمْسَكُوا بِأَيْدِيهِمْ فَقَالَ مَا لَهُمْ قَالُوا وَكَيْفَ نَرْمِي وَأَنْتَ مَعَ بَنِي فُلَانٍ قَالَ ارْمُوا وَأَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن

اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ قبیلہ اسلم کے صحابہ کی طرف سے گزرے جو بازار میں تیر اندازی کررہے تھے تو آپ نے فرمایا: اے اولاد اسماعیل! خوب تیر اندازی کرو کہ تمہارے بابا حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی تیر انداز تھے اور آپ نے فرمایا میں فلاں جماعت کے ساتھ ہوں، یہ سن کر دوسری جماعت والوں نے ہاتھ روک لیے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہوئی؟ انہوں نے عرض کیا کہ جب آپ دوسرے فریق کے ساتھ ہوگئے تو پھر ہم کیسے تیر اندازی کریں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم تیر اندازی جاری رکھو۔ میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

یمنی قبائل عموماً قحطانی ہیں، ان کے علاوہ دیگر عدنانی ہیں، قحطان اور عدنان کا زمانہ ایک ہے، امام بخاری رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ قحطانی بنو اسماعیل ہیں۔

قولہ "مِنهم أَسلَمَ" ان کے بارہ میں اختلاف ہے کہ یہ قحطانی ہیں یا عدنانی، اگر قحطانی ہوں تو بخاری کا استدلال درست ہے، کیونکہ انہیں اسماعیلی کہا گیا ہے، اگرچہ حافظ نے کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ اسماعیلی ماں کی طرف سے ہوں۔

٥۔ بَابٌ:

باب:

٣٥٠٨: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ الدِّيلِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لِغَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَرَ وَمَنْ ادَّعَى قَوْمًا لَيْسَ لَهُ فِيهِمْ نَسَبٌ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے حسین بن واقد نے، ان سے عبداللہ بن بریدہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے یحییٰ بن یعمر نے بیان کیا، ان سے ابوالاسود دیلی نے بیان کیا اور ان سے ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرمارہے تھے کہ جس شخص نے بھی جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا کسی اور کو اپنا باپ بنایا تو اس نے کفر کیا اور جس شخص نے بھی اپنا نسب کسی ایسی قوم سے ملایا جس سے اس کا کوئی (نسبی) تعلق نہیں ہے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

٣٥٠٩: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا حَرِيزٌ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ عَبْدِ اللهِ النَّصْرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْفِرَى أَنْ يَدَّعِيَ الرَّجُلُ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ يُرِيَ عَيْنَهُ مَا لَمْ تَرَ أَوْ يَقُولُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْ۔

ہم سے علی بن عیاش نے بیان کیا، کہا ہم سے حریز بن عثمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبدالواحد بن عبداللہ نصری نے بیان کیا، کہا کہ میں نے واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: سب سے بڑا بہتان اور سخت جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے سوا کسی اور کو اپنا باپ کہے یا جو چیز اس نے خواب میں نہیں دیکھی۔ اس کے دیکھنے کا دعویٰ کرے۔ یا رسول اللہ ﷺ کی طرف ایسی حدیث منسوب کرے جو آپ نے نہ فرمائی ہو۔

۳۵۱۰: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا مِنْ هَذَا الْحَيِّ مِنْ رَبِيعَةَ قَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ فَلَسْنَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي كُلِّ شَهْرٍ حَرَامٍ فَلَوْ أَمَرْتَنَا بِأَمْرٍ نَأْخُذُهُ عَنْكَ وَنُبَلِّغُهُ مَنْ وَرَاءَنَا قَالَ آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيمَانِ بِاللهِ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَأَنْ تُؤَدُّوا إِلَى اللهِ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے ابوجمرہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا وہ کہتے تھے کہ قبیلہ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کیا، یارسول اللہ! ہمارا تعلق قبیلہ ربیعہ سے ہے اور ہمارے اور آپ کے درمیان (راستے میں) کفار مضر کا قبیلہ پڑتا ہے، اس لیے ہم آپ کی خدمت اقدس میں صرف حرمت کے مہینوں میں ہی حاضر ہوسکتے ہیں۔ مناسب ہوتا اگر آپ ہمیں ایسے احکام بتلا دیتے جن پر ہم خود بھی مضبوطی سے قائم رہتے اور جو لوگ ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں انہیں بھی بتادیتے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں، اول اللہ پر ایمان لانے کا، یعنی اس کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور نماز قائم کرنے کا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا اور اس بات کا کہ جو کچھ بھی تمہیں مال غنیمت ملے اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کو (یعنی امام وقت کے بیت المال کو) ادا کرو اور میں تمہیں دباء، حنتم، نقیر اور مزفت (کے استعمال) سے منع کرتا ہوں۔



۳۵۱۱: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا يُشِيرُ إِلَى الْمَشْرِقِ مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ۔



ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، ان سے سالم بن عبداللہ نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا، آپ منبر پر فرمارہے تھے، آگاہ ہوجاؤ اس طرف سے فساد پھوٹے گا۔ آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کرکے یہ جملہ فرمایا، جدھر سے شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے۔





٦۔ بَابُ ذِكْرِ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ وَأَشْجَعَ

باب: اسلم، غفار، مزینہ، جہینہ اور اشجع قبیلوں کا بیان۔

٣٥١٢: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَغِفَارُ وَأَشْجَعُ مَوَالِيَّ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُونَ اللهِ وَرَسُولِه۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے عبدالرحمن بن ہرمز اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قریش، انصار، جہینہ، مزینہ، اسلم، غفار اور اشجع میرے خیر خواہ ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کے سوا اور کوئی ان کا حمایتی نہیں۔

اسلم یمن کا قبیلہ ہے اور بخاری رحمہ اللہ کا خیال یہ ہے کہ یمنی لوگ اسماعیلی ہیں، حافظ نے کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ ماں کی طرف سے اسماعیلی ہوں، ویسے ان کے قحطانی یا عدنانی ہونے میں اختلاف ہے۔

٣٥١٣: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ غُرَيْرٍ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحٍ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى الْمِنْبَرِ غِفَارُ غَفَرَ اللهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللهُ وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللهَ وَرَسُولَهُ۔

ہم سے محمد بن غریر زہری نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے صالح نے، ان سے نافع نے اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر فرمایا: قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمادی اور قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ نے سلامت رکھا اور قبیلہ عصیہ نے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

٣٥١٤: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللهُ وَغِفَارُ غَفَرَ اللهُ لَهَا۔

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالوہاب ثقفی نے خبر دی، انہیں ایوب نے، انہیں محمد نے، انہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ نے سلامت رکھا اور قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمادی۔

٣٥١٥: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ جُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَغِفَارُ خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَبَنِي أَسَدٍ وَمِنْ بَنِي عَبْدِ اللهِ بْنِ غَطَفَانَ وَمِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ فَقَالَ رَجُلٌ خَابُوا وَخَسِرُوا فَقَالَ هُمْ خَيْرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَمِنْ بَنِي أَسَدٍ وَمِنْ بَنِي عَبْدِ اللهِ بْنِ غَطَفَانَ وَمِنْ

بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ۔

ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، (دوسری سند) امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا اور مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمن بن مہدی نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے عبدالملک بن عمیر نے، ان سے عبدالرحمن بن ابی بکرہ نے اور ان سے ان کے والد ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتاؤ کیا جہینہ، مزینہ، اسلم اور غفار کے قبیلے بنی تمیم، بنی اسد، بنی عبداللہ بن غطفان اور بنی عامر بن صعصعہ کے مقابلے میں بہتر ہیں؟ ایک شخص (اقرع بن حابس) نے کہا کہ وہ تو تباہ و برباد ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں یہ چاروں قبیلے بنو تمیم، بنو اسد، بنو عبداللہ بن غطفان اور بنو عامر بن صعصعہ کے قبیلوں سے بہتر ہیں۔

٣٥١٦: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا بَايَعَكَ سُرَّاقُ الْحَجِيجِ مِنْ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ وَأَحْسِبُهُ وَجُهَيْنَةَ ابْنُ أَبِي يَعْقُوبَ شَكَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَأَحْسِبُهُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَبَنِي عَامِرٍ وَأَسَدٍ وَغَطَفَانَ خَابُوا وَخَسِرُوا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُمْ لَخَيْرٌ مِنْهُمْ۔



حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَشَيْءٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ أَوْ قَالَ شَيْءٌ مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ مُزَيْنَةَ خَيْرٌ عِنْدَ اللَّهِ أَوْ قَالَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَسَدٍ وَتَمِيمٍ وَهَوَازِنَ وَغَطَفَانَ.

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابی یعقوب نے بیان کیا، انہوں نے عبدالرحمن بن ابی بکرہ سے سنا، انہوں نے اپنے والد سے کہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ سے ان لوگوں نے بیعت کی ہے کہ جو حاجیوں کا سامان چرایا کرتے تھے یعنی اسلم اور غفار اور مزینہ کے لوگ، محمد بن ابی یعقوب نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں عبدالرحمن نے جہینہ کا بھی ذکر کیا، شعبہ نے کہا کہ یہ شک محمد بن ابی یعقوب کو ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بتلاؤ اسلم، غفار، مزینہ، اور میں سمجھتا ہوں کہ جہینہ کو بھی کہا یہ چاروں قبیلے بنی تمیم، بنی عامر اور اسد اور غطفان سے بہتر نہیں ہیں؟ کیا یہ (مؤخر الذکر) خراب اور برباد نہیں ہوئے؟ اقرع نے کہا: ہاں، آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ ان سے بہتر ہیں۔



ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے محمد نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قبیلہ اسلم، غفار اور مزینہ اور جہینہ کے کچھ لوگ یا



انہوں نے بیان کیا کہ کچھ لوگ (بیان کیا کہ) اللہ تعالیٰ کے نزدیک یا بیان کیا کہ قیامت کے دن قبیلہ اسد، تمیم، ہوازن اور غطفان سے بہتر ہوں گے۔

۷۔ بَابُ ذِكْرِ قَحْطَانَ

باب: ایک مرد قحطانی کا تذکرہ۔

۳۵۱۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ يَسُوقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے ثور بن زید نے، ان سے ابوالغیث نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ قبیلہ قحطان میں ایک ایسا شخص پیدا نہیں ہوگا جو لوگوں پر اپنی لاٹھی کے زور سے حکومت کرے۔

قولہ "رجل من قَحْطَانَ" حافظ نے کہا ہے اس آدمی کا نام معلوم نہیں ہو سکا، لیکن قرطبی نے کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ جہجاہ ہو، جیسا کہ ترمذی کی حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، "لا يَذهَبُ الليلُ والنهارُ حتى يَملِكَ رجُلٌ مِنَ المَوالِي يُقالُ له جهجاه"[1]

۸۔ بَابُ مَا يُنْهَى مِنْ دَعْوَةِ الْجَاهِلِيَّةِ

باب: جاہلیت کی سی باتیں کرنا منع ہے۔

۳۵۱۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ ثَابَ مَعَهُ نَاسٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ حَتَّى كَثُرُوا وَكَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلٌ لَعَّابٌ فَكَسَعَ أَنْصَارِيًّا فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ غَضَبًا شَدِيدًا حَتَّى تَدَاعَوْا وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوَى أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ قَالَ مَا شَأْنُهُمْ فَأُخْبِرَ بِكَسْعَةِ الْمُهَاجِرِيِّ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوهَا فَإِنَّهَا خَبِيثَةٌ وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ أَقَدْ تَدَاعَوْا عَلَيْنَا لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَقَالَ عُمَرُ أَلَا نَقْتُلُ يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا الْخَبِيثَ لِعَبْدِ اللهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّهُ كَانَ يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ۔

[1] مسند احمد: ۸۳۶۴، سنن ترمذی: ۲۲۲۸

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو مخلد بن یزید نے خبر دی، کہا ہمیں ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے عمرو بن دینار نے خبر دی اور انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک تھے، مہاجرین بڑی تعداد میں آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ وجہ یہ ہوئی کہ مہاجرین میں ایک صاحب تھے بڑے دل لگی کرنے والے، انہوں نے ایک انصاری کے سرین پر ضرب لگائی، انصاری بہت سخت غصہ ہوا، اس نے اپنی برادری والوں کو مدد کے لیے پکارا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ان لوگوں نے یعنی انصاری نے کہا: اے قبائل انصار! مدد کو پہنچو! اور مہاجر نے کہا: اے مہاجرین! مدد کو پہنچو! یہ غل سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (خیمہ سے) باہر تشریف لائے اور فرمایا: کیا بات ہے؟ یہ جاہلیت کی پکار کیسی ہے؟ آپ کے صورت حال دریافت کرنے پر مہاجر صحابی کے انصاری صحابی کو مار دینے کا واقعہ بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ایسی جاہلیت کی ناپاک باتیں چھوڑ دو اور عبداللہ بن ابی سلول (منافق) نے کہا کہ یہ مہاجرین اب ہمارے خلاف اپنی قوم والوں کی دہائی دینے لگے۔ مدینہ پہنچ کر ہم سمجھ لیں گے، عزت دار ذلیل کو یقینا نکال باہر کر دے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی یا رسول اللہ! ہم اس ناپاک پلید عبداللہ بن ابی کو قتل کیوں نہ کر دیں؟ لیکن آپ نے فرمایا: ایسا نہ ہونا چاہیے کہ لوگ کہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے لوگوں کو قتل کر دیا کرتے ہیں۔



قولہ "مَا بَالُ دَعْوَى أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ" دعویٰ جاہلیت سے مراد یہ ہے کہ تعصب نسبی کی بنا پر کسی کی امداد کرنا کہ یہ میری قوم اور میرے قبیلے کا آدمی ہے، اور حق کا ساتھ نہ دینا۔

قولہ "قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ" یہ وہی منافق ہے، جو جنگ احد میں اپنے تین سو آدمیوں کو لے کر واپس آ گیا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی منافقت کا علم تھا، لیکن اس کے درپے نہیں ہوئے تھے، تاکہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ اپنے ساتھیوں کو مارتا ہے اور لوگ متنفر نہ ہوں اس کا بیٹا مخلص تھا اس کا نام بھی عبداللہ تھا۔

٣٥١٩: حَدَّثَنِي ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ح وَعَنْ سُفْيَانَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ.

ہم سے ثابت بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے عبداللہ بن مرہ نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود نے ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

سفیان نے زبید سے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے مسروق سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو (نوحہ کرتے ہوئے) اپنے رخسار پیٹے، گریبان پھاڑ ڈالے، اور جاہلیت کی پکار پکارے۔



٩۔ بَابُ قِصَّةِ خُزَاعَةَ

باب: قبیلہ خزاعہ کا بیان۔

٣٥٢٠: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَمْرُو بْنُ لُحَيِّ بْنِ قَمَعَةَ بْنِ خِنْدِفَ أَبُو خُزَاعَةَ۔

مجھ سے اسحٰق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحیٰی بن آدم نے بیان کیا، کہا ہم کو اسرائیل نے خبر دی، انہیں ابو حصین نے، انہیں ابو صالح نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف قبیلہ خزاعہ کا باپ تھا۔

خزاعہ کے نسب میں اختلاف ہے اور اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ عمرو بن لحی کی اولاد سے ہیں، اور "اسلم" عمرو بن لحی کا چچا ہے، جیسا کہ حافظ نے ذکر کیا ہے، خزاعہ سے پہلے جرہم قبیلے کا عروج تھا، جب سباء قبیلے میں انتشار پیدا ہوا اور علاقہ بے آباد ہو گیا تو خزاعہ قبیلہ مکہ میں آباد ہو گیا ان کا جد عمرو بن لحی تھا، کہتے ہیں اس کے ساتھ جن رہتا تھا، اس نے عمرو بن لحی کو مشورہ دیا کہ بت لا کر یہاں گاڑ دے، تاکہ بت پرستی پھیل جائے، لہذا عمرو بن لحی شام کے علاقہ سے سب سے پہلے بت لایا تھا جس کا نام "ھبل" تھا، لہذا اس کے ساتھ شیطانوں کے میل جول سے بتوں کی عبادت شروع ہو گئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل ان کا تین سو سال تک اقتدار رہا ہے، بعض کا قول ہے کہ خندف، الیاس کی بیوی تھی یہ حاملہ تھی اور جب الیاس مر گیا تو یہ دوڑی پھرتی تھی، تاکہ بچہ ضائع ہو جائے، عمرو بن لحی کے باپ نے اس سے نکاح کر لیا، یہ حمل جب اس کے گھر پیدا ہوا تو اس نے اسے متبنّٰی بنا لیا، اس لیے قحطانیوں کی طرف خزاعہ کی نسبت "تبنّی" کی ہے، اور عدنانیوں کی طرف نسبت نسبی ہے، گویا دونوں سے انہیں ملا دیا جاتا ہے، آگے حدیث میں خندف والی نسبت ذکر کی ہے۔

٣٥٢١: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ الْبَحِيرَةُ الَّتِي يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيتِ وَلَا يَحْلُبُهَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ وَالسَّائِبَةُ الَّتِي كَانُوا يُسَيِّبُونَهَا لِآلِهَتِهِمْ فَلَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ قَالَ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرِ بْنِ لُحَيٍّ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ۔

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے سعید بن مسیب سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ بحیرہ وہ اونٹنی جس کے دودھ کی ممانعت ہوتی تھی۔ کیوں کہ وہ بتوں کے لیے وقف ہوتی تھی۔ اس لیے کوئی بھی شخص اس کا دودھ نہیں دوھتا تھا اور سائبہ اسے کہتے جس کو

وہ اپنے معبودوں کے لیے چھوڑ دیتے اور ان پر کوئی بوجھ نہ لادتا اور نہ کوئی سواری کرتا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے عمرو بن عامر بن لحی خزاعی کو دیکھا کہ جہنم میں وہ اپنی انتڑیاں گھسیٹ رہا تھا اور یہی عمرو وہ پہلا شخص ہے جس نے سائبہ کی رسم نکالی۔

۱۰۔ باب قصة اسلام ابی ذر غفاری

باب: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا بیان۔

جاہلیت کے زمانے میں چاہ زمزم نامعلوم ہو چکا تھا، جب عبد المطلب کو خواب آیا اور خواب میں انہیں چاہ زمزم دکھایا گیا جب خواب سے اس کا پتا چلا تب اسے نکالا گیا، یہ واقعہ بخاری کی شرط پر نہیں تھا اس لیے وہ اسے نہیں لائے، بلکہ حضرت ابوذر کے اسلام قبول کرنے کی حدیث ذکر کی ہے، اس وقت ابوذر متعدد ایام تک مکہ مکرمہ میں ٹھہرے رہے اور زمزم کے پانی پر گزارہ کرتے رہے، اور ماء زمزم انہیں طعام وشراب دونوں کا کام دیتا رہا۔

۱۱۔ باب قصة زمزم

باب زمزم کا بیان۔

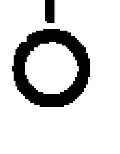
۳۵۲۲: حَدَّثَنَا زَيْدٌ هُوَ ابْنُ أَخْزَمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنِي مُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ الْقَصِيرُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو جَمْرَةَ قَالَ قَالَ لَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِإِسْلَامِ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قُلْنَا بَلَى قَالَ قَالَ أَبُو ذَرٍّ كُنْتُ رَجُلًا مِنْ غِفَارٍ فَبَلَغَنَا أَنَّ رَجُلًا قَدْ خَرَجَ بِمَكَّةَ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَقُلْتُ لِأَخِي انْطَلِقْ إِلَى هَذَا الرَّجُلِ كَلِّمْهُ وَأْتِنِي بِخَبَرِهِ فَانْطَلَقَ فَلَقِيَهُ ثُمَّ رَجَعَ فَقُلْتُ مَا عِنْدَكَ فَقَالَ وَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَأْمُرُ بِالْخَيْرِ وَيَنْهَى عَنِ الشَّرِّ فَقُلْتُ لَهُ لَمْ تَشْفِنِي مِنَ الْخَبَرِ فَأَخَذْتُ جِرَابًا وَعَصًا ثُمَّ أَقْبَلْتُ إِلَى مَكَّةَ فَجَعَلْتُ لَا أَعْرِفُهُ وَأَكْرَهُ أَنْ أَسْأَلَ عَنْهُ وَأَشْرَبُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ وَأَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ فَمَرَّ بِي عَلِيٌّ فَقَالَ كَأَنَّ الرَّجُلَ غَرِيبٌ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَانْطَلِقْ إِلَى الْمَنْزِلِ قَالَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ لَا يَسْأَلُنِي عَنْ شَيْءٍ وَلَا أُخْبِرُهُ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ لِأَسْأَلَ عَنْهُ وَلَيْسَ أَحَدٌ يُخْبِرُنِي عَنْهُ بِشَيْءٍ قَالَ فَمَرَّ بِي عَلِيٌّ فَقَالَ أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ يَعْرِفُ مَنْزِلَهُ بَعْدُ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ انْطَلِقْ مَعِي قَالَ فَقَالَ مَا أَمْرُكَ وَمَا أَقْدَمَكَ هَذِهِ الْبَلْدَةَ قَالَ قُلْتُ لَهُ إِنْ كَتَمْتَ عَلَيَّ أَخْبَرْتُكَ قَالَ فَإِنِّي أَفْعَلُ قَالَ قُلْتُ لَهُ بَلَغَنَا أَنَّهُ قَدْ خَرَجَ هَا هُنَا رَجُلٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَأَرْسَلْتُ أَخِي لِيُكَلِّمَهُ فَرَجَعَ وَلَمْ يَشْفِنِي مِنَ الْخَبَرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَلْقَاهُ فَقَالَ لَهُ أَمَا إِنَّكَ قَدْ رَشَدْتَ هَذَا وَجْهِي إِلَيْهِ فَاتَّبِعْنِي ادْخُلْ حَيْثُ أَدْخُلُ فَإِنِّي إِنْ رَأَيْتُ أَحَدًا أَخَافُهُ عَلَيْكَ قُمْتُ إِلَى الْحَائِطِ كَأَنِّي أُصْلِحُ نَعْلِي وَامْضِ أَنْتَ فَمَضَى وَمَضَيْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَ وَدَخَلْتُ مَعَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ اعْرِضْ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ فَعَرَضَهُ فَأَسْلَمْتُ مَكَانِي

فَقَالَ لِي يَا أَبَا ذَرٍّ اكْتُمْ هَذَا الْأَمْرَ وَارْجِعْ إِلَى بَلَدِكَ فَإِذَا بَلَغَكَ ظُهُورُنَا فَأَقْبِلْ فَقُلْتُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ فَجَاءَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَقُرَيْشٌ فِيهِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ إِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَقَالُوا قُومُوا إِلَى هَذَا الصَّابِئِ فَقَامُوا فَضُرِبْتُ لِأَمُوتَ فَأَدْرَكَنِي الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيَّ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ وَيْلَكُمْ تَقْتُلُونَ رَجُلًا مِنْ غِفَارَ وَمَتْجَرُكُمْ وَمَمَرُّكُمْ عَلَى غِفَارَ فَأَقْلَعُوا عَنِّي فَلَمَّا أَنْ أَصْبَحْتُ الْغَدَ رَجَعْتُ فَقُلْتُ مِثْلَ مَا قُلْتُ بِالْأَمْسِ فَقَالُوا قُومُوا إِلَى هَذَا الصَّابِئِ فَصُنِعَ بِي مِثْلَ مَا صُنِعَ بِالْأَمْسِ وَأَدْرَكَنِي الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيَّ وَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ بِالْأَمْسِ قَالَ فَكَانَ هَذَا أَوَّلَ إِسْلَامِ أَبِي ذَرٍّ رَحِمَهُ اللهُ۔

ہم سے زید نے جو اخزم کے بیٹے ہیں، بیان کیا، کہا ہم سے ابوقتیبہ سلم بن قتیبہ نے بیان کیا، ان سے مثنیٰ بن سعید قصیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابوجمرہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا میں ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام کا واقعہ تمہیں سناؤں؟ ہم نے عرض کیا ضرور سنایئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے بتلایا۔ میرا تعلق قبیلہ غفار سے تھا۔ ہمارے یہاں یہ خبر پہنچی تھی کہ مکہ میں ایک شخص ہوئے ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی ہیں (پہلے تو) میں نے اپنے بھائی سے کہا کہ اس شخص کے پاس مکہ جا، اس سے گفتگو کر اور پھر اس کے سارے حالات آکر مجھے بتا۔ چنانچہ میرے بھائی خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور واپس آگئے۔ میں نے پوچھا کہ کیا خبر لائے؟ انہوں نے کہا، اللہ کی قسم! میں نے ایسے شخص کو دیکھا ہے جو اچھے کاموں کے لیے کہتا ہے اور برے کاموں سے منع کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ تمہاری باتوں سے تو میری تشفی نہیں ہوئی۔ اب میں نے توشے کا تھیلا اور چھڑی اٹھائی اور مکہ آگیا۔ وہاں میں کسی کو پہچانتا نہیں تھا اور آپ کے متعلق کسی سے پوچھتے ہوئے بھی ڈر لگتا تھا۔ میں (صرف) زمزم کا پانی پی لیا کرتا تھا، اور مسجد حرام میں ٹھہرا ہوا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ علی رضی اللہ عنہ میرے سامنے سے گزرے اور بولے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس شہر میں مسافر ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کہا: جی ہاں۔ بیان کیا کہ تو پھر میرے گھر چلو۔ پھر وہ مجھے اپنے گھر ساتھ لے گئے۔ بیان کیا کہ میں آپ کے ساتھ ساتھ گیا۔ نہ انہوں نے کوئی بات پوچھی اور نہ میں نے کچھ کہا۔ صبح ہوئی تو میں پھر مسجد حرام میں آگیا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کسی سے پوچھوں لیکن آپ کے بارے میں کوئی بتانے والا نہیں تھا۔ بیان کیا کہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ میرے سامنے سے گزرے اور بولے کہ کیا ابھی تک آپ اپنے ٹھکانے کو نہیں پاسکے ہیں؟ بیان کیا، میں نے کہا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اچھا پھر میرے ساتھ آیئے، انہوں نے بیان کیا کہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ آپ کا مطلب کیا ہے۔ آپ اس شہر میں کیوں آئے؟ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کہا: آپ اگر ظاہر نہ کریں تو

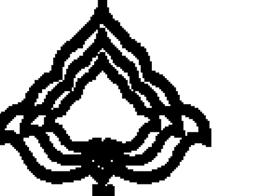








میں آپ کو اپنے معاملے کے بارے میں بتاؤں۔ انہوں نے کہا کہ میں ایسا ہی کروں گا۔ تب میں نے ان سے کہا۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہاں کوئی شخص ہوئے ہیں جو نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ میں نے پہلے اپنے بھائی کو ان سے بات کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ لیکن جب وہ واپس ہوئے تو انہوں نے مجھے کوئی تشفی بخش اطلاعات نہیں دیں۔ اس لیے میں اس ارادہ سے آیا ہوں کہ ان سے خود ملاقات کروں۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے اچھا راستہ پایا کہ مجھ سے مل گئے۔ میں انہیں کے پاس جا رہا ہوں۔ آپ میرے پیچھے پیچھے چلیں۔ جہاں میں داخل ہوں آپ بھی داخل ہو جائیں۔ اگر میں کسی ایسے آدمی کو دیکھوں گا جس سے آپ کے بارے میں مجھے خطرہ ہو گا تو میں کسی دیوار کے پاس کھڑا ہو جاؤں گا، گویا کہ میں اپنا جوتا ٹھیک کر رہا ہوں۔ اس وقت آپ آگے بڑھ جائیں چنانچہ وہ چلے اور میں بھی ان کے پیچھے ہو لیا اور آخر میں وہ ایک مکان کے اندر گئے اور میں بھی ان کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اندر داخل ہو گیا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اسلام کے اصول و ارکان مجھے سمجھا دیجئے۔ آپ نے میرے سامنے ان کی وضاحت فرمائی اور میں مسلمان ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے ابوذر! اس معاملے کو ابھی پوشیدہ رکھنا اور اپنے شہر کو چلے جانا۔ پھر جب تمہیں ہمارے غلبہ کا حال معلوم ہو جائے تب یہاں دوبارہ آنا۔ میں نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں تو ان سب کے سامنے اسلام کے کلمہ کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ وہ مسجد حرام میں آئے۔ قریش کے لوگ وہاں موجود تھے اور کہا، اے قریش کی جماعت! (سنو) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) قریشیوں نے کہا کہ اس بددین کی خبر لو۔ چنانچہ وہ میری طرف لپکے اور مجھے اتنا مارا کہ میں مرنے کے قریب ہو گیا۔ اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ آ گئے اور مجھ پر گر کر مجھے اپنے جسم سے چھپا لیا اور قریشیوں کی طرف متوجہ ہو کر انہوں کہا۔ ارے نادانو! قبیلہ غفار کے آدمی کو قتل کرتے ہو۔ غفار سے تو تمہاری تجارت بھی ہے اور تمہارے قافلے بھی اس طرف سے گزرتے ہیں۔ اس پر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ پھر جب دوسری صبح ہوئی تو پھر میں مسجد حرام میں آیا اور جو کچھ میں نے کل پکارا تھا اسی کو پھر دہرایا۔ قریشیوں نے پھر کہا: پکڑو اس بددین کو۔ جو کچھ انہوں نے میرے ساتھ کل کیا تھا وہی آج بھی کیا۔ اتفاق سے پھر عباس بن عبد المطلب آ گئے اور مجھ پر گر کر مجھے اپنے جسم سے انہوں نے چھپا لیا اور جیسا انہوں نے قریشیوں سے کل کہا تھا ویسا ہی آج بھی کہا۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کی ابتدا اس طرح سے ہوئی تھی۔



قولہ "متجرکم و ممرکم علی غفار" قریش مکہ تجارت کے لیے ملک شام جایا کرتے تھے، اور ان کے راستے میں مکہ اور مدینہ کے درمیان غفار قوم کی رہائش تھی، تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں خبردار کیا کہ اگر تم اس غفاری کو مارو گے تو قوم غفار تمہاری مخالف ہو جائے گی اور تمہاری ملک شام کی تجارت بند ہو جائیگی۔



١٢۔ بَابُ جَهْلِ العَرَبِ

باب: عرب قوم کی جہالت کا بیان۔

٣٥٢٣: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَشَيْءٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ أَوْ قَالَ شَيْءٌ مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ مُزَيْنَةَ خَيْرٌ عِنْدَ اللهِ أَوْ قَالَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَسَدٍ وَتَمِيمٍ وَهَوَازِنَ وَغَطَفَانَ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے محمد نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبیلہ اسلم، غفار اور مزینہ اور جہنیہ کے کچھ لوگ یا انہوں نے بیان کیا کہ مزینہ کے کچھ لوگ یا (بیان کیا کہ) جہینہ کے کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یا بیان کیا کہ قیامت کے دن قبیلہ اسد، تمیم، ہوازن اور غطفان سے بہتر ہوں گے۔

اسلام کی آمد سے قبل دور جاہلیت میں عرب لوگ بہت سی جہالتوں میں مبتلا تھے اسی لیے اسلام سے پہلے دور کو جاہلیت کا دور کہا جاتا ہے، یہاں ان کی چند جہالتوں کو ذکر کرنا مقصود ہے، جیسا کہ ان کا بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا، بت پرستی اور راہ زنی، عورتوں پر ظلم وستم کرنا، اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر ان کی ان جہالتوں کا خاتمہ کیا، حدیث مذکور میں پہلے قبائل کے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ان کی تعریف ہوئی اور دوسرے قبائل کے متبعین کے ساتھ مل جانے کی وجہ سے مذمت ہوئی ہے۔

٣٥٢٤: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ إِذَا سَرَّكَ أَنْ تَعْلَمَ جَهْلَ الْعَرَبِ فَاقْرَأْ مَا فَوْقَ الثَّلَاثِينَ وَمِائَةٍ فِي سُورَةِ الْأَنْعَامِ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ إِلَى قَوْلِهِ قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ۔

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اگر تم کو عرب کی جہالت معلوم کرنا اچھا لگے تو سورۃ انعام میں ایک سوتیس آیتوں کے بعد یہ آیتیں پڑھ لو "یقیناً وہ لوگ تباہ ہوئے جنہوں نے اپنی اولاد کو نادانی سے مار ڈالا" سے لے کر "وہ گمراہ ہیں، راہ پانے والے نہیں" تک۔

١٣۔ بَابُ مَنِ انْتَسَبَ إِلَى آبَائِهِ فِي الإِسْلَامِ وَالجَاهِلِيَّةِ

باب: مسلمان یا غیر مسلم باپ دادوں پر نسبت کرنا۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ الكَرِيمَ، ابْنَ الكَرِيمِ، ابْنِ الكَرِيمِ، ابْنِ الكَرِيمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ اللهِ وَقَالَ البَرَاءُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ:

«أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ»۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے بیان کیا: بلاشبہ کریم بن کریم بن کریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ ہیں۔ اور حضرت براء رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔"

اپنے مسلم یا غیر مسلم باپ دادوں کی طرف نسبت کرنا جائز ہے۔

قولہ "إِنَّ الْكَرِيمَ، ابْنَ الْكَرِيمِ، ابْنِ الْكَرِيمِ" اس میں مسلمان آباء واجداد کی طرف نسبت کا ذکر ہے۔

قولہ "أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ" اس سے ترجمہ باب کا دوسرا جزء ثابت ہوتا ہے۔

٣٥٢٥: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: {وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الأَقْرَبِينَ} [الشعراء: ٢١٤]، جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِي: «يَا بَنِي فِهْرٍ، يَا بَنِي عَدِيٍّ» بِبُطُونِ قُرَيْشٍ۔

ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے، کہا ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب (سورہ شعراء کی) یہ آیت اتری "اے پیغمبر! اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا" تو نبی کریم ﷺ نے قریش کے مختلف قبیلوں کو بلایا "اے بنی فہر! اے بنی عدی! جو قریش کے خاندان تھے۔

اس حدیث میں بھی ہر قبیلہ کو ان کے آباء اجداد کی طرف منسوب کر کے پکارا گیا ہے۔

٣٥٢٦: وَقَالَ لَنَا قَبِيصَةُ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ {وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الأَقْرَبِينَ} [الشعراء: ٢١٤]، جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوهُمْ قَبَائِلَ قَبَائِلَ۔

(حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے) کہا کہ ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، انہیں سفیان نے خبر دی، انہیں حبیب بن ابی ثابت نے، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب یہ آیت "اور آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے" اتری تو آنحضرت ﷺ نے الگ الگ قبائل کو دعوت دی۔

٣٥٢٧: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ أَخْبَرَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللهِ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللهِ يَا أُمَّ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ عَمَّةَ رَسُولِ اللهِ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ اشْتَرِيَا أَنْفُسَكُمَا مِنَ اللهِ لَا أَمْلِكُ لَكُمَا مِنَ اللهِ شَيْئًا سَلَانِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتُمَا۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم کو ابوالزناد نے خبر دی، انہیں اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبد مناف کے بیٹو! اپنی جانوں کو اللہ سے خرید لو (یعنی نیک کام کر کے انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچالو) اے عبد المطلب کے بیٹو! اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ سے خرید لو، اے زبیر بن عوام کی والدہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی، اے فاطمہ بنت محمد! تم دونوں اپنی جانوں کو اللہ سے بچالو۔ میں تمہارے لیے اللہ کی بارگاہ میں کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ تم دونوں میرے مال میں جتنا چاہو مانگ سکتی ہو۔

۱۴۔ بَابٌ: ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ وَمَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ

باب: کسی قوم کا بھانجا یا آزاد کیا ہوا غلام بھی اسی قوم میں داخل ہوتا ہے۔

۳۵۲۸: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ فَقَالَ هَلْ فِيكُمْ أَحَدٌ مِنْ غَيْرِكُمْ قَالُوا لَا إِلَّا ابْنُ أُخْتٍ لَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو خاص طور سے ایک مرتبہ بلایا، پھر ان سے پوچھا کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا شخص بھی رہتا ہے جس کا تعلق تمہارے قبیلے سے نہ ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ صرف ہمارا ایک بھانجا ایسا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بھانجا بھی اسی قوم میں داخل ہوتا ہے۔

شرح بخاری

یعنی کسی قوم کا بھانجا یا آزاد کیا ہوا غلام بھی اسی قوم میں داخل ہوتا ہے۔

قولہ "إِلَّا ابْنُ أُخْتٍ لَنَا" انصار کے اس بھانجے کا نام نعمان بن مقرن تھا، یعنی اپنی والدہ کی قوم کی طرف منسوب ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ بھانجا ماموں کا وارث ہوتا ہے، احناف کے ہاں عصبہ اور ذوی الفروض نہ ہوں تو ذوی الارحام وارث ہوتے ہیں، حنابلہ کا مذہب بھی یہی ہے، شوافع اور مالکی کہتے ہیں کہ ذوی الارحام وارث نہیں ہوتے۔

بخاری رحمہ اللہ کتاب الفرائض میں مولی القوم منهم حدیث لائے ہیں[1]۔ یہاں اس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے۔

۱۵۔ بَابُ قِصَّةِ الْحَبَشِ، وَقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: يَا بَنِي أَرْفِدَةَ

باب: حبشہ کے لوگوں کا بیان اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ اے بنی ارفدہ۔

۳۵۲۹: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِي أَيَّامِ مِنًى تُغَنِّيَانِ

[1] صحیح بخاری: ۶۷۶۱

وَتُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهِ فَانْتَهَرَهُمَا أَبُو بَكْرٍ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهَا أَيَّامُ عِيدٍ وَتِلْكَ الأَيَّامُ أَيَّامُ مِنًى.

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کے یہاں تشریف لائے تو وہاں (انصار کی) دو لڑکیاں دف بجا کر جنگی ترانہ گا رہی تھیں۔ یہ حج کے ایام منیٰ کا واقعہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روئے مبارک پر کپڑا ڈالے ہوئے لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت ابو بکر نے انہیں ڈانٹا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹا کر فرمایا: ابو بکر! انہیں چھوڑ دو، یہ عید کے دن ہیں، یہ منیٰ میں ٹھہرنے کے دن تھے۔

حبشی لوگ یمن کے علاقے پر غالب آ گئے تھے، اس وقت ان کے بادشاہ "ابرھہ" نے خانہ کعبہ پر لشکر کشی کی تھی، لیکن وہ عذاب الٰہی سے ہلاک کر دیا گیا۔

قولہ "أمنا يا بني أَرْفِدَةَ" ارفدہ حبشیوں کے جد اعلیٰ کا نام ہے، آپ نے ان کی نسبت ان کے جد اعلیٰ کی طرف کرتے ہوئے فرمایا، اے بنی ارفدہ تم امن سے کھیلو، یہ کھیل حبشیوں کی جنگی مشق تھی، جہاد کی تیاری کے لیے ایسی مشق کی جا سکتی ہے، اسے رقص کی اباحت کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔

٣٥٣٠: وَقَالَتْ عَائِشَةُ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِي، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الحَبَشَةِ، وَهُمْ يَلْعَبُونَ فِي المَسْجِدِ، فَزَجَرَهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «دَعْهُمْ، أَمْنًا بَنِي أَرْفِدَةَ يَعْنِي مِنَ الأَمْنِ».

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو پردہ میں رکھے ہوئے ہیں اور میں حبشیوں کو دیکھ رہی تھی جو نیزوں کا کھیل مسجد میں کر رہے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈانٹا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں چھوڑ دو، بنی ارفدہ تم بے فکر ہو کر کھیلو۔

١٦۔ بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ لَا يُسَبَّ نَسَبُهُ

باب: جو شخص یہ چاہے کہ اس کے باپ دادا کو کوئی برا نہ کہے۔

٣٥٣١: حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَ حَسَّانُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هِجَاءِ المُشْرِكِينَ قَالَ كَيْفَ بِنَسَبِي فَقَالَ حَسَّانُ لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ العَجِينِ وَعَنْ أَبِيهِ قَالَ ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ لَا تَسُبَّهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

مجھ سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین (قریش) کی ہجو کرنے کی اجازت چاہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر میں بھی تو ان ہی کے خاندان سے ہوں۔ اس پر حسان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں آپ کو (شعر میں) اس طرح صاف نکال لے جاؤں گا جیسے آٹے میں سے بال نکال لیا جاتا ہے اور (ہشام نے) اپنے والد سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں میں حسان رضی اللہ عنہ کو برا کہنے لگا تو انہوں نے فرمایا، انہیں برا نہ کہو، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مدافعت کیا کرتے تھے۔

جو شخص چاہے کہ اس کے باپ، دادا کو کوئی برا نہ کہے، تو یہ خواہش کرنا برا نہیں ہے، مشرکین جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتے تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ ان کو جواب دیتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا، جب تو کفار قریش کی مذمت کرے گا تو میں بھی قریشی ہوں تو تو میرے آباؤ اجداد کو کیسے بچائے گا، لہٰذا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جا، وہ تجھے میرا نسب اچھی طرح بتادیں گے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کے ددھیال حسان کو بتائے تو کہا اب میں آپ کو ان کی مذمت سے الگ کرلوں گا، جیسا کہ آٹے سے بال الگ کر لیا جاتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ میرے نسب کو برا نہ کہا جائے، لہٰذا یہ خواہش کی جا سکتی ہے۔

١٧۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي أَسْمَاءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ

باب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں کا بیان۔

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى {مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ} [الفتح: ٢٩] وقوله {مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ} [الصف: ٦]

ارشاد باری تعالیٰ ہے: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار کے مقابلے میں انتہائی سخت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے (حضرت عیسیٰ کی بات نقل کرتے ہوئے) فرمایا: ”میرے بعد آنے والے رسول کا نام احمد ہو گا۔“

٣٥٣٢: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِي مَعْنٌ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللهُ بِي الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ۔

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے معن نے کہا، ان سے امام مالک نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے ان کے والد (جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد، احمد اور ماحی ہوں (یعنی مٹانے والا ہوں) کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر ہوں کہ تمام انسانوں کا (قیامت کے دن) میرے بعد حشر

ہوگا اور میں "عاقب" ہوں یعنی خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نیا پیغمبر دنیا میں نہیں آئے گا۔

آپ کے اسماء گرامی میں سے محمد اور احمد مشہور نام ہیں اور محمد ﷺ زیادہ مشہور ہے، جو کہ قرآن کریم میں متعدد بار آیا ہے، اور احمد حضرت عیسی علیہ السلام کی پیش گوئی میں آتا ہے، "وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ"[1] انجیل میں یہ نام تھا لیکن اب انجیل میں نہیں ہے۔

قولہ "لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ" یہ آپ کے نام مشہور تھے جنہیں اہل کتاب بھی جانتے تھے، حافظ نے کہا ہے کہ آپ کے یہ نام بھی قرآن میں وارد ہیں، "الشاهد، المبشر، المبين، الداعي الي الله، السراج، المنير، المذكر، الرحمة، النعمة، الشهيد، الامين، المزمل، المدثر، المتوكل، المختار، المصطفي، الشفيع، المشفع، الصادق، المصدوق۔

۳۵۳۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تَعْجَبُونَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللهُ عَنِّي شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ يَشْتِمُونَ مُذَمَّمًا وَيَلْعَنُونَ مُذَمَّمًا وَأَنَا مُحَمَّدٌ۔

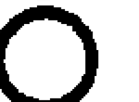
ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ابوالزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں تعجب نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے قریش کی گالیوں اور لعنت ملامت کو کس طرح دور کرتا ہے۔ مجھے وہ مذمم کہہ کر برا کہتے، اس پر لعنت کرتے ہیں۔ حالانکہ میں تو محمد ہوں۔ (ﷺ)



کفار مکہ نبی اکرم ﷺ کا نام محمد نہیں لیتے تھے، کیونکہ محمد کا معنی ہے تعریف کیا ہوا، اس طرح آپ کی تعریف ہوتی تھی۔ اور وہ آپ کی تعریف نہیں کرنا چاہتے تھے، اور آپ کو محمد کی بجائے مذمم کہہ کر پکارتے تھے اس پر آپ نے فرمایا، وہ مذمم کو برا بھلا کہتے رہتے ہیں، میں مذمم تو نہیں ہوں، میرا نام محمد ہے[2]۔ ان کا سب وشتم تو مذمم سے تعلق رکھتا ہے، جب کہ میں مذمم نہیں بلکہ محمد ہوں۔

۱۸۔ بَابُ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ ﷺ

باب: آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا۔



۳۵۳۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَرَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَكْمَلَهَا وَأَحْسَنَهَا إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُونَهَا وَيَتَعَجَّبُونَ وَيَقُولُونَ لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ۔

---

[1] الصف:٦

[2] صحیح بخاری:۳۵۳۳

ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن میناء نے بیان کیا اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری اور دوسرے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسی کسی شخص نے کوئی گھر بنایا، اسے خوب آراستہ پیراستہ کر کے مکمل کر دیا۔ صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ لوگ اس گھر میں داخل ہوتے اور تعجب کرتے اور کہتے کاش یہ ایک اینٹ کی جگہ خالی نہ رہتی تو کیسا اچھا مکمل گھر ہوتا۔

"بَابُ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ" خاتم کا معنیٰ آخر ہے، بعض نے کہا ہے کہ "خاتم" بمعنی "ما يختم به" اسے تاء کی فتحہ اور کسرہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے، گویا اس میں دونوں قراءتیں ہیں، "خاتم القوم" تا کی فتحہ کے ساتھ کا "آخر القوم" معنیٰ ہے، قاموس میں ہے "خَاتَمِ النَّبِيِّينَ" آخر النبیین کے معنی میں ہے "خاتم القوم اي آخرهم" اور اگر خاتم تا کے کسرہ کے ساتھ ہو تو معنی ہو گا کہ آپ نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں، دونوں صورتوں میں خاتم بمعنی مہر بھی آتا ہے، اور مہر بھی خط کے آخر میں ہی لگتی ہے، عبداللہ بن مسعود کی قراءت ہے "لكن نبيا ختم النبيين"

مرزا قادیانی پہلے کہا کرتا تھا میں نبوت کا دعوی نہیں کرتا "مالی أن ادعي النبوة وأخرج عن دائرة الإسلام وألحق بالقوم الكافرين" مجھے کیا پڑی ہے کہ میں دعوی نبوت کروں، میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے نکل جاؤں گا اور کافروں کے ساتھ مل جاؤں گا، اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی وضاحت کر دی ہے اور آپ نے "لا نبي بعدي"[1] کہہ کر اس کی تفسیر کر دی ہے، اتنی وضاحت کے بعد میں اگر نبوت کا دعوی کروں گا تو کافر ہو جاؤں گا، اس نے ایک کتاب لکھی تھی اس میں اس نے خاتم کو اس فاعل کا صیغہ بنایا تھا جس کا معنیٰ نبیوں کو ختم کرنے والا کیا تھا۔

ایک مرتبہ مرزائیوں کے ساتھ مناظرہ ہوا ان کا اللہ دتہ مناظر تھا، میں نے قصداً اس کلمہ کا یہ معنیٰ کیا "ختم کرنے والا نبیوں کا" اللہ دتہ کہنے لگا، یہ معنیٰ کرنا جہالت ہے، میں نے کہا تمہارے مرزے نے ازالۃ الاوھام میں یہی معنیٰ کیا ہے، کیا تو مرزے سے زیادہ پڑھا ہوا ہے، تیرے بقول مرزا جاہل ہوا۔

مرزائیوں سے اگر کہا جائے کہ مرزے نے نبوت کا دعوی کیا ہے؟ تو وہ اس کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں، اس نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا، حالانکہ اس کی کتابیں اس پر شاہد ہیں کہ وہ مدّعی نبوت تھا۔

مرزائی خاتم النبیین کا معنیٰ کرتے ہیں "نبیوں کی مہر" آپ کی مہر لگتی ہے تو نبی بن جاتا ہے، گویا نبیوں کا کارخانہ کھل گیا ہے، آپ کی مہر سے نبی بنا کریں گے، یہ عجیب کارخانہ ہے کہ صدیوں بعد یہ ایک نبی بنا اور وہ بھی ادھورا سا، اس کی شکل ہی اس کی نبوت کی تکذیب کرتی ہے۔

۳۵۳۵: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ

[1] صحیح بخاری: ۳۴۵۵، مسلم (۴۴) ۱۸۴۲

أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے، ان سے ابوصالح نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے کے تمام انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنایا اور اس میں ہر طرح کی زینت پیدا کی لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹ گئی۔ اب تمام لوگ آتے ہیں اور مکان کو چاروں طرف سے گھوم کر دیکھتے ہیں اور تعجب میں پڑجاتے ہیں لیکن یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ یہاں پر ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

قولہ "مَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي" مرزائی کہتے ہیں کہ "مِنْ قَبْلِي" سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی یہ مثال پہلے نبیوں کے ساتھ ہے، مطلق انبیاء سے آپ کی مثال نہیں دی گئی، حالانکہ یہ قید اتفاقی ہے چونکہ آپ سے پہلے تمام انبیاء آئے ہیں، آپ کے بعد تو کوئی نبی اور پیغمبر نہیں ہے، اس لیے "مِنْ قَبْلِي" کہا گیا ہے، اس روایت میں دوسرے مقام پر یہ بھی آتا ہے "ختم بي البنيان وختم بي الرسل وأنا خاتم النَّبِيِّينَ"[1]



۱۹۔ بَابُ وَفَاةِ النَّبِيِّ ﷺ

باب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا بیان۔

۳۵۳۶: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مِثْلَهُ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور ابن شہاب نے کہا کہ مجھ سے سعید بن مسیب نے اسی طرح بیان کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ذکر آگے آئے گا، جہاں آپ کی مرض کا ذکر ہوگا، یہاں وفات کا لفظ آپ کی عمر بیان کرنے کے لیے لایا گیا ہے، یعنی آپ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی جس کے بعد آپ کی وفات ہوگئی، اصل مقصود یہاں آپ کی عمر بیان کرنا ہے، آپ کی وفات بیان کرنا مقصود نہیں ہے۔



[1] شرح السنۃ للبغوی: ۳۶۲۰

"وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ" آپ کی عمر کے متعلق یہی درست ہے کہ تریسٹھ برس تھی، بعض روایات میں ساٹھ سال آتا ہے، تو یہ کسر کو حذف کر کے کہا گیا ہے، کیونکہ عربوں کے ہاں یہ قاعدہ مشہور ہے کہ وہ عقود کو ذکر کر دیتے ہیں اور کسور کو حذف کر دیتے ہیں، بعض روایات میں آپ کی عمر کے بارہ میں پینسٹھ سال بھی آتا ہے، اس میں کسور کو پورا سال بنا کر پینسٹھ برس کہہ دیا ہے۔

۲۰۔ بَابُ كُنْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ

باب: رسول کریم ﷺ کی کنیت کا بیان۔

۳۵۳۷: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّوقِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي۔

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ بازار میں تھے کہ ایک صاحب کی آواز آئی۔ یا ابا القاسم! آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے (معلوم ہوا کہ انہوں نے کسی اور کو پکارا ہے) اس پر آپ نے فرمایا: میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت مت رکھو۔

نبی اکرم ﷺ کی کنیت اور آپ کا نام رکھنے کے بارہ میں تفصیلی بحث اس سے قبل منحۃ الباری کتاب العلم میں حدیث رقم ۱۱۰ کے تحت گزر چکی ہے۔

۳۵۳۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي۔

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں منصور نے، انہیں سالم بن ابی الجعد نے اور انہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے نام پر نام رکھا کرو لیکن میری کنیت نہ رکھا کرو۔

۳۵۳۹: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي۔

ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابن سیرین نے بیان کیا اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ ابو القاسم ﷺ نے فرمایا: میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت نہ رکھا کرو۔

۲۱۔ بَابٌ:

باب:

۳۵۴۰: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْجُعَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ رَأَيْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ ابْنَ أَرْبَعٍ وَتِسْعِينَ جَلْدًا مُعْتَدِلًا فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ مَا مُتِّعْتُ بِهِ سَمْعِي وَبَصَرِي إِلَّا بِدُعَاءِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خَالَتِي ذَهَبَتْ بِي إِلَيْهِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي شَاكٍ فَادْعُ اللهَ لَهُ قَالَ فَدَعَا لِي۔

مجھ سے اسحٰق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو فضل بن موسیٰ نے خبر دی، انہیں جعید بن عبد الرحمن نے کہ میں نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کو چورانوے سال کی عمر میں دیکھا کہ خاصے قوی و توانا تھے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ میرے کانوں اور آنکھوں سے جو میں نفع حاصل کر رہا ہوں وہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت ہے۔ میری خالہ مجھے ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں لے گئیں۔ اور عرض کیا: یارسول اللہ! یہ میرا بھانجا بیمار ہے، آپ اس کے لیے دعا فرمادیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر آپ نے میرے لیے دعا فرمائی۔



اس حدیث کا باب سابق سے تعلق ہے، کیونکہ اشارے اور کنایہ میں نام رکھنے کو کنیت کہتے ہیں، اس حدیث میں بھی حضرت سائب بن یزید کی خالہ نے بچے کا نام نہیں لیا، بلکہ "ابن اختی" کہہ کر آپ کے سامنے پیش کیا، جو اشارے اور کنایہ کی ایک صورت ہے، کنیت "اب" اور "ابن" ہر دو طرح سے مستعمل ہے۔

۲۲۔ بَابُ خَاتِمِ النُّبُوَّةِ

باب: مہر نبوت کا بیان (جو آپ کے دونوں کندھوں کے بیچ میں تھی)۔

۳۵۴۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنِ الْجُعَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ قَالَ ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَقِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ وَتَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتِمٍ بَيْنَ كَتِفَيْهِ قَالَ ابْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْحُجْلَةُ مِنْ حَجَلِ الْفَرَسِ الَّذِي بَيْنَ عَيْنَيْهِ قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ۔



ہم سے محمد بن عبید اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے جعید بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور انہوں نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میری خالہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئیں اور انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرا بھانجا بیمار ہو گیا ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے میرے سر پر دست مبارک پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد آپ نے وضو کیا تو میں نے آپ کے وضو کا پانی پیا، پھر آپ کی پیٹھ کی طرف جا کے کھڑا ہو گیا اور میں نے مہر نبوت کو آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان دیکھا۔ محمد بن عبید اللہ نے کہا کہ حِجلہ، حَجل الفرس سے مشتق ہے جو گھوڑے کی اس سفیدی کو کہتے ہیں جو اس کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں ہوتی ہے۔ ابراہیم بن حمزہ نے کہا: مثل زر الحجلۃ۔

یہ مہر نبوت نبی اکرم ﷺ بائیں شانے پر دل کے قریب تھی، اور دل بائیں جانب ہوتا ہے، اسے خاتم اس لیے کہتے ہیں کہ جس طرح مہر پر نقطے اور نشانات ہوتے ہیں اسی طرح مہر نبوت پر بھی نشانات تھے، بعض کہتے ہیں کہ مہر نبوت آپ کے شانے پر پیدائشی تھی، لیکن حافظ رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ یہ پیدائشی نہیں تھی، بلکہ جب فرشتے نے چاہ زمزم کے پاس آپ کا آپریشن کیا تھا اس وقت اس نے یہ مہر لگائی تھی، قاضی عیاض نے بھی کہا ہے کہ یہ شق کا اثر ہے، نووی نے کہا ہے کہ شق کا اثر نہیں ہے، مہر نبوت چکور کے انڈے کی مثل تھی، بعض روایات میں آتا ہے کہ مٹھی کی طرح تھی، اس کا مطلب یہ ہے کہ شکل اس کی مٹھی کی طرح تھی اور اس کا حجم چکور کے انڈے کی مثل ہے، نبی اکرم ﷺ کی مہر نبوت کا ذکر پہلی کتابوں میں بھی ہوا تھا، اس لیے اسے ذکر کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے، جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے آپ کے شانے پر مہر نبوت دیکھنے کی کوشش کی تھی تو آپ نے اپنے شانے سے کپڑا اٹھا دیا تھا۔

قولہ "الحُجْلَةُ مِنْ حُجَلِ الْفَرَسِ" یعنی "الحجلة، حجل الفرس" سے مشتق ہے جو گھوڑے کی اس سفیدی کو کہتے ہیں جو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ہوتی ہے، لیکن یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ تحجیل کا تعلق گھوڑے کے پاؤں سے ہے، چہرے کی سفیدی کو "الغرۃ" کہتے ہیں، یہ ہو سکتا ہے کہ مجازاً غرۃ کو تحجیل کہا گیا ہو۔

قولہ "مِثْلَ زِرِّ الحَجَلَةِ" زر بتقدیم الزاء کی جمع ازرار بمعنی بٹن ہے، یعنی ڈولی کے بٹن کی مثل تھی، اور اگر رز بتقدیم الراء ہو تو اس کا معنی انڈہ ہے، اس صورت میں "الحَجَلَة" کا معنی چکور ہو گا یعنی مہر نبوت چکور کے انڈے کی مثل تھی۔

قولہ "بَيْنَ كَتِفَيْهِ" یہاں "بَيْنَ" سے مراد بالکل وسط نہیں ہے، کیونکہ مہر نبوت بائیں کندھے کے زیادہ قریب تھی، بائیں شانے کے زیادہ قریب ہونے کے باوجود "بَيْنَ كَتِفَيْهِ" کہا جا سکتا ہے۔

٢٣۔ بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ ﷺ

باب: نبی کریم ﷺ کے حلیہ اور اخلاق فاضلہ کا بیان۔

٣٥٤٢: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الحَارِثِ قَالَ صَلَّى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ العَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِي فَرَأَى الحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَحَمَلَهُ عَلَى عَاتِقِهِ وَقَالَ بِأَبِي شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ لَا شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ۔

ہم سے ابوعاصم نے بیان کیا، ان سے عمر بن سعید بن ابی حسین نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے عقبہ بن حارث نے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عصر کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے باہر نکلے تو دیکھا کہ حضرت حسن بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے کندھے پر بٹھالیا اور فرمایا: میرے باپ تم پر قربان ہوں تم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شباہت ہے۔ علی کی نہیں۔ یہ سن کر حضرت علی ہنس رہے تھے (خوش ہو رہے تھے)۔

قولہ "شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ" حضرت حسن کی شکل وصورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی جلتی تھی، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بھی ملتی تھی، حافظ نے کہا ہے کہ پندرہ آدمی ہیں جن کی صورت آپ سے ملتی تھی، لیکن اس کا تعلق دیکھنے سے ہے اور دیکھنے سے ہی تعین ہوتا ہے، اس لیے کہتے ہیں" الجزئی لا یکون کاسبا ولا مکتسبا"اس کا تعلق دیکھنے سے ہے، اس کی صفات بیان کرنے سے تعین نہیں ہو سکتا، کیونکہ وہ کلی ہوتی ہیں، جو دیکھنے میں نہیں آتی جبکہ پندرہ افراد آپ کے مشابہ ہیں تو یہ ضروری نہیں ہے کہ جو شخص آپ کو خواب میں دیکھے کہ اس نے آپ کو ہی دیکھا ہو۔

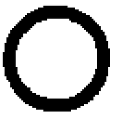
٣٥٤٣: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْحَسَنُ يُشْبِهُهُ۔

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا اور ان سے ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا تھا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ میں آپ کی پوری شباہت موجود تھی۔



٣٥٤٤: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ قُلْتُ لِأَبِي جُحَيْفَةَ صِفْهُ لِي قَالَ كَانَ أَبْيَضَ قَدْ شَمِطَ وَأَمَرَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ قَلُوصًا قَالَ فَقُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ نَقْبِضَهَا۔

مجھ سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن فضیل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، حسن بن علی رضی اللہ عنہ میں آپ کی شباہت پوری طرح موجود تھی۔ اسماعیل بن ابی خالد نے کہا، میں نے ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کریں۔ انہوں نے کہا آپ سفید رنگ کے تھے، کچھ بال سفید ہو گئے تھے اور آپ نے ہمیں تیرہ اونٹنیوں کے دیئے جانے کا حکم کیا تھا۔ لیکن ابھی ہم نے ان اونٹنیوں کو اپنے قبضہ میں بھی نہیں لیا تھا کہ آپ کی وفات ہو گئی۔





٣٥٤٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ وَهْبٍ أَبِي جُحَيْفَةَ السُّوَائِيِّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتُ بَيَاضًا مِنْ تَحْتِ شَفَتِهِ السُّفْلَى

الْعَنفَقَةَ۔

ہم سے عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابواسحق نے، ان سے وہب نے، ان سے ابوجحیفہ سوائی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ کے نچلے ہونٹ مبارک کے نیچے ٹھوڑی کے کچھ بال سفید تھے۔

٣٥٤٦: حَدَّثَنَا عِصَامُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللهِ بْنَ بُسْرٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ شَيْخًا قَالَ كَانَ فِي عَنفَقَتِهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ۔

ہم سے عصام بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حریز بن عثمان نے بیان کیا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے ہو گئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ کی ٹھوڑی کے چند بال سفید ہو گئے تھے۔

٣٥٤٧: حَدَّثَنِي ابْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَصِفُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ أَزْهَرَ اللَّوْنِ لَيْسَ بِأَبْيَضَ أَمْهَقَ وَلَا آدَمَ لَيْسَ بِجَعْدٍ قَطَطٍ وَلَا سَبْطٍ رَجِلٍ أُنْزِلَ عَلَيْهِ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ فَلَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ وَقُبِضَ وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعَرَةً بَيْضَاءَ قَالَ رَبِيعَةُ فَرَأَيْتُ شَعَرًا مِنْ شَعَرِهِ فَإِذَا هُوَ أَحْمَرُ فَسَأَلْتُ فَقِيلَ احْمَرَّ مِنَ الطِّيبِ۔

مجھ سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث نے بیان کیا، ان سے خالد نے، ان سے سعید بن ابی ہلال نے، ان سے ربیعہ بن ابی عبدالرحمن نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف مبارکہ بیان کرتے ہوئے بتلایا کہ آپ درمیانہ قد کے تھے۔ نہ بہت لمبے اور نہ چھوٹے قد والے۔ رنگ کھلتا ہوا تھا (سرخ وسفید) نہ خالی سفید تھے اور نہ بالکل گندم گوں۔ آپ کے بال نہ بالکل مڑے ہوئے سخت قسم کے تھے اور نہ سیدھے لٹکے ہوئے ہی تھے۔ نزول وحی کے وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی۔ مکہ میں آپ نے دس سال تک قیام فرمایا اور اس پورے عرصہ میں آپ پر وحی نازل ہوتی رہی اور مدینہ میں بھی آپ کا قیام دس سال تک رہا۔ آپ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہیں ہوئے تھے۔ ربیعہ (راوی حدیث) نے بیان کیا کہ پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال دیکھا تو وہ لال تھا میں نے اس کے متعلق پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ خوشبو لگاتے لگاتے لال ہو گیا ہے۔

قولہ "احْمَرَّ مِنَ الطِّيبِ" خوشبو اگر سرخ ہو تو اس سے بال سرخ ہو سکتے ہیں، اور کستوری سیاہ خوشبو ہے، اس کے لگانے سے بال سیاہ ہوتے ہیں۔

۳۵۴۸: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ وَلَا بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَيْسَ بِالْآدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ فَتَوَفَّاهُ اللهُ وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعَرَةً بَيْضَاءَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو مالک بن انس نے خبر دی، انہیں ربیعہ بن ابی عبدالرحمن نے اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لمبے تھے اور نہ چھوٹے قد کے، نہ بالکل سفید تھے اور نہ گندمی رنگ کے۔ نہ آپ کے بال بہت زیادہ گھنگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے لٹکے ہوئے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت دی اور آپ نے مکہ میں دس سال تک قیام کیا اور مدینہ میں دس سال تک قیام کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی تو آپ کے سر اور داڑھی کے بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔

۳۵۴۹: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَأَحْسَنَهُ خَلْقًا لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ۔



ہم سے ابوعبداللہ احمد بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسحق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابواسحق نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن وجمال میں بھی سب سے بڑھ کر تھے اور جسمانی ساخت میں بھی سب سے بہتر تھے۔ آپ کا قد نہ بہت لانبا تھا اور نہ چھوٹا (بلکہ درمیانہ قد تھا)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام شکل وصورت کے لحاظ سے حسین وجمیل تھے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حسن وجمال والے اور اچھی آواز والے تھے، آپ کی آواز بڑی دلکش تھی، یوسف علیہ السلام کے بارہ میں آتا ہے کہ وہ نصف حسن دیئے گئے اس پر حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ نصف حسن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دیئے گئے ہیں۔

۳۵۵۰: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا هَلْ خَضَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا إِنَّمَا كَانَ شَيْءٌ فِي صُدْغَيْهِ۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خضاب بھی استعمال فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ آپ نے کبھی خضاب نہیں لگایا۔ صرف آپ کی دونوں کنپٹیوں پر (سر میں) چند بال سفید تھے۔



٣٥٥١: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوعًا بَعِيدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَهُ شَعَرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنِهِ رَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ لَمْ أَرَ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ قَالَ يُوسُفُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيهِ إِلَى مَنْكِبَيْهِ۔

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحٰق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانہ قد کے تھے۔ آپ کا سینہ بہت کشادہ اور کھلا ہوا تھا۔ آپ کے (سر کے) بال کانوں کی لو تک لٹکتے رہتے تھے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ ایک سرخ جوڑے میں دیکھا۔ میں نے آپ سے بڑھ کر حسین کسی کو نہیں دیکھا تھا۔ یوسف بن ابی اسحٰق نے اپنے والد کے واسطہ سے "الی منکبیه" بیان کیا (بجائے لفظ "شحمة اذنيه") یعنی آپ کے بال مونڈھوں تک پہنچتے تھے۔

٣٥٥٢: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سُئِلَ الْبَرَاءُ أَكَانَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ السَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، ان سے ابو اسحٰق نے بیان کیا کہ کسی نے براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار کی طرح (لمبا پتلا) تھا؟ انہوں نے کہا نہیں، چہرہ مبارک چاند کی طرح (گول اور خوبصورت) تھا۔

شرح بخاری

قولہ "بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ" آپ کا چہرہ مبارک تلوار جیسا ہونے کی نفی کی ہے، کیونکہ تلوار لوہے کی ہوتی ہے، اور اس میں سیاہی ہوتی ہے، اس لیے آپ کے چہرے کو چاند جیسا کہا ہے اور چاند میں پائی جانے والی سیاہی کو نظر انداز کیا ہے، کیونکہ اس تشبیہ میں چاند کا ایک قطعہ مراد لیا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں "كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ"[1] آتا ہے۔

٣٥٥٣: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مَنْصُورٍ أَبُو عَلِيٍّ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَعْوَرُ بِالْمَصِّيصَةِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ إِلَى الْبَطْحَاءِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ قَالَ شُعْبَةُ وَزَادَ فِيهِ عَوْنٌ عَنْ أَبِيهِ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ كَانَ يَمُرُّ مِنْ وَرَائِهَا الْمَرْأَةُ وَقَامَ النَّاسُ فَجَعَلُوا يَأْخُذُونَ يَدَيْهِ فَيَمْسَحُونَ بِهَا وُجُوهَهُمْ قَالَ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَوَضَعْتُهَا عَلَى وَجْهِي فَإِذَا هِيَ أَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَأَطْيَبُ رَائِحَةً مِنَ الْمِسْكِ۔

ہم سے ابو علی حسن بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے حجاج بن محمد الاعور نے مصیصہ (شہر میں) بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے بیان کیا کہ میں نے ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا

[1] صحیح بخاری: ٣٥٥٦

کہ رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت سفر کے ارادہ سے نکلے۔ بطحاء نامی جگہ پر پہنچ کر آپ نے وضو کیا اور ظہر کی نماز دو رکعت (قصر) پڑھی پھر عصر کی بھی دو رکعت (قصر) پڑھی۔ آپ کے سامنے ایک چھوٹا سا نیزہ (بطور سترہ) گڑا ہوا تھا۔ عون نے اپنے والد سے اس روایت میں یہ زیادہ کیا ہے کہ ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نیزہ کے آگے سے آنے جانے والے آجا رہے تھے۔ پھر صحابہ آپ کے پاس آگئے اور آپ کے مبارک ہاتھوں کو تھام کر اپنے چہروں پر پھیرنے لگے۔ ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے بھی آپ کے دست مبارک کو اپنے چہرے پر رکھا۔ اس وقت وہ برف سے بھی زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے بھی زیادہ خوشبودار تھا۔

٣٥٥٤: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَأَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ وَكَانَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ فَلَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ۔



ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم کو یونس نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں جب آپ سے جبرئیل کی ملاقات ہوتی تو آپ کی سخاوت اور بھی بڑھ جایا کرتی تھی۔ جبرئیل رمضان کی ہر رات میں آپ سے ملاقات کے لیے تشریف لاتے اور آپ کے ساتھ قرآن مجید کا دور کرتے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ خیر و بھلائی کے معاملے میں تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے۔

٣٥٥٥: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا مَسْرُورًا تَبْرُقُ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ فَقَالَ أَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالَ الْمُدْلِجِيُّ لِزَيْدٍ وَأُسَامَةَ وَرَأَى أَقْدَامَهُمَا إِنَّ بَعْضَ هَذِهِ الْأَقْدَامِ مِنْ بَعْضٍ۔

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابن شہاب نے خبر دی، انہیں عروہ نے اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ان کے یہاں بہت ہی خوش خوش داخل ہوئے، خوشی اور مسرت سے پیشانی کی لکیریں چمک رہی تھیں۔ پھر آپ نے فرمایا: عائشہ! تم نے سنا نہیں مجزز مدلجی نے زید و اسامہ کے صرف قدم دیکھ کر کیا بات کہی؟ اس نے کہا کہ ایک کے پاؤں دوسرے کے پاؤں سے ملتے ہوئے نظر آتے ہیں۔



٣٥٥٦: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوكَ قَالَ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُورِ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذَلِكَ مِنْهُ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب نے اور ان سے عبداللہ بن کعب نے بیان کیا کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ غزوہ تبوک میں اپنے پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کررہے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں نے (توبہ قبول ہونے کے بعد) حاضر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو چہرہ مبارک مسرت وخوشی سے چمک رہا تھا۔ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی بات پر مسرور ہوتے تو چہرہ مبارک چمک اٹھتا، ایسا معلوم ہوتا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو اور آپ کی خوشی کو ہم اسی سے پہچان جاتے تھے۔

٣٥٥٧: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُونِ بَنِي آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتَّى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِي كُنْتُ فِيهِ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمن نے بیان کیا، ان سے عمرو بن ابی عمرو نے، ان سے سعید مقبری نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں (حضرت آدم سے لے کر) برابر آدمیوں کے بہتر قرنوں میں ہوتا آیا ہوں (یعنی شریف اور پاکیزہ نسلوں میں) یہاں تک کہ وہ قرن آیا جس میں میں پیدا ہوا۔

٣٥٥٨: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْدِلُ شَعَرَهُ وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ رُءُوسَهُمْ فَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُونَ رُءُوسَهُمْ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ بِشَيْءٍ ثُمَّ فَرَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ کو عبید اللہ بن عبداللہ نے خبر دی اور انہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سر کے آگے کے بالوں کو پیشانی پر) پڑا رہنے دیتے تھے اور مشرکین کی یہ عادت تھی کہ وہ آگے کے سر کے بال دو حصوں میں تقسیم کر لیتے تھے (پیشانی پر پڑا نہیں رہنے دیتے تھے) اور اہل کتاب (یہود

ونصاریٰ) سر کے آگے کے بال پیشانی پر پڑا رہنے دیتے تھے۔ آنحضرت ﷺ ان معاملات میں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم آپ کو نہ ملا ہوتا۔ اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے (اور حکم نازل ہونے کے بعد وحی پر عمل کرتے تھے) پھر حضور ﷺ بھی سر میں مانگ نکالنے لگے۔

قولہ "كَانَ يَسْدِلُ شَعَرَهُ" پہلے آپ بال چھوڑا کرتے تھے اس کے بعد مانگ نکالنے لگے، گویا یہ بعد کا حکم ہے، علماء کے نزدیک دونوں طرح بال رکھنا جائز ہے، بغیر مانگ نکالنے کے پیچھے بھی چھوڑ سکتا ہے، اور مانگ بھی نکال سکتا ہے، غیر مسلم اگر مانگ نکالتے ہیں تو وہ ٹیڑھی مانگ نکالتے ہیں، ان کے ساتھ مشابہت نہیں ہوگی، ان کے ساتھ مشابہت کا علی الاطلاق حکم نہیں لگایا جائے گا، کہ وہ بھی کپڑے پہنتے ہیں اور یہ بھی ہمارے لیے منع ہو جائے۔

٣٥٥٩: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَكَانَ يَقُولُ إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابوحمزہ نے، ان سے اعمش نے، ان سے ابووائل نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بد زبان اور لڑنے جھگڑنے والے نہیں تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں (جو لوگوں سے کشادہ پیشانی سے پیش آئے)



٣٥٦٠: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ بِهَا۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عروہ بن زبیر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے جب بھی دو چیزوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے کے لیے کہا گیا تو آپ نے ہمیشہ اسی کو اختیار فرمایا جس میں آپ کو زیادہ آسانی معلوم ہوئی بشرطیکہ اس میں کوئی گناہ نہ ہو۔ کیوں کہ اگر اس میں گناہ کا کوئی شائبہ بھی ہوتا تو آپ اس سے سب سے زیادہ دور رہتے اور آنحضرت ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ لیکن اگر اللہ کی حرمت کو کوئی توڑتا تو آپ اس سے ضرور بدلہ لیتے تھے۔



٣٥٦١: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَا مَسِسْتُ حَرِيرًا وَلَا دِيبَاجًا أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ رِيحًا قَطُّ أَوْ عَرْفًا قَطُّ أَطْيَبَ مِنْ رِيحِ أَوْ عَرْفِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔



ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ونازک کوئی حریر و دیباج میرے ہاتھوں نے کبھی چھوا اور نہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ بہتر اور پاکیزہ کوئی خوشبو یا عطر سونگھا۔

٣٥٦٢: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي عُتْبَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا.

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ مِثْلَهُ وَإِذَا كَرِهَ شَيْئًا عُرِفَ فِي وَجْهِهِ.

ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے قتادہ نے، ان سے عبداللہ ابن ابی عتبہ نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پردہ نشیں کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان اور ابن مہدی دونوں نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے اسی طرح بیان کیا (اس زیادتی کے ساتھ) کہ جب آپ کسی بات کو برا سمجھتے تو آپ کے چہرے پر اس کا اثر ظاہر ہو جاتا۔

قولہ "أَشَدَّ حَيَاءً" یعنی آپ باوقار اور شرم وحیاء والے تھے۔

٣٥٦٣: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَإِلَّا تَرَكَهُ۔

مجھ علی بن جعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں ابوحازم نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا، اگر آپ کو مرغوب ہوتا تو کھاتے ورنہ چھوڑ دیتے۔

٣٥٦٤: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ الْأَسْدِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى نَرَى إِبْطَيْهِ قَالَ وَقَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا بَكْرٌ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے بکر بن مضر نے بیان کیا، ان سے جعفر بن ربیعہ نے، ان سے اعرج نے، ان سے عبداللہ بن مالک بن بحینہ اسدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ

کرتے تو دونوں ہاتھ پیٹ سے الگ رکھتے یہاں تک کہ آپ کی بغلیں ہم لوگ دیکھ لیتے، ابن بکیر نے بکر سے روایت کی اس میں یوں ہے، یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔

قولہ "بَيَاضَ إِبْطَيْهِ" اس سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ آپ کی بغلوں میں بال نہیں تھے، یا کثرت تعاہد کی بنا پر یہ بال نظر نہیں آتے تھے، کوئی شخص تعاہد کرتا ہے تو بغلوں کے بال ختم ہو جاتے ہیں، میں بغلوں کے بال اکھاڑتا رہا ہوں اب بالکل ختم ہو گئے ہیں، حدیث میں "نتف الإبط" یعنی اکھاڑنے کا ذکر آیا ہے، منڈھوانے کی روایت نہیں آتی، امام شافعی رحمہ اللہ منڈھوایا کرتے تھے، کسی نے کہا حدیث میں اکھاڑنے کا ذکر آیا ہے تو کہا، مجھے معلوم ہے لیکن میں اکھاڑنے میں بڑی تکلیف محسوس کرتا ہوں، مقصود تو یہی ہے کہ بغلوں کی صفائی ہونی چاہیے لہذا اگر کوئی شخص نہ اکھاڑ سکے تو منڈھوا سکتا ہے۔

٣٥٦٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا فِي الِاسْتِسْقَاءِ فَإِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ وَقَالَ أَبُو مُوسَى دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ۔

ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا استسقاء کے سوا اور کسی دعا میں (زیادہ اونچا) ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ اس دعا میں آپ اتنا اونچا ہاتھ اٹھاتے کہ بغل مبارک کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔

٣٥٦٦: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ عَوْنَ بْنَ أَبِي جُحَيْفَةَ ذَكَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ دُفِعْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْأَبْطَحِ فِي قُبَّةٍ كَانَ بِالْهَاجِرَةِ خَرَجَ بِلَالٌ فَنَادَى بِالصَّلَاةِ ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَ فَضْلَ وَضُوءِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ يَأْخُذُونَ مِنْهُ ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَ الْعَنَزَةَ وَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ سَاقَيْهِ فَرَكَزَ الْعَنَزَةَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ۔

ہم سے حسن بن صباح بزار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن سابق نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک بن مغول نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عون بن ابی جحیفہ سے سنا، وہ اپنے والد (ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ) سے نقل کرتے تھے کہ میں سفر کے ارادہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ابطح میں (محصب میں) خیمہ کے اندر تشریف رکھتے تھے۔ کڑی دوپہر کا وقت تھا۔ اتنے میں بلال رضی اللہ عنہ نے باہر نکل کر نماز کے لئے اذان دی اور اندر آ گئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی نکالا تو لوگ اسے لینے کے

لیے ٹوٹ پڑے۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ایک نیزہ نکالا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، گویا آپ کی پنڈلیوں کی چمک اب بھی میری نظروں کے سامنے ہے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے (سترہ کے لیے) نیزہ گاڑ دیا۔ آپ نے ظہر اور عصر کی دو دو رکعت قصر نماز پڑھائی، گدھے اور عورتیں آپ کے سامنے سے گزر رہی تھیں۔

٣٥٦٧: حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ الْبَزَّارُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لَأَحْصَاهُ.

مجھ سے حسن بن صباح بزار نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر ٹھہر ٹھہر کر باتیں کرتے کہ اگر کوئی شخص (آپ کے الفاظ) گن لینا چاہتا تو گن سکتا تھا۔

٣٥٦٨: وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ أَلَا يُعْجِبُكَ أَبُو فُلَانٍ جَاءَ فَجَلَسَ إِلَى جَانِبِ حُجْرَتِي يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْمِعُنِي ذَلِكَ وَكُنْتُ أُسَبِّحُ فَقَامَ قَبْلَ أَنْ أَقْضِيَ سُبْحَتِي وَلَوْ أَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيثَ كَسَرْدِكُمْ.

اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) پر تمہیں تعجب نہیں ہوا۔ وہ آئے اور میرے حجرہ کے ایک کونے میں بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مجھے سنانے کے لیے بیان کرنے لگے۔ میں اس وقت نماز پڑھ رہی تھی۔ پھر وہ میری نماز ختم ہونے سے پہلے ہی اٹھ کر چلے گئے۔ اگر وہ مجھے مل جاتے تو میں ان کی خبر لیتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح یوں جلدی جلدی باتیں نہیں کیا کرتے تھے

٢٤۔ بَابُ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ تَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ظاہر میں سوتی تھیں لیکن دل غافل نہیں ہوتا تھا۔

رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔

اس مضمون کو سعید بن میناء نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے۔

٣٥٦٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ قَالَتْ مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ

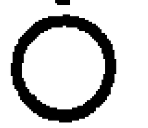
رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ تَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ قَالَ تَنَامُ عَيْنِي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي۔

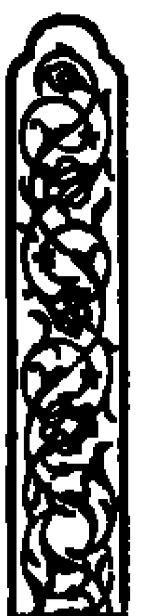
ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے سعید مقبری نے، ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رمضان شریف میں رسول اللہ ﷺ کی نماز (تہجد یا تراویح) کی کیا کیفیت ہوتی تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ رمضان مبارک یا دوسرے کسی بھی مہینے میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے (ان ہی کو تہجد کہو یا تراویح) پہلے آپ چار رکعت پڑھتے، وہ رکعتیں کتنی لمبی ہوتی تھیں۔ کتنی اس میں خوبی ہوتی تھیں اس کے بارے میں نہ پوچھو۔ پھر آپ چار رکعتیں پڑھتے۔ یہ چاروں بھی کتنی لمبی ہوتیں اور ان میں کتنی خوبی ہوتی۔ اس کے متعلق نہ پوچھو۔ پھر آپ تین رکعت وتر پڑھتے، میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ وتر پڑھنے سے پہلے کیوں سوجاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل بیدار رہتا ہے۔

۳۵۷۰: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُنَا عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ جَاءَهُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي مَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ أَوَّلُهُمْ أَيُّهُمْ هُوَ فَقَالَ أَوْسَطُهُمْ هُوَ خَيْرُهُمْ وَقَالَ آخِرُهُمْ خُذُوا خَيْرَهُمْ فَكَانَتْ تِلْكَ فَلَمْ يَرَهُمْ حَتَّى جَاءُوا لَيْلَةً أُخْرَى فِيمَا يَرَى قَلْبُهُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَائِمَةٌ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ وَكَذَلِكَ الْأَنْبِيَاءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوبُهُمْ فَتَوَلَّاهُ جِبْرِيلُ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ۔



ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے بھائی (عبدالحمید) نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلال نے، ان سے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر نے، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سناوہ مسجد حرام سے نبی کریم ﷺ کی معراج کا واقعہ بیان کررہے تھے کہ (معراج سے پہلے) تین فرشتے آئے۔ یہ آپ پر وحی نازل ہونے سے بھی پہلے کا واقعہ ہے۔ اس وقت آپ مسجد حرام میں (دو آدمیوں حضرت حمزہ اور جعفر بن ابی طالب کے درمیان) سورہے تھے۔ ایک فرشتے نے پوچھا: وہ کون ہیں؟ (جن کو لے جانے کا حکم ہے) دوسرے نے کہا کہ وہ درمیان والے ہیں۔ وہی سب سے بہتر ہیں۔ تیسرے نے کہا کہ پھر جو سب سے بہتر ہیں انہیں ساتھ لے چلو۔ اس رات صرف اتنا ہی واقعہ ہو کر رہ گیا۔ پھر آپ نے انہیں نہیں دیکھا۔ لیکن فرشتے ایک اور رات میں آئے۔ آپ دل کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور آپ کی آنکھیں سوتی تھیں پر دل نہیں سوتا تھا، اور تمام انبیاء کی یہی کیفیت ہوتی ہے کہ جب ان کی آنکھیں





سوتی ہیں تو دل اس وقت بھی بیدار ہوتا ہے۔ غرض کہ پھر جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو اپنے ساتھ لیا اور آسمان پر چڑھالے گئے۔

قولہ "قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ" یہ شریک بن عبداللہ راوی کا دیگر راویوں سے اختلاف ہے کہ یہ واقعہ معراج کو وحی سے پہلے بتاتا ہے اس نے واقعہ معراج بیان کرنے میں بارہ جگہ دیگر رواۃ سے اختلاف کیا ہے، ان میں سے ایک یہ اختلاف ہے کہ اس نے " قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ " کہا ہے، امام مسلم نے س کے بارہ میں کہا ہے "قدم وأخر وزاد ونقص "بعض علماء نے اس کی تاویل کی ہے کہ قبل "قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ أي من المعراج "یعنی آپ کو معراج اچانک کرایا گیا وحی کر کے پہلے بتایا نہیں گیا، مطلب یہ ہے کہ مطلقا وحی کی نفی نہیں ہے بلکہ معراج کے بارہ میں وحی کیے جانے کی نفی ہے۔

قولہ "وَهُوَ نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ" دوسری حدیث میں آتا ہے کہ آپ ام ہانی کے گھر میں تھے، ایک روایت میں ہے کہ آپ اس وقت اپنے گھر میں لیٹے ہوئے تھے، یہ بھی آتا ہے کہ شعب ابی طالب میں تھے، ان میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ ام ہانی کا گھر شعب ابی طالب میں تھا، اور اسے اپنا گھر اس لیے کہا گیا ہے کہ رشتہ دار کا گھر اپنا گھر ہی ہوتا ہے۔

اور یہ بھی بظاہر تعارض کی صورت ہے کہ اس حدیث میں ہے کہ آپ مسجد حرام میں سوئے ہوئے تھے، جبکہ دوسری روایت میں چھت پھاڑ کرلانے کا ذکر ہے، اس کا حل یہ ہے کہ پہلے فرشتہ چھت پھاڑ کر لایا اور آپ کو لا کر مسجد میں لٹا دیا، گویا روایت میں اختصار کر دیا گیا ہے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چھت پھاڑنے کا واقعہ خواب ہو، یعنی آپ مسجد میں ہی لیٹے ہوئے تھے اور خواب میں یہ محسوس کیا کہ میں گھر میں لیٹا ہوا ہوں اور مجھے چھت پھاڑ کر مسجد میں لایا گیا ہے، اس قدر خواب تھا اس کے بعد والا واقعہ یقظہ اور بیداری کا ہے۔

قولہ "أَوْسَطُهُمْ "کیونکہ آپ کے ایک طرف حضرت حمزہ اور دوسری طرف حضرت جعفر تھے، آپ درمیان میں تھے۔

قولہ " كَذَلِكَ الْأَنْبِيَاءُ "یعنی انبیاء کرام کی نیند جاگو مٹی ہوتی ہے، ابن خلدون نے لکھا ہے کہ یہ ایک قسم کی الہامی صورت ہوتی ہے، کیونکہ الہامی حالت میں انسان بین النوم والیقظان ہوتا ہے، اگر آدمی نیک اور صالح ہو تو فرشتوں کی طرف سے الہام ہوتا ہے، اور بد اور فاسق آدمی ہو تو اس سے شیاطین کا تعلق ہوتا ہے، دجال کے بارہ میں بھی اسی حالت کا ذکر آتا ہے، جس کا شیاطین سے تعلق ہوگا، کاہنوں کی بھی ایسی حالت ہوتی ہے، اور یہ شریر ہوتے ہیں۔

٢٥۔ بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْإِسْلَامِ

باب: آنحضرت ﷺ کے معجزات یعنی نبوت کی نشانیوں کا بیان۔

علامات جمع ہے علامۃ کی، قرآن کریم میں آیت کا لفظ آتا ہے، آیت اور علامت دونوں ایک ہی معنیٰ میں ہیں، متکلمین

معجزہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں، ان کی ہاں معجزہ، کرامت، استدراج اور سحر ایک جیسے استعمال ہوتے ہیں[1]، ساحر شیاطین کے توسط سے خرق عادت چیزیں پیش کرتا ہے، کبھی قوت ارادی سے پیش کرتا ہے جبکہ وہ زیادہ قوی ہو، اور یہ اس کی اپنی طرف سے ہوتا ہے۔ استدراج اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور اس کا ظہور کافر کے ہاتھ پر ہوتا ہے، یعنی کافر کے ہاتھ پر خرق عادت چیز ظاہر ہو تو اس کا نام استدراج ہے، اور اگر ساحر کے ہاتھ پر ہو تو اس کا نام سحر ہے، اور اگر کسی نیک انسان کے ہاتھ پر کوئی خرق عادت چیز ظاہر ہو تو اس کا نام کرامت ہے، اور اگر تحدی کے لیے نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہو تو اسے معجزہ کہتے ہیں، کرامت ایسے ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتی ہے جو متبع السنۃ ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو، یعنی ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کارفرما ہوتی ہے، لیکن جس کے ہاتھ پر ظاہر ہوتی ہے اس کے اعتبار سے انواع مختلف ہیں۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کتاب النبوات میں کہا ہے کہ جسے معجزہ کہا جاتا ہے اس کا نام علامت رکھنا چاہیے یا اسے آیت کہنا چاہیے، جیسا کہ قرآن کریم میں آیات کا لفظ آیا ہے، صرف خرق عادت کا نام معجزہ نہیں ہے، بلکہ معجزہ ایسا کام ہے جو اللہ تعالیٰ یا اس کے فرشتے کے سوا کوئی اور نہ کر سکتا ہو، جو کام انسان اپنی قوت سے کرتا ہے یا شیاطین کا اس میں دخل ہے تو وہ معجزہ یا کرامت نہیں ہے، جس کام کو اللہ تعالیٰ مدعی نبوت کے ہاتھ پر کرے یا فرشتہ کے توسط سے کیا جائے اس کا نام علامت نبوت ہے، لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب کے تحت جو امور ذکر کیے ہیں، وہ سارے اس قسم کے نہیں ہیں جنہیں اس معنیٰ سے علامت نبوت کہا جا سکے، اور وہ صرف اللہ تعالیٰ یا اس کے فرشتے کے ذریعے سے ہوتے ہوں، جیسا کہ امام بخاری نے ستون کے رونے کو معجزات میں داخل کیا ہے، لیکن ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اسے معجزات میں داخل کرنا تغلیبا ہے، جبکہ نبی اکرم ﷺ کی نبوت متعدد دلائل سے ثابت ہو گئی ہے تو ایسے امور کی نسبت اللہ تعالیٰ یا فرشتے کی طرف ہی ہو گی۔



اسی طرح نبی کریم ﷺ کا مختصر وقت میں بیت المقدس پہنچنا، بخاری رحمہ اللہ نے ان سب کو معجزات میں داخل کیا ہے، ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتا ہے اصل میں قرآن معجزہ ہے، قرآن کریم کے متعلق آتا ہے "فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ"[2] شق قمر اور آپ کے ہاتھ کی انگلیوں سے پانی جاری ہو جانا معجزہ ہے، ایسے کام جادوگر نہیں کر سکتے، ایسے ہی بڑی بڑی پیشگوئیاں جو مکہ مکرمہ میں ہوئیں، جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے "الم، غُلِبَتِ الرُّومُ، فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ"[3]

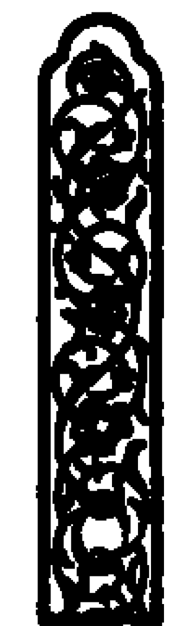
اسی طرح مکہ میں جب کفار مکہ ابو طالب کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا تھا میں انہیں ایک بات بتاتا ہوں اگر یہ مان لیں تو دیگر لوگ انہیں جزیہ دیا کریں گے، ابو جہل نے کہا ہم ایسی دس باتیں ماننے کے لیے تیار ہیں تو آپ نے

---

(1) معجزہ اور دیگر اصطلاحات کی تعریف کے لیے منحۃ الباری جلد پنجم صفحہ ۳۸۵ دیکھئے۔

(2) البقرۃ:۲۳

(3) الروم ۳،۲،۱



فرمایا "قولوا: لا إلٰه الا الله" ان چیزوں کو معجزات کہا جاتا ہے۔ امام بخاری نے جو چیزیں ذکر کی ہیں، ان کا مجموعی طور پر معجزات میں ذکر ہو سکتا ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کی قوت ارادی نہیں تھی، جس سے یہ کام ہو سکیں اور نہ ہی اس میں سحر کا دخل تھا لہٰذا یہ چیزیں من جانب اللہ تھیں اور مؤید معجزہ کی بنا پر انہیں معجزہ کہا جا سکتا ہے، اس لیے بخاری رحمہ اللہ نے ان سب چیزوں کا ذکر کیا ہے، لیکن اگر جن اور شیطان کسی کاہن کو بتا دے کہ فلاں شخص نے چوری کی ہے تو یہ معجزہ نہیں ہوگا، جیسا کہ قادیانی کذاب کہتا ہے کہ مجھے بڑی پیشگوئیاں ہوتی ہیں کہ فلاں جگہ سے اتنی رقم آئے گی یہ کوئی پیشگوئی نہیں ہے، شیطان بھی بتا دیتا ہے کہ فلاں کام ایسے ہوگا۔

قادیانی کذاب نے یہ بھی کہا تھا کہ عنقریب بہت بڑا زلزلہ آئے گا، لیکن طاعون پڑ گئی تو کہنے لگا یہی وہ زلزلہ ہے، اور کہا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے، تیری جماعت کے لوگ نہیں مریں گے، اور جب ایک مقام کے سارے مرزائی مر گئے تو کہنے لگا کہ وہ اس لیے مر گئے ہیں کہ وہ ظاہر سے میرے ساتھ تھے لیکن باطن سے میرے خلاف تھے اس طرح وہ الہاموں میں ذلیل ہوا، اس کے بعد واقعی زلزلہ آ گیا تو کہنے لگا یہ وہ پیشگوئی پوری ہوگئی، لوگوں نے کہا تو نے کہا تھا کہ طاعون ہی زلزلہ ہے تو کہا، وہ میں نے کہا تھا، اللہ نے تو نہیں کہا تھا۔

ایک خاتون محمدی بیگم کے بارہ میں پیشگوئی کر دی کہ وہ میرے نکاح میں آئے گی، لیکن وہ اس کے نکاح میں نہیں آئی کہنے لگا، حدیث میں آتا ہے کہ مسیح نکاح کرے گا اور اس کی اولاد ہوگی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میری اولاد اس خاتون سے ہی ہوگی، کہتا ہے کہ ایک دن میں سخت بیمار ہوگیا میں نے سوچا کہ میں مرنے والا ہوں، پیشگوئی کا کیا بنے گا، تو اللہ کی طرف سے الہام ہوا، "اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ" پیشگوئی سچی ہے لہٰذا اس میں شک نہ کرنا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے اس خاتون سے سخت محبت ہوگئی تھی، لیکن وہ نہ ملی اور گپیں ہانکتا رہ گیا۔

ایک دفعہ آریہ کے متعلق پیشگوئی کر دی، کہا مجھے یہ الہام ہوا ہے "ستعلم يوم العيد والعيد أقرب" عید کے دن اس کا کنڈا نکل جائے گا، اسے کسی نے عید سے پہلے ہی مار دیا، ایک آدمی اس کے پاس ھندو بن کر رہنے لگا، جب موقع پایا تو اسے مار دیا، اس کی پیشگوئی عید کے دن کی تھی وہ پہلے ہی مر گیا۔

مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ نے قادیانی دجال کے تعاقب کو اپنی زندگی کا مشن بنا لیا تھا، اپنے اخبار میں وہ اس کی گت بناتے اور اس کے دجل و فریب کو لوگوں پر واضح کرتے تھے، ان کے متعلق اس نے کہا، مجھے الہام ہوا ہے کہ محمد حسین ضرور میرا متبع بن جائیگا، اور کہتا کہ مجھے بڑا تعجب ہے کہ محمد حسین بٹالوی کا دل کیسے نرم ہو جائیگا، اور یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔ "سياتي زمان الرشد والذنب يغفر" جب عرصہ گزر گیا، اور اس کی پیشگوئی پوری نہ ہوئی تو کہنے لگا، ہو سکتا ہے محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ کا مجھ پر ایمان فرعون کی طرح ہو، وہ مرتے وقت ایمان لایا تھا، محمد حسین بھی آخری وقت ایمان لائے گا۔ مرزائی کہتے ہیں وہ موت کے وقت ایمان لائے ہوں گے، میں نے کہا، مرزا کہتا ہے، "سياتي زمان الرشد والذنب يغفر" اور موت کے وقت نہ ایمان قبول ہوتا ہے اور نہ ہی گناہ معاف ہوتا ہے۔

مولوی عبد الحق سے اس کا مباہلہ ہوا، اس نے نکاح نہیں کیا تھا، اور اس کے ہاں لڑکا پیدا ہو گیا، کہنے لگا، مباہلہ کے بعد

میرے ہاں منڈا پیدا ہو گیا ہے، اور عبد الحق کے ہاں چوہا بھی نہیں ہوا، حالانکہ مرزا قادیانی عبد الحق سے پہلے مر گیا تھا، مولوی عبد الحق اس کے مرنے کے بعد تادیر زندہ رہا۔

مقصد یہ ہے کہ ایسی فضول پیشگوئیاں جوگی، رملی، چوڑے، چمار بھی کر سکتے ہیں اور یہ کوئی سچائی کی دلیل نہیں ہیں۔

۳۵۷۱: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيرٍ سَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسِيرٍ فَأَدْلَجُوا لَيْلَتَهُمْ حَتَّى إِذَا كَانَ وَجْهُ الصُّبْحِ عَرَّسُوا فَغَلَبَتْهُمْ أَعْيُنُهُمْ حَتَّى ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ فَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنْ مَنَامِهِ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ لَا يُوقَظُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَنَامِهِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ فَاسْتَيْقَظَ عُمَرُ فَقَعَدَ أَبُو بَكْرٍ عِنْدَ رَأْسِهِ فَجَعَلَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ حَتَّى اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَ وَصَلَّى بِنَا الْغَدَاةَ فَاعْتَزَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّ مَعَنَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا فُلَانُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَنَا قَالَ أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَيَمَّمَ بِالصَّعِيدِ ثُمَّ صَلَّى وَجَعَلَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَكُوبٍ بَيْنَ يَدَيْهِ وَقَدْ عَطِشْنَا عَطَشًا شَدِيدًا فَبَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيرُ إِذَا نَحْنُ بِامْرَأَةٍ سَادِلَةٍ رِجْلَيْهَا بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ فَقُلْنَا لَهَا أَيْنَ الْمَاءُ فَقَالَتْ إِنَّهُ لَا مَاءَ فَقُلْنَا كَمْ بَيْنَ أَهْلِكِ وَبَيْنَ الْمَاءِ قَالَتْ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ فَقُلْنَا انْطَلِقِي إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَمَا رَسُولُ اللهِ فَلَمْ نُمَلِّكْهَا مِنْ أَمْرِهَا حَتَّى اسْتَقْبَلْنَا بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَتْهُ بِمِثْلِ الَّذِي حَدَّثَتْنَا غَيْرَ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا مُؤْتِمَةٌ فَأَمَرَ بِمَزَادَتَيْهَا فَمَسَحَ فِي الْعَزْلَاوَيْنِ فَشَرِبْنَا عِطَاشًا أَرْبَعِينَ رَجُلًا حَتَّى رَوِينَا فَمَلَأْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَعَنَا وَإِدَاوَةٍ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ نَسْقِ بَعِيرًا وَهِيَ تَكَادُ تَنِضُّ مِنَ الْمِلْءِ ثُمَّ قَالَ هَاتُوا مَا عِنْدَكُمْ فَجُمِعَ لَهَا مِنَ الْكِسَرِ وَالتَّمْرِ حَتَّى أَتَتْ أَهْلَهَا قَالَتْ لَقِيتُ أَسْحَرَ النَّاسِ أَوْ هُوَ نَبِيٌّ كَمَا زَعَمُوا فَهَدَى اللهُ ذَاكَ الصِّرْمَ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ فَأَسْلَمَتْ وَأَسْلَمُوا۔



ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے سلم بن زریر نے بیان کیا، انہوں نے ابو رجاء سے سنا کہ ہم سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، رات بھر سب لوگ چلتے رہے جب صبح کا وقت قریب ہوا تو پڑاؤ کیا (چونکہ ہم تھکے ہوئے تھے) اس لیے سب لوگ اتنی گہری نیند سو گئے کہ سورج پوری طرح نکل آیا۔ سب سے پہلے ابو بکر صدیق جاگے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو، جب آپ سوتے ہوتے تو جگاتے نہیں تھے تا آنکہ آپ خود ہی جاگتے، پھر عمر بھی جاگ گئے۔ آخر ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے سر مبارک کے قریب بیٹھ گئے اور بلند آواز سے اللہ اکبر کہنے لگے۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی جاگ گئے اور وہاں سے کوچ کا حکم دے دیا۔ (پھر کچھ فاصلے پر تشریف لائے) اور یہاں آپ اترے



اور آپ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ ایک شخص ہم سے دور کونے میں بیٹھا رہا۔ اس نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ آنحضرت ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے اس سے فرمایا: اے فلاں! ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے تجھے کس چیز نے روکا؟ اس نے عرض کیا کہ مجھے غسل کی حاجت ہوگئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اسے حکم دیا کہ پاک مٹی سے تیمم کرلو (پھر اس نے بھی تیمم کے بعد) نماز پڑھی۔ حضرت عمران کہتے ہیں کہ پھر آنحضور ﷺ نے مجھے چند سواروں کے ساتھ آگے بھیج دیا۔ (تاکہ پانی تلاش کریں کیونکہ) ہمیں سخت پیاس لگی ہوئی تھی، اب ہم اسی حالت میں چل رہے تھے کہ ہمیں ایک عورت ملی جو دو مشکوں کے درمیان (سواری پر) اپنے پاؤں لٹکائے ہوئے جا رہی تھی۔ ہم نے اس سے کہا کہ پانی کہاں ملتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہاں پانی نہیں ہے۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ تمہارے گھر سے پانی کتنے فاصلے پر ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ایک دن ایک رات کا فاصلہ ہے، ہم نے اس سے کہا کہ اچھا تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلو، وہ بولی رسول اللہ کے کیا معنی ہیں؟ عمران کہتے ہیں، آخر ہم اسے آنحضور ﷺ کی خدمت میں لائے، اس نے آپ سے بھی وہی کہا جو ہم سے کہہ چکی تھی۔ ہاں اتنا اور کہا کہ وہ یتیم بچوں کی ماں ہے (اس لیے واجب الرحم ہے) آنحضرت ﷺ کے حکم سے اس کے دونوں مشکیزوں کو اتارا گیا اور آپ نے ان کے دہانوں پر دست مبارک پھیرا۔ ہم چالیس پیاسے آدمیوں نے اس میں سے خوب سیراب ہو کر پیا اور اپنے تمام مشکیزے اور بالٹیاں بھی بھر لیں صرف ہم نے اونٹوں کو پانی نہیں پلایا، اس کے باوجود اس کی مشکیں پانی سے اتنی بھری ہوئی تھیں کہ معلوم ہوتا تھا ابھی بہہ پڑیں گی۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے (کھانے کی چیزوں میں سے) میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ اس عورت کے لیے روٹی کے ٹکڑے اور کھجوریں لا کر جمع کر دیں گئیں۔ پھر جب وہ اپنے قبیلے میں آئی تو اپنے آدمیوں سے اس نے کہا کہ آج میں سب سے بڑے جادوگر سے مل کر آئی ہوں یا پھر جیسا کہ (اس کے ماننے والے) لوگ کہتے ہیں، وہ واقعی نبی ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس کے قبیلے کو اسی عورت کی وجہ سے ہدایت دی، وہ خود بھی اسلام لائی اور تمام قبیلے والوں نے بھی اسلام قبول کرلیا۔

قولہ "فَلَمْ نُمَلِّكْهَا" یعنی ہم نے اس کی ایک نہ چلنے دی، اور اسے کوئی بات کرنے پر قدرت نہ دی، اس نے "ما رسول اللہ" کہا کہ رسول اللہ کیا ہے، تاکہ انہیں دیگر بات میں ڈال کر جان چھڑا سکے، بعض روایات میں آتا ہے کہ اس نے یہ بھی کہا کہ رسول اللہ وہ ہے جسے لوگ صابی کہتے ہیں؟

۳۵۷۲: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِنَاءٍ وَهُوَ بِالزَّوْرَاءِ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِأَنَسٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَلَاثَمِائَةٍ أَوْ زُهَاءَ ثَلَاثِمِائَةٍ۔

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی عروبہ نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک برتن حاضر کیا گیا (پانی کا) آنحضرت ﷺ اس وقت (مدینہ کے نزدیک) مقام زوراء میں تشریف رکھتے تھے، آپ نے اس برتن میں ہاتھ رکھا تو اس میں سے پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹنے لگا اور اسی پانی سے پوری جماعت نے وضو کیا۔ قتادہ نے کہا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ لوگ کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ تین سو ہوں گے یا تین سو کے قریب ہوں گے۔

قولہ "وَهُوَ بِالزَّوْرَاءِ" حافظ نے کہا ہے کہ یہ بتقدیم الزاء علی الراء مدینہ کی مارکیٹ کے قریب ہی ایک جگہ کا نام ہے، داؤدی نے کہا ہے کہ یہ منارہ کی طرح اونچی جگہ تھی، کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مؤذن کو زوراء پر اذان کہنے کا حکم دیا تھا۔ حافظ نے کہا ہے کہ اونچا ہونا کوئی ضروری نہیں ہے، کیونکہ خلیفہ ثالث نے زوراء کے پاس اذان کہنے کا حکم دیا تھا، زوراء پر اذان کہنے کا حکم نہیں تھا۔

٣٥٧٣: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَالْتُمِسَ الْوَضُوءُ فَلَمْ يَجِدُوهُ فَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوءٍ فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فِي ذَلِكَ الْإِنَاءِ فَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَتَوَضَّئُوا مِنْهُ فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ النَّاسُ حَتَّى تَوَضَّئُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ۔



ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے اسحق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا، اور لوگ وضو کا پانی تلاش کر رہے تھے لیکن پانی کا کہیں پتہ نہیں تھا، پھر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں (ایک برتن کے اندر) وضو کا پانی لایا گیا۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس برتن میں رکھا اور لوگوں سے فرمایا کہ اسی پانی سے وضو کریں۔ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے نیچے سے ابل رہا تھا چنانچہ لوگوں نے وضو کیا یہاں تک کہ ہر شخص نے وضو کر لیا۔

٣٥٧٤: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُبَارَكٍ حَدَّثَنَا حَزْمٌ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ مَخَارِجِهِ وَمَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَانْطَلَقُوا يَسِيرُونَ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلَمْ يَجِدُوا مَاءً يَتَوَضَّئُونَ فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَجَاءَ بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ يَسِيرٍ فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَدَّ أَصَابِعَهُ الْأَرْبَعَ عَلَى الْقَدَحِ ثُمَّ قَالَ قُومُوا فَتَوَضَّئُوا فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ حَتَّى بَلَغُوا فِيمَا يُرِيدُونَ مِنَ الْوَضُوءِ وَكَانُوا سَبْعِينَ أَوْ نَحْوَهُ۔



ہم سے عبدالرحمن بن مبارک نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حزم بن مہران نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے امام حسن بصری سے سنا، انہوں نے کہا کہ ہم سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں تھے اور آپ کے ساتھ کچھ صحابہ کرام بھی تھے، چلتے چلتے نماز کا وقت ہو گیا تو وضو کے لیے کہیں پانی نہیں ملا۔ آخر جماعت میں سے ایک صاحب اٹھے اور ایک بڑے سے پیالے میں تھوڑا سا پانی لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لیا اور اس کے پانی سے وضو کیا۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ پیالے پر رکھا اور فرمایا کہ آؤ وضو کرو، پوری جماعت نے وضو کیا اور تمام آداب وسنن کے ساتھ پوری طرح کر لیا۔ ہم تعداد میں ستر یا اس کے لگ بھگ تھے۔

٣٥٧٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ يَزِيدَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيبَ الدَّارِ مِنَ الْمَسْجِدِ يَتَوَضَّأُ وَبَقِيَ قَوْمٌ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِخْضَبٍ مِنْ حِجَارَةٍ فِيهِ مَاءٌ فَوَضَعَ كَفَّهُ فَصَغُرَ الْمِخْضَبُ أَنْ يَبْسُطَ فِيهِ كَفَّهُ فَضَمَّ أَصَابِعَهُ فَوَضَعَهَا فِي الْمِخْضَبِ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ جَمِيعًا قُلْتُ كَمْ كَانُوا قَالَ ثَمَانُونَ رَجُلًا۔

ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا، انہوں نے یزید بن ہارون سے سنا، کہا کہ مجھ کو حمید نے خبر دی اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نماز کا وقت ہو چکا تھا، مسجد نبوی سے جن کے گھر قریب تھے انہوں نے تو وضو کر لیا لیکن بہت سے لوگ باقی رہ گئے۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پتھر کی بنی ہوئی ایک لگن لائی گئی۔ اس میں پانی تھا، آپ نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا لیکن اس کا منہ اتنا تنگ تھا کہ آپ اس کے اندر اپنا ہاتھ پھیلا کر نہیں رکھ سکتے تھے، چنانچہ آپ نے انگلیاں ملالیں اور لگن کے اندر ہاتھ کو ڈال دیا پھر (اسی پانی سے) جتنے لوگ باقی رہ گئے تھے سب نے وضو کیا۔ میں نے پوچھا کہ آپ حضرات کی تعداد کیا تھی؟ انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ اسی آدمی تھے۔

٣٥٧٦: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رِكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ فَجَهِشَ النَّاسُ نَحْوَهُ فَقَالَ مَا لَكُمْ قَالُوا لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ وَلَا نَشْرَبُ إِلَّا مَا بَيْنَ يَدَيْكَ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَثُورُ بَيْنَ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قُلْتُ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً۔

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے بیان کیا، ان سے حصین نے بیان کیا، ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صلح حدیبیہ کے دن

لوگوں کو پیاس لگی ہوئی تھی نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک چھاگل رکھا ہوا تھا آپ نے فرمایا کیابات ہے؟ لوگوں نے کہا کہ جو پانی آپ کے سامنے ہے۔ اس پانی کے سوانہ تو ہمارے پاس وضو کے لیے کوئی دوسرا پانی ہے اور نہ پینے کے لیے۔ آپ نے اپنا ہاتھ چھاگل میں رکھ دیا اور پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان میں سے چشمے کی طرح پھوٹنے لگا اور ہم سب لوگوں نے اس پانی کو پیا بھی اور اس سے وضو بھی کیا۔ میں نے پوچھا آپ لوگ کتنی تعداد میں تھے؟ کہا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی کافی ہوتا۔ ویسے ہماری تعداد اس وقت پندرہ سو تھی۔

٣٥٧٧: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً وَالْحُدَيْبِيَةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا حَتَّى لَمْ نَتْرُكْ فِيهَا قَطْرَةً فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَفِيرِ الْبِئْرِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَجَّ فِي الْبِئْرِ فَمَكَثْنَا غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ اسْتَقَيْنَا حَتَّى رَوِينَا وَرَوَتْ أَوْ صَدَرَتْ رَكَائِبُنَا۔

ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابواسحق نے، ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صلح حدیبیہ کے دن ہم چودہ سو کی تعداد میں تھے۔ حدیبیہ ایک کنویں کا نام ہے ہم نے اس سے اتنا پانی کھینچا کہ اس میں ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا (جب رسول کریم ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ تشریف لائے) اور کنویں کے کنارے بیٹھ کر پانی کی دعا کی اور اس پانی سے کلی کی اور کلی کا پانی کنویں میں ڈال دیا۔ ابھی تھوڑی دیر بھی نہیں ہوئی تھی کہ کنواں پھر پانی سے بھر گیا۔ ہم بھی اس سے خوب سیر ہوئے اور ہمارے اونٹ بھی سیراب ہو گئے۔ یا پانی پی کر لوٹے۔



٣٥٧٨: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيفًا أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ قَالَتْ نَعَمْ فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِي وَلَاثَتْنِي بِبَعْضِهِ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهِ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهُ قُومُوا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتِ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّي يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَأَتَتْ بِذَلِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ (1) ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ أَوْ ثَمَانُونَ رَجُلًا۔

ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو مالک نے خبر دی، انہیں اسحٰق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے (میری والدہ) ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی تو آپ کی آواز میں بہت ضعف معلوم ہوا۔ میرا خیال ہے کہ آپ بہت بھوکے ہیں کیا تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں، چنانچہ انہوں نے جو کی چند روٹیاں نکالیں، پھر اپنی اوڑھنی نکالی او اس میں روٹیوں کو لپیٹ کر میرے ہاتھ میں چھپادیا اور اس اوڑھنی کا دوسرا حصہ میرے بدن پر باندھ دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مجھے بھیجا۔ میں جو گیا تو آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ کے ساتھ بہت سے صحابہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں آپ کے پاس کھڑا ہو گیا تو آپ نے فرمایا کیا ابوطلحہ نے تمہیں بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے دریافت فرمایا، کچھ کھانا دے کر؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، جو صحابہ آپ کے ساتھ اس وقت موجود تھے، ان سب سے آپ نے فرمایا کہ چلو اٹھو، آنحضرت تشریف لانے لگے اور میں آپ کے آگے آگے لپک رہا تھا اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچ کر میں نے انہیں خبر دی۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بولے، ام سلیم! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو بہت سے لوگوں کو ساتھ لائے ہیں ہمارے پاس اتنا کھانا کہاں ہے کہ سب کو کھلایا جاسکے؟ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ

---

(1) قولہ "ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ" اس سے مراد کھانے پر قرآن کی بعض آیات یا سورتیں پڑھنا نہیں ہے، کیونکہ ایسا ہوتا تو "قَالَ" کی بجائے "قرء فِيهِ مَا شَاءَ اللهُ" کے الفاظ ہوتے، بلکہ "قَالَ فِيهِ" سے مراد کھانے میں برکت کی دعاء کرنا ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے سعد بن سعید کی روایت کے حوالے سے ذکر کیا ہے "فَمَسَّهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَدَعَا فِيهَا بِالْبَرَكَةِ" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کو چھوا اور اس میں برکت کی دعاء کی، اور نضر بن انس کی روایت میں ہے "فجئتُ بها، ففتحَ رِباطَها، ثمَّ قالَ: باسمِ اللهِ، اللَّهُمَّ أَعظِمْ فيها البَرَكَةَ" میں وہ روٹیاں آپ کے پاس لایا، آپ نے ان کا بندھن کھولا اور کہا، اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ، اے اللہ اس میں برکت زیادہ کر دے، فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۵۹۰ اس سے معلوم ہو گیا کہ "قَالَ فِيهِ مَا شَاءَ اللهُ" سے مراد کھانے میں برکت کی دعاء کرنا، تاکہ وہ تھوڑا سا کھانا سارے لشکر کو کافی ہو جائے، لہٰذا اس حدیث میں کھانے پینے سے متعلقہ بدعات و رسومات کے اثبات کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

شرح بخاری

اور اس کے رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں (ہم فکر کیوں کریں؟) خیر ابوطلحہ آگے بڑھ کر آنحضرت ﷺ سے ملے۔ اب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وہ بھی چل رہے تھے۔ ام سلیم نے وہی روٹی لاکر آپ کے سامنے رکھ دی، پھر آنحضرت ﷺ کے حکم سے روٹیوں کا چورا کر دیا گیا، ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کپی نچوڑ کر اس پر کچھ گھی ڈال دیا، اور اس طرح سالن ہوگیا، آپ نے اس کے بعد اس پر دعا کی جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر فرمایا دس آدمیوں کو بلا لو، انہوں نے ایسا ہی کیا، ان سب نے روٹی پیٹ بھر کر کھائی اور جب یہ لوگ باہر گئے تو آپ نے فرمایا کہ پھر دس آدمیوں کو بلا لو۔ چنانچہ دس آدمیوں کو بلایا گیا، انہوں نے بھی پیٹ بھر کر کھایا، جب یہ لوگ باہر گئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر دس ہی آدمیوں کو اندر بلا لو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور انہوں نے بھی پیٹ بھر کر کھایا۔ جب وہ باہر گئے تو آپ نے فرمایا کہ پھر دس آدمیوں کو دعوت دے دو۔ اس طرح سب لوگوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ ان لوگوں کی تعداد ستر یا اسی تھی۔

۳۵۷۹: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْآيَاتِ بَرَكَةً وَأَنْتُمْ تَعُدُّونَهَا تَخْوِيفًا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَاءُ فَقَالَ اطْلُبُوا فَضْلَةً مِنْ مَاءٍ فَجَاءُوا بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ قَلِيلٌ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الطَّهُورِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ۔



مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو احمد زبیری نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نے ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ معجزات کو ہم تو باعث برکت سمجھتے تھے اور تم لوگ ان سے ڈرتے ہو۔ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور پانی تقریباً ختم ہوگیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ بھی پانی بچ گیا ہو اسے تلاش کرو۔ چنانچہ لوگ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لائے۔ آپ نے اپنا ہاتھ برتن میں ڈال دیا اور فرمایا: برکت والا پانی لو اور برکت تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان میں سے پانی فوارے کی طرح پھوٹ رہا تھا اور ہم تو آنحضرت ﷺ کے زمانے میں کھاتے وقت کھانے کے تسبیح سنتے تھے۔

قولہ "كُنَّا نَعُدُّ الْآيَاتِ بَرَكَةً" قرآن کریم میں آتا ہے "وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا"[1] معجزات تخویف کے لیے تھے، لیکن اس حدیث میں ہے کہ ہم معجزات کو برکت سمجھا کرتے تھے، تطبیق کی صورت یہ ہے کہ جو معجزات مخالفین طلب کیا کرتے تھے وہ تخویف کے لیے ہوتے تھے، تمام معجزات تخویف کے لیے نہیں ہوتے



[1] الاسراء: ۵۹

تھے، بعض معجزات برکت کے لیے ہوتے تھے جیسے کھانے یا پانی کا بڑھ جانا باعث برکت تھا۔

۳۵۸۰: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ قَالَ حَدَّثَنِي عَامِرٌ قَالَ حَدَّثَنِي جَابِرٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ أَبَاهُ تُوُفِّيَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنَّ أَبِي تَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا وَلَيْسَ عِنْدِي إِلَّا مَا يُخْرِجُ نَخْلُهُ وَلَا يَبْلُغُ مَا يُخْرِجُ سِنِينَ مَا عَلَيْهِ فَانْطَلِقْ مَعِي لِكَيْ لَا يُفْحِشَ عَلَيَّ الْغُرَمَاءُ فَمَشَى حَوْلَ بَيْدَرٍ مِنْ بَيَادِرِ التَّمْرِ فَدَعَا ثُمَّ آخَرَ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ فَقَالَ انْزِعُوهُ فَأَوْفَاهُمُ الَّذِي لَهُمْ وَبَقِيَ مِثْلُ مَا أَعْطَاهُمْ۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا کہا کہ مجھ سے عامر نے، کہا کہ مجھ سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے والد (عبداللہ بن عمرو بن حرام، جنگ احد میں) شہید ہو گئے تھے۔ اور وہ مقروض تھے۔ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ میرے والد اپنے اوپر قرض چھوڑ گئے۔ ادھر میرے پاس سوا اس پیداوار کے جو کھجوروں سے ہوگی اور کچھ نہیں ہے اور اس کی پیداوار سے تو برسوں میں قرض ادا نہیں ہوسکتا۔ اس لیے آپ میرے ساتھ تشریف لے چلیے تاکہ قرض خواہ آپ کو دیکھ کر زیادہ منہ نہ پھاڑیں۔ آپ تشریف لائے (لیکن وہ نہیں مانے) تو آپ کھجور کے جو ڈھیر لگے ہوئے تھے پہلے ان میں سے ایک کے چاروں طرف چلے اور دعا کی۔ اسی طرح دوسرے ڈھیر کے بھی۔ پھر آپ اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ کھجوریں نکال کر انہیں دو۔ چنانچہ سارا قرض ادا ہو گیا اور جتنی کھجوریں قرض میں دی تھیں اتنی ہی بچ گئیں۔

۳۵۸۱: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوا أُنَاسًا فُقَرَاءَ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَرَّةً مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ أَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ أَوْ سَادِسٍ أَوْ كَمَا قَالَ وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ وَانْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشَرَةٍ وَأَبُو بَكْرٍ ثَلَاثَةً قَالَ فَهُوَ أَنَا وَأَبِي وَأُمِّي وَلَا أَدْرِي هَلْ قَالَ امْرَأَتِي وَخَادِمِي بَيْنَ بَيْتِنَا وَبَيْنَ بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ تَعَشَّى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتَّى تَعَشَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللهُ قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ مَا حَبَسَكَ عَنْ أَضْيَافِكَ أَوْ ضَيْفِكَ قَالَ أَوَعَشَّيْتِهِمْ قَالَتْ أَبَوْا حَتَّى تَجِيءَ قَدْ عَرَضُوا عَلَيْهِمْ فَغَلَبُوهُمْ فَذَهَبْتُ فَاخْتَبَأْتُ فَقَالَ يَا غُنْثَرُ فَجَدَّعَ وَسَبَّ وَقَالَ كُلُوا وَقَالَ لَا أَطْعَمُهُ أَبَدًا قَالَ وَايْمُ اللهِ مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنَ اللُّقْمَةِ إِلَّا رَبَا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا حَتَّى شَبِعُوا وَصَارَتْ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلُ فَنَظَرَ أَبُو بَكْرٍ فَإِذَا شَيْءٌ أَوْ أَكْثَرُ قَالَ لِامْرَأَتِهِ يَا أُخْتَ بَنِي

فِرَاسٍ قَالَتْ لَا وَقُرَّةِ عَيْنِي لَهِيَ الْآنَ أَكْثَرُ مِمَّا قَبْلُ بِثَلَاثِ مَرَّاتٍ فَأَكَلَ مِنْهَا أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ إِنَّمَا كَانَ الشَّيْطَانُ يَعْنِي يَمِينَهُ ثُمَّ أَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَمَضَى الْأَجَلُ فَتَفَرَّقْنَا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ أُنَاسٌ اللّٰهُ أَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ غَيْرَ أَنَّهُ بَعَثَ مَعَهُمْ قَالَ أَكَلُوا مِنْهَا أَجْمَعُونَ أَوْ كَمَا قَالَ۔

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا، ان سے ان کے والد سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عثمان نہدی نے بیان کیا اور ان سے عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صفہ والے محتاج اور غریب لوگ تھے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ جس کے گھر میں دو آدمیوں کا کھانا ہو تو وہ ایک تیسرے کو بھی اپنے ساتھ لیتا جائے اور جس کے گھر چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچواں آدمی اپنے ساتھ لیتا جائے یا چھٹے کو بھی یا آپ نے اسی طرح کچھ فرمایا (راوی کو پانچ اور چھ میں شک ہے) خیر تو ابو بکر، تین اصحاب صفہ کو اپنے ساتھ لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ دس اصحاب کو لے گئے اور گھر میں میں تھا اور میرے ماں باپ تھے۔ ابو عثمان نے کہا مجھ کو یاد نہیں عبدالرحمن نے یہ بھی کہا، اور میری عورت اور خادم جو میرے اور ابو بکر دونوں کے گھروں میں کام کرتا تھا۔ لیکن خود ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا اور عشاء کی نماز تک وہاں ٹھہرے رہے (مہمانوں کو پہلے ہی بھیج چکے تھے) اس لیے انہیں اتنا ٹھہرنا پڑا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھالیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کو جتنا منظور تھا اتنا حصہ رات کا جب گزر گیا تو آپ گھر واپس آئے۔ ان کی بیوی نے ان سے کہا، کیا بات ہوئی۔ آپ کو اپنے مہمان یاد نہیں رہے؟ انہوں نے پوچھا: کیا مہمانوں کو اب تک کھانا نہیں کھلایا؟ بیوی نے کہا کہ مہمانوں نے آپ کے آنے تک کھانے سے انکار کیا۔ ان کے سامنے کھانا پیش کیا گیا تھا لیکن وہ نہیں مانے۔ عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں تو جلدی سے چھپ گیا (کیونکہ ابو بکر غصہ ہو گئے تھے) آپ نے ڈانٹا، اے پاجی! اور بہت برا بھلا کہا، پھر (مہمانوں سے) کہا چلو اب کھاؤ اور خود قسم کھالی کہ میں تو کبھی نہ کھاؤں گا۔ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ خدا کی قسم، پھر ہم جو لقمہ بھی (اس کھانے میں سے) اٹھاتے تو جیسے نیچے سے کھانا اور زیادہ ہو جاتا تھا (اتنی اس میں برکت ہوئی) سب لوگوں نے شکم سیر ہو کر کھایا اور کھانا پہلے سے بھی زیادہ بچ رہا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جو دیکھا تو کھانا جوں کا توں تھا یا پہلے سے بھی زیادہ۔ اس پر انہوں نے اپنی بیوی سے کہا، اے بنی فراس کی بہن (دیکھو تو یہ کیا معاملہ ہوا) انہوں نے کہا، کچھ بھی نہیں، میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم، کھانا تو پہلے سے تین گنا زیادہ معلوم ہوتا ہے، پھر وہ کھانا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی کھایا اور فرمایا کہ یہ میرا قسم کھانا تو شیطان کا اغوا تھا۔ ایک لقمہ کھا کر اسے آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے وہاں وہ صبح تک رکھا رہا۔ اتفاق سے ایک کافر قوم جس کا ہم مسلمانوں سے معاہدہ تھا اور معاہدہ کی مدت ختم





ہو چکی تھی۔ ان سے لڑنے کے لیے فوج جمع کی گئی۔ پھر ہم بارہ ٹکڑیاں ہو گئے اور ہر آدمی کے ساتھ کتنے آدمی تھے خدا معلوم مگر اتنا ضرور معلوم ہے کہ آپ نے ان نقیبوں کو لشکر والوں کے ساتھ بھیجا۔ حاصل یہ کہ فوج والوں نے اس میں سے کھایا۔ یا عبدالرحمن نے کچھ ایسا ہی کہا۔

قولہ "فَنَظَرَ أَبُو بَكْرٍ فَإِذَا شَيْءٌ أَوْ أَكْثَرُ" یعنی وہ کھانا اتنا ہی تھا یا اس سے بڑھ گیا تھا، حدیث مذکور میں اگرچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کرامت کا ذکر ہے، لیکن ان کی یہ کرامت بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی وجہ سے تھی، اس لیے اسے "علامات النبوۃ" میں ذکر کیا ہے۔

۳۵۸۲: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ وَعَنْ يُونُسَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَصَابَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ قَحْطٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ جُمُعَةٍ إِذْ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هَلَكَتِ الْكُرَاعُ هَلَكَتِ الشَّاءُ فَادْعُ اللهَ يَسْقِينَا فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا قَالَ أَنَسٌ وَإِنَّ السَّمَاءَ لَمِثْلُ الزُّجَاجَةِ فَهَاجَتْ رِيحٌ أَنْشَأَتْ سَحَابًا ثُمَّ اجْتَمَعَ ثُمَّ أَرْسَلَتِ السَّمَاءُ عَزَالِيَهَا فَخَرَجْنَا نَخُوضُ الْمَاءَ حَتَّى أَتَيْنَا مَنَازِلَنَا فَلَمْ نَزَلْ نُمْطَرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى فَقَامَ إِلَيْهِ ذَلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ فَادْعُ اللهَ يَحْبِسْهُ فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَنَظَرْتُ إِلَى السَّحَابِ تَصَدَّعَ حَوْلَ الْمَدِينَةِ كَأَنَّهُ إِكْلِيلٌ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو یونس سے بھی روایت کیا ہے۔ ان سے ثابت نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک سال قحط پڑا۔ آپ جمعہ کی نماز کے لیے خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہ! گھوڑے بھوک سے ہلاک ہو گئے اور بکریاں بھی ہلاک ہو گئیں، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہم پر پانی برسائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھایے اور دعا کی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس وقت آسمان شیشے کی طرح (بالکل صاف) تھا۔ اتنے میں ہوا چلی۔ اس نے ابر کو اٹھایا پھر ابر کے بہت سے ٹکڑے جمع ہو گئے اور آسمان نے گویا اپنے دہانے کھول دیئے۔ ہم جب مسجد سے نکلے تو گھر پہنچتے پہنچتے پانی میں ڈوب چکے تھے۔ بارش یوں ہی دوسرے جمعہ تک برابر ہوتی رہی۔ دوسرے جمعہ کو وہی صاحب یا کوئی دوسرے پھر کھڑے ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! مکانات گر گئے۔ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ بارش کو روک دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا: اے اللہ! اب ہمارے چاروں طرف بارش برسا (جہاں اس کی ضرورت ہو) ہم پر نہ برسا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ اسی وقت ابر پھٹ کر مدینہ کے ارد گرد سرپیچ کی طرح ہو گیا تھا۔

٣٥٨٣: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ أَبُو غَسَّانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ وَاسْمُهُ عُمَرُ بْنُ الْعَلَاءِ أَخُو أَبِي عَمْرِو بْنِ الْعَلَاءِ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ إِلَى جِذْعٍ فَلَمَّا اتَّخَذَ الْمِنْبَرَ تَحَوَّلَ إِلَيْهِ فَحَنَّ الْجِذْعُ فَأَتَاهُ فَمَسَحَ يَدَهُ عَلَيْهِ وَقَالَ عَبْدُ الْحَمِيدِ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ نَافِعٍ بِهَذَا وَرَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوغسان یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابوحفص نے جن کا نام عمر بن علاء ہے اور جو ابوعمرو بن علاء کے بھائی ہیں، بیان کیا، کہا کہ میں نے نافع سے سنا اور انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم ﷺ ایک لکڑی کا سہارا لے کر خطبہ دیا کرتے تھے، پھر جب منبر بن گیا تو آپ خطبہ کے لیے اس پر تشریف لے گئے۔ اس پر اس لکڑی نے باریک آواز سے رونا شروع کر دیا۔ آخر آپ اس کے قریب تشریف لائے اور اپنا ہاتھ اس پر پھیرا اور عبدالحمید نے کہا کہ ہمیں عثمان بن عمر نے خبر دی، انہیں معاذ بن علاء نے خبر دی اور انہیں نافع نے اسی حدیث کی اور اس کی روایت ابوعاصم نے کی، ان سے ابورواد نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اور ابن عمر نے نبی کریم ﷺ سے۔



٣٥٨٤: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُومُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَى شَجَرَةٍ أَوْ نَخْلَةٍ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَوْ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا نَجْعَلُ لَكَ مِنْبَرًا قَالَ إِنْ شِئْتُمْ فَجَعَلُوا لَهُ مِنْبَرًا فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ دُفِعَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ صِيَاحَ الصَّبِيِّ ثُمَّ نَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَمَّهُ إِلَيْهِ تَئِنُّ أَنِينَ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكَّنُ قَالَ كَانَتْ تَبْكِي عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ عِنْدَهَا۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن ایمن نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا اور انہوں نے جابر بن عبداللہ سے کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن خطبہ کے لیے ایک درخت (کے تنے) کے پاس کھڑے ہوتے، یا (بیان کیا کہ) کھجور کے درخت کے پاس۔ پھر ایک انصاری عورت نے یا کسی صحابی نے کہا: یارسول اللہ! کیوں نہ ہم آپ کے لیے ایک منبر تیار کر دیں؟ آپ نے فرمایا: اگر تمہارا جی چاہے تو کر دو۔ چنانچہ انہوں نے آپ کے لیے منبر تیار کر دیا۔ جب جمعہ کا دن ہوا تو آپ اس منبر پر تشریف لے گئے۔ اس پر اس کھجور کے تنے سے بچے کی طرح رونے کی آواز آنے لگی۔ آنحضرت ﷺ منبر سے اترے اور اسے اپنے گلے سے لگالیا۔ جس طرح بچوں کو چپ کرنے کے لیے لوریاں دیتے ہیں۔







آنحضرت ﷺ نے بھی اسی طرح اسے چپ کرایا، پھر آپ نے فرمایا کہ یہ تنا اس لیے رو رہا تھا کہ وہ اللہ کے اس ذکر کو سنا کرتا تھا جو اس کے قریب ہوتا تھا۔

٣٥٨٥: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حَفْصُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ كَانَ الْمَسْجِدُ مَسْقُوفًا عَلَى جُذُوعٍ مِنْ نَخْلٍ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ يَقُومُ إِلَى جِذْعٍ مِنْهَا فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ وَكَانَ عَلَيْهِ فَسَمِعْنَا لِذَلِكَ الْجِذْعِ صَوْتًا كَصَوْتِ الْعِشَارِ حَتَّى جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا فَسَكَنَتْ۔

ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے بھائی نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلال نے، ان سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، انہیں حفص بن عبید اللہ بن انس بن مالک نے خبر دی اور انہوں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ مسجد نبوی کی چھت کھجور کے تنوں پر بنائی گئی تھی۔ نبی کریم ﷺ جب خطبہ کے لیے تشریف لاتے تو آپ ان میں سے ایک تنے کے پاس کھڑے ہو جاتے لیکن جب آپ کے لیے منبر بنا دیا گیا تو آپ اس پر تشریف لائے، پھر ہم نے اس تنے سے اس طرح کی رونے کی آواز سنی جیسی بوقت ولادت اونٹنی کی آواز ہوتی ہے۔ آخر جب آنحضرت ﷺ نے اس کے قریب آکر اس پر ہاتھ رکھا تو وہ چپ ہوا۔

٣٥٨٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ ح حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ أَنَا أَحْفَظُ كَمَا قَالَ قَالَ هَاتِ إِنَّكَ لَجَرِيءٌ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ لَيْسَتْ هَذِهِ وَلَكِنِ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَا بَأْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ يُفْتَحُ الْبَابُ أَوْ يُكْسَرُ قَالَ لَا بَلْ يُكْسَرُ قَالَ ذَاكَ أَحْرَى أَنْ لَا يُغْلَقَ قُلْنَا عَلِمَ عُمَرُ الْبَابَ قَالَ نَعَمْ كَمَا أَنَّ دُونَ غَدٍ اللَّيْلَةَ إِنِّي حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَهُ وَأَمَرْنَا مَسْرُوقًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ مَنِ الْبَابُ قَالَ عُمَرُ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، (دوسری سند) کہا مجھ سے بشر بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے، ان سے شعبہ نے، ان سے سلیمان نے،

انہوں نے ابووائل سے سنا، وہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا فتنہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کس کو یاد ہے؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ بولے کہ مجھے زیادہ یاد ہے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر بیان کرو (ماشاء اللہ) تم تو بہت جری ہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا: انسان کی ایک آزمائش (فتنہ) تو اس کے گھر مال اور پڑوس میں ہوتا ہے جس کا کفارہ، نماز، روزہ، صدقہ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسی نیکیاں بن جاتی ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کے متعلق نہیں پوچھتا، بلکہ میری مراد اس فتنہ سے ہے جو سمندر کی طرح (ٹھاٹھیں مارتا) ہوگا۔ انہوں نے کہا اس فتنہ کا آپ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان بند دروازہ ہے حضرت عمر نے پوچھا وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ نہیں بلکہ توڑ دیا جائے گا۔ حضرت عمر نے اس پر فرمایا کہ پھر تو بند نہ ہو سکے گا۔ ہم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا عمر رضی اللہ عنہ اس دروازے کے متعلق جانتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اسی طرح جانتے تھے جیسے دن کے بعد رات کے آنے کو ہر شخص جانتا ہے۔ میں نے ایسی حدیث بیان کی جو غلط نہیں تھی۔ ہمیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے (دروازہ کے متعلق) پوچھتے ہوئے ڈر معلوم ہوا۔ اس لیے ہم نے مسروق سے کہا تو انہوں نے پوچھا کہ وہ دروازہ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ وہ خود عمر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔



٣٥٨٧: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ وَحَتَّى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ صِغَارَ الْأَعْيُنِ حُمْرَ الْوُجُوهِ ذُلْفَ الْأُنُوفِ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ.

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہیں قائم ہوگی جب تک تم ایک ایسی قوم کے ساتھ جنگ نہ کرلو جن کے جوتے بال کے ہوں اور جب تک تم ترکوں سے جنگ نہ کرلو، جن کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی، چہرے سرخ ہوں گے، ناک چھوٹی اور چپٹی ہوگی، چہرے ایسے ہوں گے جیسے تہ بتہ ڈھال ہوتی ہے۔



٣٥٨٨: وَتَجِدُونَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدَّهُمْ كَرَاهِيَةً لِهَذَا الْأَمْرِ حَتَّى يَقَعَ فِيهِ وَالنَّاسُ مَعَادِنُ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ۔

اور تم حکومت کے لیے سب سے زیادہ بہتر شخص اسے پاؤ گے جو حکومت کرنے کو برا جانے (یعنی اس منصب کو خود کے لیے ناپسند کرے) یہاں تک کہ وہ اس میں پھنس جائے۔ لوگوں کی مثال کان کی سی ہے جو جاہلیت میں شریف تھے، وہ اسلام لانے کے بعد بھی شریف ہیں۔



۳۵۸۹: وَلَيَأْتِيَنَّ عَلَى أَحَدِكُمْ زَمَانٌ، لَأَنْ يَرَانِي أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَهُ مِثْلُ أَهْلِهِ وَمَالِهِ-

اور تم پر ایک ایسا دور بھی آنے والا ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے سارے گھر بار اور مال و دولت سے بڑھ کر مجھ کو دیکھ لینا زیادہ پسند کرے گا۔

۳۵۹۰: حَدَّثَنِي يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا خُوزًا وَكَرْمَانَ مِنَ الْأَعَاجِمِ حُمْرَ الْوُجُوهِ فُطْسَ الْأُنُوفِ صِغَارَ الْأَعْيُنِ وُجُوهُهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ تَابَعَهُ غَيْرُهُ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ-

مجھ سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے اور ان سے ہمام نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم ایرانیوں کے شہر خوز اور کرمان والوں سے جنگ نہ کرلو گے۔ چہرے ان کے سرخ ہوں گے۔ ناک چپٹی ہوگی۔ آنکھیں چھوٹی ہوں گی اور چہرے ایسے ہوں گے جیسے تہ بہ تہ ڈھال ہوتی ہے اور ان کے جوتے بالوں والے ہوں گے۔ یحییٰ کے علاوہ اس حدیث کو اوروں نے بھی عبدالرزاق سے روایت کیا ہے۔

۳۵۹۱: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنِي قَيْسٌ قَالَ أَتَيْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ صَحِبْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ سِنِينَ لَمْ أَكُنْ فِي سِنِيَّ أَحْرَصَ عَلَى أَنْ أَعِيَ الْحَدِيثَ مِنِّي فِيهِنَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ وَقَالَ هَكَذَا بِيَدِهِ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ وَهُوَ هَذَا الْبَارِزُ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً وَهُمْ أَهْلُ الْبَازِرِ-

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ اسماعیل نے بیان کیا کہ مجھ کو قیس نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ہم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں تین سال رہا ہوں، اپنی پوری عمر میں مجھے حدیث یاد کرنے کا اتنا شوق کبھی نہیں ہوا جتنا ان تین سالوں میں تھا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، آپ نے اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کرکے فرمایا کہ قیامت کے قریب تم لوگ (مسلمان) ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے (مراد یہی ایرانی ہیں) سفیان نے ایک مرتبہ وھو ھذا البارز کے بجائے الفاظ وہم اھل البارز نقل کئے (یعنی ایرانی، یا کردی، یا دیلم والے لوگ مراد ہیں)

۳۵۹۲: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ حَدَّثَنَا

عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تُقَاتِلُونَ قَوْمًا يَنْتَعِلُونَ الشَّعَرَ وَتُقَاتِلُونَ قَوْمًا كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، کہا میں نے حسن سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: قیامت کے قریب تم ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جو بالوں کا جوتا پہنتی ہوگی اور ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے منہ تہ بہ تہ ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔

٣٥٩٣: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُودُ فَتُسَلَّطُونَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ يَقُولُ الْحَجَرُ يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَائِي فَاقْتُلْهُ۔

ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ تم یہودیوں سے ایک جنگ کرو گے اور اس میں ان پر غالب آجاو گے، اس وقت یہ کیفیت ہوگی کہ (اگر کوئی یہودی جان بچانے کے لیے کسی پہاڑ میں بھی چھپ جائے گا تو) پتھر بولے گا کہ اے مسلمان! یہ یہودی میری آڑ میں چھپا ہوا ہے، اسے قتل کر دے۔



٣٥٩٤: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَغْزُونَ فَيُقَالُ لَهُمْ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ الرَّسُولَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ يَغْزُونَ فَيُقَالُ لَهُمْ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ مَنْ صَحِبَ الرَّسُولَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جہاد کے لیے فوج جمع ہوگی، پوچھا جائے گا کہ فوج میں کوئی ایسے بزرگ بھی ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی ہو؟ ان سے کہا جائے گا کہ ہاں ہیں تو ان کے ذریعہ فتح کی دعا مانگی جائے گی، پھر ایک جہاد ہوگا اور پوچھا جائے گا: کیا فوج میں کوئی ایسے شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی کی صحبت اٹھائی ہو؟ ان سے کہا جائے گا کہ ہاں ہیں تو ان کے ذریعہ فتح کی دعا مانگی جائے گی۔ پھر ان کی دعا کی برکت سے فتح ہوگی۔





قولہ "يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ" آپ نے یہ پیشگوئی فرمائی کہ صحابہ کرام اور تابعین، تبع تابعین تک مسلمانوں کی فتوحات جاری رہیں گی۔

٣٥٩٥: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ أَخْبَرَنَا سَعْدٌ الطَّائِيُّ أَخْبَرَنَا مُحِلُّ بْنُ خَلِيفَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ بَيْنَا أَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا إِلَيْهِ الْفَاقَةَ ثُمَّ أَتَاهُ آخَرُ فَشَكَا إِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيلِ فَقَالَ يَا عَدِيُّ هَلْ رَأَيْتَ الْحِيرَةَ قُلْتُ لَمْ أَرَهَا وَقَدْ أُنْبِئْتُ عَنْهَا قَالَ فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللهَ قُلْتُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِي فَأَيْنَ دُعَّارُ طَيِّئٍ الَّذِينَ قَدْ سَعَّرُوا الْبِلَادَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوزُ كِسْرَى قُلْتُ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ قَالَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ وَلَيَلْقَيَنَّ اللهَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ فَلَيَقُولَنَّ لَهُ أَلَمْ أَبْعَثْ إِلَيْكَ رَسُولًا فَيُبَلِّغَكَ فَيَقُولُ بَلَى فَيَقُولُ أَلَمْ أُعْطِكَ مَالًا وَأُفْضِلْ عَلَيْكَ فَيَقُولُ بَلَى فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِينِهِ فَلَا يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ وَيَنْظُرُ عَنْ يَسَارِهِ فَلَا يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ قَالَ عَدِيٌّ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقَّةِ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ شِقَّةَ تَمْرَةٍ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ قَالَ عَدِيٌّ فَرَأَيْتُ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ إِلَّا اللهَ وَكُنْتُ فِيمَنِ افْتَتَحَ كُنُوزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيَاةٌ لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِيُّ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا سَعْدَانُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُجَاهِدٍ حَدَّثَنَا مُحِلُّ بْنُ خَلِيفَةَ سَمِعْتُ عَدِيًّا كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

مجھ سے محمد بن حکم نے بیان کیا، کہا ہم کو نضر نے خبر دی، کہا ہم کو اسرائیل نے خبر دی، کہا ہم کو سعد طائی نے خبر دی، انہیں محل بن خلیفہ نے خبر دی، ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک صاحب آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فقر و فاقہ کی شکایت کی، پھر دوسرے صاحب آئے اور راستوں کی بدامنی کی شکایت کی، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عدی! تم نے مقام حیرہ دیکھا ہے؟ (جو کوفہ کے پاس ایک بستی ہے) میں نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا تو نہیں، البتہ اس کا نام میں نے سنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تمہاری زندگی کچھ اور لمبی ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ہودج میں ایک عورت اکیلی حیرہ سے سفر کرے گی اور (مکہ پہنچ کر) کعبہ کا طواف کرے گی اور اللہ کے سوا اسے کسی کا بھی خوف نہ ہوگا۔ میں نے (حیرت سے) اپنے دل میں کہا، پھر قبیلہ طے کے ان ڈاکوؤں کا

کیا ہوگا جنہوں نے شہروں کو تباہ کردیا ہے اور فساد کی آگ سلگا رکھی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اگر تم کچھ اور دنوں تک زندہ رہے تو کسریٰ کے خزانے (تم پر) کھولے جائیں گے۔ میں (حیرت میں) بول پڑا کسریٰ بن ہرمز (ایران کا بادشاہ) کسریٰ آپ نے فرمایا: ہاں کسریٰ بن ہرمز! اور اگر تم کچھ دنوں تک اور زندہ رہے تو یہ بھی دیکھو گے کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں سونا چاندی بھر کر نکلے گا، اسے کسی ایسے آدمی کی تلاش ہوگی (جو اس کی زکوٰۃ) قبول کرلے لیکن اسے کوئی ایسا آدمی نہیں ملے گا جو اسے قبول کرلے، اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا جو دن مقرر ہے اس وقت تم میں سے ہر کوئی اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ درمیان میں کوئی ترجمان نہ ہوگا (بلکہ پروردگار اس سے بلاواسطہ باتیں کرے گا) اللہ تعالیٰ اس سے دریافت کرے گا۔ کیا میں نے تمہارے پاس رسول نہیں بھیجے تھے جنہوں نے تم تک میرا پیغام پہنچا دیا ہو؟ وہ عرض کرے گا بے شک تو نے بھیجا تھا۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا کیا میں نے مال اور اولاد تمہیں نہیں دی تھی؟ کیا میں نے ان کے ذریعہ تمہیں فضیلت نہیں دی تھی؟ وہ جواب دے گا بے شک تو نے دیا تھا۔ پھر وہ اپنی داہنی طرف دیکھے گا تو سوا جہنم کے اسے اور کچھ نظر نہ آئے گا پھر وہ بائیں طرف دیکھے گا تو ادھر بھی جہنم کے سوا اور کچھ نظر نہیں آئے گا، عدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ جہنم سے ڈرو، اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعہ ہو۔ اگر کسی کو کھجور کا ایک ٹکڑا بھی میسر نہ آسکے تو (کسی سے) ایک اچھا کلمہ ہی کہہ دے۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ہودج میں بیٹھی ہوئی ایک اکیلی عورت کو تو خود دیکھ لیا کہ حیرہ سے سفر کے لیے نکلی اور (مکہ پہنچ کر) اس نے کعبہ کا طواف کیا اور اسے اللہ کے سوا اور کسی سے (ڈاکو وغیرہ) کا (راستے میں) خوف نہیں تھا اور مجاہدین کی اس جماعت میں تو میں خود شریک تھا جس نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کئے۔ اور اگر تم لوگ کچھ دنوں اور زندہ رہے تو وہ بھی دیکھ لوگے جو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں (زکوٰۃ کا سونا چاندی) بھر کر نکلے گا (لیکن اسے لینے والا کوئی نہیں ملے گا) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعاصم نے بیان کیا، کہا ہم کو سعد بن بشر نے خبر دی، ان سے ابو مجاہد نے بیان کیا، ان سے محل بن خلیفہ نے بیان کیا، اور انہوں نے عدی رضی اللہ سے سنا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا، پھر یہی حدیث نقل کی جو اوپر مذکور ہوئی۔





قولہ "فَأَيْنَ دُعَّارُ طَيِّءٍ" یعنی س وقت طی قبیلے کے ڈاکو کہا ہوں گے جب کہ عورت اکیلی سفر کرے گی۔ قولہ "كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ" یہ اس نے بطور تعجب کہا کہ یہ اتنی بڑی حکومت کیسے ختم ہو جائے گی۔



۳۵۹۶: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ شُرَحْبِيلٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطُكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ إِنِّي وَاللهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي

الْآنَ وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ خَزَائِنَ مَفَاتِيحِ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللهِ مَا أَخَافُ بَعْدِي أَنْ تُشْرِكُوا وَلَكِنْ أَخَافُ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا۔

مجھ سے سعید بن شرحبیل نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یزید بن حبیب نے، ان سے ابوالخیر نے، ان سے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن مدینہ سے باہر نکلے اور شہداء احد پر نماز پڑھی جیسے میت پر پڑھتے ہیں اس کے بعد آپ منبر پر تشریف لائے اور آپ نے فرمایا: میں (حوض کوثر پر) تم سے پہلے پہنچوں گا اور قیامت کے دن تمہارے لیے میر سامان بنوں گا۔ میں تم پر گواہی دوں گا اور اللہ کی قسم میں اپنے حوض کوثر کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں، مجھے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں اور قسم اللہ کی مجھے تمہارے بارے میں یہ خوف نہیں کہ تم شرک کرنے لگو گے۔ میں تو اس سے ڈرتا ہوں کہ کہیں دنیاداری میں پڑ کر ایک دوسرے سے رشک وحسد نہ کرنے لگو۔

۳۵۹۷: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُطُمٍ مِنَ الْآطَامِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى إِنِّي أَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ مَوَاقِعَ الْقَطْرِ۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، ان سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ مدینہ کے ایک بلند ٹیلہ پر چڑھے اور فرمایا: جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں کیا تمہیں بھی نظر آرہا ہے؟ میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے گھروں میں وہ اس طرح گر رہے ہیں جیسے بارش کی بوندیں گرا کرتی ہیں۔

۳۵۹۸: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ حَدَّثَتْهَا عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هَذَا وَحَلَّقَ بِإِصْبَعِهِ وَبِالَّتِي تَلِيهَا فَقَالَتْ زَيْنَبُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، ان سے زینب بنت ابی سلمہ نے بیان کیا، ان سے ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم کو زینب بنت ابی جحش رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ ایک دن نبی کریم ﷺ ان کے گھر تشریف لائے تو آپ بہت پریشان نظر آرہے تھے اور یہ فرمارہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں، عرب کے لیے تباہی اس شر سے آئے گی جس کے واقع ہونے کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا شگاف پیدا ہو گیا ہے اور آپ نے انگلیوں سے حلقہ بنا کر اس کی وضاحت کی۔ ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا نے

بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں نیک لوگ ہوں گے پھر بھی ہم ہلاک کر دیئے جائیں گے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں جب خباثتیں بڑھ جائیں گی (تو ایسا ہوگا)

٣٥٩٩: وَعَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَتْنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللهِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ۔

اور زہری سے روایت ہے، ان سے ہند بنت الحارث نے بیان کیا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے تو فرمایا: سبحان اللہ! کیسے کیسے خزانے اترے ہیں (جو مسلمانوں کو ملیں گے) اور کیا کیا فتنے وفساد اترے ہیں۔

٣٦٠٠: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ الْمَاجِشُونِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَتَتَّخِذُهَا فَأَصْلِحْهَا وَأَصْلِحْ رُعَامَهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ تَكُونُ الْغَنَمُ فِيهِ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ أَوْ سَعَفَ الْجِبَالِ فِي مَوَاقِعِ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ۔



ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ بن ماجشون نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن ابی صعصعہ نے، ان سے ان کے والد نے کہا، ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہیں بکریوں سے بہت محبت ہے اور تم انہیں پالتے ہو تو تم ان کی نگہداشت اچھی کیا کرو اور ان کی ناک کی صفائی کا بھی خیال رکھا کرو۔ کیوں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ مسلمان کا سب سے عمدہ مال اس کی بکریاں ہوں گی جنہیں لے کر وہ پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھ جائے گا یا (آپ نے سعف الجبال کے لفظ فرمائے) وہ بارش گرنے کی جگہ میں چلا جائے گا۔ اس طرح وہ اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لیے بھاگتا پھرے گا۔

٣٦٠١: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الْأُوَيْسِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «سَتَكُونُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي، وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي، وَمَنْ يُشْرِفْ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ، وَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ».



ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فتنوں کا دور جب آئے گا تو اس میں بیٹھنے والا کھڑا رہنے والے سے بہتر ہوگا، کھڑا

رہنے والا چلنے والے سے بہتر ہو گا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہو گا جو اس میں جھانکے گا فتنہ بھی اسے اچک لے گا اور اس وقت جسے جہاں بھی پناہ مل جائے بس وہیں پناہ پکڑ لے تا کہ اپنے دین کو فتنوں سے بچا سکے۔

٣٦٠٢: وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُطِيعِ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ نَوْفَلِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، هَذَا إِلَّا أَنَّ أَبَابَكْرٍ يَزِيدُ «مِنَ الصَّلاَةِ صَلاَةٌ مَنْ فَاتَتْهُ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ».

اور ابن شہاب سے روایت ہے، ان سے ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن مطیع بن اسود نے اور ان سے نوفل بن معاویہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اسی حدیث کی طرح البتہ ابوبکر (راوی حدیث) نے اس روایت میں اتنا اور زیادہ بیان کیا کہ نمازوں میں ایک نماز ایسی ہے کہ جس سے وہ چھوٹ جائے گویا اس کا گھر بار سب برباد ہو گئے۔ (اور وہ عصر کی نماز ہے)

٣٦٠٣: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَتَكُونُ أَثَرَةٌ وَأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ تُؤَدُّونَ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْكُمْ وَتَسْأَلُونَ اللهَ الَّذِي لَكُمْ۔

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں زید بن وہب نے اور انہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد تم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں تم پر دوسروں کو مقدم کیا جائے گا اور ایسی باتیں سامنے آئیں گے جن کو تم برا سمجھو گے، لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس وقت ہمیں آپ کیا حکم فرماتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو حقوق تم پر دوسروں کے واجب ہوں انہیں ادا کرتے رہنا اور اپنے حقوق اللہ ہی سے مانگنا۔ (یعنی صبر کرنا اور اپنا حق لینے کے لیے خلیفہ اور حاکم وقت سے بغاوت نہ کرنا)

٣٦٠٤: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهْلِكُ النَّاسَ هَذَا الْحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ قَالُوا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ لَوْ أَنَّ النَّاسَ اعْتَزَلُوهُمْ قَالَ مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ۔

مجھ سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابومعمر اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابوالتیاح نے، ان سے ابوزرعہ نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس قبیلہ قریش کے بعض آدمی لوگوں کو

ہلاک وبرباد کردیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا: ایسے وقت کے لیے آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کاش لوگ ان سے بس الگ ہی رہتے۔ محمود بن غیلان نے بیان کیا کہ ہم سے ابوداود طیالسی نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبردی، انہیں ابوالتیاح نے، انہوں نے ابوزرعہ سے سنا۔

۳۶۰۵: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ فَسَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ يَقُولُ هَلَاكُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ غِلْمَةٌ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِنْ شِئْتَ أَنْ أُسَمِّيَهُمْ بَنِي فُلَانٍ وَبَنِي فُلَانٍ۔

مجھ سے احمد محمد مکی نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ بن سعید اموی نے بیان کیا، ان سے ان کے دادا نے بیان کیا کہ میں مروان بن حکم اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، اس وقت میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے سچوں کے سچے رسول کریم ﷺ سے سنا ہے، آپ فرمارہے تھے کہ میری امت کی بربادی قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھوں پر ہوگی۔ مروان نے پوچھا: نوجوان لڑکوں کے ہاتھ پر؟ اس پر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں ان کے نام بھی لے دوں کہ وہ بنی فلاں اور بنی فلاں ہوں گے۔

۳۶۰۶: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُولُ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَاءَنَا اللهُ بِهَذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ وَفِيهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهُ قَالَ قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ إِلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ صِفْهُمْ لَنَا فَقَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ۔

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن جابر نے، کہا کہ مجھ سے بسر بن عبید اللہ حضرمی نے، کہا کہ مجھ سے ابوادریس خولانی نے بیان کیا، انہوں نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ دوسرے صحابہ کرام تو رسول اللہ ﷺ سے خیر کے متعلق سوال کیا کرتے تھے لیکن میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا اس خوف سے کہ کہیں میں ان میں نہ پھنس جاؤں۔

تو میں نے ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ سے سوال کیا، یا رسول اللہ! ہم جاہلیت اور شر کے زمانے میں تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خیر و برکت (اسلام کی) عطا فرمائی، اب کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا کوئی زمانہ آئے گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، میں نے سوال کیا، اور اس شر کے بعد پھر خیر کا کوئی زمانہ آئے گا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں، لیکن اس خیر پر کچھ دھواں ہوگا۔ میں نے عرض کیا وہ دھواں کیا ہوگا؟ آپ نے جواب دیا کہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو میری سنت اور طریقے کے علاوہ دوسرے طریقے اختیار کریں گے۔ ان میں کوئی بات اچھی ہوگی کوئی بری۔ میں نے سوال کیا: کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا کوئی زمانہ آئے گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے پیدا ہوں گے، جو ان کی بات قبول کرے گا اسے وہ جہنم میں جھونک دیں گے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان کے اوصاف بھی بیان فرمادیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ ہماری ہی قوم و مذہب کے ہوں گے۔ ہماری ہی زبان بولیں گے۔ میں نے عرض کیا: پھر اگر میں ان لوگوں کا زمانہ پاؤں تو میرے لیے آپ کا حکم کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو لازم پکڑنا، میں نے عرض کیا اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت نہ ہو اور نہ ان کا کوئی امام ہو۔ آپ نے فرمایا: پھر ان تمام فرقوں سے اپنے کو الگ رکھنا۔ اگرچہ تجھے اس کے لیے کسی درخت کی جڑ چبانی پڑے، یہاں تک کہ تیری موت آجائے اور تو اسی حالت پر ہو (تو یہ تیرے حق میں ان کی صحبت میں رہنے سے بہتر ہوگا۔)

قولہ "فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الخَيْرِ مِنْ شَرٍّ" بعض علماء کے نزدیک اس شر سے مراد فتنہ ارتداد ہے جو دور صدیقی میں رونما ہوا تھا، بعض اس کے علاوہ فتنے مراد لیتے ہیں۔

قولہ "وَهَلْ بَعْدَ هَذَا الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ" خیر سے مراد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور امام حسن رضی اللہ عنہ کا باہمی صلح کرنا ہے۔

قولہ "دُعَاةٌ إِلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ" اس سے مراد خارجیوں اور رافضیوں کے فتنے ہیں۔

٣٦٠٧: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ تَعَلَّمَ أَصْحَابِي الْخَيْرَ وَتَعَلَّمْتُ الشَّرَّ۔

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا مجھ سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے قیس نے بیان کیا، ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے ساتھیوں نے (یعنی صحابہ نے) تو آنحضرت ﷺ سے بھلائی کے حالات سیکھے اور میں نے برائی کے حالات دریافت کئے۔

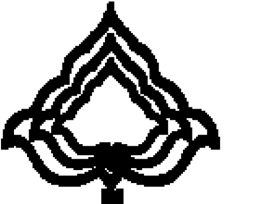
٣٦٠٨: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ».

ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا، کہا ہم سے شعیب نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھے

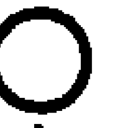
ابو سلمہ نے خبردی اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک دو جماعتیں (مسلمانوں کی) آپس میں جنگ نہ کرلیں اور دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا (کہ وہ حق پر ہیں)

٣٦٠٩: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ فَيَكُونَ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبردی، انہیں ہمام نے اور انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دو جماعتیں آپس میں جنگ نہ کرلیں۔ دونوں میں بڑی بھاری جنگ ہوگی۔ حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تقریباً تیس جھوٹے دجال پیدا نہ ہولیں۔ ان میں ہر ایک کا یہی گمان ہوگا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔



٣٦١٠: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قِسْمًا أَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اعْدِلْ فَقَالَ وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللهِ ائْذَنْ لِي فِيهِ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَمَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَضِيِّهِ وَهُوَ قِدْحُهُ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى قُذَذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ إِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ وَيَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ فَأَمَرَ بِذَلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَأُتِيَ بِهِ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلَى نَعْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي نَعَتَهُ۔





ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبردی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے خبردی اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں

موجود تھے اور آپ (جنگ حنین کا مال غنیمت) تقسیم فرمارہے تھے اتنے میں بنی تمیم کا ایک شخص ذوالخویصرہ نامی آیا اور کہنے لگا کہ یارسول اللہ! انصاف سے کام لیجئے۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: افسوس! اگر میں ہی انصاف نہ کروں تو دنیا میں پھر کون انصاف کرے گا۔ اگر میں ظالم ہو جاؤں تب تو میری بھی تباہی اور بربادی ہو جائے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا حضور! اس کے بارے میں مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن ماردوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو۔ اس کے جوڑ کے کچھ لوگ پیدا ہوں گے کہ تم اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابل ناچیز سمجھو گے۔ وہ قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے زوردار تیر جانور سے پار ہو جاتا ہے۔ اس تیر کے پھل کو اگر دیکھا جائے تو اس میں کوئی چیز (خون وغیرہ) نظر نہ آئے گی پھر اس کے پٹھے کو اگر دیکھا جائے تو چھڑ میں اس کے پھل کے داخل ہونے کی جگہ سے اوپر جو لگایا جاتا ہے تو وہاں بھی کچھ نہ ملے گا۔ اس کے نضی (نضی تیر میں لگائی جانے والی لکڑی کو کہتے ہیں) کو دیکھا جائے تو وہاں بھی کچھ نشان نہیں ملے گا۔ اسی طرح اگر اس کے پر کو دیکھا جائے تو اس میں بھی کچھ نہیں ملے گا۔ حالانکہ گندگی اور خون سے وہ تیر گزرا ہے۔ ان کی علامت ایک کالا شخص ہوگا۔ اس کا ایک بازو عورت کے پستان کی طرح (اٹھا ہوا) ہوگا یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہوگا اور حرکت کر رہا ہوگا۔ یہ لوگ مسلمانوں کے بہترین گروہ سے بغاوت کریں گے، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی تھی (یعنی خوارج سے) اس وقت میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ اور انہوں نے اس شخص کو تلاش کرایا (جسے آنحضرت ﷺ نے اس گروہ کی علامت کے طور پر بتلایا تھا) آخر وہ لایا گیا۔ میں نے اسے دیکھا تو اس کا پورا حلیہ بالکل آنحضرت ﷺ کے بیان کئے ہوئے اوصاف کے مطابق تھا۔

قولہ "يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ" آپ نے فرمایا تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلہ میں حقیر سمجھو گے، یعنی یہ لوگ نمازی ہوں گے، لیکن سمجھدار نہیں ہوں گے، اور بات کی تہہ تک نہیں پہنچیں گے، موٹی بات کو ہی جانتے ہوں گے، جیسا کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا تھا "ان الحکم الا للہ" اللہ کے علاوہ کوئی حاکم نہیں بن سکتا، اور اے علی تو نے لوگوں کو حاکم بنالیا ہے، حالانکہ اس آیت میں حکم سے مراد حکم شرعی یا حکم تکوینی ہے، قضاء وغیرہ میں تو کسی بندے کو ہی قاضی بنایا جائے گا، اور فریقین میں صلح کرانے کا کام کوئی بندہ ہی کرے گا، قرآن کریم میں ہے "فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا"[1] اس آیت میں صلح کرانے والوں کو حاکم کہا گیا ہے، ان مخالفین کی بات چونکہ غلط تھی اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "كلمة حق اريد بها

(1) النساء:۳۵

الباطل "یہ کلمہ حق بول کر اس سے باطل مراد لے رہے ہیں۔

قولہ "یَمْرُقُونَ مِنَ الدِّینِ" اس سے خوارج کے کافر ہونے پر استدلال کیا گیا ہے ان کے متعلق علماء کا اختلاف ہے، بعض کے نزدیک خوارج کافر ہیں، اور بعض انہیں مسلمان سمجھتے ہیں، لیکن اس سے مراد وہ خوارج ہیں جو قرآن کریم کے منصوص یا اجماعی مسائل کا انکار نہیں کرتے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تھا کہ خوارج کافر ہیں یا مسلمان؟ تو انہوں نے کہا تھا "من الکفر فروا" یہ کفر سے بچ کر مجھے کافر کہتے ہیں، متواترات کا انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے، لہذا جو خوارج حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کافر کہتے ہیں، ایسے خوارج کافر ہیں، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب تواتر سے ثابت ہیں، یہ فتویٰ شیعہ پر بھی لگے گا، جو صحابہ کرام کے متواتر مناقب وفضائل کا انکار کرتے ہیں۔ شیعہ کے بارہ میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے، حالانکہ ان میں سے جو سبی ہیں وہ کافر ہیں، جیسا کہ شیعہ اثنا عشریہ ہیں، اور جو ان میں سے تفضیلی ہیں سبی نہیں ہیں انہیں کافر نہیں کہا جاسکتا، اگرچہ ان کا فعل ضلالت اور گمراہی ہے۔

شیعہ "مسح علي الخفین" کا انکار کرتے ہیں، حالانکہ اہل سنت کے ہاں موزوں پر مسح کرنا تواتر سے ثابت ہے، ان کی کتابوں میں جابر بن زید کا قول ذکر کرتے ہیں "لأن اقطع الرجلين أحب إلي من أن أمسح علي الخفين "شیعہ فرقہ کو مطلقا کافر کہنا ٹھیک نہیں ہے، جو کسی متواتر کا انکار کرے وہ کافر ہے، شیعہ کی دو قسمیں ہیں، ایک غالی شیعہ ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا سمجھتے ہیں، آغاخانی فرقہ اسی طرح کا ہے، اور دوسری قسم تفضیلی شیعہ کی ہے۔

دین کا معنی اطاعت بھی آتا ہے، کہ وہ امام کی اطاعت سے نکل جائیں گے، لیکن "یَمْرُقُونَ مِنَ الدِّینِ" میں دین سے مراد اسلام ہے، کیونکہ بعض روایات میں یہاں "یَمْرُقُونَ مِنَ الأسلام"[1] بھی آتا ہے، اور اسلام کی جگہ دین کا لفظ بولنا روایت بالمعنی کی صورت ہے۔

قولہ "الرَّمِيَّةِ" وہ چیز ہے جس پر تیر پھینکا جائے، اور مراد اس سے شکار ہے، اور "رصاف" سے مراد بندھن ہے اور "نضي" سے مراد لکڑی اور دستہ ہے۔

٣٦١١: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ خَدْعَةٌ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَاءُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

[1] صحیح بخاری: ٣٦١١

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی انہیں اعمش نے، انہیں خیثمہ نے، ان سے سوید بن غفلہ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، جب تم سے کوئی بات رسول اللہ ﷺ کے حوالہ سے میں بیان کروں تو یہ سمجھو کہ میرے لیے آسمان سے گرجانا اس سے بہتر ہے کہ میں آنحضرت ﷺ پر کوئی جھوٹ باندھوں البتہ جب میں اپنی طرف سے کوئی بات تم سے کہوں تو لڑائی تو تدبیر اور فریب ہی کا نام ہے (اس میں کوئی بات بنا کر کہوں تو ممکن ہے) دیکھو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو نوعمر، کم عقل اور بے وقوف ہوں گے۔ باتیں وہ کہیں گے جو دنیا کی بہترین بات ہوگی۔ لیکن اسلام سے اس طرح صاف نکل چکے ہوں گے جیسے تیر جانور کے پار نکل جاتا ہے۔ ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، تم انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کر دو، کیونکہ ان کے قتل سے قاتل کو قیامت کے دن ثواب ملے گا۔

٣٦١٢: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ قَالَ شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ قُلْنَا لَهُ أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا أَلَا تَدْعُو اللهَ لَنَا قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيمَنْ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهِ فَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَتَيْنِ وَمَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ لَحْمِهِ مِنْ عَظْمٍ أَوْ عَصَبٍ وَمَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ وَاللهِ لَيُتِمَّنَّ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللهَ أَوِ الذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ وَلَكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ۔

مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، کہا ہم سے قیس نے بیان کیا، ان سے حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی۔ آپ اس وقت اپنی ایک چادر پر ٹیکا دیئے کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ہمارے لیے مدد کیوں نہیں طلب فرماتے۔ ہمارے لیے اللہ سے دعا کیوں نہیں مانگتے (ہم کافروں کی ایذا ہی سے تنگ آچکے ہیں) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: (ایمان لانے کی سزا میں) تم سے پہلی امتوں کے لوگوں کے لیے گڑھا کھودا جاتا اور انہیں اس میں ڈال دیا جاتا۔ پھر ان کے سر پر آرا رکھ کر ان کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے پھر بھی وہ اپنے دین سے نہ پھرتے تھے۔ لوہے کے کنگھے ان کے گوشت میں دھنسا کر ان کی ہڈیوں اور پٹھوں پر پھیرے جاتے پھر بھی وہ اپنا ایمان نہ چھوڑتے تھے۔ اللہ کی قسم یہ امر (اسلام) بھی کمال کو پہنچے گا اور ایک زمانہ آئے گا کہ ایک سوار مقام صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا (لیکن راستوں کے پر امن ہونے کی وجہ سے اسے اللہ کے سوا اور کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔ یا صرف بھیڑیئے کا خوف ہوگا کہ کہیں اس کی بکریوں کو نہ کھا جائے لیکن تم لوگ

جلدی کرتے ہو۔

٣٦١٣: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ أَنْبَأَنِي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ مُنَكِّسًا رَأْسَهُ فَقَالَ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ شَرٌّ كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَتَى الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ مُوسَى بْنُ أَنَسٍ فَرَجَعَ الْمَرَّةَ الْآخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيمَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَلَكِنْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ازہر بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن عون نے بیان کیا، انہیں موسیٰ بن انس نے خبردی اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نہیں ملے تو ایک صحابی نے کہا: یارسول اللہ! میں آپ کے لیے ان کی خبر لاتا ہوں۔ چنانچہ وہ ان کے یہاں آئے تو دیکھا کہ اپنے گھر میں سر جھکائے بیٹھے ہیں، انہوں نے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا کہ برا حال ہے۔ ان کی عادت تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اونچی آواز میں بولا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا اسی لیے میرا عمل غارت ہو گیا اور میں دوزخیوں میں ہو گیا ہوں۔ وہ صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اطلاع دی کہ ثابت رضی اللہ عنہ یوں کہہ رہے ہیں۔ موسیٰ بن انس نے بیان کیا، لیکن دوسری مرتبہ وہی صحابی ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بڑی خوشخبری لے کر واپس ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا کہ ثابت کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ اہل جہنم میں سے نہیں ہیں بلکہ وہ اہل جنت میں سے ہیں۔

٣٦١٤: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَرَأَ رَجُلٌ الْكَهْفَ وَفِي الدَّارِ الدَّابَّةُ فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ فَسَلَّمَ فَإِذَا ضَبَابَةٌ أَوْ سَحَابَةٌ غَشِيَتْهُ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اقْرَأْ فُلَانُ فَإِنَّهَا السَّكِينَةُ نَزَلَتْ لِلْقُرْآنِ أَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے ان سے ابواسحٰق نے اور انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک صحابی (اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ) نے (نماز میں) سورۂ کہف کی تلاوت کی، اسی گھر میں گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ گھوڑے نے اچھلنا کودنا شروع کر دیا۔ (اسید نے ادھر خیال نہ کیا اس کو خدا کے سپرد کیا) اس کے بعد جب انہوں نے سلام پھیرا تو دیکھا کہ بادل کے ایک ٹکڑے نے ان کے سارے گھر پر سایہ کر رکھا ہے۔ اس واقعہ کا ذکر انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا

تو آپ نے فرمایا کہ قرآن پڑھتا ہی رہ کیونکہ یہ سکینہ ہے جو قرآن کی وجہ سے نازل ہوئی یا (اس کے بجائے راوی نے) تنزلت للقرآن کے الفاظ کہے۔

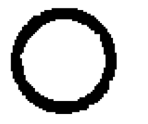
قولہ "فَإِذَا ضَبَابَةٌ غَشِيَتْهُ" صحابی اسید بن حضیر تھے، اور بادل کا چھا جانا ان کی کرامت تھی جو نبی اکرم ﷺ کا صحابی ہونے کی وجہ سے انہیں حاصل ہوئی تھی اور ذکر واذکار سے ایسی حالت پیدا ہو جاتی ہے اور "ضَبَابَةٌ" سے مراد "سَحَابَةٌ" ہے اور یہ فرشتوں کی جماعت تھی جو سکون اور رحمت کا باعث تھے۔

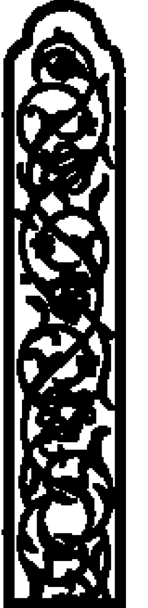
٣٦١٥: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَبُو الْحَسَنِ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ جَاءَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى أَبِي فِي مَنْزِلِهِ فَاشْتَرَى مِنْهُ رَحْلًا فَقَالَ لِعَازِبٍ ابْعَثْ ابْنَكَ يَحْمِلْهُ مَعِي قَالَ فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ وَخَرَجَ أَبِي يَنْتَقِدُ ثَمَنَهُ فَقَالَ لَهُ أَبِي يَا أَبَا بَكْرٍ حَدِّثْنِي كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِينَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ أَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْغَدِ حَتَّى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ وَخَلَا الطَّرِيقُ لَا يَمُرُّ فِيهِ أَحَدٌ فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيلَةٌ لَهَا ظِلٌّ لَمْ تَأْتِ عَلَيْهِ الشَّمْسُ فَنَزَلْنَا عِنْدَهُ وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانًا بِيَدِي يَنَامُ عَلَيْهِ وَبَسَطْتُ فِيهِ فَرْوَةً وَقُلْتُ نَمْ يَا رَسُولَ اللهِ وَأَنَا أَنْفُضُ لَكَ مَا حَوْلَكَ فَنَامَ وَخَرَجْتُ أَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ فَإِذَا أَنَا بِرَاعٍ مُقْبِلٍ بِغَنَمِهِ إِلَى الصَّخْرَةِ يُرِيدُ مِنْهَا مِثْلَ الَّذِي أَرَدْنَا فَقُلْتُ لَهُ لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ لِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ أَوْ مَكَّةَ قُلْتُ أَفِي غَنَمِكَ لَبَنٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ أَفَتَحْلُبُ قَالَ نَعَمْ فَأَخَذَ شَاةً فَقُلْتُ انْفُضِ الضَّرْعَ مِنَ التُّرَابِ وَالشَّعَرِ وَالْقَذَى قَالَ فَرَأَيْتُ الْبَرَاءَ يَضْرِبُ إِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى يَنْفُضُ فَحَلَبَ فِي قَعْبٍ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ وَمَعِي إِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْتَوِي مِنْهَا يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّأُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَهُ فَوَافَقْتُهُ حِينَ اسْتَيْقَظَ فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ ثُمَّ قَالَ أَلَمْ يَأْنِ لِلرَّحِيلِ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَارْتَحَلْنَا بَعْدَمَا مَالَتِ الشَّمْسُ وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ فَقُلْتُ أُتِينَا يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللهَ مَعَنَا فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَطَمَتْ بِهِ فَرَسُهُ إِلَى بَطْنِهَا أُرَى فِي جَلَدٍ مِنَ الْأَرْضِ شَكَّ زُهَيْرٌ فَقَالَ إِنِّي أُرَاكُمَا قَدْ دَعَوْتُمَا عَلَيَّ فَادْعُوَا لِي فَاللهُ لَكُمَا أَنْ أَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَجَا فَجَعَلَ لَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا قَالَ قَدْ كَفَيْتُكُمْ مَا هُنَا فَلَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا رَدَّهُ قَالَ وَوَفَى لَنَا۔

ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے احمد بن یزید بن ابراہیم ابوالحسن حرانی نے، کہا ہم سے زہیر

بن معاویہ نے، کہا ہم سے ابو اسحق نے بیان کیا اور انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے والد کے پاس ان کے گھر آئے اور ان سے ایک پالان خریدا۔ پھر انہوں نے میرے والد سے کہا کہ اپنے بیٹے کے ذریعہ اسے میرے ساتھ بھیج دو، حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا چنانچہ میں اس کجاوے کو اٹھا کر آپ کے ساتھ چلا اور میرے والد اس کی قیمت کے روپے پر وصول کرنے لگے۔ میرے والد نے ان سے پوچھا اے ابو بکر! مجھے وہ واقعہ سناؤ جب تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار ثور سے ہجرت کی تھی تو آپ دونوں نے وہ وقت کیسے گزارا تھا؟ اس پر انہوں نے بیان کیا کہ جی ہاں، رات بھر تو ہم چلتے رہے اور دوسرے دن صبح کو بھی لیکن جب دوپہر کا وقت ہوا اور راستہ بالکل سنسان پڑ گیا کہ کوئی بھی آدمی گزرتا ہوا دکھائی نہیں دیتا تھا تو ہمیں ایک لمبی چٹان دکھائی دی، اس کے سائے میں دھوپ نہیں تھی۔ ہم وہاں اتر گئے اور میں نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک جگہ اپنے ہاتھ سے ٹھیک کر دی اور ایک چادر وہاں بچھا دی، پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ یہاں آرام فرمائیں میں نگرانی کروں گا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور میں چاروں طرف حالات دیکھنے کے لیے نکلا۔ اتفاق سے مجھے ایک چرواہا ملا۔ وہ بھی اپنی بکریوں کے ریوڑ کو اسی چٹان کے سائے میں لانا چاہتا تھا جس کے تلے میں نے وہاں پڑاو ڈالا تھا۔ وہی اس کا بھی ارادہ تھا، میں نے اس سے پوچھا کہ تو کس قبیلے سے ہے؟ اس نے بتایا کہ مدینہ یا (راوی نے کہا کہ) مکہ کے فلاں شخص سے، میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تیری بکریوں سے دودھ مل سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ میں نے پوچھا کیا ہمارے لیے تو دودھ نکال سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ چنانچہ وہ ایک بکری پکڑ کے لایا۔ میں نے اس سے کہا کہ پہلے تھن کو مٹی، بال اور تنکوں سے صاف کر لے۔ ابو اسحق راوی نے کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مار کر تھن کو جھاڑنے کی صورت بیان کی۔ اس نے لکڑی کے ایک پیالے میں دودھ نکالا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک برتن اپنے ساتھ رکھ لیا تھا۔ آپ اس سے پانی پیا کرتے تھے اور وضو بھی کر لیتے تھے۔ پھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا (آپ سو رہے تھے) میں آپ کو جگانا پسند نہیں کرتا تھا۔ لیکن بعد میں جب میں آیا تو آپ بیدار ہو چکے تھے۔ میں نے پہلے دودھ کے برتن پر پانی بہایا جب اس کے نیچے کا حصہ ٹھنڈا ہو گیا تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! دودھ پی لیجئے، انہوں نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا جس سے مجھے خوشی حاصل ہوئی۔ پھر آپ نے فرمایا کیا ابھی کوچ کرنے کا وقت نہیں آیا؟ میں نے عرض کیا کہ آ گیا ہے۔ انہوں نے کہا جب سورج ڈھل گیا تو ہم نے کوچ کیا۔ بعد میں سراقہ بن مالک ہمارا پیچھا کرتا ہوا یہیں پہنچا۔ میں نے کہا: حضور! اب تو یہ ہمارے قریب ہی پہنچ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: غم نہ کرو۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ آپ نے پھر اس کے لیے بددعا کی اور اس کا گھوڑا اسے لیے ہوئے پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ میرا خیال ہے کہ زمین بڑی سخت تھی۔ یہ شک (راوی حدیث)







زہیر کو تھا۔ سراقہ نے کہا: میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں نے میرے لیے بددعا کی ہے۔ اگر اب آپ لوگ میرے لیے (اس مصیبت سے نجات کی) دعا کردیں تو اللہ کی قسم میں آپ لوگوں کی تلاش میں آنے والے تمام لوگوں کو واپس لوٹا دوں گا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے پھر دعا کی تو وہ نجات پا گیا۔ پھر تو جو بھی اسے راستے میں ملتا اس سے وہ کہتا تھا کہ میں بہت تلاش کر چکا ہوں۔ قطعی طور پر وہ ادھر نہیں ہیں۔ اس طرح جو بھی ملتا اسے وہ واپس اپنے ساتھ لے جاتا۔ ابو بکر نے کہا کہ اس نے ہمارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا۔

قولہ "قَامَ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ" اس سے مراد سایہ ہے اور اس سے سائز بھی مراد ہو سکتا ہے جو دوپہر کو ٹھہر جاتا ہے۔

قولہ "وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ" جو انعام حاصل کرنے کے لیے پیچھا کر رہا تھا، کیونکہ ابو جہل نے اعلان کیا تھا کہ جو شخص نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا یا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سر لائے گا اسے سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔

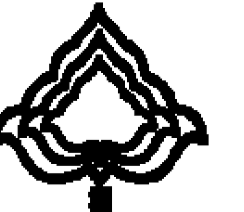
٣٦١٦: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى أَعْرَابِيٍّ يَعُودُهُ قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ عَلَى مَرِيضٍ يَعُودُهُ قَالَ لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللهُ فَقَالَ لَهُ لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللهُ قَالَ قُلْتَ طَهُورٌ كَلَّا بَلْ هِيَ حُمَّى تَفُورُ أَوْ تَثُورُ عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ تُزِيرُهُ الْقُبُورَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ إِذًا۔

ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن مختار نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ایک اعرابی کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ جب بھی کسی مریض کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تو فرماتے کوئی حرج نہیں، ان شاء اللہ یہ بخار گناہوں کو دھودے گا۔ آپ نے اس اعرابی سے بھی یہی فرمایا کہ "کوئی حرج نہیں ان شاء اللہ گناہوں کو دھودے گا۔ اس نے اس پر کہا: آپ کہتے ہیں گناہوں کو دھونے والا ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہ تو نہایت شدید قسم کا بخار ہے یا (راوی نے) تثور کہا (دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے) کہ بخار ایک بوڑھے کھوسٹ پر جوش مار رہا ہے جو قبر کی زیارت کرائے بغیر نہیں چھوڑے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اچھا تو پھر یوں ہی ہوگا۔

٣٦١٧: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًّا فَأَسْلَمَ وَقَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَادَ نَصْرَانِيًّا فَكَانَ يَقُولُ مَا يَدْرِي مُحَمَّدٌ إِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهُ فَأَمَاتَهُ اللهُ فَدَفَنُوهُ فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ فَقَالُوا هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا فَأَلْقَوْهُ فَحَفَرُوا لَهُ فَأَعْمَقُوا فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ فَقَالُوا هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ

وَأَصْحَابِهِ نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَأَلْقَوْهُ فَحَفَرُوا لَهُ وَأَعْمَقُوا لَهُ فِي الأَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوا فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الأَرْضُ فَعَلِمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ فَأَلْقَوْهُ۔

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص پہلے عیسائی تھا۔ پھر وہ اسلام میں داخل ہوگیا تھا۔ اس نے سورہ بقرہ اور آل عمران پڑھ لی تھی اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منشی بن گیا لیکن پھر وہ شخص مرتد ہو کر عیسائی ہوگیا اور کہنے لگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے جو کچھ میں نے لکھ دیا ہے اس کے سوا اسے اور کچھ بھی معلوم نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی موت واقع ہوگئی اور اس کے آدمیوں نے اسے دفن کر دیا، جب صبح ہوئی تو انہوں نے دیکھا کہ اس کی لاش قبر سے باہر زمین کے اوپر پڑی ہے۔ عیسائی لوگوں نے کہا کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں کا کام ہے۔ چونکہ ان کا دین اس نے چھوڑ دیا تھا اس لیے انہوں نے اس کی قبر کھودی ہے اور لاش کو باہر نکال کر پھینک دیا ہے۔ چنانچہ دوسری قبر انہوں نے کھودی جو بہت زیادہ گہری تھی۔ لیکن جب صبح ہوئی تو پھر لاش باہر تھی۔ اس مرتبہ بھی انہوں نے یہی کہا کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے چونکہ ان کا دین اس نے چھوڑ دیا تھا اس لیے اس کی قبر کھود کر انہوں نے لاش باہر پھینک دی ہے۔ پھر انہوں نے قبر کھودی اور جتنی گہری ان کے بس میں تھی کر کے اسے اس کے اندر ڈال دیا لیکن صبح ہوئی تو پھر لاش باہر تھی۔ اب انہیں یقین آیا کہ یہ کسی انسان کا کام نہیں ہے (بلکہ یہ میت عذاب خداوندی میں گرفتار ہے) چنانچہ انہوں نے اسے یونہی (زمین پر) ڈال دیا۔



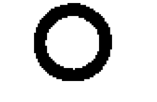
شرح بخاری

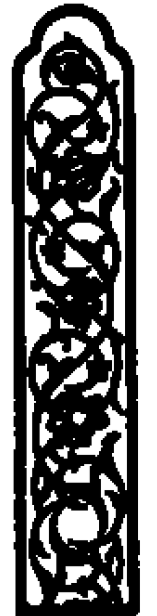
قولہ "وَقَدْ لَفَظَتْهُ الأَرْضُ" یہ لوگوں کی عبرت کے لیے تھا تاکہ لوگوں کو نصیحت حاصل ہو جائے ورنہ زمین برے لوگوں کو بھی قبول کر لیتی ہے۔

٣٦١٨: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَتُنْفِقُنَّ كُنُوزَهُمَا فِي سَبِيلِ اللهِ۔



ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسریٰ (شاہ ایران) ہلاک ہو جائے گا تو پھر کوئی کسریٰ پیدا نہیں ہوگا اور جب قیصر (شاہِ روم) ہلاک ہو جائے گا تو پھر کوئی قیصر پیدا نہیں ہو گا۔ اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے تم ان کے خزانے اللہ کے راستے میں ضرور خرچ کرو گے۔





کسریٰ کے خاندان کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں خاتمہ ہو گیا تھا، اور قیصر اٹلی میں رہتا تھا، اور ترکوں نے اس کے

خاندان کا خاتمہ کر دیا تھا۔

۳۶۱۹: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَفَعَهُ قَالَ إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَذَكَرَ وَقَالَ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللهِ۔

ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبدالملک بن عمیر نے اور ان سے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہوا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ پیدا نہیں ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوا تو کوئی قیصر پھر پیدا نہیں ہوگا اور راوی نے (پہلی حدیث کی طرح اس حدیث کو بھی بیان کیا اور) کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان دونوں کے خزانے اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے۔

۳۶۲۰: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ يَقُولُ: إِنْ جَعَلَ لِي مُحَمَّدٌ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ تَبِعْتُهُ، وَقَدِمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيرٍ مِنْ قَوْمِهِ، فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَفِي يَدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِطْعَةُ جَرِيدٍ، حَتَّى وَقَفَ عَلَى مُسَيْلِمَةَ فِي أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: «لَوْ سَأَلْتَنِي هَذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا، وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللهِ فِيكَ، وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللهُ، وَإِنِّي لَأَرَاكَ الَّذِي أُرِيتُ فِيكَ مَا رَأَيْتُ».

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن ابی حسین نے، ان سے نافع بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب مدینہ میں آیا اور یہ کہنے لگا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) "امر" (یعنی خلافت) کو اپنے بعد مجھے سونپ دیں تو میں ان کی اتباع کے لیے تیار ہوں۔ مسیلمہ اپنے بہت سے مریدوں کو ساتھ لے کر مدینہ آیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس (اسے سمجھانے کے لیے) تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس تھے اور آپ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک چھڑی تھی۔ آپ وہاں ٹھہر گئے جہاں مسیلمہ اپنے آدمیوں کے ساتھ موجود تھا۔ تو آپ نے اس سے فرمایا اگر تو مجھ سے چھڑی بھی مانگے تو میں تجھے نہیں دے سکتا (خلافت تو بڑی چیز ہے) اور پروردگار کی مرضی کو تو ٹال نہیں سکتا اگر تو اسلام سے پیٹھ پھیرے گا تو اللہ تجھ کو تباہ کر دے گا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ تو وہی ہے جو مجھے (خواب میں) دکھایا گیا تھا۔

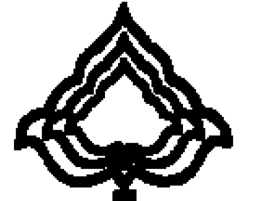
قولہ "أُرِيتُ فِيكَ مَا رَأَيْتُ" آپ نے خواب میں دیکھا کہ میں نے سونے کے دو کڑے پہنے ہوئے ہیں، میں نے پھونک ماری تو دونوں کڑے اڑ گئے، اور اس سے مراد اسود اور مسیلمہ کذاب تھے جو جھوٹی نبوت کے دعویدار

تھے، اسود تو نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں ہی قتل ہو گیا تھا اور مسیلمہ کذاب کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں قتل کیا گیا تھا۔

٣٦٢١: فَأَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ، رَأَيْتُ فِي يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ، فَأَهَمَّنِي شَأْنُهُمَا، فَأُوحِيَ إِلَيَّ فِي المَنَامِ: أَنِ انْفُخْهُمَا، فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا، فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ، يَخْرُجَانِ بَعْدِي فَكَانَ أَحَدُهُمَا العَنْسِيَّ، وَالآخَرُ مُسَيْلِمَةَ الكَذَّابَ صَاحِبَ اليَمَامَةِ۔

(ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ) مجھے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، میں سویا ہوا تھا کہ میں نے (خواب میں) سونے کے دو کنگن اپنے ہاتھوں میں دیکھے۔ مجھے اس خواب سے بہت فکر ہوا، پھر خواب میں ہی وحی کے ذریعہ مجھے بتلایا گیا کہ میں ان پر پھونک ماروں۔ چنانچہ جب میں نے پھونک ماری تو وہ دونوں اڑ گئے۔ میں نے اس سے یہ تعبیر لی کہ میرے بعد جھوٹے نبی ہوں گے۔ پس ان میں سے ایک تو اسود عنسی ہے اور دوسرا یمامہ کا مسیلمہ کذاب تھا۔

٣٦٢٢: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ العَلَاءِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «رَأَيْتُ فِي المَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ، فَذَهَبَ وَهَلِي إِلَى أَنَّهَا اليَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ، فَإِذَا هِيَ المَدِينَةُ يَثْرِبُ، وَرَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ هَذِهِ أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا، فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيبَ مِنَ المُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ، ثُمَّ هَزَزْتُهُ بِأُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللهُ بِهِ مِنَ الفَتْحِ، وَاجْتِمَاعِ المُؤْمِنِينَ وَرَأَيْتُ فِيهَا بَقَرًا، وَاللهُ خَيْرٌ فَإِذَا هُمُ المُؤْمِنُونَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَإِذَا الخَيْرُ مَا جَاءَ اللهُ بِهِ مِنَ الخَيْرِ وَثَوَابِ الصِّدْقِ، الَّذِي آتَانَا اللهُ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ»۔



مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن اسامہ نے بیان کیا، ان سے برید بن عبداللہ بن ابی بردہ نے، ان سے ان کے دادا ابو بردہ نے اور ان سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے، میں سمجھتا ہوں (یہ امام بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ) محمد بن علاء نے یوں کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجور کے باغات ہیں۔ اس پر میرا ذہن ادھر گیا کہ یہ مقام یمامہ یا ہجر ہو گا۔ لیکن وہ یثرب مدینہ منورہ ہے اور اسی خواب میں میں نے دیکھا کہ میں نے تلوار ہلائی تو وہ بیچ میں سے ٹوٹ گئی۔ یہ اس مصیبت کی طرف اشارہ تھا جو احد کی لڑائی میں مسلمانوں کو اٹھانی پڑی تھی۔ پھر میں نے دوسری مرتبہ اسے ہلایا تو وہ پہلے سے بھی اچھی صورت میں ہو گئی۔ یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کی فتح دی اور مسلمان سب اکٹھے ہو گئے۔ میں





نے اسی خواب میں گائیں دیکھیں اور اللہ تعالیٰ کا جو کام ہے وہ بہتر ہے۔ ان گایوں سے ان مسلمانوں کی طرف اشارہ تھا جو احد کی لڑائی میں شہید کئے گئے اور خیر وبھلائی وہ تھی جو ہمیں اللہ تعالیٰ نے خیر وسچائی کا بدلہ بدر کی لڑائی کے بعد عطا فرمایا تھا۔

٣٦٢٣: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: أَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي كَأَنَّ مِشْيَتَهَا مَشْيُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَرْحَبًا بِابْنَتِي» ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ، أَوْ عَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيثًا فَبَكَتْ، فَقُلْتُ لَهَا: لِمَ تَبْكِينَ؟ ثُمَّ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيثًا فَضَحِكَتْ، فَقُلْتُ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا أَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ، فَسَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ: فَقَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهَا۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا، ان سے فراس نے، ان سے عامر نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں، ان کی چال میں نبی کریم ﷺ کی چال سے بڑی مشابہت تھی۔ آپ نے فرمایا: بیٹی آؤ مرحبا! اس کے بعد آپ نے انہیں اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف بٹھایا، پھر ان کے کان میں آپ نے چپکے سے کوئی بات کہی تو وہ رونے لگیں، میں نے ان سے کہا کہ آپ روتی کیوں ہو؟ پھر دوبارہ آنحضرت ﷺ نے ان کے کان میں کچھ کہا تو وہ ہنس دیں۔ میں نے ان سے کہا آج غم کے فوراً بعد ہی خوشی کی جو کیفیت میں نے آپ کے چہرے پر دیکھی وہ پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ نے کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا جب تک رسول اللہ ﷺ زندہ ہیں میں آپ کے راز کو کسی پر نہیں کھول سکتی۔ چنانچہ میں نے آپ کی وفات کے بعد پوچھا۔

قولہ "كَأَنَّ مِشْيَتَهَا" نبی اکرم ﷺ کی بیٹی ہونے کی وجہ سے ان کی چال نبی اکرم ﷺ جیسی تھی ورنہ عورت کی چال مرد سے مختلف ہوتی ہے۔

٣٦٢٤: فَقَالَتْ: أَسَرَّ إِلَيَّ: «إِنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُنِي القُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَإِنَّهُ عَارَضَنِي العَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلاَ أُرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجَلِي، وَإِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِي لَحَاقًا بِي». فَبَكَيْتُ، فَقَالَ: «أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الجَنَّةِ، أَوْ نِسَاءِ المُؤْمِنِينَ» فَضَحِكْتُ لِذَلِكَ۔

تو انہوں نے بتایا کہ آپ نے میرے کان میں کہا تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام ہر سال قرآن مجید کا ایک دور کیا کرتے تھے، لیکن اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے، مجھے یقین ہے کہ اب میری موت قریب ہے اور میرے گھرانے میں سب سے پہلے مجھ سے آملنے والی تم ہوگی۔ میں (آپ کی اس خبر پر) رونے

لگی تو آپ نے فرمایا کہ تم اس پر راضی نہیں کہ جنت کی عورتوں کی سردار بنو گی یا (آپ نے فرمایا کہ) مومنہ عورتوں کی، تو اس پر میں ہنسی تھی۔

٣٦٢٥: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ، ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ، قَالَتْ: فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذَلِكَ۔

ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے زمانہ مرض میں اپنی صاحب زادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور چپکے سے کوئی بات ان سے فرمائی تو وہ رونے لگیں۔ پھر آپ نے انہیں بلایا اور چپکے سے پھر کوئی بات فرمائی تو وہ ہنسیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس کے متعلق پوچھا۔

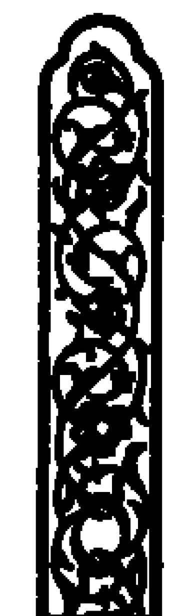
قولہ "اتبعه فَضَحِكَت" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اس لیے خوش ہوئی تھیں کہ انہیں بتایا گیا کہ وہ سب سے پہلے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ملاقات کرنے والی ہیں جبکہ اس سے پہلی حدیث میں ہے کہ وہ جنت کی عورتوں کے سردار ہونے کی وجہ سے خوش ہوئی تھیں، لیکن یہ کوئی تعارض نہیں ہے بلکہ دونوں باتیں ہی ان کی خوشی کا باعث بنی ہیں جنہیں الگ الگ دو احادیث میں ذکر کر دیا گیا ہے۔



٣٦٢٦: فَقَالَتْ: «سَارَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ أَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ»۔

تو انہوں نے بتایا کہ پہلی مرتبہ جب آنحضرت ﷺ نے مجھ سے آہستہ سے گفتگو کی تھی تو اس میں آپ نے فرمایا تھا کہ آپ کی اس مرض میں وفات ہو جائے گی جس میں واقعی آپ کی وفات ہوئی۔ میں اس پر رو پڑی۔ پھر دوبارہ آپ نے آہستہ سے مجھ سے جو بات کہی اس میں آپ نے فرمایا کہ آپ کے اہل بیت میں، میں سب سے پہلے آپ سے جا ملوں گی۔ میں اس پر ہنسی تھی۔

٣٦٢٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُدْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ إِنَّ لَنَا أَبْنَاءً مِثْلَهُ فَقَالَ إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ تَعْلَمُ فَسَأَلَ عُمَرُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ فَقَالَ أَجَلُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَهُ إِيَّاهُ قَالَ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ۔



ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابی بشر نے، ان سے سعید بن

جبیر نے، ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے پاس بٹھاتے تھے۔ اس پر عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ ان جیسے تو ہمارے لڑکے بھی ہیں۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ محض ان کے علم کی وجہ سے ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت اذا جاء نصر اللہ والفتح کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تھی جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو تم نے سمجھا ہے میں بھی وہی سمجھتا ہوں۔

٣٦٢٨: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ حَنْظَلَةَ بْنِ الْغَسِيلِ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ بِمِلْحَفَةٍ قَدْ عَصَّبَ بِعِصَابَةٍ دَسْمَاءَ حَتَّى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ وَيَقِلُّ الْأَنْصَارُ حَتَّى يَكُونُوا فِي النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ شَيْئًا يَضُرُّ فِيهِ قَوْمًا وَيَنْفَعُ فِيهِ آخَرِينَ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ فَكَانَ آخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمن بن سلیمان بن حنظلہ بن غسیل نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مرض الوفات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، آپ ایک چکنے کپڑے سے سر مبارک پر پٹی باندھے ہوئے تھے، آپ مسجد نبوی میں منبر پر تشریف فرما ہوئے پھر جیسے ہونی چاہیے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی، پھر فرمایا: امابعد: (آنے والے دور میں) دوسرے لوگوں کی تعداد بہت بڑھ جائے گی لیکن انصار کم ہوتے جائیں گے اور ایک زمانہ آئے گا کہ دوسروں کے مقابلے میں ان کی تعداد اتنی کم ہو جائے گی جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے۔ پس اگر تم میں سے کوئی شخص کہیں کا حاکم بنے اور اپنی حکومت کی وجہ سے وہ کسی کو نقصان اور نفع بھی پہنچا سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ انصار کے نیکوں (کی نیکیوں) کو قبول کرے اور جن سے غلطی ہو جائے ان سے درگزر کر دیا کرے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری مجلس وعظ تھی۔

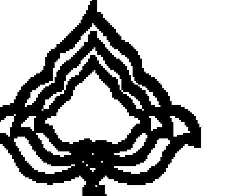
قولہ "بِمِلْحَفَةٍ قَدْ عَصَّبَ" ملحفہ بمعنی چادر ہے، یعنی آپ چادر اوڑھے ہوئے اور سر پر چکنی پٹی باندھے ہوئے تشریف لائے۔

قولہ "ابْنِ الْغَسِيلِ" ایک حدیث میں لفظ "ابن" کے بغیر حنظلہ الغسیل مروی ہے، اور ابن کے ساتھ تب صحیح ہے جبکہ "ابن الغسیل" کو عبدالرحمان کی صفت بنایا جائے اور یہ حنظلہ غسیل الملائکہ ہیں، احد کے دن یہ جنبی تھے اور بغیر غسل کے جہاد کے لیے گئے اور شہید ہو گئے تو فرشتوں نے انہیں غسل دیا تھا۔

۳۶۲۹: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْحَسَنَ فَصَعِدَ بِهِ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔

مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حسین جعفی نے بیان کیا، ان سے ابوموسیٰ نے، ان سے امام حسن بصری نے اور ان سے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حسن رضی اللہ عنہ کو ایک دن ساتھ لے کر باہر تشریف لائے اور منبر پر ان کو لے کر چڑھ گئے پھر فرمایا: میرا یہ بیٹا سید ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں ملاپ کرا دے گا۔

۳۶۳۰: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى جَعْفَرًا وَزَيْدًا قَبْلَ أَنْ يَجِيءَ خَبَرُهُمْ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ۔



ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پہلے ہی صحابہ کو سنادی تھی، اس وقت آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

۳۶۳۱: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكُمْ مِنْ أَنْمَاطٍ قُلْتُ وَأَنَّى يَكُونُ لَنَا الْأَنْمَاطُ قَالَ أَمَا إِنَّهُ سَيَكُونُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ فَأَنَا أَقُولُ لَهَا يَعْنِي امْرَأَتَهُ أَخِّرِي عَنِّي أَنْمَاطَكِ فَتَقُولُ أَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ فَأَدَعُهَا۔

ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمن بن مہدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ان کی شادی کے موقع پر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تمہارے پاس قالین ہیں؟ میں نے عرض کیا، ہمارے پاس قالین کہاں؟ (ہم غریب لوگ ہیں) اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یاد رکھو ایک وقت آئے گا کہ تمہارے پاس عمدہ عمدہ قالین ہوں گے۔ اب جب میں اس سے (اپنی بیوی سے) کہتا ہوں کہ اپنے قالین ہٹا لے تو وہ کہتی ہے کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے نہیں فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا جب تمہارے



پاس قالین ہوں گے۔ چنانچہ میں انہیں وہیں رہنے دیتا ہوں (اور چپ ہو جاتا ہوں)

٣٦٣٢: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ انْطَلَقَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ مُعْتَمِرًا قَالَ فَنَزَلَ عَلَى أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ أَبِي صَفْوَانَ وَكَانَ أُمَيَّةُ إِذَا انْطَلَقَ إِلَى الشَّأْمِ فَمَرَّ بِالْمَدِينَةِ نَزَلَ عَلَى سَعْدٍ فَقَالَ أُمَيَّةُ لِسَعْدٍ انْتَظِرْ حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ وَغَفَلَ النَّاسُ انْطَلَقْتُ فَطُفْتُ فَبَيْنَا سَعْدٌ يَطُوفُ إِذَا أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ مَنْ هَذَا الَّذِي يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فَقَالَ سَعْدٌ أَنَا سَعْدٌ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ تَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ آمِنًا وَقَدْ آوَيْتُمْ مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ فَقَالَ نَعَمْ فَتَلَاحَيَا بَيْنَهُمَا فَقَالَ أُمَيَّةُ لِسَعْدٍ لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ عَلَى أَبِي الْحَكَمِ فَإِنَّهُ سَيِّدُ أَهْلِ الْوَادِي ثُمَّ قَالَ سَعْدٌ وَاللهِ لَئِنْ مَنَعْتَنِي أَنْ أَطُوفَ بِالْبَيْتِ لَأَقْطَعَنَّ مَتْجَرَكَ بِالشَّامِ قَالَ فَجَعَلَ أُمَيَّةُ يَقُولُ لِسَعْدٍ لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ وَجَعَلَ يُمْسِكُهُ فَغَضِبَ سَعْدٌ فَقَالَ دَعْنَا عَنْكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزْعُمُ أَنَّهُ قَاتِلُكَ قَالَ إِيَّايَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَاللهِ مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ إِذَا حَدَّثَ فَرَجَعَ إِلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ أَمَا تَعْلَمِينَ مَا قَالَ لِي أَخِي الْيَثْرِبِيُّ قَالَتْ وَمَا قَالَ قَالَ زَعَمَ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدًا يَزْعُمُ أَنَّهُ قَاتِلِي قَالَتْ فَوَاللهِ مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ قَالَ فَلَمَّا خَرَجُوا إِلَى بَدْرٍ وَجَاءَ الصَّرِيخُ قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ أَمَا ذَكَرْتَ مَا قَالَ لَكَ أَخُوكَ الْيَثْرِبِيُّ قَالَ فَأَرَادَ أَنْ لَا يَخْرُجَ فَقَالَ لَهُ أَبُو جَهْلٍ إِنَّكَ مِنْ أَشْرَافِ الْوَادِي فَسِرْ يَوْمًا أَوْ يَوْمَيْنِ فَسَارَ مَعَهُمْ فَقَتَلَهُ اللهُ۔

شرح بخاری

ہم سے احمد بن اسحق نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسحق نے، ان سے عمرو بن میمون نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت سعد بن معاذ عمرہ کی نیت سے (مکہ) آئے اور ابو صفوان امیہ بن خلف کے یہاں اترے۔ امیہ بھی شام جاتے ہوئے (تجارت وغیرہ کے لیے) جب مدینہ سے گزرتا تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے یہاں قیام کیا کرتا تھا۔ امیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا، ابھی ٹھہرو، جب دو پہر کا وقت ہو جائے اور لوگ غافل ہو جائیں (تب طواف کرنا کیونکہ مکہ کے مشرک مسلمانوں کے دشمن تھے) سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، چنانچہ میں نے جا کر طواف شروع کر دیا۔ حضرت سعد بھی طواف کر ہی رہے تھے کہ ابو جہل آ گیا اور کہنے لگا، یہ کعبہ کا طواف کون کر رہا ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بولے کہ میں سعد ہوں۔ ابو جہل بولا: تم کعبہ کا طواف خوب امن سے کر رہے ہو حالانکہ تم نے محمد ﷺ اور اس کے ساتھیوں کو پناہ دے رکھی ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں ٹھیک ہے۔ اس طرح دونوں میں بات بڑھ گئی۔ پھر امیہ نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: ابوالحکم (ابوجہل) کے سامنے اونچی آواز سے نہ بولو۔ وہ اس وادی (مکہ) کا سردار ہے۔ اس پر سعد رضی اللہ عنہ نے

کہا: خدا کی قسم اگر تم نے مجھے بیت اللہ کے طواف سے روکا تو میں بھی تمہاری شام کی تجارت خاک میں ملادوں گا (کیونکہ شام جانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے جو مدینہ سے جاتا ہے) بیان کیا کہ امیہ برابر سعد رضی اللہ عنہ سے یہی کہتا رہا کہ اپنی آواز بلند نہ کرو اور انہیں (مقابلہ سے) روکتا رہا۔ آخر سعد رضی اللہ عنہ کو اس پر غصہ آگیا اور انہوں نے امیہ سے کہا۔ چل پرے ہٹ میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تیرے متعلق سنا ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ تجھ کو ابوجہل ہی قتل کرائے گا۔ امیہ نے پوچھا: مجھے؟ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں تجھ کو۔ تب تو امیہ کہنے لگا۔ اللہ کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب کوئی بات کہتے ہیں تو وہ غلط نہیں ہوتی پھر وہ اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس نے اس سے کہا تمہیں معلوم نہیں، میرے یثربی بھائی نے مجھے کیا بات بتائی ہے؟ اس نے پوچھا: انہوں نے کیا کہا؟ امیہ نے بتایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ چکے ہیں کہ ابوجہل مجھ کو قتل کرائے گا۔ وہ کہنے لگی۔ اللہ کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم غلط بات زبان سے نہیں نکالتے۔ پھر ایسا ہوا کہ اہل مکہ بدر کی لڑائی کے لیے روانہ ہونے لگے اور امیہ کو بھی بلانے والا آیا تو امیہ سے اس کی بیوی نے کہا، تمہیں یاد نہیں رہا تمہارا یثربی بھائی تمہیں کیا خبر دے گیا تھا۔ بیان کیا کہ اس یاد دہانی پر امیہ نے چاہا کہ اس جنگ میں شرکت نہ کرے۔ لیکن ابوجہل نے کہا: تم وادی مکہ کے رئیس ہو۔ اس لیے کم از کم ایک یا دو دن کے لیے ہی تمہیں چلنا پڑے گا۔ اس طرح وہ ان کے ساتھ جنگ میں شرکت کے لیے نکلا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو قتل کرادیا۔



٣٦٣٣: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ النَّاسَ مُجْتَمِعِينَ فِي صَعِيدٍ فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي بَعْضِ نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ أَخَذَهَا عُمَرُ فَاسْتَحَالَتْ بِيَدِهِ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا فِي النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَّهُ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ وَقَالَ هَمَّامٌ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَعَ أَبُو بَكْرٍ ذَنُوبَيْنِ۔



مجھ سے عبدالرحمن بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمن بن مغیرہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے، ان سے سالم بن عبداللہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے (خواب میں) دیکھا کہ لوگ ایک میدان میں جمع ہو رہے ہیں۔ ان میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اٹھے اور ایک کنویں سے انہوں نے ایک یا دو ڈول پانی بھر کر نکالا، پانی نکالنے میں ان میں کچھ کمزوری معلوم ہوتی تھی اور اللہ ان کو بخشے، پھر وہ ڈول حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنبھالا۔ ان کے ہاتھ میں جاتے ہی وہ ایک بڑا ڈول ہو گیا میں نے لوگوں میں ان جیسا شہ زور پہلوان اور بہادر انسان ان کی طرح کام کرنے والا نہیں دیکھا (انہوں نے اتنے ڈول کھینچے) کہ لوگ اپنے اونٹوں کو





بھی پلا پلا کر ان کے ٹھکانوں میں لے گئے، اور ہمام نے بیان کیا، کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے بیان کر رہے تھے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دو ڈول کھینچے۔

٣٦٣٤: حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ النَّرْسِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ قَالَ أُنْبِئْتُ أَنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَام أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَ يُحَدِّثُ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّ سَلَمَةَ مَنْ هَذَا أَوْ كَمَا قَالَ قَالَ قَالَتْ هَذَا دِحْيَةُ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ ايْمُ اللهِ مَا حَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ حَتَّى سَمِعْتُ خُطْبَةَ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُ جِبْرِيلَ أَوْ كَمَا قَالَ قَالَ فَقُلْتُ لِأَبِي عُثْمَانَ مِمَّنْ سَمِعْتَ هَذَا قَالَ مِنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ۔

ہم سے عباس بن ولید نرسی نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، ان سے ابو عثمان نے بیان کیا کہ مجھے یہ بات معلوم کرائی گئی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے باتیں کرتے رہے۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام چلے گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ سے فرمایا: معلوم ہے یہ کون صاحب تھے؟ یا ایسے ہی الفاظ ارشاد فرمائے۔ ابو عثمان نے بیان کیا کہ ام سلمہ نے جواب دیا کہ یہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ تھے۔ ام سلمہ نے بیان کیا اللہ کی قسم میں سمجھے بیٹھی تھی کہ وہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہیں۔ آخر جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سنا جس میں آپ حضرت جبریل علیہ السلام (کی آمد) کی خبر دے رہے تھے تو میں سمجھی کہ وہ حضرت جبریل علیہ السلام ہی تھے۔ یا ایسے ہی الفاظ کہے۔ بیان کیا کہ میں نے ابو عثمان سے پوچھا کہ آپ نے یہ حدیث کس سے سنی؟ تو انہوں نے بتایا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔

٢٦۔ بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ} [البقرة: ١٤٦]

باب: اللہ تعالیٰ کا (سورۃ البقرہ میں) یہ ارشاد کہ "اہل کتاب اس رسول کو اس طرح پہچان رہے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بیشک ان میں سے ایک فریق کے لوگ حق کو جانتے ہیں پھر بھی وہ اسے چھپاتے ہیں۔

یہ باب بھی "علامات النبوۃ" کے تحت ہی داخل ہے، لیکن پہلے باب سے اس کا فرق یہ ہے کہ گزشتہ علامات کا تعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے تھا، گویا وہ داخلی علامات تھیں اور اس باب میں خارجی علامات کا ذکر ہے، خارجی علامات سے مراد یہ ہے کہ پہلی سماوی کتابوں میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں پیشگوئیاں موجود ہیں، اس اعتبار سے یہ علامات کی الگ

قسم ہے،ان میں سے بڑی پیش گوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہے،انہوں نے کہا تھا،اللہ تعالیٰ تمہارے بھائیوں سے مجھ جیسا رسول بھیجے گا جو اسے نہیں مانے گا،اسے نیست ونابود کر دیا جائیگا،اور مسیح تک اس جیسا نبی نہیں ہوا، آجکل انجیلوں کے پیچھے رسولوں کے اعمال درج ہیں، ان میں پطرس کا وعظ ہے، کہ مسیح کو آسمان پر اٹھالیا گیا،اور آسمان اسے اس وقت تک لیے رہے گا،جب تک پہلے کی پیشگوئی پوری نہ ہو،اور وہ پیشگوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بھائیوں سے میرے جیسا رسول بھیجے گا،یہ بڑی پختہ پیشگوئی ہے،کیونکہ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسماعیل ہیں، اور بنی اسماعیل سے سوائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی مدعی نبوت نہیں ہوا، بعض عیسائی اس پیش گوئی کو مسیح علیہ السلام پر لگاتے ہیں، اور یہ ان کی غلطی ہے،کیونکہ مسیح علیہ السلام اسرائیلی نبی ہیں، وہ بھائیوں سے نہیں ہیں،جو کہ بنی اسماعیل ہیں،گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں تورات میں صریح پیشگوئیاں موجود ہیں،بلکہ ایک باب "عربوں کی نبوت" بھی باندھا گیا ہے،آج کل انہوں نے عنوان ہی بدل دیا ہے، اور عربوں کے متعلق نبوت لکھ دیا گیا ہے،یعنی عربوں کے متعلق کچھ باتیں ہیں،جو پیغمبروں نے کہی ہیں، عربوں سے نبی ہونے کے متعلق یہ باب نہیں ہے، تبدیلی کرنے سے ان کا یہ مقصد ہے۔

صریح الفاظ میں بھی پیش گوئی ہے کہ آنیوالا نبی دس ہزار آدمی لے کر جائیگا، اور یہ پیشگوئی آخرالزمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتی ہے،کیونکہ آپ فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار آدمیوں کا لشکر لے کر گئے تھے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے تھے تو تسلیم کرتے ہوئے آپ پر ایمان کیوں نہیں لائے، قرآن کریم میں وان فريقا منهم لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ"[1] کہہ کر اس کا جواب دیا گیا ہے اور اس باب کے تحت ذکر ہونے والی حدیث میں اس کی نظیر پیش کر دی ہے۔



٣٦٣٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ فِي شَأْنِ الرَّجْمِ فَقَالُوا نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُونَ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ إِنَّ فِيهَا الرَّجْمَ فَأَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا قَالَ عَبْدُ اللهِ فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَجْنَأُ عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيهَا الْحِجَارَةَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک بن انس نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ یہود، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو بتایا کہ ان کے

---

[1] البقرة:١٤٦

یہاں ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے۔ آپ نے ان سے فرمایا: رجم کے بارے میں تورات میں کیا حکم ہے؟ وہ بولے یہ کہ ہم انہیں رسوا کریں اور انہیں کوڑے لگائے جائیں۔ اس پر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ جھوٹے ہو۔ تورات میں رجم کا حکم موجود ہے۔ تورات لاؤ۔ پھر یہودی تورات لائے اور اسے کھولا۔ لیکن رجم سے متعلق جو آیت تھی اسے ایک یہودی نے اپنے ہاتھ سے چھپالیا اور اس سے پہلے اور اس کے بعد کی عبارت پڑھنے لگا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ذرا اپنا ہاتھ تو اٹھاؤ جب اس نے ہاتھ اٹھایا تو وہاں آیت رجم موجود تھی۔ اب وہ سب کہنے لگے کہ اے محمد! عبداللہ بن سلام نے سچ کہا۔ بے شک تورات میں رجم کی آیت موجود ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان دونوں کو رجم کیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رجم کے وقت دیکھا۔ یہودی مرد اس عورت پر جھکا پڑتا تھا۔ اس کو پتھروں کی مار سے بچاتا تھا۔

قولہ "فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ" یہ بنو قینقاع سے اور یوسف علیہ السلام کی اولاد سے تھے، جاہلیت میں ان کا نام "حصین" تھا، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۴۳ھ میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔

قولہ "فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ" یہ عبداللہ بن صوریا اعور تھا۔

اس حدیث کی علامات نبوت سے مناسبت یہ ہے کہ آپ نے انہیں زانی کے بارہ میں تورات کے حکم کی طرف اشارہ کیا، اور ان سے تورات میں زنا کی حد کے بارہ میں سوال کیا، حالانکہ آپ نے تورات پڑھی نہیں تھی، اور نہ آپ اس پر واقف تھے، گویا اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سے آپ کو بتادیا کہ تورات میں زانی کے لیے رجم کی سزا موجود ہے، اور اسے انہوں نے تبدیل نہیں کیا جبکہ انہوں نے دیگر بہت سی چیزوں کو بدل دیا ہے۔

(۲۷) بَابُ سُؤَالِ الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُرِيَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ آيَةً، فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ

باب: مشرکین کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نشانی چاہنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ شق القمر دکھانا۔

۳۶۳۶: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِقَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْهَدُوا۔

ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، انہیں ابن ابی نجیح نے، انہیں مجاہد نے، انہیں ابو معمر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند کے پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ لوگو اس پر گواہ رہنا۔

نبی اکرم ﷺ کے اشارہ کرنے سے چاند دو ٹکڑے ہو کر ایک ٹکڑا ایک طرف اور دوسرا ٹکڑا دوسری طرف گر گیا تھا، ظاہر معنیٰ یہی ہے، بعض کہتے ہیں کہ چاند صرف پھٹا تھا اور وہ پھٹا ہوا ویسے ہی نظر آتا تھا۔

اگر دوربین سے دیکھا جائے تو چاند میں بڑے شگاف نظر آتے ہیں، اس کی یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ زمین کی طرح چاند کے گرد کوئی ہوائی کرہ نہیں ہے، کئی دفعہ شہاب ثاقب اس پر گرتے ہیں تو وہ چاند کو پھاڑ دیتے ہیں۔

چاند کے پھٹنے کے بارہ میں قرآن کریم میں عام لفظ آیا ہے، "اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ"[1] خواہ یہ انشقاق دو ٹکڑوں میں ہو یا دو ٹکڑے ہوئے بغیر پھٹ گیا ہو، فلاسفہ کے نزدیک فلکیات میں خرق والتیام محال ہے، قرآن کریم نے ذکر کر دیا کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر گرا اور پھر مل گیا، جس سے ان کی تردید ہو گئی۔

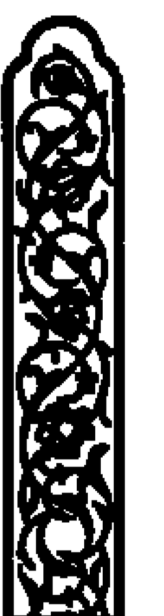
قرآن کریم نے چاند کے پھٹنے کا ذکر کر کے بتا دیا کہ قیامت آنیوالی ہے، فلاسفہ کے بقول سماویات میں خرق والتیام نہیں ہو سکتا اور انہیں قیامت کے آنے میں جو بعد معلوم ہوتا ہے، انشقاق قمر سے ثابت ہو گیا کہ فلکیات میں خرق والتیام ہو سکتا ہے، اور قیامت کا آنا ممکن ہے۔

چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا ذکر احادیث میں آتا ہے، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما جیسے صحابہ کرام ان کے راوی ہیں، شق قمر پانچ نبوی کا واقعہ ہے، جب نبی اکرم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو حضرت عبداللہ بن عباس کی عمر دس سال تھی تو واقعہ شق قمر کے وقت دو یا تین سال کے ہوں گے، معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے دوسرے صحابہ سے سن کر بیان کیا ہے، اور صحابی کی مرسل حجت ہوتی ہے۔



حضرت عبداللہ بن مسعود اس واقعہ کے عینی شاہد ہیں ان کی روایت میں اس قدر اختلاف مروی ہے کہ بعض جگہ آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ اس وقت مکہ میں تھے اور بعض جگہ آتا ہے کہ منیٰ میں تھے، جیسا کہ ترمذی میں عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے "بينما نحنُ معَ رسولِ اللهِ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّمَ بمنًى فانشقَّ القمرُ فلقتينِ فلقةٌ من وراءِ الجبلِ وفلقةٌ دونَهُ فقالَ لنا رسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّمَ اشهَدوا ـ يَعني ـ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وانْشَقَّ الْقَمَرُ"[2]

اس کا جواب یہ ہے کہ جن احادیث میں مکہ کا ذکر آتا ہے ان سے مکہ شہر مراد نہیں ہے بلکہ ان سے مراد یہ ہے کہ شق قمر کا واقعہ ہجرت سے پہلے کا ہے، خواہ مکہ میں ہو یا اس کے ماحول میں ہو اور اس کے ماحول میں منیٰ بھی داخل ہے، لیکن اس پر اعتراض یہ ہے کہ منیٰ اور مکہ کے درمیان بہت بڑا پہاڑ حائل ہے، جس کی وجہ سے منیٰ میں ہوتے ہوئے مکہ نظر نہیں آتا، حالانکہ بعض روایات میں آتا ہے کہ چاند کا ایک ٹکڑا جبل ابی قبیس کے ایک طرف گرا اور دوسرا ٹکڑا دوسری طرف گرا تھا، تو عبداللہ بن مسعود کو اس کا کیسے پتا چل گیا، اس کا جواب دیتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود پہاڑ کے اوپر ہوں گے، اس طرح انہوں نے دیکھ لیا، اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب کہ لوگ تیرہ، چودہ، پندرہ



---

(1) القمر:۱

(2) ترمذی:۳۲۸۵،۳۲۸۶

کو منیٰ میں ٹھہرے ہوئے تھے یہ واقعہ شروع رات کو پیش آیا یا پچھلی رات کو، نصف رات کو چاند سر پر ہوتا ہے، کہتے ہیں ہندوستان میں بھی چاند کے پھٹنے کو دیکھا گیا تھا، یہ ممکن ہے کیونکہ وہاں سے یہاں کا دو، یا اڑھائی گھنٹے کا فرق ہے، اور چاند کے پھٹ کر گرنے میں تین، چار گھنٹے تو لگ سکتے ہیں، لہٰذا یہاں بھی نظر آ سکتا ہے، اور جن لوگوں نے شق قمر کا ذکر نہیں کیا تو اس لیے کہ رات کا وقت تھا، اور رات کو تمام لوگ بیدار نہیں ہوتے، اور نہ ہی انہیں یہ معلوم تھا، کہ آج رات انشقاق قمر ہو گا تا کہ وہ اس کا اہتمام کرتے۔

شاہ ولی اللہ نے کہا ہے کہ چاند پھٹا نہیں تھا، ویسے ہی انہیں پھٹا ہوا نظر آیا تھا، یا اس کے آگے بادل آ گیا ہو گا، جس کی وجہ سے چاند دو نظر آ گئے ہوں گے، انہوں نے ایسی باتیں فلسفہ سے متاثر ہو کر کر دی ہیں، ورنہ اصل یہی ہے کہ اسے حقیقت پر محمول کیا جائے، اس لیے کہتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ اسی فیصد فلسفی تھے اور بیس فیصد صوفی تھے، اس لیے ان کی ایسی باتوں کو غلط سمجھنا چاہیے۔

مرزا کہتا ہے چاند پھٹنے سے مراد یہ ہے کہ اسے گہن لگ گیا تھا کہتا ہے آپ کے لیے چاند کو گہن لگا تھا، میرے لیے سورج، چاند دونوں کو گہن لگا ہے، "له خسف القمر المنير، ولي خسف القمران المشرقان أتنكر" اور آپ کے لیے قرآن معجز تھا اور میرے لیے قصیدہ الہامیہ معجزہ ہے، حالانکہ یہ قصیدہ خود ساختہ ہے، جسے الہامیہ کہا ہے۔

اللہ دتے سے مناظرہ ہوا تو کہنے لگا مرزا نے کہا تھا "ایتو بمثل قصیدتي وتعربوا" اور جن کو مخاطب کیا تھا، وہ مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ تھے جواب دینے کے لیے اس نے جو میعاد مقرر کی تھی، انہیں میعاد گزرنے کے بعد پہنچایا گیا، تا کہ اگر وہ جواب دیں تو ہم کہہ دیں گے اب تو میعاد ہی ختم ہو گئی ہے۔

اللہ وتہ کہنے لگا، قرآن کا اعجاز دائمی ہے، اور مرزا صاحب کے قصیدے کا اعجاز وقتی تھا، اور کسی بندے کا کلام وقتی طور پر معجز ہو سکتا ہے، حالانکہ معجزہ کا تعلق سچے نبیوں کے ساتھ ہوتا تھا، جھوٹے کے ساتھ معجزہ کا کیا تعلق۔

٣٦٣٧: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ح و قَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ۔

مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن یزید نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مکہ والوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ انہیں کوئی معجزہ دکھائیں تو آپ نے شق قمر کا معجزہ یعنی چاند کا پھٹ جانا ان کو دکھایا۔

۳۶۳۸: حَدَّثَنِي خَلَفُ بْنُ خَالِدٍ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

مجھ سے خلف بن خالد قرشی نے بیان کیا، کہا ہم سے بکر بن مضر نے بیان کیا، ان سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا، ان سے عراک بن مالک نے، ان سے عبید اللہ بن عبداللہ بن مسعود نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے۔

۲۸۔ بَابٌ:

باب۔

یہ باب ترجمہ کے بغیر ہے اور پہلے باب سے فصل کی مثل واقع ہوا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ اسے اس لیے لائے ہیں تاکہ دلالت کریں کہ جو ابواب درمیان میں بمنزلہ فائدہ کے آئے ہیں وہ ختم ہو گئے ہیں اور اب پھر علامات نبوت کا ذکر شروع ہو گیا ہے۔

۳۶۳۹: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُعَاذٌ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، «أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ، وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَيْنِ يُضِيئَانِ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا، فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاحِدٌ حَتَّى أَتَى أَهْلَهُ».

مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے معاذ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو صحابی (اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہ) اٹھ کر (اپنے گھر) واپس ہوئے۔ رات اندھیری تھی لیکن دو چراغ کی طرح کی کوئی چیز ان کے آگے روشنی کرتی جاتی تھیں۔ پھر جب یہ دونوں (راستے میں، اپنے اپنے گھر کی طرف جانے کے لیے) جدا ہوئے تو وہ چیز دونوں کے ساتھ الگ الگ ہو گئی اور اس طرح وہ اپنے گھر والوں کے پاس پہنچ گئے۔

یہ دو صحابہ جن کا اس حدیث میں ذکر ہے حضرت اسید بن حضیر اور حضرت عباد بن بشر تھے اور ان کی لاٹھیوں کا روشن ہونا ان کی کرامت ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہوئی ہے۔

۳۶۴۰: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ۔

مجھ سے عبداللہ بن ابوالاسود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ان سے اسماعیل نے بیان کیا،

کہا ہم سے قیس نے بیان کیا کہ میں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ ہمیشہ غالب رہیں گے، یہاں تک کہ قیامت یا موت آئے گی اس وقت بھی وہ غالب ہی ہوں گے۔

قولہ "حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللهِ" نووی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں "أَمْرُ اللهِ" سے مراد وہ ہوا ہے جو قرب قیامت چلے گی اور اس وقت ہر مومن مرد و عورت کی روح قبض کر لی جائے گی۔

۳٦٤١: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «لاَ يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللهِ، لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ، وَلاَ مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ» قَالَ عُمَيْرٌ: فَقَالَ مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ: قَالَ مُعَاذٌ: وَهُمْ بِالشَّأْمِ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: هَذَا مَالِكٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذًا يَقُولُ: وَهُمْ بِالشَّأْمِ.

ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یزید بن جابر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمیر بن ہانی نے بیان کیا اور انہوں نے معاویہ بن ابی سفیان سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ آپ فرما رہے تھے کہ میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ ایسا موجود رہے گا جو اللہ تعالیٰ کی شریعت پر قائم رہے گا، انہیں ذلیل کرنے کی کوشش کرنے والے اور اسی طرح ان کی مخالفت کرنے والے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے، یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اور وہ اسی حالت پر رہیں گے۔ عمیر نے بیان کیا کہ اس پر مالک بن یخامر نے کہا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ ہمارے زمانے میں یہ لوگ شام میں ہیں۔ امیر معاویہ نے کہا کہ دیکھو یہ مالک بن یخامر یہاں موجود ہیں، جو کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے معاذ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ یہ لوگ شام کے ملک میں ہیں۔

قولہ "أُمَّةٌ قَائِمَةٌ" امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا ہے اس سے مراد اہل علم کی جماعت ہے، امام احمد رحمہ اللہ نے کہا ہے اس سے مراد اہل حدیث ہیں، بعض کے نزدیک اس سے مراد مجاہدین ہیں، اور یہ تمام مراد ہو سکتے ہیں، اور یہ ضروری نہیں کہ یہ ایک جگہ پر جمع ہوں، بلکہ زمین کے اطراف واکناف میں متفرق بھی ہو سکتے ہیں، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو عام سمجھا ہے کہ ہم شام میں ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ عراق میں ہیں، اور ہم حق پر ہیں۔

کیونکہ طائفہ منصورۃ شام میں ہوگا حالانکہ اس حدیث سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ جماعت اخیر تک شام میں ہی رہے گی، بلکہ مراد یہ ہے کہ اخیر زمانہ میں وہ شام میں ہوں گے، آج کل تو وہاں دھریہ قسم کے لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔

۳٦٤٢: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا شَبِيبُ بْنُ غَرْقَدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَيَّ يتحدثون عَنْ عُرْوَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَعْطَاهُ دِينَارًا يَشْتَرِي لَهُ بِهِ شَاةً، فَاشْتَرَى لَهُ بِهِ شَاتَيْنِ، فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا بِدِينَارٍ، وَجَاءَهُ بِدِينَارٍ وَشَاةٍ، فَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ فِي

بَيْعِهِ، وَكَانَ لَوِ اشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ فِيهِ»، قَالَ سُفْيَانُ: كَانَ الحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ جَاءَنَا بِهَذَا الحَدِيثِ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعَهُ شَبِيبٌ مِنْ عُرْوَةَ فَأَتَيْتُهُ، فَقَالَ شَبِيبٌ إِنِّي لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ عُرْوَةَ، قَالَ سَمِعْتُ الحَيَّ يُخْبِرُونَهُ عَنْهُ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، کہا ہم سے شبیب بن غرقدہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے قبیلہ کے لوگوں سے سنا تھا، وہ لوگ عروہ سے نقل کرتے تھے (جو ابوالجعد کے بیٹے اور صحابی تھے) کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں ایک دینار دیا کہ وہ اس کی ایک بکری خرید کر لے آئیں۔ انہوں نے اس دینار سے دو بکریاں خریدیں، پھر ایک بکری کو ایک دینار میں بیچ کر دینار بھی واپس کر دیا۔ اور بکری بھی پیش کر دی۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر ان کی تجارت میں برکت کی دعا فرمائی۔ پھر تو ان کا یہ حال ہوا کہ اگر مٹی بھی خریدتے تو اس میں انہیں نفع ہو جاتا۔ سفیان نے کہا کہ حسن بن عمارہ نے ہمیں یہ حدیث پہنچائی تھی شبیب بن غرقدہ سے۔ حسن بن عمارہ نے کہا کہ شبیب نے یہ حدیث خود عروہ رضی اللہ عنہ سے سنی تھی۔ چنانچہ میں شبیب کی خدمت میں گیا تو انہوں نے بتایا کہ میں نے یہ حدیث خود عروہ سے نہیں سنی تھی۔ البتہ میں نے اپنے قبیلہ کے لوگوں کو ان کے حوالے سے بیان کرتے سنا تھا۔

شرح بخاری

قولہ "سَمِعْتُ الحَيَّ" عروہ سے مراد عروہ بن جعد بارقی ہے، اور قبیلے سے مراد بارق کی طرف منسوب قبیلہ ہے، اس قبیلہ کی جہالت کی وجہ سے یہ حدیث متصل نہیں ہے، کیونکہ اسے شبیب، الحی سے روایت کرتا ہے، اس لیے کہتے ہیں بخاری حدیث کے اس جزء کو استطراداً اور تبعاً لائے ہیں اصل مقصود بخاری کے نزدیک دوسرے جزء کو بیان کرنا ہے، اور اس میں شبیب نے عروہ بارقی سے سننے کی صراحت کی ہے، اور ان احادیث کی ترجمہ باب کے ساتھ مناسبت واضح ہے کہ جیسے آپ نے خبر دی ہے ویسے ہی واقع ہوا ہے اور یہ آپ کی علامات نبوت سے ہے۔

٣٦٤٣: وَلَكِنْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «الخَيْرُ مَعْقُودٌ بِنَوَاصِي الخَيْلِ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ» قَالَ: وَقَدْ رَأَيْتُ فِي دَارِهِ سَبْعِينَ فَرَسًا قَالَ سُفْيَانُ يَشْتَرِي لَهُ شَاةً كَأَنَّهَا أُضْحِيَةٌ۔

البتہ یہ دوسری حدیث خود میں نے عروہ رضی اللہ عنہ سے سنی ہے، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا خیر اور بھلائی گھوڑوں کی پیشانی کے ساتھ قیامت تک کے لیے بندھی ہوئی ہے، شبیب نے کہا کہ میں نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں ستر گھوڑے دیکھے۔ سفیان نے کہا کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کے لیے بکری خریدی تھی۔ شاید وہ قربانی کے لیے ہو گی۔

٣٦٤٤: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الخَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا الخَيْرُ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عبداللہ نے بیان کیا، انہیں نافع نے خبردی اور انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ خیر وبرکت قیامت تک کے لیے باندھ دی گئی ہے۔

٣٦٤٥: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ۔

ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابوالتیاح نے بیان کیا، اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ برکت باندھ دی گئی ہے۔

٣٦٤٦: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ وَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا مِنَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٍ وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ أَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَهَا كَانَ ذَلِكَ لَهُ حَسَنَاتٍ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَسِتْرًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللهِ فِي رِقَابِهَا وَظُهُورِهَا فَهِيَ لَهُ كَذَلِكَ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَنِوَاءً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ وِزْرٌ وَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهَا إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے ابوصالح سمان نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھوڑے تین آدمیوں کے لیے ہیں۔ ایک کے لیے تو وہ باعث ثواب ہیں اور ایک کے لیے وہ معاف یعنی مباح ہیں اور ایک کے لیے وہ وبال ہیں۔ جس کے لیے گھوڑا باعث ثواب ہے یہ وہ شخص ہے جو جہاد کے لیے اسے پالے اور چراگاہ یا باغ میں اس کی رسی کو (جس سے وہ بندھا ہوتا ہے) خوب دراز کردے تو وہ اپنے اس طول وعرض میں جو کچھ بھی چرتا ہے وہ سب اس کے مالک کے لیے نیکیاں بن جاتی ہیں اور اگر کبھی وہ اپنی رسّی تڑا کر دوڑ لے تو اس کی لید بھی مالک کے لیے باعث ثواب بن جاتی ہے اور کبھی اگر وہ کسی نہر سے گزرتے ہوئے اس میں سے پانی پی لے اگرچہ مالک کے دل میں اسے پہلے سے پانی پلانے کا خیال بھی نہ تھا، پھر

بھی گھوڑے کا پانی پینا اس کے لیے ثواب بن جاتا ہے۔ اور ایک وہ آدمی جو گھوڑے کو لوگوں کے سامنے اپنی حاجت، پردہ پوشی اور سوال سے بچے رہنے کی غرض سے پالے اور اللہ تعالیٰ کا جو حق اس کی گردن اور اس کی پیٹھ میں ہے اسے بھی وہ فراموش نہ کرے تو یہ گھوڑا اس کے لیے ایک طرح کا پردہ ہوتا ہے اور ایک شخص وہ ہے جو گھوڑے کو فخر اور دکھاوے اور اہل اسلام کی دشمنی میں پالے تو وہ اس کے لیے وبال جان ہے اور نبی کریم ﷺ سے گدھوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس جامع آیت کے سوا مجھ پر گدھوں کے بارے میں کچھ نازل نہیں ہوا کہ "جو شخص ایک ذرہ کے برابر بھی نیکی کرے گا تو اس کا بھی وہ بدلہ پائے گا اور جو شخص ایک ذرہ کے برابر بھی برائی کرے گا تو وہ اس کا بھی بدلہ پائے گا۔

٣٦٤٧: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ صَبَّحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ بُكْرَةً وَقَدْ خَرَجُوا بِالْمَسَاحِي فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ وَأَحَالُوا إِلَى الْحِصْنِ يَسْعَوْنَ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ۔



ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ خیبر میں صبح سویرے ہی پہنچ گئے۔ خیبر کے یہودی اس وقت اپنے پھاوڑے لے کر (کھیتوں میں کام کرنے کے لیے) جا رہے تھے کہ انہوں نے آپ کو دیکھا اور یہ کہتے ہوئے کہ محمد لشکر لے کر آ گئے، وہ قلعہ کی طرف بھاگے، اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھا کر فرمایا: اللہ اکبر خیبر تو برباد ہوا کہ جب ہم کسی قوم کے میدان میں (جنگ کے لیے) اتر جاتے ہیں تو پھر ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔

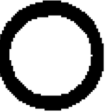
٣٦٤٨: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْفُدَيْكِ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي سَمِعْتُ مِنْكَ حَدِيثًا كَثِيرًا فَأَنْسَاهُ قَالَ ابْسُطْ رِدَاءَكَ فَبَسَطْتُ فَغَرَفَ بِيَدِهِ فِيهِ ثُمَّ قَالَ ضُمَّهُ فَضَمَمْتُهُ فَمَا نَسِيتُ حَدِيثًا بَعْدُ۔

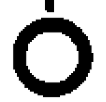
مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا مجھ سے محمد بن اسماعیل ابن ابی الفدیک نے بیان کیا، ان سے محمد بن عبدالرحمن ابن ابی ذئب نے، ان سے سعید مقبری نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ سے بہت سی احادیث اب تک سنی ہیں لیکن میں انہیں بھول جاتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی چادر پھیلاؤ، میں نے چادر پھیلا دی اور آپ نے اپنے



ہاتھ سے اس میں ایک لپ بھر کر ڈال دی اور فرمایا کہ اسے اپنے بدن سے لگالو۔ چنانچہ میں نے لگالیا اور اس کے بعد کبھی کوئی حدیث نہیں بھولا۔









٦٢- كِتَابُ فَضَائِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ

كتاب: نبی کریم ﷺ کے اصحاب کی فضیلت

١- بَابُ فَضَائِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ

باب: نبی کریم ﷺ کے صحابیوں کی فضیلت کا بیان۔

وَمَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ، أَوْ رَآهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَهُوَ مِنْ أَصْحَابِهِ

اور صحابی وہ مسلمان ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہو یا اسے آپ کا دیدار نصیب ہوا ہو۔

صحابی سے مراد وہ شخص ہے جس نے اسلام کی حالت میں نبی اکرم ﷺ کو دیکھا ہو یا اسلام کی حالت میں آپ کی صحبت اختیار کی ہو، اور اسلام پر ہی وفات پائی ہو، اس تعریف میں صحبت کی قید میں نابینا آجائے گا، اور رؤیت کی قید میں بینا آجائے گا، اگرچہ درمیان میں کوئی مرتد بھی ہوا ہو لیکن اسلام پر فوت ہوا ہے تو وہ صحابی ہوگا، صحابی ہونے کے لیے پہلی رؤیت ہی کافی ہوگی، بعض علماء نے یہ شرط بھی لگائی ہے کہ آپ کے ساتھ زیادہ دیر تک رہا ہو یا آپ کے ساتھ ایک غزوہ کیا ہو، لیکن یہ شرط اصول حدیث میں مشہور نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس پر بحث کرتے ہوئے کہا ہے کہ جس شخص نے آپ کو سن تمیز میں نہ دیکھا ہو، بلکہ سن تمیز سے پہلے دیکھا ہو، مثال کے طور پر بچپن میں آپ کے پاس لایا گیا ہو اور آپ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا ہو، یا آپ نے اسے دعا دی ہو، ایسے بچے نے آپ کو دیکھا تو ہے لیکن سن تمیز میں نہیں دیکھا، لہٰذا یہ صحابی نہیں ہوگا، سن تمیز میں دیکھا ہو تب صحابی ہوگا، کم از کم پانچ، چھ سال کا ہونا چاہیے تاکہ کچھ تمیز ہو جائے لہٰذا ایسے افراد کو صحابہ میں شمار کرنا عارضی ہوتا ہے، جنہوں نے سن تمیز میں نہ دیکھا ہو اور اصول حدیث کا یہ مسئلہ کہ مراسیل صحابہ حجت ہیں یہ اصول ایسے افراد پر جاری نہیں ہوتا جنہوں نے سن تمیز میں نہ دیکھا ہو، ان کی مرسل حجت نہیں ہوتی، جیسا کہ عبداللہ بن شداد ہے، اس نے نبی اکرم ﷺ کو سن تمیز میں نہیں دیکھا اور سماع ثابت نہیں ہے اس لیے اسے کبار تابعین سے شمار کرتے ہیں، حنفی اسے صحابی کہہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صحابی کی مرسل حجت ہوتی ہے، اکثر روایت کرنے والے، "عن عبداللہ بن شداد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کہہ دیتے ہیں کہ یہ مرسل روایت ہے، کیونکہ عبداللہ بن شداد کے بعد جابر کا واسطہ ذکر نہیں ہے، صرف ابو حنیفہ جابر کا نام ذکر کرتے ہیں، محدثین کہتے ہیں کہ یہ شاذ ہے اور جابر کا نام ذکر کرنا وہم ہے، حنفی مقلدین عبداللہ بن شداد کی مرسل کو حجت کہہ دیتے ہیں، حافظ نے کہا ہے کہ سن تمیز میں نبی اکرم ﷺ کو پانے والوں کی مرسل حجت ہوتی ہے، جبکہ عبداللہ بن شداد کبار تابعین سے ہیں اور تابعی کبیر ہو یا صغیر ہو اس کی مرسل حجت نہیں ہوتی۔

بعض لوگ دعویٰ کر دیتے ہیں کہ شروع میں سب لوگ مرسل سے استدلال کر لیتے تھے، امام شافعی نے سب سے پہلے کہا کہ مرسل حجت نہیں ہے، حالانکہ پہلے بھی اس پر اتفاق نہیں تھا جیسا کہ مقدمہ مسلم میں ہے کہ پہلے جب نبی کریم علیہ السلام کی حدیث سنائی جاتی تھی تو ہم سننے کے لیے کان دھر لیتے تھے، اب جبکہ فتنے واقع ہو گئے ہیں، تو ہم کان نہیں دھرتے جب تک کہ حدیث سنانے والے کو دیکھ پرکھ نہ لیں تو اجماع کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا۔

رہا مرسل سے استدلال کرنے کا دعویٰ، تو یہ تب تھا جبکہ کسی مسئلہ کے بارہ میں موصول حدیث نہیں ہوتی تھی، تب وہ مرسل سے استدلال کر لیتے تھے، موصول حدیث کے ہوتے ہوئے تو مرسل کو نہیں لیا جاسکتا، کیونکہ بعض کے نزدیک ضعیف روایت، قیاس سے مقدم ہوتی ہے، اس لیے وہ مرسل سے استدلال کر لیتے ہوں گے، لیکن کسی مسئلہ کے بارہ میں موصول حدیث کے ہوتے ہوئے مرسل کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

بعض حنفی مقلد کہہ دیتے ہیں کہ مرسل روایت، موصول حدیث سے بھی مقدم اور زیادہ قوی ہوتی ہے، حافظ ابن حزم نے اس کا رد کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ کہنا تو ایسے ہے، جیسا کہ کہا جائے نابینا آدمی، نظر والے سے بھی زیادہ دیکھنے والا ہے، مرسل میں ایک راوی ساقط ہو اس کے بارہ میں معلوم نہیں ہوتا کہ وہ صحابی ہے یا غیر صحابی ہے اور غیر صحابی ہونے کی صورت میں علم نہیں ہوتا کہ وہ ثقہ ہے یا غیر ثقہ ہے، ایسی جہالت کے ہوتے ہوئے مرسل حجت کیسے ہو سکتی ہے، قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا"[1] فاسق کی خبر کی تحقیق کرنے کا حکم ہے، کیونکہ اس کی خبر میں جہالت پائی جاتی ہے، کہ صحیح خبر دے رہا ہے یا غلط، لہذا قابل تحقیق کی خبر کو کیونکر مقدم کیا جاسکتا ہے، ثقہ اور عادل راوی کی خبر کی تحقیق کی ضرورت نہیں ہے، خبر دینے والا فاسق ہو تو تحقیق کی ضرورت ہوتی ہے، اور جس روایت کی سند میں راوی ساقط ہو تو ساقط کے فاسق ہونے کا احتمال ہوتا ہے، اور اگر کہا جائے کہ مرسل حجت ہے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ اگر فاسق راوی کو ذکر کر دیا جائے کہ یہ فاسق ہے تب تو حجت نہیں ہے، لیکن اگر وہ ذکر نہ ہو بلکہ گرا ہوا ہو تو حجت بن جائے، حالانکہ ساقط ہونے کی صورت میں دو علتیں جمع ہو جاتی ہیں، ایک انقطاع اور دوسرا اس کے بارہ میں جہالت کا پایا جانا کہ وہ عادل ہے یا فاسق، لہذا مرسل روایت حجت نہیں ہو سکتی۔

صحابہ کرام کے بارہ میں اجمالی بات یہ ہے کہ عشرہ مبشرہ سب سے مقدم ہیں، ان کے بعد بدری صحابہ کی فضیلت ہے، بدری صحابہ کے بعد غزوہ احد میں حاضر ہونے والوں کا مقام ہے، اس کے بعد فتح مکہ سے پہلے اسلام لانے والوں کا مقام و مرتبہ ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے "لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ"[2]

بعض احادیث میں آتا ہے کہ ایسا زمانہ آئے گا جس میں عمل کرنے والوں کا اجر تم سے کئی گنا زیادہ ہو گا تو اس سے عمل کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، بندوں کا افضل ہونا ثابت نہیں ہوتا، ایسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں کہ عمل کا اجر بڑھا دیا

---

1. الحجرات:٦
2. الحدید:١٠

جائے، ورنہ صحابہ کرام کی رؤیت اور صحبت کی فضیلت کے برابر کوئی عمل نہیں ہو سکتا، آپ کا زمانہ خیر القرون ہے، اور آپ کے دیدار کی سعادت حاصل کرنے والے صحابہ کرام جہنم کی آگ سے آزاد ہیں "لا تمسّ النّارُ مسلمًا رآني أو رأى من رآني"[1]

٣٦٤٩: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيَقُولُونَ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک زمانہ آئے گا کہ اہل اسلام کی جماعتیں جہاد کریں گی تو ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تمہارے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے کوئی صحابی بھی ہیں؟ وہ کہیں گے کہ ہاں ہیں۔ تب ان کی فتح ہوگی۔ پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مسلمانوں کی جماعتیں جہاد کریں گی اور اس موقع پر یہ پوچھا جائے گا کہ یہاں رسول اللہ ﷺ کے صحابی کی صحبت اٹھانے والے (تابعی) بھی موجود ہیں؟ جواب ہوگا کہ ہاں ہیں اور ان کے ذریعہ فتح کی دعا مانگی جائے گی، اس کے بعد ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسلمانوں کی جماعتیں جہاد کریں گی اور اس وقت سوال اٹھے گا کہ کیا یہاں کوئی بزرگ ایسے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے شاگردوں میں سے کسی بزرگ کی صحبت میں رہے ہوں؟ جواب ہوگا کہ ہاں ہیں، تو ان کے ذریعہ فتح کی دعا مانگی جائے گی پھر ان کی فتح ہوگی۔





٣٦٥٠: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ سَمِعْتُ زَهْدَمَ بْنَ مُضَرِّبٍ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ فَلَا أَدْرِي أَذَكَرَ بَعْدَ قَرْنِهِ قَرْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ إِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ وَيَنْذُرُونَ وَلَا يَفُونَ وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ۔

---

[1] سنن ترمذی: ٣٨٥٨

مجھ سے اسحق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم سے نضر نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں ابو جمرہ نے، کہا میں نے زہدم بن مضرب سے سنا، کہا کہ میں نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کا سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر ان لوگوں کا جو اس زمانہ کے بعد آئیں گے۔ پھر ان لوگوں کا جو اس زمانہ کے بعد آئیں گے، حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے دور کے بعد دو زمانوں کا ذکر کیا یا تین کا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تمہارے بعد ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو بغیر کہے گواہی دینے کے لیے تیار ہو جایا کرے گی اور ان میں خیانت اور چوری اتنی عام ہو جائے گی کہ ان پر کسی قسم کا بھروسہ باقی نہیں رہے گا۔ اور نذریں مانیں گے لیکن انہیں پورا نہیں کریں گے (حرام مال کھا کھا کر) ان پر موٹاپا عام ہو جائے گا۔

نبی کریم ﷺ کا قرن آپ کی وفات سے ختم ہو گیا تھا، اس کے بعد "الَّذِينَ يَلُونَ" سے مراد صحابہ کرام ہیں، اور سب سے آخر میں فوت ہونے والے صحابی کا نام ابو الطفیل عامر بن واثلۃ اللیثی ہے جو ۱۱۰ ہجری میں فوت ہوئے ہیں، آگے تابعین کا دور صحابہ کرام کے دور میں ہی شروع ہو گیا تھا، اور ان کا دور ایک سو اسی ہجری تک جاتا ہے، اس کے بعد تبع تابعین کا دور ہے جو دو سو بیس ہجری پر ختم ہو جاتا ہے اس کے بعد فتنے شروع ہو گئے جیسا کہ خلق قرآن یا متعدد دیگر فتنے ہیں۔

قولہ "يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ" یہاں گواہی دینے کی مذمت کی گئی ہے جب کہ دوسری حدیث میں آتا ہے کہ بہتر گواہ وہ ہے جو خود گواہی دے، تطبیق یہ ہے جہاں مذمت کی گئی ہے وہاں جھوٹی گواہی دینا مراد ہے، اور جہاں گواہی دینے کو بہتر کہا گیا ہے وہاں سچی گواہی دینا مراد ہے۔

٣٦٥١: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَكَانُوا يَضْرِبُونَنَا عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ وَنَحْنُ صِغَارٌ۔

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے عبیدہ بن قیس سلمانی نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بہترین زمانہ میرا ہے۔ پھر ان لوگوں کا جو اس زمانہ کے بعد آئیں گے پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد آئیں گے۔ اس کے بعد ایک ایسی قوم پیدا ہوگی کہ گواہی دینے سے پہلے قسم ان کی زبان پر آجایا کرے گی اور قسم کھانے سے پہلے گواہی ان کی زبان پر آجایا کرے گی۔ ابراہیم نے بیان کیا کہ جب ہم چھوٹے تھے تو گواہی اور عہد (کے الفاظ زبان پر لانے) کی وجہ سے ہمارے بڑے بزرگ ہم کو مارا کرتے تھے۔

قولہ "كَانُوا يَضْرِبُونَنَا عَلَى الشَّهَادَةِ" اس حدیث میں عہد سے مراد قسمیں اٹھانا ہے، یعنی ہمارے بزرگ ہمیں گواہی دینے اور قسمیں اٹھانے پر سزا دیا کرتے تھے، تاکہ بچے بچپن میں گواہی دینے اور قسمیں اٹھانے کو عادت نہ بنا

ہیں۔

۲۔ بَابُ مَنَاقِبِ المُهَاجِرِينَ وَفَضْلِهِمْ

باب: مہاجرین کے مناقب اور فضائل کا بیان۔

مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي قُحَافَةَ التَّيْمِيُّ، وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {لِلْفُقَرَاءِ المُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ} [الحشر: ٨] وَقَالَ اللهُ: {إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللهُ} إِلَى قَوْلِهِ {إِنَّ اللهَ مَعَنَا} [التوبة: ٤٠] «قَالَتْ عَائِشَةُ: وَأَبُو سَعِيدٍ، وَابْنُ عَبَّاسٍ: «وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الغَارِ».

ان میں سر فہرست ابو بکر عبد اللہ بن ابو قحافہ تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "ان نادار مہاجرین کا خاص حق ہے جو اپنے گھروں اور جائیدادوں سے بے دخل کیے گئے۔ وہ صرف اللہ کا فضل اور اس کو رضا چاہتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرتے ہیں۔ یہ لوگ سچے ہیں۔"

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر تم ان (محمد ﷺ) کی مدد نہیں کرو گے تو (اس سے پہلے) اللہ نے ان کی مدد کی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ (ہجرت کے وقت) نبی کریم ﷺ کے ساتھ غار میں رہے تھے۔

قولہ "مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي قُحَافَةَ التَّيْمِيُّ" اس بات پر تمام اہل سنت کا اجماع ہے کہ ابو بکر صدیق تمام صحابہ کرام سے بلکہ ساری امت مسلمہ سے افضل ہیں، زیدی شیعہ حضرت علی کو افضل کہتے ہیں، شاہ عبدالعزیز نے اپنی کتاب "سر التفضیل" میں کہا ہے کہ فضیلت کی دو قسمیں ہیں، جزائی اور اختصاصی، جزائی فضیلت کے متعلق "خیر" اور "أفضل" کا لفظ آتا ہے، اور دوسری قسم کے متعلق "سید" کا لفظ اور کبھی "أحب" کا لفظ آتا ہے، اور ان میں کوئی تعارض نہیں ہے کہ جزائی فضیلت ابو بکر صدیق کو حاصل ہے، اور اختصاصی فضیلت حضرت علی کے لیے ہو سکتی ہے۔ کیونکہ آپ کو ان سے بھی محبت تھی۔

٣٦٥٢: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ البَرَاءِ قَالَ اشْتَرَى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ عَازِبٍ رَحْلًا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ دِرْهَمًا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعَازِبٍ مُرِ البَرَاءَ فَلْيَحْمِلْ إِلَيَّ رَحْلِي فَقَالَ عَازِبٌ لَا حَتَّى تُحَدِّثَنَا كَيْفَ صَنَعْتَ أَنْتَ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَرَجْتُمَا مِنْ مَكَّةَ وَالمُشْرِكُونَ يَطْلُبُونَكُمْ قَالَ ارْتَحَلْنَا مِنْ مَكَّةَ فَأَحْيَيْنَا أَوْ سَرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَيَوْمَنَا حَتَّى أَظْهَرْنَا وَقَامَ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ فَرَمَيْتُ بِبَصَرِي هَلْ أَرَى مِنْ ظِلٍّ فَآوِيَ إِلَيْهِ فَإِذَا صَخْرَةٌ أَتَيْتُهَا فَنَظَرْتُ بَقِيَّةَ ظِلٍّ لَهَا فَسَوَّيْتُهُ ثُمَّ فَرَشْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ ثُمَّ قُلْتُ لَهُ اضْطَجِعْ يَا نَبِيَّ اللهِ فَاضْطَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ ثُمَّ انطَلَقْتُ أَنْظُرُ مَا حَوْلِي هَلْ أَرَى مِنَ الطَّلَبِ أَحَدًا فَإِذَا أَنَا بِرَاعِي غَنَمٍ يَسُوقُ غَنَمَهُ إِلَى الصَّخْرَةِ يُرِيدُ مِنْهَا الَّذِي أَرَدْنَا فَسَأَلْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلَامُ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهُ فَعَرَفْتُهُ فَقُلْتُ هَلْ فِي غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَهَلْ أَنْتَ حَالِبٌ لَنَا قَالَ نَعَمْ فَأَمَرْتُهُ فَاعْتَقَلَ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَنْفُضَ ضَرْعَهَا مِنَ الْغُبَارِ ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَنْفُضَ كَفَّيْهِ فَقَالَ هَكَذَا ضَرَبَ إِحْدَى كَفَّيْهِ بِالْأُخْرَى فَحَلَبَ لِي كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ وَقَدْ جَعَلْتُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِدَاوَةً عَلَى فَمِهَا خِرْقَةٌ فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَافَقْتُهُ قَدِ اسْتَيْقَظَ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللهِ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ ثُمَّ قُلْتُ قَدْ آنَ الرَّحِيلُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ بَلَى فَارْتَحَلْنَا وَالْقَوْمُ يَطْلُبُونَنَا فَلَمْ يُدْرِكْنَا أَحَدٌ مِنْهُمْ غَيْرُ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ عَلَى فَرَسٍ لَهُ فَقُلْتُ هَذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقَنَا يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللهَ مَعَنَا۔

ہم سے عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابواسحٰق نے اور ان سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (ان کے والد) حضرت عازب رضی اللہ عنہ سے ایک پالان تیرہ درہم میں خریدا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عازب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ براء (اپنے بیٹے) سے کہو کہ وہ میرے گھر یہ پالان اٹھا کر پہنچادیں اس پر حضرت عازب رضی اللہ عنہ نے کہا یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک آپ وہ واقعہ بیان نہ کریں کہ آپ اور رسول اللہ ﷺ (مکہ سے ہجرت کرنے کے لیے) کس طرح نکلے تھے حالانکہ مشرکین آپ دونوں کو تلاش بھی کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ مکہ سے نکلنے کے بعد ہم رات بھر چلتے رہے اور دن میں بھی سفر جاری رکھا۔ لیکن جب دوپہر ہوگئی تو میں نے چاروں طرف نظر دوڑائی کہ کہیں کوئی سایہ نظر آجائے اور ہم اس میں کچھ آرام کرسکیں۔ آخر ایک چٹان دکھائی دی اور میں نے اس کے پاس پہنچ کر دیکھا کہ سایہ ہے۔ پھر میں نے نبی کریم ﷺ کے لیے ایک فرش وہاں بچھا دیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ اب آرام فرمائیں۔ چنانچہ آپ لیٹ گئے۔ پھر میں چاروں طرف دیکھتا ہوا نکلا کہ کہیں لوگ ہماری تلاش میں نہ آئے ہوں۔ پھر مجھ کو بکریوں کا ایک چرواہا دکھائی دیا جو اپنی بکریاں ہانکتا ہوا اسی چٹان کی طرف آرہا تھا۔ وہ بھی ہماری طرح سایہ کی تلاش میں تھا۔ میں نے بڑھ کر اس سے پوچھا کہ لڑکے توکس کا غلام ہے۔ اس نے قریش کے ایک شخص کا نام لیا تو میں نے اسے پہچان لیا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا: کیا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے۔ اس نے کہا جی ہاں۔ میں نے کہا: کیا تم دودھ دوہ سکتے ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ چنانچہ میں نے اس سے کہا اور اس نے اپنے ریوڑ کی ایک بکری باندھ دی۔ پھر میرے کہنے پر اس نے اس کے تھن کے غبار کو جھاڑا۔ اب میں نے کہا کہ اپنا ہاتھ بھی جھاڑ لے۔ اس نے یوں اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا اور میرے لیے تھوڑا سا دودھ دوہا۔ آنحضرت ﷺ کے لیے ایک برتن میں نے پہلے ہی

سے ساتھ لے لیا تھا اور اس کے منہ کو کپڑے سے بند کر دیا تھا (اس میں ٹھنڈا پانی تھا) پھر میں نے دودھ پر وہ پانی (ٹھنڈا کرنے کے لیے) ڈالا اتنا کہ وہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا تو اسے آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ آپ بھی بیدار ہو چکے تھے۔ میں نے عرض کیا: دودھ پی لیجئے۔ آپ نے اتنا پیا کہ مجھے خوشی حاصل ہو گئی، پھر میں نے عرض کیا کہ اب کوچ کا وقت ہو گیا ہے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے، چلو۔ چنانچہ ہم آگے بڑھے اور مکہ والے ہماری تلاش میں تھے لیکن سراقہ بن مالک بن جعشم کے سوا ہم کو کسی نے نہیں پایا، وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا، میں نے اسے دیکھتے ہی کہا کہ یا رسول اللہ! ہمارا پیچھا کرنے والا دشمن ہمارے قریب آپہنچا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: فکر نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

قولہ "ارْتَحَلْنَا مِنْ مَكَّةَ" اس بات کو شیعہ بھی مانتے ہیں کہ ہجرت کی رات ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ تھے، کفار مکہ نے نبی اکرم ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قتل پر انعام رکھا ہوا تھا۔

قولہ "فَقَالَ عَازِبٌ لَا" یہاں ذکر ہے کہ حضرت عازب نے کجاوہ لے جانے سے پہلے ہجرت کی حدیث سننے کا مطالبہ کیا تھا، دوسری حدیث میں آتا ہے کہ کجاوہ لے جاتے ہوئے راستے میں یہ حدیث سنائی تھی تو مطلب یہ ہے سنانے کا وعدہ پہلے کر لیا، اور چلتے ہوئے راستے میں سناتے گئے۔

٣٦٥٣: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا فِي الْغَارِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ لَأَبْصَرَنَا فَقَالَ مَا ظَنُّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اللهُ ثَالِثُهُمَا۔

ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے ثابت نے، ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم غار ثور میں چھپے تھے تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اگر مشرکین کے کسی آدمی نے اپنے قدموں پر نظر ڈالی تو وہ ضرور ہم کو دیکھ لے گا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر! ان دو کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔

٣- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «سُدُّوا الأَبْوَابَ، إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ

باب: نبی کریم ﷺ کا حکم فرمانا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کو چھوڑ کر (مسجد نبوی کی طرف کے) تمام دروازے بند کر دیئے جائیں۔

قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس حدیث کو نبی کریم ﷺ سے بیان کیا ہے۔

٣٦٥٤۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ وَقَالَ إِنَّ اللهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ

ذَٰلِكَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَ اللهِ قَالَ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ فَعَجِبْنَا لِبُكَائِهِ أَنْ يُخْبِرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خُيِّرَ فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبَا بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا غَيْرَ رَبِّي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ۔

مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعامر نے بیان کیا، ان سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سالم ابوالنضر نے بیان کیا، ان سے بسر بن سعید نے اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا میں اور جو کچھ اللہ کے پاس آخرت میں ہے ان دونوں میں سے کسی ایک کا اختیار دیا تو اس بندے نے اختیار کر لیا جو اللہ کے پاس تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ ابوسعید کہتے ہیں کہ ہم کو ان کے رونے پر حیرت ہوئی کہ آنحضرت ﷺ تو کسی بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں جسے اختیار دیا گیا تھا، لیکن بات یہ تھی کہ خود آنحضرت ﷺ ہی وہ بندے تھے جنہیں اختیار دیا گیا تھا اور (واقعتا) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اپنی صحبت اور مال کے ذریعہ مجھ پر ابوبکر کا سب سے زیادہ احسان ہے اور اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو جانی دوست بنا سکتا تو ابوبکر کو بناتا۔ لیکن اسلام کا بھائی چارہ اور اسلام کی محبت ان سے کافی ہے۔ دیکھو مسجد کی طرف تمام دروازے (جو صحابہ کے گھروں کی طرف کھلتے تھے) سب بند کر دیئے جائیں۔ صرف ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دروازہ رہنے دیا جائے۔

قولہ "إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ" بعض علماء کے نزدیک اس باب سے مراد خلافت ہے، یعنی ابوبکر صدیق کے علاوہ کوئی خلافت کی طمع نہ کرے، اور بعض باب کا معنی خوخہ کا کرتے ہیں، کیونکہ آپ نے مسجد نبوی میں کھلنے والے دروازے پہلے بند کرا دیئے تھے، اس کے بعد لوگوں نے کھڑکیاں کھول لی تھیں، اب آپ نے سوائے ابوبکر صدیق کی کھڑکی کے سب کھڑکیاں بند کرنے کا حکم دیدیا[1]۔ اور یہ بھی ان کی خلافت کی طرف اشارہ تھا کہ ابوبکر صدیق میرے بعد خلیفہ ہوگا اور اسے بروقت جماعت کرانے کے لیے مسجد میں آنا ہوگا لہٰذا اس کی کھڑکی کھلی رہنے دو، "خوخة" وہ ہوتا ہے جس میں دہلیز نہ ہو، اسے مجازاً "باب" کہا گیا ہے۔

۴- بَابُ فَضْلِ أَبِي بَكْرٍ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ

باب: نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دوسرے صحابہ پر فضیلت کا

[1] صحیح بخاری: ۳۹۰۴، صحیح مسلم (۲) ۲۳۸۲

بیان۔

٣٦٥٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُخَيِّرُ أَبَا بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ ہی میں جب ہمیں صحابہ کے درمیان انتخاب کے لیے کہا جاتا تو سب میں افضل اور بہتر ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو قرار دیتے، پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو۔

٥۔ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا».

باب: فرمان مبارک کہ اگر میں کسی کو جانی دوست بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔

قَالَهُ أَبُو سَعِيدٍ

ان الفاظ کو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے۔

٣٦٥٦: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلَكِنْ أَخِي وَصَاحِبِي۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے ایوب نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر میں اپنی امت کے کسی فرد کو اپنا جانی دوست بنا سکتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن وہ میرے دینی بھائی اور میرے دوست ہیں۔

٣٦٥٧: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ التَّبُوذَكِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ وَقَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُهُ خَلِيلًا وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ.

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ مِثْلَهُ.

ہم سے معلیٰ بن اسد اور موسیٰ نے بیان کیا' کہا کہ ہم سے وہیب نے بیان کیا' ان سے ایوب نے (یہی روایت) کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو جانی دوست بنا سکتا تو ابوبکر کو بناتا۔ لیکن اسلام کا بھائی چارہ کیا کم ہے۔

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے ایوب نے ایسی ہی حدیث بیان کی۔

٣٦٥٨: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي

مُلَيْكَةَ قَالَ كَتَبَ أَهْلُ الْكُوفَةِ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ فِي الْجَدِّ فَقَالَ أَمَّا الَّذِي قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ خَلِيلًا لَا تَّخَذْتُهُ أَنْزَلَهُ أَبًا يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم کو حماد بن زید نے خبر دی، انہیں ایوب نے، ان سے عبداللہ بن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ کوفہ والوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دادا (کی میراث کے سلسلے میں) سوال لکھا تو آپ نے انہیں جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: اگر اس امت میں کسی کو میں اپنا جانی دوست بنا سکتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔ (وہی) ابو بکر رضی اللہ عنہ یہ فرماتے تھے کہ دادا باپ کی طرح ہے (یعنی جب میت کا باپ زندہ نہ ہو تو باپ کا حصہ دادا کی طرف لوٹ جائے گا۔ یعنی باپ کی جگہ دادا وارث ہوگا)

٣٦٥٩: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ قَالَا حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ قَالَتْ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ كَأَنَّهَا تَقُولُ الْمَوْتَ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ۔

ہم سے حمیدی اور محمد بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی تو آپ نے ان سے فرمایا کہ پھر آئیو۔ اس نے کہا: اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ گویا وہ وفات کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم مجھے نہ پاسکو تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس چلی آنا۔

٣٦٦٠: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الطَّيِّبِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُجَالِدٍ حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ وَبَرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمَّارًا يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا مَعَهُ إِلَّا خَمْسَةُ أَعْبُدٍ وَامْرَأَتَانِ وَأَبُو بَكْرٍ۔

ہم سے احمد بن ابی طیب نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابی مجالد نے بیان کیا، ان سے بیان بن بشر نے کہا، ان سے وبرہ بن عبدالرحمن نے، ان سے ہمام نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت دیکھا ہے جب آپ کے ساتھ (اسلام لانے والوں میں صرف) پانچ غلام، دو عورتوں اور ابو بکر رضی اللہ عنہم کے سوا اور کوئی نہ تھا۔

پانچ غلاموں سے مراد بلال بن ابی رباح، زید بن حارثہ، عامر بن فہیرہ، ابو فکیہہ اور عبید بن زید حبشی ہیں، اور عورتیں حضرت خدیجہ اور ام ایمن یا سمیہ ہیں۔

٣٦٦١: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عَائِذِ اللهِ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ آخِذًا بِطَرَفِ ثَوْبِهِ حَتَّى أَبْدَى عَنْ

رُكْبَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا صَاحِبُكُمْ فَقَدْ غَامَرَ فَسَلَّمَ وَقَالَ إِنِّي كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ ابْنِ الْخَطَّابِ شَيْءٌ فَأَسْرَعْتُ إِلَيْهِ ثُمَّ نَدِمْتُ فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَغْفِرَ لِي فَأَبَى عَلَيَّ فَأَقْبَلْتُ إِلَيْكَ فَقَالَ يَغْفِرُ اللهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ ثَلَاثًا ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ نَدِمَ فَأَتَى مَنْزِلَ أَبِي بَكْرٍ فَسَأَلَ أَثَمَّ أَبُو بَكْرٍ فَقَالُوا لَا فَأَتَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ فَجَعَلَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَعَّرُ حَتَّى أَشْفَقَ أَبُو بَكْرٍ فَجَثَا عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ وَاللهِ أَنَا كُنْتُ أَظْلَمَ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ صَدَقَ وَوَاسَانِي بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوا لِي صَاحِبِي مَرَّتَيْنِ فَمَا أُوذِيَ بَعْدَهَا۔

مجھ سے ہشام بن عمار نے بیان کیا، کہا ہم سے صدقہ بن خالد نے بیان کیا، ان سے زید بن واقد نے بیان کیا، ان سے بسر بن عبید اللہ نے، ان سے عائذ اللہ ابوادریس نے اور ان سے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کا کنارہ پکڑے ہوئے، گھٹنا کھولے ہوئے آئے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا: معلوم ہوتا ہے تمہارے دوست کسی سے لڑکر آئے ہیں۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حاضر ہوکر سلام کیا اور عرض کیا یارسول اللہ! میرے اور عمر بن خطاب کے درمیان کچھ تکرار ہوگئی تھی اور اس سلسلے میں میں نے جلدی میں ان کو سخت لفظ کہہ دیئے لیکن بعد میں مجھے سخت ندامت ہوئی تو میں نے ان سے معافی چاہی، اب وہ مجھے معاف کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اسی لیے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! تمہیں اللہ معاف کرے۔ تین مرتبہ آپ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی ندامت ہوئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور پوچھا کیا ابوبکر گھر پر موجود ہیں؟ معلوم ہوا کہ نہیں تو آپ بھی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے سلام کیا۔ نبی ﷺ کا چہرہ مبارک غصہ سے بدل گیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ڈر گئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کرنے لگے، یارسول اللہ! اللہ کی قسم زیادتی میری ہی طرف سے تھی۔ دومرتبہ یہ جملہ کہا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ نے مجھے تمہاری طرف نبی بناکر بھیجا۔ اور تم لوگوں نے مجھ سے کہا تھا کہ تم جھوٹ بولتے ہو لیکن ابوبکر نے کہا تھا کہ آپ سچے ہیں اور اپنی جان ومال کے ذریعہ انہوں نے میری مدد کی تھی تو کیا تم لوگ میرے دوست کو ستانا چھوڑتے ہو یا نہیں؟ آپ نے دو دفعہ یہی فرمایا: آپ کے یہ فرمانے کے بعد پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کسی نے نہیں ستایا۔


شرح بخاری



قولہ "أَمَّا صَاحِبُكُمْ فَقَدْ غَامَرَ، أي سبق بالخير" اصل میں غَامَرَ کا معنیٰ ہے کسی چیز میں داخل ہونا، اور جھگڑا کرنا، حضرت ابوبکر صدیق پہلے تو حضرت عمر فاروق کے پاس معذرت کے لیے گئے تھے، جب حضرت عمر فاروق نے دروازہ بند کر لیا تو پھر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، تو نبی کریم ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا یہ کسی سے جھگڑ کر آئے

ہیں، اتنے میں حضرت عمر بھی آپ کے پاس آگئے تو آپ نے فرمایا "هَلْ أَنتُمْ تَارِكُوا لِي صَاحِبِي" آپ ناراض ہوئے تو ابو بکر صدیق نے کہا اے اللہ کے رسول، میری غلطی تھی، تاکہ آپ حضرت عمر پر ناراض نہ ہوں۔

٣٦٦٢: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ قَالَ خَالِدٌ الْحَذَّاءُ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السُّلَاسِلِ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ فَقُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ فَقَالَ أَبُوهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَعَدَّ رِجَالًا۔

ہم سے معلّیٰ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن مختار نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد حذاء نے، کہا ہم سے ابو عثمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں غزوہ ذات السلاسل کے لیے بھیجا (عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے پوچھا کہ سب سے زیادہ محبت آپ کو کس سے ہے؟ آپ نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے میں نے پوچھا، اور مردوں میں؟ فرمایا کہ اس کے باپ سے، میں نے پوچھا، اس کے بعد؟ فرمایا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے۔ اس طرح آپ نے کئی آدمیوں کے نام لیے۔

"أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ" نبی اکرم ﷺ نے ذات السلاسل کے لشکر میں عمرو بن عاص کو امیر بنایا تھا، حالانکہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما جیسی شخصیات بھی موجود تھیں، اس نے سمجھا، شاید مجھ سے آپ کو زیادہ محبت ہے، اس لیے یہ سوال کر لیا، اور انہیں امیر بنانے کی وجہ یہ تھی کہ یہ اس علاقے کے زیادہ واقف تھے۔

قولہ "ثُمَّ مَنْ" پھر یہ سوال کرنے سے خاموش ہو گئے تاکہ ایسا نہ ہو کہ میرا نام اخیر میں آجائے۔

٣٦٦٣: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَمَا رَاعٍ فِي غَنَمِهِ عَدَا عَلَيْهِ الذِّئْبُ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِي فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الذِّئْبُ فَقَالَ مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِي وَبَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا فَالْتَفَتَتْ إِلَيْهِ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَتْ إِنِّي لَمْ أُخْلَقْ لِهَذَا وَلَكِنِّي خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ قَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أُومِنُ بِذَلِكَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ بھیڑیا آگیا اور ریوڑ سے ایک بکری اٹھا کر لے جانے لگا۔ چرواہے نے اس سے بکری چھڑانی چاہی تو بھیڑیا بول پڑا۔ درندوں والے دن

میں اس کی رکھوالی کرنے والا کون ہوگا جس دن میرے سوا اور کوئی چرواہا نہ ہوگا۔ اسی طرح ایک شخص بیل کو اس پر سوار ہوکر لیے جارہا تھا، بیل اس کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا کہ میری پیدائش اس کے لیے نہیں ہوئی ہے۔ میں تو کھیتی باڑی کے کاموں کے لیے پیدا کیا گیا ہوں۔ وہ شخص بول پڑا۔ سبحان اللہ! (جانور اور انسانوں کی طرح باتیں کرے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ان واقعات پر ایمان لاتا ہوں اور ابو بکر اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما بھی۔

٣٦٦٤: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلِيبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ بِهَا ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللهُ يَغْفِرُ لَهُ ضَعْفَهُ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَأَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبردی، انہیں یونس نے، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو ابن المسیب نے خبردی اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ میں سورہا تھا کہ خواب میں میں نے اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا جس پر ڈول تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جتنا چاہا میں نے اس ڈول سے پانی کھینچا، پھر اسے ابن ابی قحافہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے لے لیا اور انہوں نے ایک یا دو ڈول کھینچے، ان کے کھینچنے میں کچھ کمزوری سی معلوم ہوئی اللہ ان کی اس کمزوری کو معاف فرمائے۔ پھر اس ڈول نے ایک بہت بڑے ڈول کی صورت اختیار کرلی اور اسے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ میں نے ایسا شہ زور پہلوان آدمی نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح ڈول کھینچ سکتا۔ انہوں نے اتنا پانی نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو حوض سے سیراب کرلیا۔



قولہ "وَاللهُ يَغْفِرُ لَهُ" یہ "يَغْفِرُ لَهُ" کہنا ایک محاورہ تھا، اور یہ ضعف بھی مدت حکومت کم ہونے کی بنا پر تھا۔

٣٦٦٥: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ ثَوْبِي يَسْتَرْخِي إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذَلِكَ مِنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذَلِكَ خُيَلَاءَ قَالَ مُوسَى فَقُلْتُ لِسَالِمٍ أَذَكَرَ عَبْدُ اللهِ مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ قَالَ لَمْ أَسْمَعْهُ ذَكَرَ إِلَّا ثَوْبَهُ۔







ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبردی، کہا ہم کو موسیٰ بن عقبہ نے خبردی، انہیں سالم بن عبداللہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا جو شخص اپنا کپڑا (پاجامہ یا تہبند وغیرہ) تکبر اور غرور کی وجہ سے زمین پر گھسیٹتا چلے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا بھی نہیں، اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے کپڑے کا ایک حصہ لٹک جایا کرتا ہے۔ البتہ اگر میں پوری طرح خیال رکھوں تو وہ نہیں لٹک سکے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آپ تو ایسا تکبر کے خیال سے نہیں کرتے (اس لیے آپ اس حکم میں داخل نہیں ہیں) موسیٰ نے کہا کہ میں نے سالم سے پوچھا، کیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس حدیث میں یہ فرمایا تھا کہ جو اپنی ازار کو گھسیٹتے ہوئے چلے، تو انہوں نے کہا کہ میں نے تو ان سے یہی سنا کہ جو کوئی اپنا کپڑا لٹکائے۔

قولہ "إِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ" حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا جسم دبلا پتلا تھا، اس لیے ان کا کپڑا ڈھیلا پڑ جاتا تھا، باوجود تعاہد کے اگر کپڑا لٹک جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

٣٦٦٦: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ فِي سَبِيلِ اللهِ دُعِيَ مِنْ أَبْوَابٍ يَعْنِي الْجَنَّةَ يَا عَبْدَ اللهِ هَذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصِّيَامِ وَبَابِ الرَّيَّانِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا عَلَى هَذَا الَّذِي يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ وَقَالَ هَلْ يُدْعَى مِنْهَا كُلِّهَا أَحَدٌ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ۔

شرح بخاری

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعیب نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے حمید بن عبدالرحمن بن عوف نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جس نے اللہ کے راستے میں کسی چیز کا ایک جوڑا خرچ کیا (مثلاً دو روپے، دو کپڑے، دو گھوڑے اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیئے) تو اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے! ادھر آ، یہ دروازہ بہتر ہے پس جو شخص نمازی ہو گا اسے نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا، جو شخص مجاہد ہو گا اسے جہاد کے دوازے سے بلایا جائے گا، جو شخص اہل صدقہ میں سے ہو گا اسے صدقہ کے دروازہ سے بلایا جائے گا اور جو شخص روزہ دار ہو گا اسے صیام اور ریان (سیرابی) کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جس شخص کو ان تمام ہی دروازوں سے بلایا جائے گا پھر تو اسے کسی قسم کا خوف باقی نہیں رہے گا اور پوچھا کیا کوئی شخص ایسا بھی ہو گا جسے ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم بھی انہیں میں سے ہو گے

اے ابوبکر!۔

٣٦٦٧: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَاتَ وَأَبُو بَكْرٍ بِالسُّنْحِ، - قَالَ: إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي بِالعَالِيَةِ - فَقَامَ عُمَرُ يَقُولُ: وَاللهِ مَا مَاتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: وَقَالَ عُمَرُ: وَاللهِ مَا كَانَ يَقَعُ فِي نَفْسِي إِلَّا ذَاكَ، وَلَيَبْعَثَنَّهُ اللهُ، فَلَيَقْطَعَنَّ أَيْدِيَ رِجَالٍ وَأَرْجُلَهُمْ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَكَشَفَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهُ، قَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لاَ يُذِيقُكَ اللهُ المَوْتَتَيْنِ أَبَدًا، ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: أَيُّهَا الحَالِفُ عَلَى رِسْلِكَ، فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ جَلَسَ عُمَرُ-

مجھ سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کی جب وفات ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس وقت مقام سنح میں تھے، اسماعیل نے کہا یعنی عوالی کے ایک گاؤں میں۔ آپ کی خبر سن کر حضرت عمر اٹھ کر یہ کہنے لگے کہ اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ کی وفات نہیں ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے اللہ کی قسم اس وقت میرے دل میں یہی خیال آتا تھا اور میں کہتا تھا کہ اللہ آپ کو ضرور اس بیماری سے اچھا کر کے اٹھائے گا اور آپ ان لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیں گے اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور اندر جا کر آپ کی نعش مبارک کے اوپر سے کپڑا اٹھایا اور بوسہ دیا اور کہا: میرے باپ اور ماں آپ پر فدا ہوں۔ آپ زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور وفات کے بعد بھی اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ آپ پر دو مرتبہ موت ہرگز طاری نہیں کرے گا۔ اس کے بعد آپ باہر آئے اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے اے قسم کھانے والے! ذرا تامل کر۔ پھر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خاموش بیٹھ گئے۔



٣٦٦٨: فَحَمِدَ اللهَ أَبُو بَكْرٍ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَقَالَ: أَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللهَ فَإِنَّ اللهَ حَيٌّ لاَ يَمُوتُ، وَقَالَ: {إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ} [الزمر: ٣٠]، وَقَالَ: {وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللهُ الشَّاكِرِينَ} [آل عمران: ١٤٤]، قَالَ: فَنَشَجَ النَّاسُ يَبْكُونَ، قَالَ: وَاجْتَمَعَتِ الأَنْصَارُ إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ، فَقَالُوا: مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ،



فَذَهَبَ إِلَيْهِمْ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، فَذَهَبَ عُمَرُ يَتَكَلَّمُ فَأَسْكَتَهُ أَبُو بَكْرٍ، وَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ: وَاللهِ مَا أَرَدْتُ بِذَلِكَ إِلَّا أَنِّي قَدْ هَيَّأْتُ كَلَامًا قَدْ أَعْجَبَنِي، خَشِيتُ أَنْ لَا يَبْلُغَهُ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَتَكَلَّمَ أَبْلَغَ النَّاسِ، فَقَالَ فِي كَلَامِهِ: نَحْنُ الْأُمَرَاءُ وَأَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ، فَقَالَ حُبَابُ بْنُ الْمُنْذِرِ: لَا وَاللهِ لَا نَفْعَلُ، مِنَّا أَمِيرٌ، وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَا، وَلَكِنَّا الْأُمَرَاءُ، وَأَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ، هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ دَارًا، وَأَعْرَبُهُمْ أَحْسَابًا، فَبَايِعُوا عُمَرَ، أَوْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ، فَقَالَ عُمَرُ: بَلْ نُبَايِعُكَ أَنْتَ، فَأَنْتَ سَيِّدُنَا، وَخَيْرُنَا، وَأَحَبُّنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخَذَ عُمَرُ بِيَدِهِ فَبَايَعَهُ وَبَايَعَهُ النَّاسُ، فَقَالَ قَائِلٌ: قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ، فَقَالَ عُمَرُ قَتَلَهُ اللهُ۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پہلے اللہ کی حمد کی اور ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا: لوگو! دیکھو اگر کوئی محمد (ﷺ) کو پوجتا تھا (یعنی یہ سمجھتا تھا کہ وہ آدمی نہیں ہیں، وہ کبھی نہیں فوت ہوں گے) تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت محمد ﷺ کی وفات ہو چکی ہے اور جو شخص اللہ کی پوجا کرتا تھا تو اللہ ہمیشہ زندہ ہے اسے موت کبھی نہیں آئے گی۔ (پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سورہ زمر کی یہ آیت پڑھی) "اے پیغمبر! تو بھی فوت ہونے والا ہے اور وہ بھی مریں گے" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "محمد ﷺ صرف ایک رسول ہیں۔ اس سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ پس کیا اگر وہ وفات پا جائیں یا انہیں شہید کر دیا جائے تو تم اسلام سے پھر جاؤ گے اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے تو وہ اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور اللہ عنقریب شکر گزار بندوں کو بدلہ دینے والا ہے" راوی نے بیان کیا کہ یہ سن کر لوگ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ راوی نے بیان کیا کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک امیر تم (مہاجرین) میں سے ہوگا (دونوں مل کر حکومت کریں گے) پھر ابو بکر، عمر بن خطاب اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم ان کی مجلس میں پہنچے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے گفتگو کرنی چاہی لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے خاموش رہنے کے لیے کہا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم میں نے ایسا صرف اس وجہ سے کیا تھا کہ میں نے پہلے ہی سے ایک تقریر تیار کر لی تھی جو مجھے بہت پسند آئی تھی، مجھے ڈر تھا کہ ابو بکر اسکو نہیں پہنچ سکیں گے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انتہائی بلاغت کے ساتھ بات شروع کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ہم (قریش) امراء ہیں اور تم (جماعت انصار) وزراء ہو۔ اس پر حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ بولے کہ نہیں اللہ کی قسم ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے، ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک امیر تم میں سے ہوگا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں ہم امراء ہیں تم وزراء ہو (وجہ یہ ہے کہ) قریش کے لوگ سارے عرب میں شریف خاندان شمار کیے جاتے ہیں اور ان کا ملک (یعنی مکہ) عرب کے بیچ میں ہے تو اب تم کو اختیار ہے یا تو عمر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لو یا ابو عبیدہ بن جراح سے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں ہم آپ سے ہی بیعت کریں گے۔ آپ

شرح بخاری

ہمارے سردار ہیں، ہم میں سب سے بہتر ہیں اور رسول کریم ﷺ کے نزدیک آپ ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی پھر سب لوگوں نے بیعت کی۔ اتنے میں کسی کی آواز آئی کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو تم لوگوں نے مار ڈالا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: انہیں اللہ نے مار ڈالا۔

قولہ "قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ" ان کا خیال تھا کہ میں انصار کا امیر بن جاؤں گا، لیکن ان کی یہ بات پوری نہ ہوئی، کیونکہ ایک وقت میں دو امیر نہیں ہوسکتے، ایک آدمی ہی امیر ہوتا ہے، سارے صحابہ سقیفہ میں چلے گئے تھے، سوائے چند افراد کے جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جمع تھے، ان میں حضرت علی، زبیر، اور حضرت عباس تھے، حضرت زبیر نے کہا تھا جو علی کے ہاتھ پر بیعت نہیں کرے گا، میں اس کا سر قلم کر دوں گا، ادھر سقیفہ میں بحث کر رہے تھے کہ ہم میں سے امیر ہونا چاہیے۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ تو نبی اکرم ﷺ کے گھر میں تھے، کسی نے آکر انہیں بلایا کہ سقیفہ میں پہنچو تو انہوں نے کہا ہم تو مشغول ہیں، اس نے کہا اگر آپ نہ گئے تو فتنہ برپا ہو جائے گا، کیونکہ اگر انصار نے اپنا امیر بنا لیا تو دھڑے بندی ہو جائے گی، اس لیے انہیں بھی وہاں جانا پڑا، وہاں حضرت ابو بکر صدیق کے ہاتھ پر بیعت ہو گئی، اس کے بعد لوگوں نے ایسی باتیں کیں کہ ابو بکر اور عمر کے بعد ہم فلاں کے ہاتھ پر بیعت کرلیں گے، کیونکہ ابو بکر کی بیعت بھی اسی طرح ہوئی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا "الا إن بيعة أبي بكر كانت فلته من الفلتات وقانا الله شره أيكم مثل أبي بكر يقطع إليه اعناق البعير" ایسی بیعت کرنا شر کا باعث بنتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ابو بکر صدیق کی بیعت میں ہمیں کسی قسم کی شر سے بچالیا ہے، اب تم میں حضرت ابو بکر صدیق جیسا کون ہے، جس کے ہاتھ پر ابو بکر صدیق جیسی بیعت ہو سکے، اب کسی کے ہاتھ پر ویسے بیعت نہیں ہوسکتی جیسے ابو بکر صدیق کی بیعت ہوئی ہے۔



٣٦٦٩: وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَالِمٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، قَالَ: عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ، أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: شَخَصَ بَصَرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى ثَلَاثًا، وَقَصَّ الْحَدِيثَ، قَالَتْ: فَمَا كَانَتْ مِنْ خُطْبَتِهِمَا مِنْ خُطْبَةٍ إِلَّا نَفَعَ اللهُ بِهَا لَقَدْ خَوَّفَ عُمَرُ النَّاسَ، وَإِنَّ فِيهِمْ لَنِفَاقًا فَرَدَّهُمُ اللهُ بِذَلِكَ۔

اور عبداللہ بن سالم نے زبیدی سے نقل کیا کہ عبدالرحمن بن قاسم نے بیان کیا، انہیں قاسم نے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی نظر (وفات سے پہلے) اٹھی اور آپ نے فرمایا: اے اللہ! مجھے رفیق اعلیٰ میں (داخل کر) آپ نے یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا اور راوی نے پوری حدیث بیان کی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما دونوں ہی کے خطبوں سے نفع پہنچا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دھمکایا تا کہ لوگوں میں نفاق نہ پھوٹ پڑے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس طرح (غلط افواہیں پھیلانے



سے) ان کو باز رکھا۔

٣٦٧٠: ثُمَّ لَقَدْ بَصَّرَ أَبُو بَكْرٍ النَّاسَ الهُدَى، وَعَرَّفَهُمُ الحَقَّ الَّذِي عَلَيْهِمْ وَخَرَجُوا بِهِ، يَتْلُونَ{وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ}إِلَى{الشَّاكِرِينَ}[آل عمران:١٤٤]

اور بعد میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جو حق اور ہدایت کی بات تھی وہ لوگوں کو سمجھادی اور ان کو بتلادیا جو ان پر لازم تھا (یعنی اسلام پر قائم رہنا) اور وہ یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے باہر آئے "محمد ﷺ ایک رسول ہیں اور ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔ الشاکرین، تک۔

٣٦٧١: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا جَامِعُ بْنُ أَبِي رَاشِدٍ حَدَّثَنَا أَبُو يَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الحَنَفِيَّةِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ وَخَشِيتُ أَنْ يَقُولَ عُثْمَانُ قُلْتُ ثُمَّ أَنْتَ قَالَ مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ المُسْلِمِينَ۔

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، کہا ہم سے جامع بن ابی راشد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو یعلی نے بیان کیا، ان سے محمد بن حنفیہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد (علی رضی اللہ عنہ) سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل صحابی کون ہیں؟ انہوں نے بتلایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ میں نے پوچھا پھر کون ہیں؟ انہوں نے بتلایا، اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ مجھے اس کا اندیشہ ہوا کہ اب (پھر میں نے پوچھا کہ اس کے بعد؟ تو) کہہ دیں گے کہ عثمان رضی اللہ عنہ اس لیے میں نے خود کہا، اس کے بعد آپ ہیں؟ یہ سن کر وہ بولے کہ میں تو صرف عام مسلمانوں کی جماعت کا ایک شخص ہوں۔

٣٦٧٢: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ القَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي فَأَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التِمَاسِهِ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَأَتَى النَّاسُ أَبَا بَكْرٍ فَقَالُوا أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ قَالَتْ فَعَاتَبَنِي وَقَالَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَخِذِي فَنَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ فَأَنْزَلَ اللهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوا فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الحُضَيْرِ مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي

بَكْرٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے مالک نے، ان سے عبدالرحمن بن قاسم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے جب ہم مقام بیداء یا مقام ذات الجیش پر پہنچے تو میرا ایک ہار ٹوٹ کر گر گیا، اس لیے حضور اکرم ﷺ اس کی تلاش کے لیے وہاں ٹھہر گئے اور صحابہ بھی آپ کے ساتھ ٹھہرے لیکن نہ اس جگہ پانی تھا اور نہ ان کے ساتھ پانی تھا۔ لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگے کہ آپ ملاحظہ نہیں فرماتے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا، حضور اکرم ﷺ کو یہیں روک لیا ہے۔ اتنے صحابہ آپ کے ساتھ ہیں۔ نہ تو یہاں پانی ہے اور نہ لوگ اپنے ساتھ (پانی) لیے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اندر آئے۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت اپنا سر مبارک میری ران پر رکھے ہوئے سو رہے تھے۔ وہ کہنے لگے، تمہاری وجہ سے آنحضرت ﷺ کو اور سب لوگوں کو رکنا پڑا۔ اب نہ یہاں کہیں پانی ہے اور نہ لوگوں کے ساتھ پانی ہے۔ حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ پر غصہ کیا اور جو کچھ اللہ کو منظور تھا انہوں نے کہا اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں کچوکے لگانے لگے۔ میں ضرور تڑپ اٹھتی مگر آنحضرت ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا۔ آنحضرت ﷺ سوتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو پانی نہیں تھا اور اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے تیمم کا حکم نازل فرمایا اور سب نے تیمم کیا۔ اس پر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے آل ابو بکر! یہ تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ہم نے جب اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہار اسی کے نیچے ہمیں ملا۔



۳۶۷۳: حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ تَابَعَهُ جَرِيرٌ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَمُحَاضِرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا میں نے ذکوان سے سنا اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے اصحاب کو برا بھلا مت کہو۔ اگر کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کر ڈالے تو ان کے ایک مد غلہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا اور نہ ان کے آدھے مد کے برابر۔ شعبہ کے ساتھ اس حدیث کو جریر، عبداللہ بن داود، ابو معاویہ اور محاضر نے بھی اعمش سے روایت کیا ہے۔



۳۶۷۴: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ أَبُو الْحَسَنِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ شَرِيكِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ أَنَّهُ تَوَضَّأَ

فِي بَيْتِهِ ثُمَّ خَرَجَ فَقُلْتُ لَأَلْزَمَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَكُونَنَّ مَعَهُ يَوْمِي هَذَا قَالَ فَجَاءَ الْمَسْجِدَ فَسَأَلَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا خَرَجَ وَوَجَّهَ هَا هُنَا فَخَرَجْتُ عَلَى إِثْرِهِ أَسْأَلُ عَنْهُ حَتَّى دَخَلَ بِئْرَ أَرِيسٍ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ وَبَابُهَا مِنْ جَرِيدٍ حَتَّى قَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهُ فَتَوَضَّأَ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلَى بِئْرِ أَرِيسٍ وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ فَقُلْتُ لَأَكُونَنَّ بَوَّابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَدَفَعَ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فَقُلْتُ عَلَى رِسْلِكَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَأَقْبَلْتُ حَتَّى قُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ ادْخُلْ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَجَلَسَ عَنْ يَمِينِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ فِي الْقُفِّ وَدَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ كَمَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ وَقَدْ تَرَكْتُ أَخِي يَتَوَضَّأُ وَيَلْحَقُنِي فَقُلْتُ إِنْ يُرِدِ اللهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يُرِيدُ أَخَاهُ يَأْتِ بِهِ فَإِذَا إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ عَلَى رِسْلِكَ ثُمَّ جِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ هَذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَجِئْتُ فَقُلْتُ ادْخُلْ وَبَشَّرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُفِّ عَنْ يَسَارِهِ وَدَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ إِنْ يُرِدِ اللهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَأْتِ بِهِ فَجَاءَ إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقُلْتُ عَلَى رِسْلِكَ فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ فَجِئْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ ادْخُلْ وَبَشَّرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُكَ فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِئَ فَجَلَسَ وِجَاهَهُ مِنَ الشَّقِّ الْآخَرِ قَالَ شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَأَوَّلْتُهَا قُبُورَهُمْ۔

ہم سے ابوالحسن محمد بن مسکین نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن حسان نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے شریک بن ابی نمر نے، ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا، کہا مجھ کو ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے خبردی کہ انہوں نے ایک دن اپنے گھر میں وضو کیا اور اس ارادہ سے نکلے کہ آج دن بھر رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر وہ مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور آنحضرت ﷺ کے متعلق پوچھا تو وہاں موجود لوگوں نے بتایا کہ حضور ﷺ تو تشریف لے جاچکے ہیں اور آپ اس طرف

تشریف لے گئے ہیں۔ چنانچہ میں آپ کے متعلق پوچھتا ہوا آپ کے پیچھے پیچھے نکلا اور آخر میں نے دیکھا کہ آپ (قبا کے قریب) بئر اریس میں داخل ہو رہے ہیں، میں دروازے پر بیٹھ گیا اور اس کا دروازہ کھجور کی شاخوں سے بنا ہوا تھا۔ جب آپ قضاء حاجت کر چکے اور آپ نے وضو بھی کر لیا تو میں آپ کے پاس گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ بئر اریس (اس باغ کے کنویں) کی منڈیر پر بیٹھے ہوئے ہیں، اپنی پنڈلیاں آپ نے کھول رکھی ہیں اور کنویں میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا اور پھر واپس آ کر باغ کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے سوچا کہ آج رسول اللہ ﷺ کا دربان رہوں گا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور دروازہ کھولنا چاہا تو میں نے پوچھا کہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ابو بکر! میں نے کہا تھوڑی دیر ٹھہر جایئے۔ پھر میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ابو بکر دروازے پر موجود ہیں اور اندر آنے کی اجازت آپ سے چاہتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی۔ میں دروازہ پر آیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے میں نے کہا کہ اندر تشریف لے جایئے اور رسول کریم ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اور اسی کنویں کی مینڈھ پر آنحضرت ﷺ کی داہنی طرف بیٹھ گئے اور اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا لئے۔ جس طرح آنحضرت ﷺ لٹکائے ہوئے تھے اور اپنی پنڈلیوں کو بھی کھول لیا تھا۔ پھر میں واپس آ کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ میں آتے وقت اپنے بھائی کو وضو کرتا ہوا چھوڑ آیا تھا۔ وہ میرے ساتھ آنے والے تھے۔ میں نے اپنے دل میں کہا، کاش اللہ تعالیٰ فلاں کو بھلائی دے دیتا۔ ان کی مراد اپنے بھائی سے تھی اور انہیں یہاں پہنچا دیتا۔ اتنے میں کسی صاحب نے دروازہ پر دستک دی میں نے پوچھا کون صاحب ہیں؟ کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا کہ تھوڑی دیر کے لیے ٹھہر جایئے، چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کے بعد عرض کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دروازے پر کھڑے ہیں اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی پہنچا دو، میں واپس آیا اور کہا کہ اندر تشریف لے جایئے اور آپ کو رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہے۔ وہ بھی داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ اسی مینڈھ پر بائیں طرف بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنویں میں لٹکا لیے۔ میں پھر دروازے پر آ کر بیٹھ گیا اور سوچتا رہا کہ اگر اللہ تعالیٰ فلاں (ان کے بھائی) کے ساتھ خیر چاہے گا تو اسے یہاں پہنچا دے گا، اتنے میں ایک اور صاحب آئے اور دروازے پر دستک دی، میں نے پوچھا کون صاحب ہیں؟ بولے کہ عثمان بن عفان، میں نے کہا تھوڑی دیر کے لیے رک جایئے، میں آپ کے پاس آیا اور میں نے آپ کو ان کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور ایک مصیبت پر جو انہیں پہنچے گی جنت کی بشارت پہنچا دو۔ میں دروازے پر آیا اور میں نے ان سے کہا کہ اندر تشریف لے جایئے۔ حضور اکرم ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے، ایک مصیبت پر جو آپ کو پہنچے گی۔ وہ جب داخل ہوئے تو دیکھا چبوترہ پر جگہ نہیں ہے







اس لیے وہ دوسری طرف آنحضرت ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے۔ شریک نے بیان کیا کہ سعید بن مسیب نے کہا میں نے اس سے ان کی قبروں کی تاویل لی ہے (کہ اسی طرح بنیں گی)۔

قولہ "إِنْ يُرِدْ اللهُ بِفُلَانٍ" یہ انہوں نے اپنے بھائی کے بارہ میں کہا تھا تا کہ وہ آجائے، اور آپ اس کے لیے بھی دعاء خیر کر دیں۔

٣٦٧٥: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ أُحُدًا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ اثْبُتْ أُحُدُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ۔

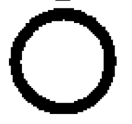
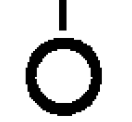
مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے سعید نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ، ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر احد پہاڑ پر چڑھے تو احد کانپ اٹھا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: احد! قرار پکڑ کہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

٣٦٧٦: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا صَخْرٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا أَنَا عَلَى بِئْرٍ أَنْزِعُ مِنْهَا جَاءَنِي أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ الدَّلْوَ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَدِ أَبِي بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِي يَدِهِ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَّهُ فَنَزَعَ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ قَالَ وَهْبٌ الْعَطَنُ مَبْرَكُ الْإِبِلِ يَقُولُ حَتَّى رَوِيَتِ الْإِبِلُ فَأَنَاخَتْ۔



شرح بخاری

مجھ سے ابو عبد اللہ احمد بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، کہا ہم سے صخر نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ایک کنویں پر (خواب میں) کھڑا اس سے پانی کھینچ رہا تھا کہ میرے پاس ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ڈول لے لیا اور ایک یا دو ڈول کھینچے، ان کے کھینچنے میں ضعف تھا اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے گا۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ڈول عمر رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور ان کے ہاتھ میں پہنچتے ہی وہ ایک بہت بڑے ڈول کی شکل میں ہو گیا۔ میں نے کوئی ہمت والا اور بہادر انسان نہیں دیکھا جو اتنی حسن تدبیر اور مضبوط قوت کے ساتھ کام کرنے کا عادی ہو، چنانچہ انہوں نے اتنا پانی کھینچا کہ لوگوں نے اونٹوں کے پانی پلانے کی جگہیں بھر لیں، وہب نے بیان کیا کہ "العطن" اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ کو کہتے ہیں، عرب لوگ بولتے ہیں، اونٹ سیراب ہوئے کہ (وہیں) بیٹھ گئے۔


٣٦٧٧۔ حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي

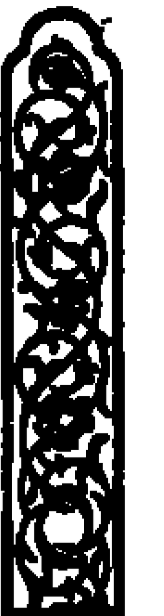
الْحُسَيْنِ الْمَكِّيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنِّي لَوَاقِفٌ فِي قَوْمٍ فَدَعَوُا اللهَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَدْ وُضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ إِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهُ عَلَى مَنْكِبِي يَقُولُ رَحِمَكَ اللهُ إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ لِأَنِّي كَثِيرًا مَا كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُنْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَفَعَلْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَانْطَلَقْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَإِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَهُمَا فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ۔

ہم سے ولید بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے عمر بن سعید بن ابی الحسین مکی نے ان سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ کھڑا تھا جو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے دعائیں کر رہے تھے، اس وقت ان کا جنازہ چارپائی پر رکھا ہوا تھا، اتنے میں ایک صاحب نے میرے پیچھے سے آکر میرے شانوں پر اپنی کہنیاں رکھ دیں اور (عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے) کہنے لگے اللہ آپ پر رحم کرے۔ مجھے تو یہی امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ (دفن) کرائے گا، میں اکثر رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے سنا کرتا تھا کہ "میں اور ابو بکر اور عمر تھے" "میں نے اور ابو بکر اور عمر نے یہ کام کیا" "میں اور ابو بکر اور عمر گئے" اس لیے مجھے یہی امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان ہی دونوں بزرگوں کے ساتھ رکھے گا۔ میں نے جو مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔



٣٦٧٨: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو عَنْ أَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَوَضَعَ رِدَاءَهُ فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ بِهِ خَنْقًا شَدِيدًا فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى دَفَعَهُ عَنْهُ فَقَالَ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ۔

مجھ سے محمد بن یزید کوفی نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید نے بیان کیا، ان سے اوزاعی نے، ان سے یحییٰ ابن ابی کثیر نے، ان سے محمد بن ابراہیم نے اور ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مشرکین مکہ کی سب سے بڑی ظالمانہ حرکت کے بارے میں پوچھا جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کی تھی تو انہوں نے بتلایا کہ میں نے دیکھا کہ عقبہ بن ابی معیط آنحضرت ﷺ کے پاس آیا۔ آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے، اس بدبخت نے اپنی چادر آپ کی گردن مبارک میں ڈال کر کھینچی جس سے آپ کا گلا بڑی سختی کے ساتھ پھنس گیا۔ اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور اس



بدبخت کو دفع کیا اور کہا کیا تم ایک ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اور وہ تمہارے پاس اپنے پروردگار کی طرف سے کھلی ہوئی دلیلیں بھی لے کر آیا ہے۔

٦۔ بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَبِي حَفْصٍ الْقُرَشِيِّ الْعَدَوِيِّ

باب: حضرت ابو حفص عمر بن خطاب قرشی عدوی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان۔

مناقب جمع ہے منقبۃ کی، فضیلت کے معنیٰ میں ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لقب فاروق ہے، اور یہ عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزی بن رباح بن عبداللہ بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب القرشی العدوی ہیں۔ ابو حفص کنیت ہے، ان کا نسب کعب میں نبی اکرم ﷺ سے مل جاتا ہے، جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق کا نسب مرہ میں آپ کے ساتھ مل جاتا ہے۔

٣٦٧٩: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمَاجِشُونِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُنِي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ امْرَأَةِ أَبِي طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشَفَةً فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالَ هَذَا بِلَالٌ وَرَأَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهِ جَارِيَةٌ فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا فَقَالَ لِعُمَرَ فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَأَنْظُرَ إِلَيْهِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ عُمَرُ بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ أَعَلَيْكَ أَغَارُ۔

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز ماجشون نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن منکدر نے بیان کیا، اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں (خواب میں) جنت میں داخل ہوا تو وہاں میں نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی رمیصاء کو دیکھا اور میں نے قدموں کی آواز سنی تو میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ بلال رضی اللہ عنہ ہیں اور میں نے ایک محل دیکھا اس کے سامنے ایک عورت تھی، میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ تو بتایا کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ میرے دل میں آیا کہ اندر داخل ہو کر اسے دیکھوں، لیکن مجھے عمر کی غیرت یاد آئی (اور اس لیے اندر داخل نہیں ہوا) اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، یارسول اللہ! کیا میں آپ سے غیرت کروں گا۔

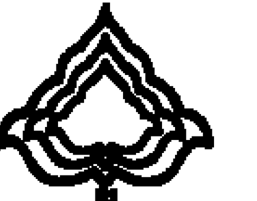
٣٦٨٠: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ قَالُوا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكَى عُمَرُ وَقَالَ أَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُولَ اللهِ۔

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم کو لیث نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان

سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے سعید بن مسیب نے خبردی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب میں جنت دیکھی۔ میں نے دیکھا کہ ایک عورت ایک محل کے کنارے وضو کر رہی ہے۔ میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ تو فرشتوں نے جواب دیا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا۔ پھر مجھے ان کی غیرت وحمیت یاد آئی اور میں وہیں سے لوٹ آیا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو دیئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں آپ پر بھی غیرت کروں گا؟

٣٦٨١: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ أَبُو جَعْفَرٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنَ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ شَرِبْتُ يَعْنِي اللَّبَنَ حَتَّى أَنْظُرَ إِلَى الرِّيِّ يَجْرِي فِي ظُفُرِي أَوْ فِي أَظْفَارِي ثُمَّ نَاوَلْتُ عُمَرَ فَقَالُوا فَمَا أَوَّلْتَهُ قَالَ الْعِلْمَ۔

مجھ سے ابو جعفر محمد بن صلت کوفی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو حمزہ نے خبردی اور انہیں ان کے والد (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں دودھ پیا، اتنا کہ میں دودھ کی سیرابی و آسودگی دیکھنے لگا جو میرے ناخن یا ناخنوں پر بہ رہی ہے، پھر میں نے پیالہ عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا، صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! اس خواب کی تعبیر کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اس کی تعبیر علم ہے۔



٣٦٨٢: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ سَالِمٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُرِيتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَنْزِعُ بِدَلْوِ بَكْرَةٍ عَلَى قَلِيبٍ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ نَزْعًا ضَعِيفًا وَاللهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِي فَرِيَّهُ حَتَّى رَوِيَ النَّاسُ وَضَرَبُوا بِعَطَنٍ قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ الْعَبْقَرِيُّ عِتَاقُ الزَّرَابِيِّ وَقَالَ يَحْيَى الزَّرَابِيُّ الطَّنَافِسُ لَهَا خَمْلٌ رَقِيقٌ مَبْثُوثَةٌ كَثِيرَةٌ۔

ہم سے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن بشر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابوبکر بن سالم نے بیان کیا، ان سے سالم نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنویں سے ایک اچھا بڑا ڈول کھینچ رہا ہوں، جس پر "لکڑی کا چرخ" لگا ہوا ہے، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے بھی ایک یا دو ڈول کھینچے مگر کمزوری کے ساتھ اور اللہ ان کی مغفرت کرے۔ پھر حضرت عمر آئے اور ان کے ہاتھ میں وہ



ڈول ایک بہت بڑے ڈول کی صورت اختیار کر گیا۔ میں نے ان جیسا مضبوط اور باعظمت شخص نہیں دیکھا جو اتنی مضبوطی کے ساتھ کام کر سکتا ہو۔ انہوں نے اتنا کھینچا کہ لوگ سیراب ہو گئے اور اپنے اونٹوں کو پلا کر ان کے ٹھکانوں پر لے گئے۔ ابن جبیر نے کہا کہ عبقری کا معنی عمدہ اور زرابی اور عبقری سردار کو بھی کہتے ہیں (حدیث میں عبقری سے یہی مراد ہے) یحییٰ بن زیاد فری نے کہا، زرابی ان بچھونوں کو کہتے ہیں جن کے حاشیے باریک، پھیلے ہوئے بہت کثرت سے ہوتے ہیں۔

قولہ "الْعَبْقَرِيُّ عِتَاقُ الزَّرَابِيِّ" یعنی عمدہ غلیچے، اگرچہ عبقری کا یہ معنی بھی ہوتا ہے، لیکن حدیث مذکور میں عبقری، زور آور پہلوان کے معنی میں ہے۔

٣٦٨٣: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ ح حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ عَلَى صَوْتِهِ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ عُمَرُ أَضْحَكَ اللهُ سِنَّكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِبْتُ مِنْ هَؤُلَاءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ فَقَالَ عُمَرُ فَأَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَهَبْنَ يَا رَسُولَ اللهِ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ يَا عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِي وَلَا تَهَبْنَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ نَعَمْ أَنْتَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيهًا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ۔

ہم سے علی بن عبد اللہ بن مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے، کہا مجھ کو عبد الحمید بن عبد الرحمن نے خبر دی، انہیں محمد بن سعد بن ابی وقاص نے خبر دی اور ان سے ان کے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا (دوسری سند) اور مجھ سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبد الحمید بن عبد الرحمن بن زید نے، ان سے محمد بن سعد بن ابی وقاص نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ اس وقت آپ کے پاس قریش کی چند عورتیں (امہات

المومنین میں سے) بیٹھی باتیں کر رہی تھیں اور آپ کی آواز پر اپنی آواز اونچی کرتے ہوئے آپ سے نان ونفقہ میں زیادتی کا مطالبہ کر رہی تھیں، جوں ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی تو وہ تمام کھڑی ہو کر پردے کے پیچھے جلدی سے بھاگ کھڑی ہوئیں۔ آخر آنحضرت ﷺ نے اجازت دی اور وہ داخل ہوئے تو آنحضرت ﷺ مسکرا رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے۔ آپ نے فرمایا: مجھے ان عورتوں پر ہنسی آرہی ہے جو ابھی میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں، لیکن تمہاری آواز سنتے ہی سب پردے کے پیچھے بھاگ گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ڈرنا تو انہیں آپ سے چاہیے تھا۔ پھر انہوں نے (عورتوں سے) کہا اے اپنی جانوں کی دشمنو! تم مجھ سے تو ڈرتی ہو اور حضور اکرم ﷺ سے نہیں ڈرتیں، عورتوں نے کہا کہ ہاں، آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے مقابلے میں آپ کہیں زیادہ سخت ہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے ابن خطاب! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر شیطان تمہیں کسی راستے پر چلتا دیکھتا ہے تو اسے چھوڑ کر وہ کسی دوسرے راستے پر چل پڑتا ہے۔

٣٦٨٤: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ مَا زِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ۔

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے قیس نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد پھر ہمیں ہمیشہ عزت حاصل رہی۔



٣٦٨٥: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ وُضِعَ عُمَرُ عَلَى سَرِيرِهِ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُونَ وَيُصَلُّونَ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ وَأَنَا فِيهِمْ فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَجُلٌ آخِذٌ مَنْكِبِي فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَتَرَحَّمَ عَلَى عُمَرَ وَقَالَ مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ وَحَسِبْتُ أَنِّي كُنْتُ كَثِيرًا أَسْمَعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم سے عمر بن سعید نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہتے سنا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو (شہادت کے بعد) ان کی چارپائی پر رکھا گیا تو تمام لوگوں نے نعش مبارک کو گھیر لیا اور ان کے لیے (خدا سے) دعا اور مغفرت طلب کرنے لگے، نعش ابھی اٹھائی نہیں گئی تھی، میں بھی وہیں موجود تھا۔ اسی حالت میں اچانک ایک صاحب نے میرا



شانہ پکڑ لیا، میں نے دیکھا تو وہ علی رضی اللہ عنہ تھے، پھر انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعاء رحمت کی اور (ان کی نعش کو مخاطب کر کے) کہا، آپ نے اپنے بعد کسی بھی شخص کو نہیں چھوڑا کہ جسے دیکھ کر مجھے یہ تمنا ہوتی کہ اس کے عمل جیسا عمل کرتے ہوئے میں اللہ سے جاملوں اور خدا کی قسم مجھے تو (پہلے سے) یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہی رکھے گا، میرا یہ یقین اس وجہ سے تھا کہ میں نے اکثر رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے تھے کہ "میں، ابوبکر اور عمر گئے۔ میں، ابوبکر اور عمر داخل ہوئے۔ میں، ابوبکر اور عمر باہر آئے۔"

٣٦٨٦: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ ح و قَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ وَكَهْمَسُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَا حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُحُدٍ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ قَالَ اثْبُتْ أُحُدُ فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدَانِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، (دوسری سند) امام بخاری فرماتے ہیں اور مجھ سے خلیفہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن سواء اور کہمس بن منہال نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ احد پہاڑ پر چڑھے تو آپ کے ساتھ ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے، پہاڑ لرزنے لگا تو آنحضرت ﷺ نے اپنے پاؤں سے اسے مارا اور فرمایا: احد! ٹھہرا رہ کہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔

٣٦٨٧: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلَنِي ابْنُ عُمَرَ عَنْ بَعْضِ شَأْنِهِ يَعْنِي عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حِينَ قُبِضَ كَانَ أَجَدَّ وَأَجْوَدَ حَتَّى انْتَهَى مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمر بن محمد نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعض حالات پوچھے، جو میں نے انہیں بتادیئے تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے بعد میں نے کسی شخص کو دین میں اتنی زیادہ کوشش کرنے والا اور اتنا زیادہ سخی نہیں دیکھا اور یہ خصائل حضرت عمر بن خطاب پر ختم ہو گئے۔

٣٦٨٨: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ

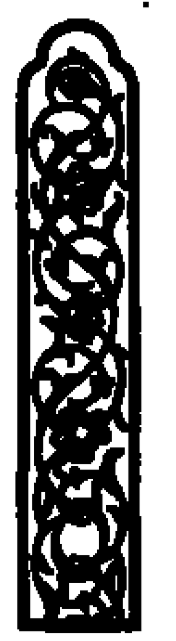
عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّاعَةِ فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ وَمَاذَا أَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ لَا شَيْءَ إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ قَالَ أَنَسٌ فَمَا فَرِحْنَا بِشَيْءٍ فَرَحَنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ قَالَ أَنَسٌ فَأَنَا أُحِبُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ مَعَهُمْ بِحُبِّي إِيَّاهُمْ وَإِنْ لَمْ أَعْمَلْ بِمِثْلِ أَعْمَالِهِمْ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب (ذوالخویصرہ یا ابوموسیٰ) نے رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے بارے میں پوچھا کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ اس پر آپ نے فرمایا: تم نے قیامت کے لیے تیاری کیا کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کچھ بھی نہیں، سوا اس کے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر تمہارا حشر بھی انہیں کے ساتھ ہوگا جن سے تمہیں محبت ہے۔ "حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں کبھی اتنی خوشی کسی بات سے بھی نہیں ہوئی جتنی آپ کی یہ حدیث سن کر ہوئی کہ "تمہارا حشر انہیں کے ساتھ ہوگا جن سے تمہیں محبت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بھی رسول اللہ ﷺ سے اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہوں اور ان سے اپنی اس محبت کی وجہ سے امید رکھتا ہوں کہ میرا حشر انہیں کے ساتھ ہوگا، اگرچہ میں ان جیسے عمل نہ کر سکا۔



٣٦٨٩: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ زَادَ زَكَرِيَّاءُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سَعْدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ رِجَالٌ يُكَلَّمُونَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ فَإِنْ يَكُنْ مِنْ أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَعُمَرُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مِنْ نَبِيٍّ وَلَا مُحَدَّثٍ۔

ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابوسلمہ نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے، اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہے تو وہ عمر ہیں۔ زکریا بن زائدہ نے اپنی روایت میں سعد سے یہ بڑھایا ہے کہ ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے بنی اسرائیل کی امتوں میں کچھ لوگ ایسے ہوا کرتے تھے کہ نبی نہیں ہوتے تھے اور اس کے باوجود فرشتے ان سے کلام کیا کرتے تھے اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہو سکتا ہے تو وہ حضرت عمر ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھا من نبی ولا محدث۔



قولہ "قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مِنْ نَبِيٍّ وَلَا مُحَدَّثٍ" اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا قول "وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى" میں عبداللہ بن عباس کی قراءت کو بیان کرنا مقصود ہے وہ اس میں" ولا محدث" زیادہ کر کے یوں پڑھا کرتے تھے" وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ ولا محدث۔"

گویا نبی اور محدّث کا مقام بڑا اہم ہے، فرق صرف یہ ہے کہ وہ بالفعل نبی ہوتا ہے لیکن محدث بالفعل نبی نہیں ہوتا، استعداد دونوں کی ایک جیسی ہوتی ہے، شاہ محمد اسماعیل شہید نے کہا ہے، کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کا ذکر آتا ہے ان میں محدث بھی داخل ہیں۔

۳۶۹۰: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَا سَمِعْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَاعٍ فِي غَنَمِهِ عَدَا الذِّئْبُ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهَا حَتَّى اسْتَنْقَذَهَا فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الذِّئْبُ فَقَالَ لَهُ مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِي فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أُومِنُ بِهِ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا ثَمَّ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے بیان کیا کہ ہم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیئے نے اس کی ایک بکری پکڑلی۔ چرواہے نے اس کا پیچھا کیا اور بکری کو اس سے چھڑا لیا۔ پھر بھیڑیا اس کی طرف متوجہ ہو کر بولا: درندوں کے دن اس کی حفاظت کرنے والا کون ہوگا؟ جب میرے سوا اس کا کوئی چرواہا نہ ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اس پر بول اٹھے: سبحان اللہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اس واقعہ پر ایمان لایا اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی۔ حالانکہ وہاں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما موجود نہیں تھے۔

۳۶۹۱: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوا عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثَّدْيَ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذَلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ اجْتَرَّهُ قَالُوا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ الدِّينَ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن

شہاب نے بیان کیا، مجھ کو ابوامامہ بن سہل بن حنیف نے خبردی اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو قمیص پہنے ہوئے تھے ان میں سے بعض کی قمیص صرف سینے تک تھی اور بعض کی اس سے بھی چھوٹی اور میرے سامنے عمر پیش کئے گئے تو وہ اتنی بڑی قمیص پہنے ہوئے تھے کہ چلتے ہوئے گھسٹتی تھی، صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے اس کی تعبیر کیا لی؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دین مراد ہے۔

۳۶۹۲: حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَأْلَمُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكَأَنَّهُ يُجَزِّعُهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَلَئِنْ كَانَ ذَاكَ لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فَارَقْتَهُ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ أَبَا بَكْرٍ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فَارَقْتَهُ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ صَحَبَتَهُمْ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُونَ قَالَ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِنَ اللهِ تَعَالَى مَنَّ بِهِ عَلَيَّ وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ أَبِي بَكْرٍ وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِنَ اللهِ جَلَّ ذِكْرُهُ مَنَّ بِهِ عَلَيَّ وَأَمَّا مَا تَرَى مِنْ جَزَعِي فَهُوَ مِنْ أَجْلِكَ وَأَجْلِ أَصْحَابِكَ وَاللهِ لَوْ أَنَّ لِي طِلَاعَ الْأَرْضِ ذَهَبًا لَافْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ عَذَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ قَبْلَ أَنْ أَرَاهُ قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ دَخَلْتُ عَلَى عُمَرَ بِهَذَا۔



ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے مسور بن مخرمہ نے بیان کیا کہ جب حضرت عمر زخمی کردیئے گئے تو آپ نے بڑی بے چینی کا اظہار کیا۔ اس موقع پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ سے تسلی کے طور پر کہا کہ اے امیر المومنین! آپ اس درجہ گھبرا کیوں رہے ہیں۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے اور حضور ﷺ کی صحبت کا پورا حق ادا کیا اور پھر جب آپ آنحضرت ﷺ سے جدا ہوئے تو حضور ﷺ آپ سے خوش اور راضی تھے، اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت اٹھائی اور ان کی صحبت کا بھی آپ نے پورا حق ادا کیا اور جب جدا ہوئے تو وہ بھی آپ سے راضی اور خوش تھے۔ آخر میں مسلمانوں کی صحبت آپ کو حاصل رہی۔ ان کی صحبت کا بھی آپ نے پورا حق ادا کیا اور اگر آپ ان سے جدا ہوئے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انہیں بھی آپ اپنے سے خوش اور راضی ہی چھوڑیں گے۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابن عباس! تم نے جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا اور آنحضرت ﷺ کی رضا و خوشی کا ذکر کیا ہے تو یقیناً یہ صرف اللہ تعالیٰ کا ایک فضل



اور احسان ہے جو اس نے مجھ پر کیا ہے۔ اسی طرح جو تم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت اور ان کی خوشی کا ذکر کیا ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا مجھ پر فضل واحسان تھا۔ لیکن جو گھبراہٹ اور پریشانی مجھ پر تم طاری دیکھ رہے ہو وہ تمہاری وجہ سے اور تمہارے ساتھیوں کی فکر کی وجہ سے ہے۔ اور خدا کی قسم، اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دیکھنے سے پہلے اس کا فدیہ دے کر اس سے نجات کی کوشش کرتا، حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پھر آخر تک یہی حدیث بیان کی۔

قولہ "كَأَنَّهُ يُجَزِّعُهُ" یعنی وہ ان کی جزع اور گھبراہٹ دور کرتے تھے، یا جزع کی طرف منسوب کرتے تھے۔

٣٦٩٣: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهُ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ فَبَشَّرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللهَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهُ فَإِذَا هُوَ عُمَرُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللهَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِي افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ فَإِذَا عُثْمَانُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللهَ ثُمَّ قَالَ اللهُ الْمُسْتَعَانُ۔

ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عثمان بن غیاث نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابوعثمان نہدی نے بیان کیا، اور ان سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مدینہ کے ایک باغ (بئر اریس) میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ ایک صاحب نے آکر دروازہ کھلوایا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کے لیے دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنادو، میں نے دروازہ کھولا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں نبی کریم ﷺ کے فرمانے کے مطابق جنت کی خوشخبری سنائی تو انہوں نے اس پر اللہ کی حمد کی، پھر ایک اور صاحب آئے اور دروازہ کھلوایا۔ حضور ﷺ نے اس موقع پر بھی یہی فرمایا کہ دروازہ ان کے لیے کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنادو، میں نے دروازہ کھولا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے، انہیں بھی جب حضور ﷺ کے ارشاد کی اطلاع سنائی تو انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ پھر ایک تیسرے اور صاحب نے دروازہ کھلوایا۔ ان کے لیے بھی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنادو ان مصائب اور آزمائشوں کے بعد جن سے انہیں (دنیا میں) واسطہ پڑے گا۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ جب میں نے ان کو حضور ﷺ کے ارشاد کی اطلاع دی تو انہوں نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی مدد کرنے والا ہے۔ (یہ

حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے)

٣٦٩٤: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے حیوہ بن شریح نے خبردی، کہا کہ مجھ سے ابوعقیل زہرہ بن معبد نے بیان کیا اور انہوں نے اپنے دادا حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ اس وقت حضرت عمر بن خطاب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے تھے۔

٧- بَابُ مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَبِي عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ

باب: ابوعمرو عثمان بن عفان القرشی (اموی) رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان۔

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ يَحْفِرْ بِئْرَ رُومَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ». فَحَفَرَهَا عُثْمَانُ، وَقَالَ: «مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ» فَجَهَّزَهُ عُثْمَانُ

نبی ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے بئر رومہ کو کھودا اس کے لیے جنت ہے۔" تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے کھدوایا، نیز آپ نے فرمایا: "جس شخص نے جیش عسرہ کو ساز و سامان مہیا کیا اس کے لیے جنت ہے۔" تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس لشکر کو سامان مہیا کیا۔

شرح بخاری

یہ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبدالشمس بن عبد مناف ہیں، ان کا نسب نبی کریم ﷺ کے ساتھ عبد مناف پر مل جاتا ہے، ان کی کنیت ابو عمرو ہے، زہری سے مروی ہے، کہ ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے، اور یہ ان کی کنیت ان کے بیٹے عبداللہ کی وجہ سے تھی، جو اللہ تعالیٰ نے انہیں نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے عطا فرمایا تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، یہ ان کا بیٹا چھ سال کا ہو کر بچپن میں فوت ہو گیا تھا، ابن سعد نے نقل کیا ہے، کہ عبداللہ بن عثمان ۴ ہجری میں فوت ہوا تھا اور حضرت رقیہ اس سے دو سال پہلے اس وقت فوت ہو گئی تھیں جب کہ نبی اکرم ﷺ غزوہ بدر کے لیے گئے ہوئے تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا لقب ذوالنورین ہے، کیونکہ آپ کے نکاح میں نبی اکرم ﷺ نے یکے بعد دیگرے اپنی دو بیٹیاں دی ہیں، پہلے حضرت عثمان کے نکاح میں حضرت رقیہ بنت رسول اللہ تھیں ان کی وفات کے بعد آپ نے اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح کر دیا اور یہ سعادت حضرت عثمان کو ہی حاصل ہے، ورنہ تخلیق کائنات سے لے کر قیامت تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کے نکاح میں کسی نبی اور رسول نے یکے بعد دیگرے اپنی دو بیٹیاں دی ہوں۔

قولہ "مَنْ يَحْفِرْ بِئْرَ رُومَةَ" بئر رومہ کو گہرا کرنے کے لیے اس سے مٹی وغیرہ نکالنے کو کھودنے سے تعبیر کر دیا ہے، ورنہ یہ کنواں پہلے ہی کھدا ہوا تھا، بعض کہتے ہیں یحفر سے مراد کنواں خریدنا ہے، راوی نے یشتری کی بجائے یحفر کا

لفظ بول دیا ہے۔

٣٦٩٥: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا وَأَمَرَنِي بِحِفْظِ بَابِ الْحَائِطِ فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا عُمَرُ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ يَسْتَأْذِنُ فَسَكَتَ هُنَيْهَةً ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى سَتُصِيبُهُ فَإِذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَالَ حَمَّادٌ وَحَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ وَعَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ سَمِعَا أَبَا عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مُوسَى بِنَحْوِهِ وَزَادَ فِيهِ عَاصِمٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ قَاعِدًا فِي مَكَانٍ فِيهِ مَاءٌ قَدْ انْكَشَفَ عَنْ رُكْبَتَيْهِ أَوْ رُكْبَتِهِ فَلَمَّا دَخَلَ عُثْمَانُ غَطَّاهَا۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابو عثمان نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ ایک باغ (بئر اریس) کے اندر تشریف لے گئے اور مجھ سے فرمایا کہ میں دروازہ پر پہرہ دیتا رہوں۔ پھر ایک صاحب آئے اور اجازت چاہی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری بھی سنادو، وہ حضرت ابو بکر تھے۔ پھر دوسرے ایک اور صاحب آئے اور اجازت چاہی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ انہیں بھی اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری سنادو، وہ حضرت عمر تھے۔ پھر تیسرے ایک اور صاحب آئے اور اجازت چاہی۔ حضور تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گئے پھر فرمایا کہ انہیں بھی اجازت دے دو اور (دنیا میں) ایک آزمائش سے گزرنے کے بعد جنت کی بشارت بھی سنادو، وہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔ حماد بن سلمہ نے بیان کیا، ہم سے عاصم احول اور علی بن حکم نے بیان کیا، انہوں نے ابو عثمان سے سنا اور وہ ابو موسیٰ سے اسی طرح بیان کرتے تھے، لیکن عاصم نے اپنی اس روایت میں یہ زیادہ کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اس وقت ایک ایسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے جس کے اندر پانی تھا اور آپ اپنے دونوں گھٹنے یا ایک گھٹنہ کھولے ہوئے تھے لیکن جب عثمان رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو آپ نے اپنے گھٹنے کو چھپا لیا۔



٣٦٩٦: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يُونُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ قَالَا مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُكَلِّمَ عُثْمَانَ لِأَخِيهِ الْوَلِيدِ فَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِيهِ فَقَصَدْتُ لِعُثْمَانَ حَتَّى خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ قُلْتُ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً وَهِيَ نَصِيحَةٌ لَكَ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ قَالَ مَعْمَرٌ أُرَاهُ قَالَ أَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ فَانْصَرَفْتُ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِمْ إِذْ جَاءَ رَسُولُ عُثْمَانَ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ مَا نَصِيحَتُكَ فَقُلْتُ إِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ بَعَثَ



مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتَ مِمَّنْ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَاجَرْتَ الْهِجْرَتَيْنِ وَصَحِبْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتَ هَدْيَهُ وَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِي شَأْنِ الْوَلِيدِ قَالَ أَدْرَكْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لَا وَلَكِنْ خَلَصَ إِلَيَّ مِنْ عِلْمِهِ مَا يَخْلُصُ إِلَى الْعَذْرَاءِ فِي سِتْرِهَا قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ فَكُنْتُ مِمَّنْ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ وَآمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهِ وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ كَمَا قُلْتَ وَصَحِبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتُهُ فَوَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ مِثْلُهُ ثُمَّ عُمَرُ مِثْلُهُ ثُمَّ اسْتُخْلِفْتُ أَفَلَيْسَ لِي مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِي لَهُمْ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَمَا هَذِهِ الْأَحَادِيثُ الَّتِي تَبْلُغُنِي عَنْكُمْ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ شَأْنِ الْوَلِيدِ فَسَنَأْخُذُ فِيهِ بِالْحَقِّ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ دَعَا عَلِيًّا فَأَمَرَهُ أَنْ يَجْلِدَهُ فَجَلَدَهُ ثَمَانِينَ۔



ہم سے احمد بن شبیب بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے یونس نے کہ ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ کو عروہ نے خبر دی، انہیں عبید اللہ بن عدی بن خیار نے خبر دی کہ مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمن بن اسود بن عبدیغوث رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کے بھائی ولید کے مقدمہ میں (جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا گورنر بنایا تھا) کیوں گفتگو نہیں کرتے، لوگ اس سے بہت ناراض ہیں۔ چنانچہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، اور جب وہ نماز کے لیے باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ سے ایک ضرورت ہے اور وہ ہے آپ کے ساتھ ایک خیرخواہی! اس پر عثمان نے فرمایا: بھلے آدمی تم سے (میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں) امام بخاری نے کہا: میں سمجھتا ہوں کہ معمر نے یوں روایت کیا، میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ میں واپس ان دونوں کے پاس گیا، اتنے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قاصد مجھ کو بلانے کے لیے آیا میں جب اس کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ تمہاری خیر خواہی کیا تھی؟ میں نے عرض کیا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا اور ان پر کتاب نازل کی آپ بھی ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کیا تھا۔ آپ نے دو ہجرتیں کیں۔ حضور اکرم ﷺ کی صحبت اٹھائی اور آپ کے طریقے اور سنت کو دیکھا، لیکن بات یہ ہے کہ لوگ ولید کی بہت شکایتیں کر رہے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس پر پوچھا: تم نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی احادیث ایک کنواری لڑکی تک کو اس کے تمام پردوں کے باوجود جب پہنچ چکی ہیں تو مجھے کیوں نہ معلوم ہوتیں۔ اس پر حضرت عثمان نے فرمایا: اما بعد: بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا اور میں اللہ اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کرنے والوں میں

شرح بخاری

296



بھی تھا۔ حضور اکرم ﷺ جس دعوت کو لے کر بھیجے گئے تھے میں اس پر پورے طور سے ایمان لایا اور جیسا کہ تم نے کہا دو ہجرتیں بھی کیں۔ میں حضور اکرم ﷺ کی صحبت میں بھی رہا ہوں اور آپ سے بیعت بھی کی ہے۔ پس خدا کی قسم میں نے کبھی آپ کے حکم سے سرتابی نہیں کی۔ اور نہ آپ کے ساتھ کبھی کوئی دھوکا کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی۔ اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی میرا یہی معاملہ رہا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی یہی معاملہ رہا تو کیا جب کہ مجھے ان کا جانشین بنا دیا گیا ہے تو مجھے وہ حقوق حاصل نہیں ہوں گے جو انہیں تھے؟ میں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں، آپ نے فرمایا کہ پھر ان باتوں کے لیے کیا جواز رہ جاتا ہے جو تم لوگوں کی طرف سے مجھے پہنچتی رہتی ہیں لیکن تم نے جو ولید کے حالات کا ذکر کیا ہے، ان شاء اللہ ہم اس کی سزا جو واجبی ہے اس کو دیں گے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ ولید کو حد لگائیں۔ چنانچہ انہوں نے ولید کو اسی کوڑے حد کے لگائے۔

قولہ "مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُكَلِّمَ" ان دونوں نے عبید اللہ سے کہا کہ ولید بن عقبہ نے شراب پی ہے تو آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے گفتگو کریں تاکہ وہ اسے شراب پینے کی حد لگائیں۔

قولہ "فَجَلَدَهُ ثَمَانِينَ" حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں اسے کوڑے لگانے کا حکم دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے اسی کوڑے لگائے، بعض روایات میں چالیس کوڑے مارنے کا ذکر آتا ہے، اور چالیس والی روایت اقویٰ ہے، اس لیے اسے ترجیح دیتے ہیں، بعض تطبیق دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت علی نے اسے دو دفعہ کوڑے لگائے تھے، ایک دفعہ چالیس کوڑے لگا کر رک گئے، اس کے بعد پھر چالیس لگائے، لہٰذا دونوں احادیث برحق ہیں، بعض علماء نے کہا ہے کہ حضرت علی کی لاٹھی کے آخر سے دو سر تھے، اور ایک دفعہ مارنے سے دو شمار کیے گئے ہیں، اس طرح چالیس کوڑے اسی بن جاتے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید بن عقبہ کو پہلے حد نہیں لگائی تھی، کیونکہ وہ معاملہ کی تحقیق کر رہے تھے، تحقیق نہ ہونے کی وجہ سے پہلے حد نہیں لگائی تھی، تحقیق مکمل ہونے پر حد لگانے کا حکم دیدیا، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پہلے انہوں نے تعزیر اور تنبیہ کر دی ہو، لیکن جب لوگوں نے اصرار کیا تو حد لگا دی، ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی شراب پیا کرتا تھا، جب اسے نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا تو وہ بھاگ کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا، تو آپ اس پر ہنس پڑے، گویا اتنی تنبیہ کو ہی کافی سمجھا گیا۔

٣٦٩٧ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيعٍ حَدَّثَنَا شَاذَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ تَابَعَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ عَنْ

عَبْدِالْعَزِيزِ۔

مجھ سے محمد بن حاتم بن بزیع نے بیان کیا، کہا ہم سے شاذان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ ماجشون نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں قرار دیتے تھے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کے صحابہ پر ہم کوئی بحث نہیں کرتے تھے اور کسی کو ایک دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے تھے، اس حدیث کو عبداللہ بن صالح نے بھی عبدالعزیز سے روایت کیا ہے۔ اس کو اسماعیلی نے وصل کیا ہے۔

٣٦٩٨: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ هُوَ ابْنُ مَوْهَبٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ حَجَّ الْبَيْتَ فَرَأَى قَوْمًا جُلُوسًا فَقَالَ مَنْ هَؤُلَاءِ الْقَوْمُ فَقَالُوا هَؤُلَاءِ قُرَيْشٌ قَالَ فَمَنِ الشَّيْخُ فِيهِمْ قَالُوا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِي هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَلَمْ يَشْهَدْ قَالَ نَعَمْ قَالَ تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ اللهُ أَكْبَرُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ أُبَيِّنْ لَكَ أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللهَ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَ لَهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيضَةً فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ فَقَالَ هَذِهِ لِعُثْمَانَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ اذْهَبْ بِهَا الْآنَ مَعَكَ.



ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے، کہا ہم سے عثمان بن موہب نے بیان کیا کہ مصر والوں میں سے ایک نام نامعلوم آدمی آیا اور حج بیت اللہ کیا، پھر کچھ لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو اس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ کسی نے کہا کہ یہ قریشی ہیں۔ اس نے پوچھا کہ ان میں بزرگ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ عبداللہ بن عمر ہیں۔ اس نے پوچھا۔ اے ابن عمر! میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ مجھے بتائیں گے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے احد کی لڑائی سے راہ فرار اختیار کی تھی؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہوا تھا۔ پھر اس نے پوچھا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے تھے؟ جواب دیا کہ ہاں ایسا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بیعت رضوان میں بھی شریک نہیں تھے۔ جواب دیا کہ ہاں یہ بھی صحیح ہے۔ یہ سن کر اس کی زبان



سے نکلا اللہ اکبر تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قریب آجاؤ، اب میں تمہیں ان واقعات کی تفصیل سمجھاؤں گا۔ احد کی لڑائی سے فرار کے متعلق میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا ہے۔ بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی تھیں اور اس وقت وہ بیمار تھیں اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ تمہیں (مریضہ کے پاس ٹھہرنے کا) اتنا ہی اجر وثواب ملے گا جتنا اس شخص کو جو بدر کی لڑائی میں شریک ہوگا اور اسی کے مطابق مال غنیمت سے حصہ بھی ملے گا اور بیعت رضوان میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس موقع پر وادی مکہ میں کوئی بھی شخص (مسلمانوں میں سے) عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ عزت والا اور باا‌ثر ہوتا تو حضور اکرم ﷺ اسی کو ان کی جگہ وہاں بھیجتے، یہی وجہ ہوئی تھی کہ آنحضرت ﷺ نے انہیں (قریش سے باتیں کرنے کے لیے) مکہ بھیج دیا تھا اور جب بیعت رضوان ہورہی تھی تو عثمان مکہ جا چکے تھے، اس موقع پر حضور اکرم ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ کو اٹھا کر فرمایا تھا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور پھر اسے اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا تھا کہ یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے۔ اس کے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سوال کرنے والے شخص سے فرمایا کہ جا، ان باتوں کو ہمیشہ یاد رکھنا۔

٣٦٩٩: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحُدًا وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ وَقَالَ اسْكُنْ أُحُدُ أَظُنُّهُ ضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ.

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سعید نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب احد پہاڑ پر چڑھے اور آپ کے ساتھ ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے تو پہاڑ کانپنے لگا۔ آپ نے اس پر فرمایا احد ٹھہر جا میرا خیال ہے کہ حضور نے اسے اپنے پاؤں سے مارا بھی تھا کہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔

٣٦٩٩: حَدَّثَنِي مسددٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ أُحُدًا، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ، فَقَالَ: «اثْبُتْ أُحُدُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ، وَصِدِّيقٌ، وَشَهِيدَانِ».

ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سعید نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب احد پہاڑ پر چڑھے اور آپ کے ساتھ ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے تو پہاڑ کانپنے لگا۔ آپ نے اس پر فرمایا احد ٹھہر جا۔ میرا خیال ہے کہ حضور نے اسے اپنے پاؤں سے مارا بھی تھا کہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔

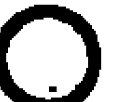
٨۔ بَابُ قِصَّةِ الْبَيْعَةِ، وَالِاتِّفَاقِ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَفِيهِ مَقْتَلُ

عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

باب: عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کا قصہ اور آپ کی خلافت پر صحابہ کا اتفاق کرنا اور اس باب میں امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بیان۔

۳۷۰۰: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَبْلَ أَنْ يُصَابَ بِأَيَّامٍ بِالْمَدِينَةِ وَقَفَ عَلَى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَعُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ كَيْفَ فَعَلْتُمَا أَتَخَافَانِ أَنْ تَكُونَا قَدْ حَمَّلْتُمَا الْأَرْضَ مَا لَا تُطِيقُ قَالَا حَمَّلْنَاهَا أَمْرًا هِيَ لَهُ مُطِيقَةٌ مَا فِيهَا كَبِيرُ فَضْلٍ قَالَ انْظُرَا أَنْ تَكُونَا حَمَّلْتُمَا الْأَرْضَ مَا لَا تُطِيقُ قَالَ قَالَا لَا فَقَالَ عُمَرُ لَئِنْ سَلَّمَنِي اللهُ لَأَدَعَنَّ أَرَامِلَ أَهْلِ الْعِرَاقِ لَا يَحْتَجْنَ إِلَى رَجُلٍ بَعْدِي أَبَدًا قَالَ فَمَا أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا رَابِعَةٌ حَتَّى أُصِيبَ قَالَ إِنِّي لَقَائِمٌ مَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ غَدَاةَ أُصِيبَ وَكَانَ إِذَا مَرَّ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ قَالَ اسْتَوُوا حَتَّى إِذَا لَمْ يَرَ فِيهِنَّ خَلَلًا تَقَدَّمَ فَكَبَّرَ وَرُبَّمَا قَرَأَ سُورَةَ يُوسُفَ أَوْ النَّحْلَ أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى حَتَّى يَجْتَمِعَ النَّاسُ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ كَبَّرَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ قَتَلَنِي أَوْ أَكَلَنِي الْكَلْبُ حِينَ طَعَنَهُ فَطَارَ الْعِلْجُ بِسِكِّينٍ ذَاتِ طَرَفَيْنِ لَا يَمُرُّ عَلَى أَحَدٍ يَمِينًا وَلَا شِمَالًا إِلَّا طَعَنَهُ حَتَّى طَعَنَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا مَاتَ مِنْهُمْ سَبْعَةٌ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ طَرَحَ عَلَيْهِ بُرْنُسًا فَلَمَّا ظَنَّ الْعِلْجُ أَنَّهُ مَأْخُوذٌ نَحَرَ نَفْسَهُ وَتَنَاوَلَ عُمَرُ يَدَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَدَّمَهُ فَمَنْ يَلِي عُمَرَ فَقَدْ رَأَى الَّذِي أَرَى وَأَمَّا نَوَاحِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُمْ لَا يَدْرُونَ غَيْرَ أَنَّهُمْ قَدْ فَقَدُوا صَوْتَ عُمَرَ وَهُمْ يَقُولُونَ سُبْحَانَ اللهِ سُبْحَانَ اللهِ فَصَلَّى بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ صَلَاةً خَفِيفَةً فَلَمَّا انْصَرَفُوا قَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ انْظُرْ مَنْ قَتَلَنِي فَجَالَ سَاعَةً ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ غُلَامُ الْمُغِيرَةِ قَالَ الصَّنَعُ قَالَ نَعَمْ قَالَ قَاتَلَهُ اللهُ لَقَدْ أَمَرْتُ بِهِ مَعْرُوفًا الْحَمْدُ لِلهِ الَّذِي لَمْ يَجْعَلْ مِيتَتِي بِيَدِ رَجُلٍ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ قَدْ كُنْتَ أَنْتَ وَأَبُوكَ تُحِبَّانِ أَنْ تَكْثُرَ الْعُلُوجُ بِالْمَدِينَةِ وَكَانَ الْعَبَّاسُ أَكْثَرَهُمْ رَقِيقًا فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَعَلْتُ أَيْ إِنْ شِئْتَ قَتَلْنَا قَالَ كَذَبْتَ بَعْدَ مَا تَكَلَّمُوا بِلِسَانِكُمْ وَصَلَّوْا قِبْلَتَكُمْ وَحَجُّوا حَجَّكُمْ فَاحْتُمِلَ إِلَى بَيْتِهِ فَانْطَلَقْنَا مَعَهُ وَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ تُصِبْهُمْ مُصِيبَةٌ قَبْلَ يَوْمَئِذٍ فَقَائِلٌ يَقُولُ لَا بَأْسَ وَقَائِلٌ يَقُولُ أَخَافُ عَلَيْهِ فَأُتِيَ بِنَبِيذٍ فَشَرِبَهُ فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهِ ثُمَّ أُتِيَ بِلَبَنٍ فَشَرِبَهُ فَخَرَجَ مِنْ جُرْحِهِ فَعَلِمُوا أَنَّهُ مَيِّتٌ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَجَاءَ النَّاسُ فَجَعَلُوا يُثْنُونَ عَلَيْهِ وَجَاءَ رَجُلٌ شَابٌّ فَقَالَ أَبْشِرْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِبُشْرَى اللهِ لَكَ مِنْ









صُحْبَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدَمٍ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ ثُمَّ وَلِيتَ فَعَدَلْتَ ثُمَّ شَهَادَةٌ قَالَ وَدِدْتُ أَنَّ ذَلِكَ كَفَافٌ لَا عَلَيَّ وَلَا لِي فَلَمَّا أَدْبَرَ إِذَا إِزَارُهُ يَمَسُّ الْأَرْضَ قَالَ رُدُّوا عَلَيَّ الْغُلَامَ قَالَ يَا ابْنَ أَخِي ارْفَعْ ثَوْبَكَ فَإِنَّهُ أَبْقَى لِثَوْبِكَ وَأَتْقَى لِرَبِّكَ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ انْظُرْ مَا عَلَيَّ مِنَ الدَّيْنِ فَحَسَبُوهُ فَوَجَدُوهُ سِتَّةً وَثَمَانِينَ أَلْفًا أَوْ نَحْوَهُ قَالَ إِنْ وَفَى لَهُ مَالُ آلِ عُمَرَ فَأَدِّهِ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَإِلَّا فَسَلْ فِي بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ فَإِنْ لَمْ تَفِ أَمْوَالُهُمْ فَسَلْ فِي قُرَيْشٍ وَلَا تَعْدُهُمْ إِلَى غَيْرِهِمْ فَأَدِّ عَنِّي هَذَا الْمَالَ انْطَلِقْ إِلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ فَقُلْ يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ السَّلَامَ وَلَا تَقُلْ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَإِنِّي لَسْتُ الْيَوْمَ لِلْمُؤْمِنِينَ أَمِيرًا وَقُلْ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَسَلَّمَ وَاسْتَأْذَنَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهَا فَوَجَدَهَا قَاعِدَةً تَبْكِي فَقَالَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ السَّلَامَ وَيَسْتَأْذِنُ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَقَالَتْ كُنْتُ أُرِيدُهُ لِنَفْسِي وَلَأُوثِرَنَّ بِهِ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِي فَلَمَّا أَقْبَلَ قِيلَ هَذَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ جَاءَ قَالَ ارْفَعُونِي فَأَسْنَدَهُ رَجُلٌ إِلَيْهِ فَقَالَ مَا لَدَيْكَ قَالَ الَّذِي تُحِبُّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَذِنَتْ قَالَ الْحَمْدُ لِلهِ مَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ أَهَمُّ إِلَيَّ مِنْ ذَلِكَ فَإِذَا أَنَا قَضَيْتُ فَاحْمِلُونِي ثُمَّ سَلِّمْ فَقُلْ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَإِنْ أَذِنَتْ لِي فَأَدْخِلُونِي وَإِنْ رَدَّتْنِي رُدُّونِي إِلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ وَجَاءَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حَفْصَةُ وَالنِّسَاءُ تَسِيرُ مَعَهَا فَلَمَّا رَأَيْنَاهَا قُمْنَا فَوَلَجَتْ عَلَيْهِ فَبَكَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً وَاسْتَأْذَنَ الرِّجَالُ فَوَلَجَتْ دَاخِلًا لَهُمْ فَسَمِعْنَا بُكَاءَهَا مِنَ الدَّاخِلِ فَقَالُوا أَوْصِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اسْتَخْلِفْ قَالَ مَا أَجِدُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْ هَؤُلَاءِ النَّفَرِ أَوِ الرَّهْطِ الَّذِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَسَمَّى عَلِيًّا وَعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ وَقَالَ يَشْهَدُكُمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَلَيْسَ لَهُ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ كَهَيْئَةِ التَّعْزِيَةِ لَهُ فَإِنْ أَصَابَتِ الْإِمْرَةُ سَعْدًا فَهُوَ ذَاكَ وَإِلَّا فَلْيَسْتَعِنْ بِهِ أَيُّكُمْ مَا أُمِّرَ فَإِنِّي لَمْ أَعْزِلْهُ عَنْ عَجْزٍ وَلَا خِيَانَةٍ وَقَالَ أُوصِي الْخَلِيفَةَ مِنْ بَعْدِي بِالْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَيَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ وَأُوصِيهِ بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا الَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ أَنْ يُقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَأَنْ يُعْفَى عَنْ مُسِيئِهِمْ وَأُوصِيهِ بِأَهْلِ الْأَمْصَارِ خَيْرًا فَإِنَّهُمْ رِدْءُ الْإِسْلَامِ وَجُبَاةُ الْمَالِ وَغَيْظُ الْعَدُوِّ وَأَنْ لَا يُؤْخَذَ مِنْهُمْ إِلَّا فَضْلُهُمْ عَنْ رِضَاهُمْ وَأُوصِيهِ بِالْأَعْرَابِ خَيْرًا فَإِنَّهُمْ أَصْلُ الْعَرَبِ وَمَادَّةُ الْإِسْلَامِ أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ حَوَاشِي أَمْوَالِهِمْ وَيُرَدَّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ وَأُوصِيهِ بِذِمَّةِ اللهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُوفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ وَلَا يُكَلَّفُوا إِلَّا طَاقَتَهُمْ فَلَمَّا قُبِضَ خَرَجْنَا بِهِ فَانْطَلَقْنَا نَمْشِي فَسَلَّمَ عَبْدُ اللهِ

بْنُ عُمَرَ قَالَ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَتْ أَدْخِلُوهُ فَأُدْخِلَ فَوُضِعَ هُنَالِكَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَلَمَّا فُرِغَ مِنْ دَفْنِهِ اجْتَمَعَ هَؤُلَاءِ الرَّهْطُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ اجْعَلُوا أَمْرَكُمْ إِلَى ثَلَاثَةٍ مِنْكُمْ فَقَالَ الزُّبَيْرُ قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عَلِيٍّ فَقَالَ طَلْحَةُ قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عُثْمَانَ وَقَالَ سَعْدٌ قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ أَيُّكُمَا تَبَرَّأَ مِنْ هَذَا الْأَمْرِ فَنَجْعَلُهُ إِلَيْهِ وَاللَّهُ عَلَيْهِ وَالْإِسْلَامُ لَيَنْظُرَنَّ أَفْضَلَهُمْ فِي نَفْسِهِ فَأُسْكِتَ الشَّيْخَانِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ أَفَتَجْعَلُونَهُ إِلَيَّ وَاللَّهُ عَلَيَّ أَنْ لَا آلُ عَنْ أَفْضَلِكُمْ قَالَا نَعَمْ فَأَخَذَ بِيَدِ أَحَدِهِمَا فَقَالَ لَكَ قَرَابَةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَدَمُ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَاللَّهُ عَلَيْكَ لَئِنْ أَمَّرْتُكَ لَتَعْدِلَنَّ وَلَئِنْ أَمَّرْتُ عُثْمَانَ لَتَسْمَعَنَّ وَلَتُطِيعَنَّ ثُمَّ خَلَا بِالْآخَرِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ فَلَمَّا أَخَذَ الْمِيثَاقَ قَالَ ارْفَعْ يَدَكَ يَا عُثْمَانُ فَبَايَعَهُ فَبَايَعَ لَهُ عَلِيٌّ وَوَلَجَ أَهْلُ الدَّارِ فَبَايَعُوهُ۔

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے حصین نے، ان سے عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو زخمی ہونے سے چند دن پہلے مدینہ میں دیکھا کہ وہ حذیفہ بن یمان اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہما کے ساتھ کھڑے تھے اور ان سے یہ فرما رہے تھے کہ (عراق کی اراضی کے لیے، جس کا انتظام خلافت کی جانب سے ان کے سپرد کیا گیا تھا) تم لوگوں نے کیا کیا ہے؟ کیا تم لوگوں کو یہ اندیشہ تو نہیں ہے کہ تم نے زمین کا اتنا محصول لگا دیا ہے جس کی گنجائش نہ ہو۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نے ان پر خراج کا اتنا ہی بار ڈالا ہے جسے ادا کرنے کی زمین میں طاقت ہے، اس میں کوئی زیادتی نہیں کی گئی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیکھو پھر سمجھ لو کہ تم نے ایسی جمع تو نہیں لگائی ہے جو زمین کی طاقت سے باہر ہو۔ راوی نے بیان کیا کہ ان دونوں نے کہا کہ ایسا نہیں ہونے پائے گا، اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے زندہ رکھا تو میں عراق کی بیوہ عورتوں کے لیے اتنا کر دوں گا کہ پھر میرے بعد کسی کی محتاج نہیں رہیں گی۔ راوی عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ ابھی اس گفتگو پر چوتھا دن ہی آیا تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ زخمی کر دیئے گئے۔ عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ جس صبح کو آپ زخمی کئے گئے، میں (فجر کی نماز کے انتظار میں) صف کے اندر کھڑا تھا اور میرے اور ان کے درمیان عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سوا اور کوئی نہیں تھا حضرت عمر کی عادت تھی کہ جب صف سے گزرتے تو فرماتے جاتے کہ صفیں سیدھی کر لو اور جب دیکھتے کہ صفوں میں کوئی خلل نہیں رہ گیا ہے تب آگے (مصلی پر) بڑھتے اور تکبیر کہتے۔ آپ (فجر کی نماز کی) پہلی رکعت میں عموماً سورہ یوسف یا سورہ نحل یا اتنی ہی طویل کوئی سورت پڑھتے یہاں تک کہ لوگ جمع ہو جاتے۔ اس دن ابھی آپ نے تکبیر ہی کہی تھی کہ میں نے سنا، آپ فرما رہے ہیں کہ مجھے قتل کر دیا یا کتے نے کاٹ لیا۔ ابولولو نے آپ کو زخمی کر دیا تھا۔ اس کے بعد


شرح بخاری



وہ بدبخت اپنا دودھاری خنجر لیے دوڑنے لگا اور دائیں اور بائیں جدھر بھی پھرتا تو لوگوں کو زخمی کرتا جاتا۔ اس طرح اس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کر دیا جن میں سات حضرات نے شہادت پائی۔ مسلمانوں میں سے ایک صاحب (حطان نامی) نے یہ صورت حال دیکھی تو انہوں نے اس پر اپنی چادر ڈال دی۔ اس بدبخت کو جب یقین ہوگیا کہ اب پکڑلیا جائے گا تو اس نے خود اپنا بھی گلا کاٹ لیا، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں آگے بڑھا دیا (عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ) جو لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے قریب تھے انہوں نے بھی وہ صورت حال دیکھی جو میں دیکھ رہا تھا لیکن جو لوگ مسجد کے کنارے پر تھے (پیچھے کی صفوں میں) تو انہیں کچھ معلوم نہیں ہوسکا، البتہ چونکہ عمر رضی اللہ عنہ کی قراءت (نماز میں) انہوں نے نہیں سنی تو سبحان اللہ! سبحان اللہ! کہتے رہے۔ آخر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بہت ہلکی نماز پڑھائی۔ پھر جب لوگ نماز سے پلٹے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابن عباس! دیکھو مجھے کس نے زخمی کیا ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تھوڑی دیر گھوم پھر کر دیکھا اور آکر فرمایا کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کے غلام (ابولولو) نے آپ کو زخمی کیا ہے، عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا، وہی جو کاریگر ہے؟ جواب دیا کہ جی ہاں، اس پر عمرؓ نے فرمایا خدا اسے برباد کرے میں نے تو اسے اچھی بات کہی تھی (جس کا اس نے یہ بدلا دیا) اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھوں نہیں مقدر کی جو اسلام کا مدعی ہو۔ تم اور تمہارے والد (عباس رضی اللہ عنہ) اس کے بہت ہی خواہش مند تھے کہ عجمی غلام مدینہ میں زیادہ سے زیادہ لائے جائیں۔ یوں بھی ان کے پاس غلام بہت تھے، اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا، اگر آپ فرمائیں تو ہم بھی کر گزریں، مقصد یہ تھا کہ اگر آپ چاہیں تو ہم (مدینہ میں مقیم عجمی غلاموں کو) قتل کر ڈالیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ انتہائی غلط فکر ہے، خصوصاً جب کہ تمہاری زبان میں وہ گفتگو کرتے ہیں، تمہارے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں اور تمہاری طرح حج کرتے ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ کو ان کے گھر اٹھا کر لایا گیا اور ہم آپ کے ساتھ ساتھ آئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے لوگوں پر کبھی اس سے پہلے اتنی بڑی مصیبت آئی ہی نہیں تھی، بعض تو یہ کہتے تھے کہ کچھ نہیں ہوگا۔ (اچھے ہوجائیں گے) اور بعض کہتے تھے کہ آپ کی زندگی خطرہ میں ہے۔ اس کے بعد کھجور کا پانی لایا گیا۔ اسے آپ نے پیا تو وہ آپ کے پیٹ سے باہر نکل آیا۔ پھر دودھ لایا گیا اسے بھی جوں ہی آپ نے پیا زخم کے راستے وہ بھی باہر نکل آیا۔ اب لوگوں کو یقین ہوگیا کہ آپ کی شہادت یقینی ہے۔ پھر ہم اندر آگئے اور لوگ آپ کی تعریف بیان کرنے لگے، اتنے میں ایک نوجوان اندر آیا اور کہنے لگا یا امیر المؤمنین! آپ کو خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی۔ ابتداء میں اسلام لانے کا شرف حاصل کیا جو آپ کو معلوم ہے۔ پھر آپ خلیفہ بنائے گئے اور آپ نے پورے انصاف سے حکومت کی، پھر شہادت پائی، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تو اس پر بھی خوش تھا کہ ان باتوں کی وجہ سے برابر پر میرا معاملہ ختم ہوجاتا، نہ ثواب ہوتا اور نہ عذاب، جب وہ

نوجوان جانے لگا تو اس کا تہبند (ازار) لٹک رہا تھا، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس لڑکے کو میرے پاس واپس بلا لاؤ (جب وہ آئے تو) آپ نے فرمایا: میرے بھتیجے! یہ اپنا کپڑا اوپر اٹھائے رکھو کہ اس سے تمہارا کپڑا بھی زیادہ دنوں چلے گا اور تمہارے رب سے تقویٰ کا بھی باعث ہے۔ اے عبداللہ بن عمر! دیکھو مجھ پر کتنا قرض ہے؟ جب لوگوں نے آپ پر قرض کا شمار کیا تو تقریباً چھیاسی (۸۶) ہزار نکلا۔ عمرؓ نے اس پر فرمایا کہ اگر یہ قرض آل عمر کے مال سے ادا ہو سکے تو انہی کے مال سے اس کو ادا کرنا ورنہ پھر بنی عدی بن کعب سے کہنا، اگر ان کے مال کے بعد بھی ادائیگی نہ ہو سکے تو قریش سے کہنا، ان کے سوا کسی سے امداد نہ طلب کرنا اور میری طرف سے اس قرض کو ادا کر دینا۔ اچھا اب ام المومنین عائشہؓ کے یہاں جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے۔ امیر المؤمنین (میرے نام کے ساتھ) نہ کہنا، کیونکہ اب میں مسلمانوں کا امیر نہیں رہا ہوں، تو ان سے عرض کرنا کہ عمر بن خطاب نے آپ سے اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے (عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر) سلام کیا اور اجازت لے کر اندر داخل ہوئے۔ دیکھا کہ آپ بیٹھی رو رہی ہیں۔ پھر کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے اس جگہ کو اپنے لیے منتخب کر رکھا تھا لیکن آج میں انہیں اپنے پر ترجیح دوں گی، پھر جب ابن عمر رضی اللہ عنہما واپس آئے تو لوگوں نے بتایا کہ عبداللہ آ گئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اٹھاؤ۔ ایک صاحب نے سہارا دے کر آپ کو اٹھایا۔ آپ نے دریافت کیا کیا خبر لائے؟ کہا کہ جو آپ کی تمنا تھی اے امیر المومنین! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا الحمد للہ۔ اس سے اہم چیز اب میرے لیے کوئی نہیں رہ گئی تھی۔ لیکن جب میری وفات ہو چکے اور مجھے اٹھا کر (دفن کے لیے) لے چلو تو پھر میرا سلام ان سے کہنا اور عرض کرنا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ سے اجازت چاہی ہے۔ اگر وہ میرے لیے اجازت دے دیں تب تو وہاں دفن کرنا اور اگر اجازت نہ دیں تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا۔ اس کے بعد ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا آئیں۔ ان کے ساتھ کچھ دوسری خواتین بھی تھیں، جب ہم نے انہیں دیکھا تو ہم اٹھ گئے۔ آپ عمر رضی اللہ عنہ کے قریب آئیں اور وہاں تھوڑی دیر تک آنسو بہاتی رہیں۔ پھر جب مردوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو وہ مکان کے اندرونی حصہ میں چلی گئیں اور ہم نے ان کے رونے کی آواز سنی پھر لوگوں نے عرض کیا امیر المؤمنین! خلافت کے لیے کوئی وصیت کر دیجئے، فرمایا کہ خلافت کا میں ان حضرات سے زیادہ اور کسی کو مستحق نہیں پاتا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک جن سے راضی اور خوش تھے پھر آپ نے علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمن بن عوف کا نام لیا اور یہ بھی فرمایا کہ عبداللہ بن عمر کو بھی صرف مشورہ کی حد تک شریک رکھنا لیکن خلافت سے انہیں کوئی سروکار نہیں رہے گا۔ جیسے آپ نے ابن عمرؓ کی تسکین کے لیے یہ فرمایا ہو۔ پھر اگر خلافت سعد کو مل جائے تو وہ اس کے اہل ہیں اور

اگر وہ نہ ہو سکیں تو جو شخص بھی خلیفہ ہو وہ اپنے زمانہ خلافت میں ان کا تعاون حاصل کرتا رہے۔ کیونکہ میں نے ان کو (کوفہ کی گورنری سے) نااہلی یا کسی خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا ہے اور عمر نے فرمایا: میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو مہاجرین اولین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کے حقوق پہچانے اور ان کے احترام کو ملحوظ رکھے اور میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ انصار کے ساتھ بہتر معاملہ کرے جو دارالہجرت اور دارالایمان (مدینہ منورہ) میں (رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے سے) مقیم ہیں۔ (خلیفہ کو چاہیے) کہ وہ ان کے نیکوں کو نوازے اور ان کے بروں کو معاف کردیا کرے اور میں ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ شہری آبادی کے ساتھ بھی اچھا معاملہ رکھے کہ یہ لوگ اسلام کی مدد، مال جمع کرنے کا ذریعہ اور (اسلام کے) دشمنوں کے لیے ایک مصیبت ہیں اور یہ کہ ان سے وہی وصول کیا جائے جو ان کے پاس فاضل ہو اور ان کی خوشی سے لیا جائے اور میں ہونے والے خلیفہ کو بدویوں کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ اصل عرب ہیں اور اسلام کی جڑ ہیں اور یہ کہ ان سے ان کا بچا کھچا مال وصول کیا جائے اور انہیں کے محتاجوں میں تقسیم کردیا جائے اور میں ہونے والے خلیفہ کو اللہ اور اس کے رسول کے عہد کی نگہداشت کی (جو اسلامی حکومت کے تحت غیر مسلموں سے کیا ہے) وصیت کرتا ہوں کہ ان سے کئے گئے عہد کو پورا کیا جائے، ان کی حفاظت کے لیے جنگ کی جائے اور ان کی حیثیت سے زیادہ ان پر بوجھ نہ ڈالا جائے، جب عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو ہم وہاں سے ان کو لے کر (عائشہ رضی اللہ عنہا) کے حجرہ کی طرف آئے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سلام کیا اور عرض کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی ہے۔ ام المؤمنین نے کہا انہیں یہیں دفن کیا جائے۔ چنانچہ وہ وہیں دفن ہوئے، پھر جب لوگ دفن سے فارغ ہو چکے تو وہ جماعت (جن کے نام عمرؓ نے وفات سے پہلے بتائے تھے) جمع ہوئی عبدالرحمن بن عوف نے کہا: تمہیں اپنا معاملہ اپنے ہی میں سے تین آدمیوں کے سپرد کردینا چاہیے اس پر زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا معاملہ علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنا معاملہ عثمان رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتا ہوں اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا معاملہ عبدالرحمن بن عوف کے سپرد کیا، اس کے بعد عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے (عثمان اور علی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرکے) کہا کہ آپ دونوں حضرات میں سے جو بھی خلافت سے اپنی برأت ظاہر کرے ہم اسی کو خلافت دیں گے اور اللہ اس کا نگراں و نگہبان ہوگا اور اسلام کے حقوق کی ذمہ داری اس پر لازم ہوگی۔ ہر شخص کو غور کرنا چاہیے کہ اس کے خیال میں کون افضل ہے، اس پر یہ دونوں حضرات خاموش ہوگئے تو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ حضرات اس انتخاب کی ذمہ داری مجھ پر ڈالتے ہیں، خدا کی قسم کہ میں آپ حضرات میں سے اسی کو منتخب کروں گا جو سب میں افضل ہوگا۔ ان دونوں حضرات نے کہا کہ جی ہاں، پھر آپ نے ان دونوں میں سے ایک کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ آپ کی

قرابت رسول اللہ ﷺ سے ہے اور ابتدا میں اسلام لانے کا شرف بھی۔ جیسا کہ آپ کو خود ہی معلوم ہے، پس اللہ آپ کا نگران ہے کہ اگر میں آپ کو خلیفہ بنادوں تو کیا آپ عدل وانصاف سے کام لیں گے اور اگر عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنادوں تو کیا آپ ان کے احکام سنیں گے اور ان کی اطاعت کریں گے؟ اس کے بعد دوسرے صاحب کو تنہائی میں لے گئے اور ان سے بھی یہی کہا اور جب ان سے وعدہ لے لیا تو فرمایا: اے عثمان! اپنا ہاتھ بڑھائیے۔ چنانچہ انہوں نے ان سے بیعت کی اور علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان سے بیعت کی، پھر اہل مدینہ آئے اور سب نے بیعت کی۔

قولہ "انْظُرَا أَنْ تَكُونَا" آپ نے دریافت کیا کہ خراج کی زمین میں خراج کی ادائیگی کی طاقت بھی ہے، ان دونوں نے کہا، ہاں فرمایا، پھر غور کرلو، تاکہ لوگوں پر بوجھ نہ پڑے۔

قولہ "لَقَدْ أَمَرْتُ بِهِ مَعْرُوفًا" اس نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ مجھ پر خراج کا بوجھ زیادہ ہے وہ کم کرادیں، آپ نے فرمایا تو کاروباری آدمی ہے اور متعدد کام کرتا ہے، لہٰذا تجھ پر بوجھ زیادہ نہیں ہے، اور آپ نے اس کے مالک سے بھی کہنا تھا کہ جزیہ کم کردے، اور یہ اصول بھی ہے کہ طرفین کو کہا جائے، اسے بھی کہا جائے کہ بوجھ زیادہ نہیں اور مالک سے بھی کہا جائے کہ بوجھ کچھ کم کردے، لیکن یہ بدطینت ان کی بات کو سمجھ نہ سکا اور کہا میرے ساتھ عدل نہیں ہوا۔

قولہ "بَعْدَ مَا تَكَلَّمُوا بِلِسَانِكُمْ" یعنی اب انہیں قتل نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ وہ تمہاری زبان بولتے ہیں اور مسلمان ہوگئے ہیں۔

قولہ "سِتَّةً وَثَمَانِينَ أَلْفًا" یہ آنے والے مہمانوں پر خرچ ہوتا تھا، چاہیے تو یہ تھا کہ یہ خرچہ بیت المال سے ادا کیا جاتا، لیکن انہوں نے اپنے ذمہ لے لیا، اور اپنے بیٹے کو اسے ادا کرنے کی وصیت کی۔

قولہ "فَوَلَجَتْ دَاخِلًا لَهُمْ" داخلا ظرف ہے حال نہیں ہے، یعنی وہ اندر داخل ہوگئیں۔

قولہ "مِنْ حَوَاشِي أَمْوَالِهِمْ" یعنی کنارے پر ہونے والے مال لیں، اور ان کے جید مال نہ لیں۔

قولہ "أَيُّكُمَا تَبَرَّأَ مِنْ هَذَا" یعنی تم دونوں سے جو امیر بننے سے انکار کردے ہم اسے امیر بنالیں گے، وہ دونوں خاموش رہے، تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا، میں بری ہوتا ہوں، اور یہ اس کام کے لیے امیر بن گئے۔

قولہ "ارْفَعْ يَدَكَ يَا عُثْمَانُ" اس سے قبل حضرت عبدالرحمان متعدد ایام تک شہر میں چل پھر کر دریافت کرچکے تھے کہ خلافت کے لیے کون مناسب ہے، یہاں تک کہ انہوں نے عورتوں اور بچوں سے بھی اس بارہ میں پوچھا تھا، جب دیکھا کہ سب لوگ حضرت عثمان کے برابر کسی اور کو قرار نہیں دیتے تب انہوں نے حضرت عثمان سے کہا، ارْفَعْ يَدَكَ بیعت کے لیے اپنا ہاتھ نکالیں۔

۹۔ بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ الْقُرَشِيِّ الْهَاشِمِيِّ أَبِي الْحَسَنِ

باب: ابوالحسن علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان۔

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَلِيٍّ: «أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ» وَقَالَ عُمَرُ: «تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ».

نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: «تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔» نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک ان سے راضی اور خوش تھے۔

امام احمد بن حنبل کا قول ہے کہ جتنے مناقب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آئے ہیں، اس قدر مناقب کسی دیگر صحابی کے نہیں آئے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کے مناقب زیادہ ہیں، مناقب تو حضرت ابو بکر صدیق کے سب سے زیادہ ہیں، ان کے بعد حضرت عمر فاروق کے مناقب ہیں پھر حضرت عثمان کے ہیں، امام احمد کے قول سے مراد یہ ہے، کہ حضرت علی کی ایک ایک منقبت متعدد صحابہ سے مروی ہے، اور ان کی ایک ایک منقبت کو چالیس، چالیس یا پچاس پچاس صحابہ نے روایت کیا ہے، کیونکہ اس وقت امیر معاویہ اور حضرت علی میں اختلاف پھوٹ پڑا تھا، لہذا صحابہ کو ان کے جتنے مناقب یاد تھے سب بیان کر دیئے، جبکہ اس سے پہلے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی افضلیت میں کوئی اختلاف واقع نہیں ہوا تھا، اس لیے حضرت علی کے مناقب زیادہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ ان کے بیان کرنے والے زیادہ ہیں۔

قولہ "أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ" بعض لوگوں کی رائے میں یہ لفظ آپ نے ان کے متعلق ہی کہے ہیں، حالانکہ یہ رائے صحیح نہیں ہے کیونکہ آپ نے اشعریین کے متعلق بھی کہا تھا "هم مني وأنا منهم" کیونکہ وہ تنگدستی کے وقت اپنا سارا خرچہ جمع کر لیتے تھے، اور پھر آپس میں تقسیم کر لیتے تھے۔ ان کے اس فعل کو پسند کرتے ہوئے فرمایا تھا "هم مني وأنا منهم"[1]

شرح بخاری

قولہ "وَهُوَ عَنْهُم رَاضٍ" حضرت علی بھی ان چھ آدمیوں میں شامل تھے جن کے بارہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا تھا "توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم وَهُوَ عَنْهُم رَاضٍ" حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل دراصل نبی اکرم ﷺ کا داماد اور چچازاد بھائی اور حسن وحسین کا باپ ہونے کی بنا پر ہیں، گویا ان کے فضائل اختصاصی ہیں "أحب" یا "سید" کا لفظ فضل اختصاصی پر دلالت کرتا ہے، جبکہ فضائل جزائی جن پر درجات کا مدار ہوتا ہے وہ ابو بکر صدیق وغیرہ میں زیادہ ہیں، جزائی فضائل کا تعلق ایمان، عمل، زہد اور تقویٰ وغیرہ سے ہوتا ہے، قرآن کریم نے بھی ذکر کیا ہے "وَمَا لأَحَدٍ عِندَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى إلا ابتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الأَعْلَى"[2] صحابہ کرام کا اس پر اتفاق تھا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق افضل ہیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ، اس کے بعد چپ ہو جاتے یا حضرت عثمان کا نام لیتے تھے۔

٣٧٠١: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ

---

[1] مسند احمد: ١٦٦/٤، صحیح بخاری، باب قدوم الاشعریین واهل الیمن۔

[2] اللیل: ١٩، ٢٠

اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالُوا يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِ فَأْتُونِي بِهِ فَلَمَّا جَاءَ بَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ فَبَرَأَ حَتَّى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا فَقَالَ انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيهِ فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز نے بیان کیا، ان سے ابوحازم نے اور ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر کے موقع پر بیان فرمایا کہ کل میں ایک ایسے شخص کو اسلامی علم دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا، راوی نے بیان کیا کہ رات کو لوگ یہ سوچتے رہے کہ دیکھئے علم کسے ملتا ہے، جب صبح ہوئی تو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں سب حضرات (جو سرکردہ تھے) حاضر ہوئے، سب کو امید تھی کہ علم انہیں ہی ملے گا، لیکن حضور ﷺ نے دریافت فرمایا، علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ ان کی آنکھوں میں درد ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر ان کے یہاں کسی کو بھیج کر بلوالو، جب وہ آئے تو آنحضرت ﷺ نے ان کی آنکھ میں اپنا تھوک ڈالا اور ان کے لیے دعا فرمائی، اس سے انہیں ایسی شفا حاصل ہوئی جیسے کوئی مرض پہلے تھا ہی نہیں، چنانچہ آپ نے علم انہیں کو عنایت فرمایا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! میں ان سے اتنا لڑوں گا کہ وہ ہمارے جیسے ہو جائیں (یعنی مسلمان بن جائیں) آپ نے فرمایا: ابھی یوں ہی چلتے رہو، جب ان کے میدان میں اترو تو پہلے انہیں اسلام کی دعوت دو اور انہیں بتاؤ کہ اللہ کے ان پر کیا حقوق واجب ہیں، خدا کی قسم اگر تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو وہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں (کی دولت) سے بہتر ہے۔

٣٧٠٢: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَيْبَرَ وَكَانَ بِهِ رَمَدٌ فَقَالَ أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِي فَتَحَهَا اللّٰهُ فِي صَبَاحِهَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ أَوْ لَيَأْخُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَوْ قَالَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوهُ فَقَالُوا هَذَا عَلِيٌّ فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ

فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے حاتم نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا، ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ غزوہ خیبر کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ بوجہ آنکھ دکھنے کے نہیں آسکے تھے، پھر انہوں نے سوچا میں حضور ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شریک نہ ہوسکوں! چنانچہ گھر سے نکلے اور آپ کے لشکر سے جا ملے، جب اس رات کی شام آئی جس کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے فتح عنایت فرمائی تھی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کل میں ایک ایسے شخص کو علم دوں گا یا آپ ﷺ نے یوں فرمایا کہ کل) ایک ایسا شخص علم کو لے گا جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو محبت ہے یا آپ نے یہ فرمایا کہ جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائے گا، اتفاق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ آگئے، حالانکہ ان کے آنے کی ہمیں امید نہیں تھی لوگوں نے بتایا کہ یہ ہیں علی رضی اللہ عنہ۔ آنحضرت ﷺ نے علم انہیں کو دے دیا، اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر خیبر کو فتح کرا دیا۔

قولہ "فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ" یعنی ہمیں معلوم نہیں تھا کہ حضرت علی آئیں گے، کیونکہ انہیں آنکھوں کی تکلیف تھی، لیکن حضرت علی نے جب دیکھا کہ مدینہ میں صرف عورتیں اور بچے ہی رہ گئے ہیں، اور میں عورتوں اور بچوں میں رہ گیا ہوں تو وہ مریض ہونے کے باوجود خیبر میں پہنچ گئے۔

٣٧٠٣:۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فَقَالَ هَذَا فُلَانٌ لِأَمِيرِ الْمَدِينَةِ يَدْعُو عَلِيًّا عِنْدَ الْمِنْبَرِ قَالَ فَيَقُولُ مَاذَا قَالَ يَقُولُ لَهُ أَبُو تُرَابٍ فَضَحِكَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا سَمَّاهُ إِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا كَانَ لَهُ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْهُ فَاسْتَطْعَمْتُ الْحَدِيثَ سَهْلًا وَقُلْتُ يَا أَبَا عَبَّاسٍ كَيْفَ ذَلِكَ قَالَ دَخَلَ عَلِيٌّ عَلَى فَاطِمَةَ ثُمَّ خَرَجَ فَاضْطَجَعَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ قَالَتْ فِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَوَجَدَ رِدَاءَهُ قَدْ سَقَطَ عَنْ ظَهْرِهِ وَخَلَصَ التُّرَابُ إِلَى ظَهْرِهِ فَجَعَلَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ فَيَقُولُ اجْلِسْ يَا أَبَا تُرَابٍ مَرَّتَيْنِ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے کہ ایک شخص حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے یہاں آیا اور کہا کہ یہ فلاں شخص اس کا اشارہ امیر مدینہ (مروان بن حکم) کی طرف تھا، برسر منبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتا ہے، ابوحازم نے بیان کیا کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا کہتا ہے؟ اس نے بتایا کہ انہیں "ابوتراب" کہتا ہے، اس پر حضرت سہل ہنسنے لگے اور فرمایا کہ خدا کی قسم! یہ نام تو ان کا رسول اللہ ﷺ نے رکھا تھا اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کو

شرح بخاری

اس نام سے زیادہ اپنے لیے اور کوئی نام پسند نہیں تھا۔ یہ سن کر میں نے اس حدیث کے جاننے کے لیے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے خواہش ظاہر کی اور عرض کیا اے ابوعباس! یہ واقعہ کس طرح سے ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں آئے اور پھر باہر آکر مسجد میں لیٹ رہے، پھر آنحضرت ﷺ نے (فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) دریافت فرمایا، تمہارے چچا کے بیٹے کہاں ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ مسجد میں ہیں۔ آپ مسجد میں تشریف لائے، دیکھا تو ان کی چادر پیٹھ سے نیچے گر گئی ہے اور ان کی کمر پر اچھی طرح سے خاک لگ چکی ہے۔ آپ مٹی ان کی کمر سے صاف فرمانے لگے اور بولے، اٹھو اے ابوتراب اٹھو (دو مرتبہ آپ نے فرمایا)

٣٧٠٤: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ فَسَأَلَهُ عَنْ عُثْمَانَ فَذَكَرَ عَنْ مَحَاسِنِ عَمَلِهِ قَالَ لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوءُكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَرْغَمَ اللهُ بِأَنْفِكَ ثُمَّ سَأَلَهُ عَنْ عَلِيٍّ فَذَكَرَ مَحَاسِنَ عَمَلِهِ قَالَ هُوَ ذَاكَ بَيْتُهُ أَوْسَطُ بُيُوتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوءُكَ قَالَ أَجَلْ قَالَ فَأَرْغَمَ اللهُ بِأَنْفِكَ انْطَلِقْ فَاجْهَدْ عَلَيَّ جَهْدَكَ۔



ہم سے محمد بن رافع نے بیان کیا، کہا ہم سے حسین نے، ان سے زائدۃ نے، ان سے ابوحصین نے، ان سے سعد بن عبیدہ نے بیان کیا کہ ایک شخص عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں آیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا، ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے محاسن کا ذکر کیا، پھر کہا کہ شاید یہ باتیں تمہیں بری لگی ہوں گی، اس نے کہا جی ہاں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ تیری ناک خاک آلودہ کرے پھر اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا، انہوں نے ان کے بھی محاسن ذکر کیے اور کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گھرانہ نبی کریم ﷺ کے خاندان کا نہایت عمدہ گھرانہ ہے، پھر کہا شاید یہ باتیں بھی تمہیں بری لگی ہوں گی، اس نے کہا کہ جی ہاں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بولے اللہ تیری ناک خاک آلودہ کرے، جا، اور میرا جو بگاڑنا چاہے بگاڑ لینا، کچھ کمی نہ کرنا۔

شرح بخاری

قولہ "بَيْتُهُ أَوْسَطُ بُيُوتِ النَّبِيِّ" حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گھر مسجد کی چار دیواری کے اندر ہی تھا، یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نبی کریم ﷺ کے ہاں خاص مرتبہ تھا، اس لیے ان کا گھر آپ کے گھروں میں واقع ہے۔

٣٧٠٥: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَام شَكَتْ مَا تَلْقَى مِنْ أَثَرِ الرَّحَا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيٌ فَانْطَلَقَتْ فَلَمْ تَجِدْهُ فَوَجَدَتْ عَائِشَةَ فَأَخْبَرَتْهَا فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ بِمَجِيءِ فَاطِمَةَ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا



وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْتُ لِأَقُومَ فَقَالَ عَلَى مَكَانِكُمَا فَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى صَدْرِي وَقَالَ أَلَا أُعَلِّمُكُمَا خَيْرًا مِمَّا سَأَلْتُمَانِي إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا تُكَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ وَتُسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَتَحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے، انہوں نے ابن ابی لیلیٰ سے سنا، کہا ہم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے (نبی کریم ﷺ سے) چکی پینے کی تکلیف کی شکایت کی، اس کے بعد آنحضرت ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس آئیں لیکن آپ موجود نہیں تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کی ملاقات ہوئی تو ان سے اس کے بارے میں انہوں نے بات کی جب حضور ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنے کی اطلاع دی، اس پر آنحضرت ﷺ خود ہمارے گھر تشریف لائے، اس وقت ہم اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے، میں نے چاہا کہ کھڑا ہو جاؤں لیکن آپ نے فرمایا کہ یوں ہی لیٹے رہو، اس کے بعد آپ ہم دونوں کے درمیان بیٹھ گئے اور میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے مجھ سے جو طلب کیا ہے کیا میں تمہیں اس سے اچھی بات نہ بتاؤں، جب تم سونے کے لیے بستر پر لیٹو تو چونتیس مرتبہ اللہ اکبر، تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ پڑھ لیا کرو، یہ عمل تمہارے لیے کسی خادم سے بہتر ہے۔

شرح بخاری

قولہ "وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ" سردی کا موسم تھا، آپ تشریف لائے اور آپ ان کے بستر پر بیٹھ گئے، حضرت علی کہتے ہیں، آپ کے پاؤں میرے سینے سے لگے، اور میں نے ان کی برودت محسوس کی۔

۳۷۰۶: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى۔

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سعد نے، انہوں نے ابراہیم بن سعد سے سنا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔

قولہ "بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ" حضرت ہارون کی یہ خلافت وقتی تھی، ورنہ حضرت ہارون، موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں فوت ہو گئے تھے، بعد میں وہ خلیفہ نہیں بنے۔

٣٧٠٧: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اقْضُوا كَمَا كُنْتُمْ تَقْضُونَ فَإِنِّي أَكْرَهُ الِاخْتِلَافَ حَتَّى يَكُونَ لِلنَّاسِ جَمَاعَةٌ أَوْ أَمُوتَ كَمَا مَاتَ أَصْحَابِي فَكَانَ ابْنُ سِيرِينَ يَرَى أَنَّ عَامَّةَ مَا يُرْوَى عَنْ عَلِيٍّ الْكَذِبُ۔

ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں ایوب نے، انہیں ابن سیرین نے، انہیں عبیدہ نے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عراق والوں سے کہا کہ جس طرح تم پہلے فیصلہ کیا کرتے تھے اب بھی کیا کرو کیونکہ میں اختلاف کو برا جانتا ہوں۔ اس وقت تک کہ سب لوگ جمع ہو جائیں یا میں بھی اپنے ساتھیوں (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کی طرح دنیا سے چلا جاؤں، ابن سیرین کہا کرتے تھے کہ عام لوگ (روافض) جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایات (شیخین کی مخالفت میں) بیان کرتے ہیں وہ قطعاً جھوٹی ہیں۔

قولہ "اقْضُوا كَمَا كُنْتُمْ تَقْضُونَ" حضرت علی نے کہا جس طرح تم شیخین کے زمانہ میں فیصلے کرتے تھے اسی طرح فیصلے کرتے رہو، میں اپنے اجتہاد کو تم پر ٹھونسنا نہیں چاہتا، تاکہ اہل اسلام کی عمل داری میں دو قول یعنی ایک قول شیخین کا اور دوسرا قول علی کا نہ ہو جائے۔

١٠۔ بَابُ مَنَاقِبِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ الْهَاشِمِيِّ

باب: حضرت جعفر بن ابی طالب ہاشمی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان۔

وَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي۔

نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: "تم صورت وسیرت میں میرے مشابہ ہو۔"

شرح بخاری

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے، اور حضرت علی سے دس سال بڑے تھے، ان کنیت ابو عبداللہ طیار تھی، بڑے بہادر اور دلیر تھے، انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، اور نجاشی کے اسلام لانے کا سبب بنے، اس کے بعد مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، غزوہ موتہ ٨ ہجری میں شہید ہوئے، انہیں ذوالجناحین کہا جاتا ہے، اس لیے کہ جنگ موتہ میں ان کے دونوں بازو کٹ گئے تھے، بعض کہتے ہیں کہ انہیں اڑنے کے لیے دو پر دیدیئے گئے تھے، اور فرشتوں کے ساتھ جنت میں اڑتے پھرتے تھے۔

٣٧٠٨: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ دِينَارٍ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْجُهَنِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يَقُولُونَ أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَإِنِّي كُنْتُ أَلْزَمُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِبَعِ بَطْنِي حَتَّى لَا آكُلُ الْخَمِيرَ وَلَا أَلْبَسُ الْحَبِيرَ وَلَا يَخْدُمُنِي فُلَانٌ وَلَا فُلَانَةُ وَكُنْتُ أُلْصِقُ بَطْنِي بِالْحَصْبَاءِ مِنَ الْجُوعِ وَإِنْ كُنْتُ لَأَسْتَقْرِئُ الرَّجُلَ الْآيَةَ هِيَ مَعِي كَيْ يَنْقَلِبَ بِي فَيُطْعِمَنِي وَكَانَ أَخْيَرَ النَّاسِ لِلْمِسْكِينِ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ كَانَ يَنْقَلِبُ بِنَا فَيُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِي

بَيْتِهِ حَتَّى إِنْ كَانَ لَيُخْرِجُ إِلَيْنَا الْعُكَّةَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ فَنَشُقُّهَا فَنَلْعَقُ مَا فِيهَا۔

ہم سے احمد بن ابی بکر نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن ابراہیم بن دینار ابوعبداللہ جہنی نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ذئب نے، ان سے سعید مقبری نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بہت احادیث بیان کرتا ہے، حالانکہ پیٹ بھرنے کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہر وقت رہتا تھا، میں خمیری روٹی نہ کھاتا اور نہ عمدہ لباس پہنتا تھا (یعنی میرا وقت علم کے سوا کسی دوسری چیز کے حاصل کرنے میں نہ جاتا) اور نہ میری خدمت کے لیے کوئی فلاں یا فلانی تھی بلکہ میں بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ سے پتھر باندھ لیا کرتا۔ بعض وقت میں کسی کو کوئی آیت اس لیے پڑھ کر اس کا مطلب پوچھتا تھا کہ وہ اپنے گھر لے جا کر مجھے کھانا کھلا دے، حالانکہ مجھے اس آیت کا مطلب معلوم ہوتا تھا، مسکینوں کے ساتھ سب سے بہتر سلوک کرنے والے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے، ہمیں اپنے گھر لے جاتے اور جو کچھ بھی گھر میں موجود ہوتا وہ ہم کو کھلاتے۔ بعض اوقات تو ایسا ہوتا کہ صرف شہد یا گھی کی کپی ہی نکال کر لاتے اور اسے ہم پھاڑ کر اس میں جو کچھ ہوتا اسے ہی چاٹ لیتے۔

قولہ "لَا أَلْبَسُ الْحَبِيرَ" یعنی میں جدید اور اچھے کپڑے نہیں پہنتا تھا، سادہ لباس ہوتا تھا۔

قولہ "لَأَسْتَقْرِئُ" تاکہ وہ میری آواز سے پہچان لے کہ اسے بھوک لگی ہے اور مجھے لے جا کر کھانا کھلا دے لیکن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سوال نہیں کرتے تھے۔

۳۷۰۹: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ۔

ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، انہیں شعبی نے خبر دی کہ جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو سلام کرتے تو یوں کہا کرتے "السلام علیک یا ابن ذی الجناحین" اے دو پروں والے بزرگ کے صاحبزادے تم پر سلام ہو، ابوعبداللہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا حدیث میں جو جناحین کا لفظ ہے اس سے مراد دو گوشے ہیں (دو کونے)

۱۱۔ بَابُ ذِكْرِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

باب: حضرت عباس بن ابی مطلب رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان۔

بخاری رحمہ اللہ ذکر کا لفظ لائے، فضیلت کا لفظ نہیں لائے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ سے ان کی فضیلت کی کوئی حدیث مروی نہیں ہے حدیث مذکور میں ہے کہ لوگوں نے انہیں افضل جان کر انہیں دعاء کے لیے آگے کر لیا تھا۔

یہ نبی اکرم ﷺ کے چچا تھے اور آپ سے دو یا تین سال بڑے تھے، فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے، بعض کہتے ہیں کہ اس سے پہلے مسلمان ہوئے تھے، ان کی کنیت ابو الفضل تھی، ۳۲ ہجری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فوت ہوئے، اسی سال سے زیادہ عمر پائی۔

۳۷۱۰: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِينَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ۔

ہم سے حسن بن محمد نے بیان کیا، ان سے محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا، ان سے ابوعبداللہ بن مثنیٰ نے بیان کیا، ان سے ثمامہ بن عبداللہ بن انس نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ قحط کے زمانے میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو آگے بڑھا کر بارش کی دعا کراتے اور کہتے کہ اے اللہ پہلے ہم اپنے نبی ﷺ سے بارش کی دعا کراتے تھے تو ہمیں سیرابی عطا کرتا تھا اور اب ہم اپنے نبی کے چچا کے ذریعہ بارش کی دعا کرتے ہیں۔ اس لیے ہمیں سیرابی عطا فرما۔ راوی نے بیان کیا کہ اس کے بعد خوب بارش ہوئی۔



۱۲۔ بَابُ مَنَاقِبِ قَرَابَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَمَنْقَبَةِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتِ النَّبِيِّ ﷺ

باب: نبی ﷺ کے رشتہ داروں کے فضائل اور حضرت فاطمہ بنت النبی ﷺ کے فضائل کا بیان۔

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔

ان کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہے۔

۳۷۱۱: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ فَاطِمَةَ، عَلَيْهَا السَّلَامُ، أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَطْلُبُ صَدَقَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكٍ، وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا ہم سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، اور ان سے حضرت عائشہ نے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے یہاں اپنا آدمی بھیج کر نبی کریم ﷺ سے ملنے والی میراث کا مطالبہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو فئی کی



صورت میں دی تھی۔ یعنی آپ کا مطالبہ مدینہ کی اس جائداد کے بارے میں تھا جس کی آمدن سے آنحضرت ﷺ مصارف خیر میں خرچ کرتے تھے، اور اسی طرح فدک کی جائداد اور خیبر کے خمس کا بھی مطالبہ کیا۔

٣٧١٢: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «لاَ نُورَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هَذَا الْمَالِ، يَعْنِي مَالَ اللهِ، لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَزِيدُوا عَلَى الْمَأْكَلِ»، وَإِنِّي وَاللهِ لاَ أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ فِيهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ ثُمَّ قَالَ: إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَضِيلَتَكَ، وَذَكَرَ قَرَابَتَهُمْ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَقَّهُمْ، فَتَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ خود فرما گئے ہیں کہ ہماری میراث نہیں ہوتی۔ ہم (انبیاء) جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور یہ کہ آل محمد کے اخراجات اسی مال میں سے پورے کئے جائیں مگر انہیں یہ حق نہیں ہوگا کہ کھانے کے علاوہ اور کچھ تصرف کریں اور میں، خدا کی قسم حضور کے صدقے جو آپ کے زمانے میں ہوا کرتے تھے ان میں کوئی رد و بدل نہیں کروں گا بلکہ وہی نظام جاری رکھوں گا جیسے حضور ﷺ نے قائم فرمایا تھا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے ابوبکر ہم آپ کی فضیلت و مرتبہ کا اقرار کرتے ہیں، اس کے بعد انہوں نے حضور ﷺ سے اپنی قرابت کا اور اپنے حق کا ذکر کیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آنحضرت ﷺ کی قرابت والوں سے سلوک کرنا مجھ کو اپنی قرابت والوں کے ساتھ سلوک کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

شرح بخاری

315

قولہ "مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ" جہاں "صَدَقَةٌ" کا لفظ آتا ہے، شیعہ وہاں حال بناتے ہیں، لیکن "فَهُوَ صَدَقَةٌ" حال نہیں بن سکتا، یہاں ان کا رد ہو جاتا ہے۔

٣٧١٣: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ ارْقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ۔

مجھے عبداللہ بن عبدالوہاب نے خبر دی، کہا کہ ہم سے خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے واقد نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے تھے، وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا، آنحضرت ﷺ کا خیال آپ کے اہل بیت میں رکھو۔

۳۷۱۴: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے ان سے ابن ابی ملیکہ نے ان سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے، اس لیے جس نے اسے ناحق ناراض کیا، اس نے مجھے ناراض کیا۔

۳۷۱۵: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهَا فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ، ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ، قَالَتْ: فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذَلِكَ۔

ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے اس مرض کے موقع پر بلایا جس میں آپ کی وفات ہوئی، پھر آہستہ سے کوئی بات کہی تو وہ رونے لگیں، پھر آنحضرت ﷺ نے انہیں بلایا اور آہستہ سے کوئی بات کہی تو وہ ہنسنے لگیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا۔

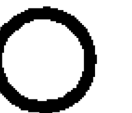


فَقَالَتْ سَارَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ أَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ۔

تو انہوں نے بتایا کہ پہلے مجھ سے حضور ﷺ نے آہستہ سے یہ فرمایا تھا کہ حضور ﷺ اپنی اسی بیماری میں وفات پا جائیں گے، میں اس پر رونے لگی، پھر مجھ سے حضور ﷺ نے آہستہ سے فرمایا کہ آپ ﷺ کے اہل بیت میں سب سے پہلے میں آپ ﷺ سے جا ملوں گی، اس پر میں ہنسی تھی۔

۱۳۔ بَابُ مَنَاقِبِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ

باب: حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان۔





وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ حَوَارِيُّ النَّبِيِّ ﷺ وَسُمِّيَ الْحَوَارِيُّونَ لِبَيَاضِ ثِيَابِهِمْ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کے حواری (مددگار) تھے۔ حواریوں کو حواری اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کے کپڑے سفید تھے۔



قولہ "الْحَوَارِيُّونَ لِبَيَاضِ ثِيَابِهِمْ" حور سے ہے جو کہ سفید کے معنیٰ میں ہے، ان کے کپڑے بھی سفید تھے اس لیے انہیں حواری کہا گیا ہے، حواری مخلص دوست کے معنیٰ میں بھی ہوتا ہے، سفید ہونے کی وجہ سے میدے کو بھی

کہہ دیتے ہیں، یہ عربی لفظ نہیں ہے، بلکہ عبرانی لفظ ہے، جس کا معنی خالص اور مخلص ہے، مسیح علیہ السلام کے حواری مچھلیوں کا شکار کیا کرتے تھے، بعض کہتے ہیں کہ وہ دھوبی تھے، انجیل میں تو یہی آتا ہے کہ وہ مچھلیوں کا شکار کرتے تھے وہاں سے عیسیٰ علیہ السلام گزرے پوچھا کیا کرتے ہو؟ انہوں نے کہا، ہم مچھلیوں کا شکار کرتے ہیں، کہا، ادھر آؤ، تمہیں بندے شکار کرنا سکھاؤں، اب وہ بندوں کو شکار کرنے لگے، مسیح کے معجزات ان کی طرف منتقل ہو گئے، جہاں یہ حواری جاتے، لوگ ان کے پیچھے لگ جاتے تھے۔

٣٧١٧: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَخْبَرَنِي مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ أَصَابَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رُعَافٌ شَدِيدٌ سَنَةَ الرُّعَافِ حَتَّى حَبَسَهُ عَنِ الْحَجِّ وَأَوْصَى فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ قَالَ اسْتَخْلِفْ قَالَ وَقَالُوهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ فَسَكَتَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ أَحْسِبُهُ الْحَارِثَ فَقَالَ اسْتَخْلِفْ فَقَالَ عُثْمَانُ وَقَالُوا فَقَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ هُوَ فَسَكَتَ قَالَ فَلَعَلَّهُمْ قَالُوا الزُّبَيْرَ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَخَيْرُهُمْ مَا عَلِمْتُ وَإِنْ كَانَ لَأَحَبَّهُمْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ مجھے مروان بن حکم نے خبر دی کہ جس سال نکسیر پھوٹنے کی بیماری پھوٹ پڑی تھی اس سال عثمان رضی اللہ عنہ کو اتنی سخت نکسیر پھوٹی کہ آپ حج کے لیے بھی نہ جا سکے، اور (زندگی سے مایوس ہو کر) وصیت بھی کر دی، پھر ان کی خدمت میں قریش کے ایک صاحب گئے اور کہا کہ آپ کسی کو اپنا خلیفہ بنا دیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: کیا یہ سب کی خواہش ہے، انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے پوچھا کہ کسے بناؤں؟ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دوسرے صاحب گئے۔ میرا خیال ہے کہ وہ حارث تھے۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ آپ کسی کو خلیفہ بنا دیں، آپ نے ان سے بھی پوچھا کیا یہ سب کی خواہش ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، آپ نے پوچھا: لوگوں کی رائے کس کے لیے ہے؟ اس پر وہ بھی خاموش ہو گئے، تو آپ نے خود فرمایا: غالباً زبیر کی طرف لوگوں کا رجحان ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں، پھر آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے علم کے مطابق بھی وہی ان میں سب سے بہتر ہیں اور بلاشبہ وہ رسول اللہ ﷺ کی نظروں میں بھی ان میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔

٣٧١٨: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ أَخْبَرَنِي أَبِي سَمِعْتُ مَرْوَانَ كُنْتُ عِنْدَ عُثْمَانَ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اسْتَخْلِفْ قَالَ وَقِيلَ ذَاكَ قَالَ نعم الزُّبَيْرُ قَالَ أَمَا وَاللهِ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنَّهُ خَيْرُكُمْ ثَلَاثًا۔

مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، انہیں ان کے والد

نے خبردی کہ میں نے مروان سے سنا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں موجود تھا کہ اتنے میں ایک صاحب آئے اور کہا کہ کسی کو آپ اپنا خلیفہ بنادیجئے۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا اس کی خواہش کی جارہی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں، حضرت زبیر کی طرف لوگوں کا رجحان ہے، آپ نے اس پر فرمایا ٹھیک ہے، تم کو بھی معلوم ہے کہ وہ تم میں بہتر ہیں، آپ نے تین مرتبہ یہ بات دہرائی۔

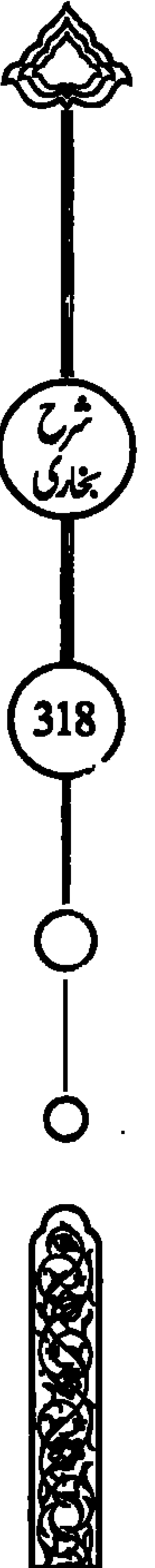
۳۷۱۹: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ هُوَ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ۔

ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالعزیز نے بیان کیا جو ابوسلمہ کے صاحبزادے تھے، ان سے محمد نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے بیان کیا، اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ہیں۔

۳۷۲۰: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كُنْتُ يَوْمَ الْأَحْزَابِ جُعِلْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فِي النِّسَاءِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِالزُّبَيْرِ عَلَى فَرَسِهِ يَخْتَلِفُ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ يَا أَبَتِ رَأَيْتُكَ تَخْتَلِفُ قَالَ أَوَهَلْ رَأَيْتَنِي يَا بُنَيَّ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَأْتِ بَنِي قُرَيْظَةَ فَيَأْتِينِي بِخَبَرِهِمْ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ فَقَالَ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي۔

ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبردی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ احزاب کے موقع پر مجھے اور عمر بن ابی سلمہ کو عورتوں میں چھوڑ دیا گیا تھا (کیونکہ یہ دونوں حضرات بچے تھے) میں نے اچانک دیکھا کہ حضرت زبیرؓ (آپ کے والد) اپنے گھوڑے پر سوار بنی قریظہ (یہودیوں کے ایک قبیلہ کی) طرف آجارہے ہیں، دو یا تین مرتبہ ایسا ہوا، پھر جب وہاں سے واپس آیا تو میں نے عرض کیا، ابا جان! میں نے آپ کو کئی مرتبہ آتے جاتے دیکھا۔ انہوں نے کہا: بیٹے! کیا واقعی تم نے بھی دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ کون ہے جو بنو قریظہ کی طرف جاکر ان کی (نقل وحرکت کے متعلق) اطلاع میرے پاس لاسکے۔ اس پر میں وہاں گیا اور جب میں (خبر لے کر) واپس آیا تو آنحضرت ﷺ نے (فرط مسرت میں) اپنے والدین کا ایک ساتھ ذکر کرکے فرمایا کہ "میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔"

۳۷۲۱: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ



أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لِلزُّبَيْرِ يَوْمَ الْيَرْمُوكِ أَلَا تَشُدُّ فَنَشُدَّ مَعَكَ فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ فَضَرَبُوهُ ضَرْبَتَيْنِ عَلَى عَاتِقِهِ بَيْنَهُمَا ضَرْبَةٌ ضُرِبَهَا يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ عُرْوَةُ فَكُنْتُ أُدْخِلُ أَصَابِعِي فِي تِلْكَ الضَّرَبَاتِ أَلْعَبُ وَأَنَا صَغِيرٌ۔

ہم سے علی بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی اور انہیں ان کے والد نے کہ جنگ یرموک کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے صحابہ نے حضرت زبیر بن عوام سے کہا آپ حملہ کیوں نہیں کرتے تاکہ ہم بھی آپ کے ساتھ حملہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے (رومیوں نے) آپ کے دو کاری زخم شانے پر لگائے۔ درمیان میں وہ زخم تھا جو بدر کے موقع پر آپ کو لگا تھا۔ عروہ نے کہا کہ (یہ زخم اتنے گہرے تھے کہ اچھے ہو جانے کے بعد) میں بچپن میں ان زخموں کے اندر اپنی انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتا تھا۔

قولہ "بَيْنَهُمَا ضَرْبَةٌ ضُرِبَهَا يَوْمَ بَدْرٍ" یعنی دو چوٹوں کے درمیان بدر والی چوٹ تھی، دوسری حدیث میں آتا ہے کہ بدر کی چوٹوں کے درمیان یرموک کی چوٹ تھی، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس کی صورت یہ ہوگی، بدر کی چوٹ یرموک کی دو چوٹوں کے درمیان ہو، اور یرموک کی چوٹ بدر کی دو چوٹوں کے درمیان بھی ہو، گویا کل زخم چار تھے۔

قولہ "فَكُنْتُ أُدْخِلُ أَصَابِعِي فِي تِلْكَ الضَّرَبَاتِ" کیونکہ زخم والی جگہ گوشت اڑ جانے کی وجہ سے نیچی ہوگئی تھی۔

۱۴۔ بَابُ ذِكْرِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ

باب: حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ۔

وَقَالَ عُمَرُ: تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ طلحہ بن عبید اللہ سے راضی تھے۔

۳۷۲۲،۳۷۲۳: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ لَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ تِلْكَ الْأَيَّامِ الَّتِي قَاتَلَ فِيهِنَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ عَنْ حَدِيثِهِمَا۔

مجھ سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا، ان سے معتمر نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابو عثمانؒ نے بیان کیا کہ بعض ان جنگوں میں جن میں رسول اللہ ﷺ خود شریک ہوئے تھے (احد کی جنگ میں) آپ کے ساتھ طلحہ رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی باقی نہیں رہا تھا۔ ابو عثمان نے ان دونوں کے بیان کرنے سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ لفظ غیر مرفوع ہے کیونکہ یہ لَمْ يَبْقَ کا فاعل ہے۔

عَنْ حَدِيثِهِمَا یعنی یروي أبو عثمان هذا الحدیث من حدیث طلحة و سعد، أراد أنهما حدثاه بذالك یہ طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب ہیں، ان کا نسب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مرہ بن کعب میں مل جاتا ہے، ان کی والدہ صعبۃ بنت الحضرمی ہے، جو علاء بن الحضرمی کی بہن تھی، یہ اسلام لائیں، اور ہجرت کی اور اپنے بیٹے کے بعد بھی کچھ مدت تک زندہ رہیں۔

۳۷۲۴: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ الَّتِي وَقَى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَلَّتْ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے خالد بن ابی خالد نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے کہ میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ ہاتھ دیکھا ہے جس سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی (جنگ احد میں) حفاظت کی تھی وہ بالکل بیکار ہو چکا تھا۔

۱۵۔ بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ الزُّهْرِيِّ

باب: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان۔

وبنوزهرة أخوال النبي ﷺ وَهُوَ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ۔

بنوزہرہ نبی کریم ﷺ کے ننھیال تھے ان کا اصل نام سعد بن مالک ہے۔

۳۷۲۵: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُولُ جَمَعَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ۔

مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا کہ میں نے یحییٰ سے سنا، کہا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا، کہا کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ جنگ احد کے موقع پر میرے لیے نبی کریم ﷺ نے اپنے والدین کو ایک ساتھ جمع کر کے یوں فرمایا کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔

۳۷۲۶: حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَأَنَا ثُلُثُ الْإِسْلَامِ قَالَ ابو عَبدِاللهِ ثُلُثُ الْإِسْلَامِ يَقُولُ: أَنَا ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ۔

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہاشم بن ہاشم نے بیان کیا، ان سے عامر بن سعد نے اور ان سے ان کے والد (سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ مجھے خوب یاد ہے۔ میں نے ایک زمانے میں مسلمانوں کا تیسرا حصہ اپنے تئیں دیکھا۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے کہا اسلام کے تیسرے حصے سے یہ مراد ہے کہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ صرف تین مسلمان تھے جن میں تیسرا مسلمان میں تھا۔

۳۷۲۷: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ

بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ فِيهِ وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَإِنِّي لَثُلُثُ الْإِسْلَامِ تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ۔

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن ابی زائدہ نے خبر دی، کہا ہم سے ہاشم بن ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص نے بیان کیا، کہا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا، کہا کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے سنا، انہوں نے کہا کہ جس دن میں اسلام لایا، اسی دن دوسرے (سب سے پہلے اسلام میں داخل ہونے والے حضرات صحابہ) بھی اسلام میں داخل ہوئے ہیں اور میں سات دن تک اسی طور پر رہا کہ میں اسلام کا تیسرا فرد تھا۔ ابن ابی زائدہ کے ساتھ اس حدیث کو ابواسامہ نے بھی روایت کیا۔

۳۷۲۸: حَدَّثَنَا هاشم حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ إِنِّي لَأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ وَكُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ حَتَّى إِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا يَضَعُ الْبَعِيرُ أَوْ الشَّاةُ مَا لَهُ خِلْطٌ ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ تُعَزِّرُنِي عَلَى الْإِسْلَامِ لَقَدْ خِبْتُ إِذًا وَضَلَّ عَمَلِي وَكَانُوا وَشَوْا بِهِ إِلَى عُمَرَ قَالُوا لَا يُحْسِنُ يُصَلِّي۔

ہم سے ہاشم نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، ان سے قیس نے بیان کیا کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ عرب میں سب سے پہلے اللہ کے راستے میں، میں نے تیر اندازی کی تھی (ابتداء اسلام میں) ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس طرح غزوات میں شرکت کرتے تھے کہ ہمارے ساتھ درخت کے پتوں کے سوا کھانے کے لیے کچھ بھی نہ ہوتا تھا، اس سے ہمیں اونٹ اور بکریوں کی طرح اجابت ہوتی تھی۔ یعنی ملی ہوئی نہیں ہوتی تھی۔ لیکن اب بنی اسد کا یہ حال ہے کہ اسلامی احکام پر عمل میں میرے اندر عیب نکالتے ہیں (چہ خوش) ایسا ہو تو میں بالکل محروم اور بے نصیب ہی رہا اور میرے سب کام برباد ہو گئے۔ ہوا یہ تھا کہ بنی اسد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سعد رضی اللہ عنہ کی چغلی کھائی تھی۔ یہ کہا تھا کہ وہ اچھی طرح نماز بھی نہیں پڑھتے۔

ابو وقاص کا نام مالک تھا، یہ سعد بن مالک بن وہب بن عبد مناف بن زہرۃ بن کلاب بن مرۃ تھے، اور یہ کلاب بن مرۃ میں نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ جمع ہو جاتے ہیں، ان کی والدہ کا نام حمنہ بنت سفیان ہے جو مسلمان نہیں ہوئی۔

قولہ "بنو زہرۃ أخوال النبيّ" یعنی بنو زہر نبی اکرم ﷺ کے ننہال ہیں، اور سعد بن ابی وقاص بنو زہرۃ سے ہیں، اس لیے یہ نبی اکرم ﷺ کے ماموں ہیں۔

قولہ "أنا ثُلُثُ الْإِسْلَامِ" باقی پانچ غلام تھے، انہیں نظر انداز کر دیا، یا پھر انہوں نے اپنے علم کے مطابق ذکر کیا ہے۔

١٦.۔ بَابُ ذِكْرِ أَصْهَارِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ أَبُو الْعَاصِ بْنُ الرَّبِيعِ

باب: نبی کریم ﷺ کے دامادوں کا بیان ابوالعاص بن ربیع بھی ان ہی میں سے ہیں۔

٣٧٢٩: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ قَالَ إِنَّ عَلِيًّا خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ فَسَمِعَتْ بِذَلِكَ فَاطِمَةُ فَأَتَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَزْعُمُ قَوْمُكَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ وَهَذَا عَلِيٌّ نَاكِحٌ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ حِينَ تَشَهَّدَ يَقُولُ أَمَّا بَعْدُ أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ فَحَدَّثَنِي وَصَدَقَنِي وَإِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّي وَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَسُوءَهَا وَاللهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ وَزَادَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مِسْوَرٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ فَأَحْسَنَ قَالَ حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي۔



ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبردی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ سے علی بن حسین نے بیان کیا اور ان سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی لڑکی کو (جو مسلمان تھیں) پیغام نکاح دیا، اس کی اطلاع جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ آپ کی قوم کا خیال ہے کہ آپ کو اپنی بیٹیوں کی خاطر (جب انہیں کوئی تکلیف دے) کسی پر غصہ نہیں آتا۔ اب دیکھئے یہ علی ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں، اس پر آنحضور ﷺ نے صحابہ کو خطاب فرمایا: میں نے آپ کو خطبہ پڑھتے سنا، پھر آپ نے فرمایا: امابعد: میں نے ابوالعاص بن ربیع سے (زینب رضی اللہ عنہا کی، آپ کی سب سے بڑی صاحبزادی) شادی کی تو انہوں نے جو بات بھی کہی اس میں وہ سچے اترے اور بلاشبہ فاطمہ بھی میرے (جسم کا) ایک ٹکڑا ہے، اور مجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی بھی اسے تکلیف دے، خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اور اللہ تعالیٰ کے ایک دشمن کی بیٹی ایک شخص کے پاس جمع نہیں ہوسکتیں۔ چنانچہ علی رضی اللہ عنہ نے اس شادی کا ارادہ ترک کردیا۔ محمد بن عمرو بن حلحلہ نے ابن شہاب سے یہ اضافہ کیا ہے، انہوں نے علی بن حسین سے اور انہوں نے مسور رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے بنی عبدشمس کے اپنے ایک داماد کا ذکر کیا اور حقوق دامادی کی ادائیگی کی تعریف فرمائی۔ پھر فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے جو بات بھی کہی سچی کہی اور جو وعدہ بھی کیا پورا کر دکھایا۔

اصحار جمع ہے صہر کی، یہ لفظ داماد پر بولا جاتا ہے اور سسرال پر بھی۔

یہ ابوالعاص بن ربیع بن ربیعۃ بن عبدالعزیٰ بن عبدشمس بن عبدمناف تھا، اس کے نام میں اختلاف ہے، بعض کہتے



ہیں مقسم نام ہے، بعض ھشیم کہتے ہیں، اس کی ماں ہالہ بنت خویلد تھیں، اور ہالہ حضرت خدیجہ کی بہن تھی، ابو العاص حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھانجا تھا، اس کا نکاح نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب سے بعثت سے پہلے ہوا تھا، اور حضرت زینب نبی اکرم ﷺ کی بڑی بیٹی تھیں، جنگ بدر کے موقع پر ابو العاص مشرکین کے ساتھ گرفتار ہوا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اس کا فدیہ دیا تھا، اور آپ نے اس پر شرط لگائی تھی کہ جاکر میری بیٹی زینب کو بھیج دینا تو اس نے وعدہ پورا کیا تھا، جیسا کہ حدیث میں ہے "وَعَدَنِي فَوَفَى لِي" اس سے پانچ، چھ سال بعد جب یہ مسلمان ہوا تو آپ نے اسی نکاح کے ساتھ حضرت زینب کو اس پر واپس لوٹا دیا۔

١٧۔ بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ

باب: رسول اللہ ﷺ کے غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان۔

وَقَالَ البَرَاءُ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا».

حضرت براء رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے بیان کیا کہ (آپ نے حضرت زید سے فرمایا:) تو ہمارا بھائی اور دوست ہے۔

٣٧٣٠: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِمَارَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ تَطْعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ وَايْمُ اللهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هَذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ۔

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک فوج بھیجی اور اس کا امیر اسامہ بن زید کو بنایا، ان کے امیر بنائے جانے پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اگر آج تم اس کے امیر بنائے جانے پر اعتراض کر رہے ہو تو اس سے پہلے اس کے باپ کے امیر بنائے جانے پر بھی تم نے اعتراض کیا تھا اور خدا کی قسم وہ (زید رضی اللہ عنہ) امارت کے مستحق تھے اور مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے۔ اور یہ (اسامہ رضی اللہ عنہ) اب ان کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں۔

شرح بخاری

زید بن حارثہ آٹھ سال کے تھے ان کی والدہ انہیں ساتھ لئے اپنی قوم کو ملنے آ رہی تھی کہ ڈاکوؤں کا حملہ ہو گیا، اور زید کو اغواء کر کے لے گئے اور عکاظ منڈی میں لا کر چار سو درہم کا بیچ دیا، حکیم بن حزام نے زید کو خرید کر اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ کو ہبہ کر دیا، جب نبی اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ سے شادی کی تو حضرت خدیجہ نے زید نبی اکرم ﷺ کو ہبہ کر دیا، آپ نے اسے اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا، اور بلوغت کے بعد اس کا نکاح اپنی آزاد کردہ لونڈی ام ایمن سے کر دیا، جن سے اسامہ بن زید پیدا ہوئے، اس کے بعد آپ نے زید کا نکاح زینب بنت جحش سے کر دیا، اور حضرت زید وہ

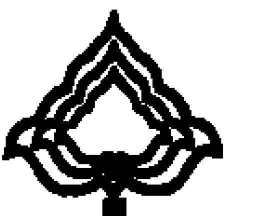
صحابی ہیں، جن کا نام قرآن کریم کی اس آیت میں ذکر ہوا ہے "فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا"[1] غزوہ موتہ میں پچپن سال کی عمر میں ۸ ہجری میں شہید ہوئے۔

قولہ "فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ" ان اعتراض کرنے والوں میں سے ایک عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی تھا۔

قولہ "فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ" یعنی غزوہ موتہ میں اس کے باپ زید کی امارت پر بھی اعتراض کیا گیا تھا۔

۳۷۳۱: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ قَائِفٌ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدٌ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ مُضْطَجِعَانِ فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ قَالَ فَسُرَّ بِذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْجَبَهُ فَأَخْبَرَ بِهِ عَائِشَةَ۔

ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک قیافہ شناس میرے یہاں آیا، نبی کریم ﷺ اس وقت وہیں تشریف رکھتے تھے اور اسامہ بن زید اور زید بن حارثہ (ایک چادر میں) لیٹے ہوئے تھے۔ (منہ اور جسم کا سارا حصہ قدموں کے سوا چھپا ہوا تھا) اس قیافہ شناس نے کہا کہ یہ پاؤں بعض، بعض سے نکلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ (یعنی باپ بیٹے کے ہیں) قیافہ شناس نے پھر بتایا کہ حضور ﷺ اس کے اس اندازہ پر بہت خوش ہوئے اور پھر آپ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہ واقعہ بیان فرمایا۔



منافق لوگ یہ طعنہ دیا کرتے تھے کہ اسامہ کا رنگ کالا ہے، لہٰذا وہ حضرت زید کا بیٹا نہیں ہے، جس سے نبی اکرم ﷺ بڑی اذیت محسوس کیا کرتے تھے، کیونکہ آپ کو اس باپ، بیٹے سے بہت محبت تھی، لیکن جب قیافہ شناس نے اسامہ کو اس کے باپ زید سے ملایا تو اس سے آپ کو خوشی ہوئی، اور منافقوں کا رد ہوا۔

۱۸۔ بَابُ ذِكْرِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

باب: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان۔

اسامہ بن زید حضرت زید کے بیٹے تھے، اسامہ کی والدہ ام ایمن ہیں، جو نبی اکرم ﷺ کی پرورش کرنے والی تھیں، ام ایمن دراصل نبی کریم ﷺ کے والد حضرت عبداللہ کی لونڈی تھی، اسے بعد میں نبی اکرم ﷺ نے آزاد کر دیا تھا، اور حضرت زید سے ان کا نکاح کر دیا تھا۔

۳۷۳۲: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَخْزُومِيَّةِ، فَقَالُوا: مَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ



[1] الاحزاب: ۳۷

نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ قریش مخزومیہ عورت کے معاملے کی وجہ سے بہت رنجیدہ تھے۔ انہوں نے یہ فیصلہ آپس میں کیا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے سوا، جو رسول اللہ ﷺ کو انتہائی عزیز ہیں، (اس عورت کی سفارش کے لیے) اور کون جرأت کرسکتا ہے!

٣٧٣٣: وحَدَّثَنَا عَلِيٌّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: ذَهَبْتُ أَسْأَلُ الزُّهْرِيَّ، عَنْ حَدِيثِ المَخْزُومِيَّةِ فَصَاحَ بِي، قُلْتُ لِسُفْيَانَ: فَلَمْ تَحْتَمِلْهُ عَنْ أَحَدٍ؟ قَالَ: وَجَدْتُهُ فِي كِتَابٍ كَانَ كَتَبَهُ أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ سَرَقَتْ، فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَلَمْ يَجْتَرِئْ أَحَدٌ أَنْ يُكَلِّمَهُ، فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، فَقَالَ: «إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَ إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ قَطَعُوهُ، لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ لَقَطَعْتُ يَدَهَا».

(دوسری سند) اور ہم سے علی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے زہری سے مخزومیہ کی حدیث پوچھی تو انہوں نے مجھے برملا بیان کی۔ میں نے اس پر سفیان سے پوچھا کہ پھر آپ نے کسی اور ذریعہ سے اس حدیث کی روایت نہیں کی؟ انہوں نے بیان کیا کہ ایوب بن موسیٰ کی لکھی ہوئی ایک کتاب میں، میں نے یہ حدیث دیکھی۔ وہ زہری سے روایت کرتے تھے، وہ عروہ سے، وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کرلی تھی۔ قریش نے (اپنی مجلس میں) سوچا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس عورت کی سفارش کے لیے کون جاسکتا ہے؟ کوئی اس کی جرات نہیں کرسکا، آخر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے سفارش کی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں یہ دستور ہوگیا تھا کہ جب کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس کا ہاتھ کاٹتے۔ اگر آج فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چوری کی ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹتا۔

یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی دوسری سند ہے جو بخاری نے علی بن عبداللہ مدینی سے بیان کی اور انہوں نے اسے سفیان بن عیینہ سے روایت کیا ہے۔

قولہ "فَصَاحَ بِي" زہری نے مجھے یہ حدیث برملا بیان کی۔ میں نے سفیان سے کہا کیا آپ نے س حدیث کو کسی اور سے اخذ نہیں کیا؟ تو انہوں نے کہا میں نے اس حدیث کو ایک کتاب میں پایا جو ایوب بن موسی کی لکھی ہوئی تھی وہ زہری سے روایت کرتے ہیں، وہ عروہ سے اور وہ حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں۔

٣٧٣٤: حَدَّثَنِي الحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَبَّادٍ يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ، حَدَّثَنَا المَاجِشُونُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: نَظَرَ ابْنُ عُمَرَ يَوْمًا، وَهُوَ فِي المَسْجِدِ، إِلَى رَجُلٍ يَسْحَبُ ثِيَابَهُ فِي نَاحِيَةٍ مِنَ المَسْجِدِ، فَقَالَ: انْظُرْ مَنْ هَذَا؟ لَيْتَ هَذَا عِنْدِي، قَالَ لَهُ إِنْسَانٌ: أَمَا تَعْرِفُ هَذَا يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ هَذَا مُحَمَّدُ بْنُ أُسَامَةَ، قَالَ: فَطَأْطَأَ ابْنُ عُمَرَ رَأْسَهُ، وَنَقَرَ

بِيَدَيْهِ فِي الأَرْضِ، ثُمَّ قَالَ: «لَوْ رَآهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَحَبَّهُ».

مجھ سے حسن بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابوعباد یحییٰ بن عباد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ماجشون نے بیان کیا، انہیں عبداللہ بن دینار نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک دن ایک صاحب کو مسجد میں دیکھا کہ اپنا کپڑا ایک کونے میں پھیلا رہے تھے، انہوں نے کہا دیکھو یہ کون صاحب ہیں؟ کاش! یہ میرے قریب ہوتے۔ ایک شخص نے کہا اے ابوعبدالرحمن! کیا آپ انہیں نہیں پہچانتے؟ یہ محمد بن اسامہ ہیں۔ ابن دینار نے بیان کیا کہ یہ سنتے ہی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنا سر جھکا لیا اور اپنے ہاتھوں سے زمین کریدنے لگے پھر بولے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھتے تو یقیناً آپ ان سے محبت فرماتے۔

قولہ "یسحب ثیابہ" یعنی وہ مسجد کے ایک کونے میں اپنے کپڑے پھیلا رہے تھے۔

٣٧٣٥: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، حَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالحَسَنَ فَيَقُولُ: «اللَّهُمَّ أَحِبَّهُمَا فَإِنِّي أُحِبُّهُمَا».

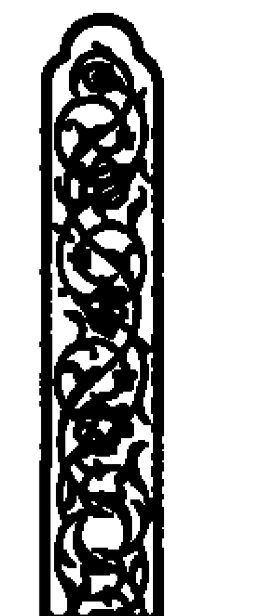


ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا، کہا ہم سے ابوعثمان نے بیان کیا، اور ان سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیتے اور فرماتے اے اللہ! تو انہیں اپنا محبوب بنا کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں۔

٣٧٣٦: وَقَالَ نُعَيْمٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي مَوْلًى لِأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ الحَجَّاجَ بْنَ أَيْمَنَ بْنِ أُمِّ أَيْمَنَ وَكَانَ أَيْمَنُ بْنُ أُمِّ أَيْمَنَ أَخَا أُسَامَةَ لِأُمِّهِ وَهُوَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ فَرَآهُ ابْنُ عُمَرَ لَمْ يُتِمَّ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ فَقَالَ أَعِدْ.

اور نعیم نے کہا ان سے ابن المبارک نے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ایک مولیٰ (حرملہ) نے خبر دی کہ حجاج بن ایمن بن ام ایمن کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھا (نماز میں) انہوں نے رکوع اور سجدہ پوری طرح نہیں ادا کیا، (ایمن ابن ام ایمن، اسامہ رضی اللہ عنہ کی ماں کی طرف سے بھائی تھے، ایمن قبیلہ انصار کے ایک فرد تھے) تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ (نماز) دوبارہ پڑھ لو۔

قولہ "وَكَانَ أَيْمَنُ بْنُ أُمِّ أَيْمَنَ" یعنی ایمن بن ام ایمن اسامہ بن زید کا اخیافی بھائی تھا، کیونکہ ایمن کا باپ یعنی ام ایمن کے پہلے خاوند کا نام عبید بن عمر حبشی تھا، ایمن جنگ حنین میں شہید ہو گئے تھے، پھر ام ایمن کا نکاح حضرت زید سے ہوا جن سے اسامہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔



٣٧٣٧: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ وَحَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ نَمِرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ مَوْلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ إِذْ دَخَلَ الْحَجَّاجُ بْنُ أَيْمَنَ فَلَمْ يُتِمَّ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ فَقَالَ أَعِدْ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ مَنْ هَذَا قُلْتُ الْحَجَّاجُ بْنُ أَيْمَنَ بْنِ أُمِّ أَيْمَنَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَوْ رَأَى هَذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَحَبَّهُ فَذَكَرَ حُبَّهُ وَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّ أَيْمَنَ قَالَ وحَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي عَنْ سُلَيْمَانَ وَكَانَتْ حَاضِنَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ابوعبداللہ (امام بخاری) نے کہا کہ مجھ سے سلیمان بن عبدالرحمن نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمن بن نمر نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے مولیٰ حرملہ نے بیان کیا کہ وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر تھے کہ حجاج بن ایمن (مسجد کے) اندر آئے نہ انہوں نے رکوع پوری طرح ادا کیا تھا اور نہ سجدہ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے فرمایا کہ نماز دوبارہ پڑھ لو۔ پھر جب وہ جانے لگے تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے عرض کیا حجاج بن ایمن ابن ام ایمن ہیں، اس پر آپ نے کہا اگر انہیں رسول اللہ ﷺ دیکھتے تو بہت عزیز رکھتے، پھر آپ نے حضور ﷺ کی اسامہ رضی اللہ عنہ اور ام ایمن رضی اللہ عنہا کی تمام اولاد سے محبت کا ذکر کیا۔ امام بخاری نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے بعض اساتذہ نے بیان کیا اور ان سے سلیمان نے کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کو گود لیا تھا۔

١٩۔ بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

باب: حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان۔

٣٧٣٨: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَمَنَّيْتُ أَنْ أَرَى رُؤْيَا أَقُصُّهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكُنْتُ غُلَامًا شَابًّا أَعْزَبَ، وَكُنْتُ أَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ مَلَكَيْنِ أَخَذَانِي فَذَهَبَا بِي إِلَى النَّارِ، فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ، وَإِذَا لَهَا قَرْنَانِ كَقَرْنَيِ الْبِئْرِ، وَإِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَجَعَلْتُ أَقُولُ أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ، أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ، فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ آخَرُ، فَقَالَ لِي: لَنْ تُرَاعَ فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ۔

ہم سے اسحق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے زہری نے، ان سے سالم نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب موجود تھے تو جب بھی کوئی شخص کوئی خواب دیکھتا، حضور ﷺ سے اسے بیان کرتا، میرے دل میں بھی یہ تمنا پیدا ہوگئی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھوں اور حضور اکرم ﷺ سے بیان کروں۔ میں ان دنوں کنوارا تھا اور نوعمر

بھی تھا۔ میں آپ کے زمانے میں مسجد میں سویا کرتا تھا تو میں نے خواب میں دو فرشتوں کو دیکھا کہ مجھے پکڑ کر دوزخ کی طرف لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ وہ بل دار کنویں کی طرح پیچ در پیچ تھی۔ کنویں ہی کی طرح اس کے بھی دو کنارے تھے اور اس کے اندر کچھ ایسے لوگ تھے جنہیں میں پہچانتا تھا۔ میں اسے دیکھتے ہی کہنے لگا دوزخ سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، دوزخ سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اس کے بعد مجھ سے ایک دوسرے فرشتے کی ملاقات ہوئی، اس نے مجھ سے کہا کہ خوف نہ کھا۔ میں نے اپنا یہ خواب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔

ان کی کنیت ابو عبد الرحمان تھی، یہ عبادلہ میں سے ایک ہیں اور مکثرین سے ہیں، ان کی والدہ زینب ہے، بعض کہتے ہیں رائطہ بنت مظعون ہے، بعثت نبوی کے دوسرے یا تیسرے سال پیدا ہوئے، غزوہ بدر کے دن یہ تیرا سال کے تھے، اور جنگ بدر بعثت کے پندرھویں سال ہوئی ہے۔ ۷۳ ہجری میں چوراسی یا چھیاسی سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

۳۷۳۹: فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ» قَالَ سَالِمٌ: «فَكَانَ عَبْدُ اللهِ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا».

حضرت حفصہ نے حضور ﷺ سے میرا خواب بیان کیا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عبد اللہ بہت اچھا لڑکا ہے۔ کاش! رات میں وہ تہجد کی نماز پڑھا کرتا۔ سالم نے بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ اس کے بعد رات میں بہت کم سویا کرتے تھے۔

۳۷۴۰: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أُخْتِهِ حَفْصَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا إِنَّ عَبْدَ اللهِ رَجُلٌ صَالِحٌ۔

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے زہری نے، ان سے سالم نے، ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انہوں نے اپنی بہن حفصہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا: عبد اللہ نیک آدمی ہے۔

۳۷۴۱: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أُخْتِهِ حَفْصَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا إِنَّ عَبْدَ اللهِ رَجُلٌ صَالِحٌ۔

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے زہری نے، ان سے سالم نے، ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انہوں نے اپنی بہن حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا: عبد اللہ نیک آدمی ہے۔

۲۰۔ بَابُ مَنَاقِبِ عَمَّارٍ وَحُذَيْفَةَ

باب: حضرت عمار اور حذیفہ رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان۔

۳۷۴۲: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ الشَّأْمَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْتُ اللَّهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَأَتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ إِلَيْهِمْ فَإِذَا شَيْخٌ قَدْ جَاءَ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِي قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا أَبُو الدَّرْدَاءِ فَقُلْتُ إِنِّي دَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُيَسِّرَ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَيَسَّرَكَ لِي قَالَ مِمَّنْ أَنْتَ قُلْتُ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ قَالَ أَوَلَيْسَ عِنْدَكُمُ ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادِ وَالْمِطْهَرَةِ وَفِيكُمُ الَّذِي أَجَارَهُ اللَّهُ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِي عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَلَيْسَ فِيكُمْ صَاحِبُ سِرِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي لَا يَعْلَمُهُ أَحَدٌ غَيْرُهُ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ يَقْرَأُ عَبْدُ اللَّهِ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى قَالَ وَاللَّهِ لَقَدْ أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِيهِ إِلَى فِيَّ۔

ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے مغیرہ نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے بیان کیا کہ میں جب شام آیا تو میں نے دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا کی، کہ اے اللہ! مجھے کوئی نیک ساتھی عطا فرما۔ پھر میں ایک قوم کے پاس آیا اور ان کی مجلس میں بیٹھ گیا، تھوڑی ہی دیر بعد ایک بزرگ آئے اور میرے پاس بیٹھ گئے، میں نے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ ہیں، اس پر میں نے عرض کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ کوئی نیک ساتھی مجھے عطا فرما، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجھے عنایت فرمایا۔ انہوں نے دریافت کیا، تمہارا وطن کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا کوفہ ہے۔ انہوں نے کہا کیا تمہارے یہاں ابن ام عبد، صاحب النعلین، صاحب وسادہ، ومطہرہ (یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نہیں ہیں؟ کیا تمہارے یہاں وہ نہیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم ﷺ کی زبانی شیطان سے پناہ دے چکا ہے کہ وہ انہیں کبھی غلط راستے پر نہیں لے جاسکتا۔ (مراد عمار رضی اللہ عنہ سے تھی) کیا تم میں وہ نہیں ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے بہت سے بھیدوں کے حامل ہیں جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ (یعنی حذیفہ رضی اللہ عنہ) اس کے بعد انہوں نے دریافت فرمایا عبداللہ رضی اللہ عنہ آیت ﴿واللیل اذا یغشیٰ﴾ کی تلاوت کس طرح کرتے ہیں؟ میں نے انہیں پڑھ کر سنائی کہ ﴿واللیل اذا یغشیٰ والنہار اذا تجلیٰ والذکر والانثیٰ﴾ اس پر انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خود اپنی زبان مبارک سے مجھے بھی اسی طرح یاد کرایا تھا۔





۳۷۴۳: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ذَهَبَ عَلْقَمَةُ إِلَى الشَّأْمِ فَلَمَّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ اللَّهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَجَلَسَ إِلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ مِمَّنْ أَنْتَ قَالَ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ قَالَ أَلَيْسَ فِيكُمْ أَوْ مِنْكُمْ صَاحِبُ

السِّرَّ الَّذِي لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ يَعْنِي حُذَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ بَلَى قَالَ أَلَيْسَ فِيكُمْ أَوْ مِنْكُمُ الَّذِي أَجَارَهُ اللهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِي عَمَّارًا قُلْتُ بَلَى قَالَ أَلَيْسَ فِيكُمْ أَوْ مِنْكُمْ صَاحِبُ السِّوَاكِ وَالْوِسَادِ أَوِ السِّرَارِ قَالَ بَلَى قَالَ كَيْفَ كَانَ عَبْدُ اللهِ يَقْرَأُ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى قُلْتُ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى قَالَ مَا زَالَ بِي هَؤُلَاءِ حَتَّى كَادُوا يَسْتَنْزِلُونِي عَنْ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے مغیرہ نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نے بیان کیا کہ علقمہ رضی اللہ عنہ شام میں تشریف لے گئے، اور مسجد میں جاکر یہ دعا کی، اے اللہ! مجھے ایک نیک ساتھی عطا فرما، چنانچہ آپ کو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی صحبت نصیب ہوئی۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، تمہارا تعلق کہاں سے ہے؟ عرض کیا کہ کوفہ سے، اس پر انہوں نے کہا: کیا تمہارے یہاں نبی کریم ﷺ کے راز دار نہیں ہیں کہ ان رازوں کو ان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا؟ (ان کی مراد حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ سے تھی) انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا جی ہاں موجود ہیں، پھر انہوں نے کہا کیا تم میں وہ شخص نہیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی شیطان سے اپنی پناہ دی تھی۔ ان کی مراد عمار رضی اللہ عنہ سے تھی، میں نے عرض کیا کہ جی ہاں وہ بھی موجود ہیں، اس کے بعد انہوں نے دریافت کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آیت واللیل اذا یغشیٰ والنہار اذا تجلی کی قرات کس طرح کرتے تھے؟ میں نے کہا کہ وہ وَمَا خلق کے حذف کے ساتھ) "والذکر والانثی" پڑھا کرتے تھے۔ اس پر انہوں نے کہا یہ شام والے ہمیشہ اس کوشش میں رہے کہ اس آیت کی تلاوت کو جس طرح میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا اس سے مجھے ہٹا دیں۔

۲۱۔ بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ

باب: حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان۔

٣٧٤٤: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا وَإِنَّ أَمِينَنَا أَيَّتُهَا الْأُمَّةُ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ۔

ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے ابوقلابہ نے بیان کیا، اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر امت میں امین ہوتے ہیں اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔

٣٧٤٥: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ نَجْرَانَ لَأَبْعَثَنَّ يَعْنِي عَلَيْكُمْ

يَعْنِي أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ فَأَشْرَفَ أَصْحَابُهُ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔
ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحق نے، ان سے صلہ نے اور ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اہل نجران سے فرمایا: میں تمہارے یہاں ایک امین کو بھیجوں گا جو حقیقی معنوں میں امین ہوگا، یہ سن کر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شوق ہوا لیکن آپ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

٢٢۔ بَابُ مَنَاقِبِ الحَسَنِ وَالحُسَيْنِ

باب: حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے فضائل کا بیان۔

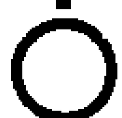
قَالَ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: عَانَقَ النَّبِيُّ ﷺ الحَسَنَ۔
حضرت نافع بن جبیر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو گلے سے لگایا
حضرت حسن رضی اللہ عنہ ماہ رمضان ٣ ہجری میں پیدا ہوئے اور ٥٠ ہجری میں فوت ہوئے، اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ شعبان ٤ ہجری میں پیدا ہوئے، اور ٦١ ہجری میں شہید ہوئے۔



٣٧٤٦: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى عَنْ الْحَسَنِ سَمِعَ أَبَا بَكْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنبَرِ وَالْحَسَنُ إِلَى جَنْبِهِ يَنْظُرُ إِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَإِلَيْهِ مَرَّةً وَيَقُولُ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔
ہم سے صدقہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوموسیٰ نے بیان کیا، ان سے حسن نے، انہوں نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آنحضرت ﷺ منبر پر تشریف فرماتھے، اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں تھے، آپ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور پھر حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اور فرماتے: میرا یہ بیٹا سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

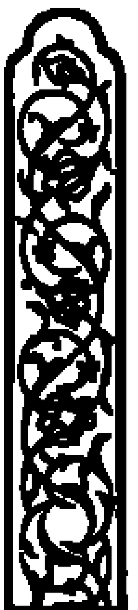
شرح بخاری

٣٧٤٧: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا أَوْ كَمَا قَالَ۔





ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے ابوعثمان نے بیان کیا اور ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ انہیں اور حسن رضی اللہ کو پکڑ کر یہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے ان سے محبت ہے تو بھی ان سے محبت رکھ۔ او کما قال۔



٣٧٤٨: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ

عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أُتِيَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَام فَجُعِلَ فِي طَسْتٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ وَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا فَقَالَ أَنَسٌ كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَخْضُوبًا بِالْوَسْمَةِ۔

مجھ سے محمد بن حسین بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے حسین بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے محمد نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک عبید اللہ بن زیاد کے پاس لایا گیا اور ایک طشت میں رکھ دیا گیا تو وہ بدبخت اس پر لکڑی سے مارنے لگا اور آپ کے حسن اور خوبصورتی کے بارے میں بھی کچھ کہا (کہ میں نے اس سے زیادہ خوبصورت چہرہ نہیں دیکھا) اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ انہوں نے وسمہ کا خضاب استعمال کر رکھا تھا۔

قولہ "وَكَانَ مَخْضُوبًا بِالْوَسْمَةِ" وسمہ کا رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے، دوسری چیز کی آمیزش کے ساتھ وسمہ کی اجازت ہے، لیکن خالص سیاہ کرنے سے روکا گیا ہے[1]۔

امام حسین کے بال بھی خالص سیاہ نہیں ہوں گے، یا یہ کہا جائے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ مجاہد تھے، اور مجاہد کے لیے بال سیاہ کرنا جائز ہے۔

---

(1) شریعت اسلامیہ کی روشنی میں سر یا داڑھی کے سفید بالوں کو کالے رنگ کا خضاب کرنا منع ہے، مسلم شریف میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے "أُتِيَ بِأَبِي قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: غَيِّرُوا هذا بشيءٍ، واجْتَنِبُوا السَّوادَ" فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق کے والد کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، ان کے داڑھی اور سر کے بال سفید تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ان کے سفید بالوں کا رنگ بدلو، لیکن کالا رنگ کرنے سے بچو، مسلم ۲۱۰۲ اس حدیث میں اِجْتَنِبُوا امر کا صیغہ ہے جس کی مخالفت کرنا حرام ہے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے "قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يكون قوم يخضبون في آخر الزمان بالسواد، كحواصل الحمام، لا يريحون رائحة الجنة" (ابو داوود ۴۲۱۲، نسائی: ۵۰۷۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخری زمانے میں ایسی قومیں ہوں گی جو کبوتروں کے سیاہ پوٹوں کی طرح کالے رنگ کا خضاب کریں گی، ایسی قومیں جنت کی خوشبو تک نہیں پائیں گی، اس حدیث کی سند میں عبدالکریم جزری ہے جو کہ ثقہ ہے اور جو ضعیف ہے وہ عبدالکریم بن ابی المخارق ہے، وہ اس حدیث میں مراد نہیں ہے، کالے خضاب کو جائز کہنے والے ابن ماجہ کی ایک روایت پیش کرتے ہیں کہ تمہارا بہترین خضاب وہ ہے جو کالے رنگ کا ہو۔ ۳۶۲۵ لیکن اس روایت کی سند میں دفاع بن دغفل ضعیف راوی ہے، اور عبدالحمید بن صیفی بھی لین الحدیث ہے، لہٰذا ابن ماجہ کی ضعیف روایت صحیح مسلم کی صحیح حدیث کے خلاف ہے اسے دلیل نہیں بنایا جا سکتا، حجت اور واجب العمل صحیح مسلم کی حدیث ہے جس میں بالوں کو سیاہ کرنے سے روکا گیا ہے۔

۳۷۴۹: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَدِيٌّ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِهِ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ۔

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عدی نے خبردی، کہا کہ میں نے براء سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے کاندھے مبارک پر تھے اور آپ یہ فرمارہے تھے کہ اے اللہ! مجھے اس سے محبت ہے تو بھی اس سے محبت رکھ۔

۳۷۵۰: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَحَمَلَ الْحَسَنَ وَهُوَ يَقُولُ بِأَبِي شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ لَيْسَ شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبردی، کہا کہ مجھے عمر بن سعید بن ابی حسین نے خبردی، انہیں ابن ابی ملیکہ نے، ان سے عقبہ بن حارث نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھائے ہوئے ہیں اور فرمارہے ہیں: میرے باپ ان پر فدا ہوں، یہ نبی کریم ﷺ سے مشابہ ہیں، علی سے نہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وہیں مسکرارہے تھے۔

بِأَبِي،، ای انت مفدی بابی۔

۳۷۵۱: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَصَدَقَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ ارْقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ۔

مجھ سے یحییٰ بن معین اور صدقہ نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں محمد بن جعفر نے خبردی، انہیں شعبہ نے، انہیں واقد بن محمد نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ (کی خوشنودی) آپ کے اہل بیت کے ساتھ (محبت وخدمت کے ذریعہ) تلاش کرو۔

۳۷۵۲: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَسٌ قَالَ لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ۔

مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبردی، انہیں معمر نے، انہیں زہری نے اور انہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے، اور عبدالرزاق نے بیان کیا کہ ہمیں معمر نے خبردی، انہیں زہری نے

اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ اور کوئی شخص نبی کریم ﷺ سے زیادہ مشابہ نہیں تھا۔

۳۷۵۳: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي نُعْمٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ وَسَأَلَهُ عَنِ الْمُحْرِمِ قَالَ شُعْبَةُ أَحْسِبُهُ يَقْتُلُ الذُّبَابَ فَقَالَ أَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُونَ عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ ابْنَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا۔

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابی یعقوب نے، انہوں نے ابن ابی نعم سے سنا اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا اور کسی نے ان سے محرم کے بارے میں پوچھا تھا، شعبہ نے بیان کیا کہ میرے خیال میں یہ پوچھا تھا کہ اگر کوئی شخص (احرام کی حالت میں) مکھی مار دے تو اسے کیا کفارہ دینا پڑے گا؟ اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عراق کے لوگ مکھی کے بارے میں سوال کرتے ہیں جب کہ یہی لوگ رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو قتل کر چکے ہیں، جن کے بارے میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ دونوں (نواسے حسن وحسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔



بَابُ مَنَاقِبِ بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ، مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ

باب: ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کے فضائل۔

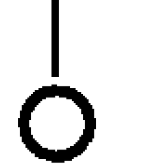
وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ۔

نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے قدموں کی چاپ سنی تھی۔

۳۷۵۴: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ عُمَرُ يَقُولُ أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَأَعْتَقَ سَيِّدَنَا يَعْنِي بِلَالًا۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے کہا ہم کو جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کو انہوں نے آزاد کیا ہے، ان کی مراد حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے تھی۔





۳۷۵۵: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ قَيْسٍ أَنَّ بِلَالًا قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ إِنْ كُنْتَ إِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِي لِنَفْسِكَ فَأَمْسِكْنِي وَإِنْ كُنْتَ إِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِي لِلهِ فَدَعْنِي وَعَمَلَ اللهِ۔



ہم سے ابن نمیر نے بیان کیا، ان سے محمد بن عبید نے کہا، ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، اور ان سے قیس

نے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا، اگر آپ نے مجھے اپنے لیے خریدا ہے تو پھر اپنے پاس ہی رکھئے اور اگر اللہ کے لیے خریدا ہے تو پھر مجھے آزاد کر دیجئے اور اللہ کے راستے میں عمل کرنے دیجئے۔

قولہ "فَدَعْنِي وَعَمَلَ اللهِ أي مع عَمَلَ اللهِ" ایک حدیث میں ہے "فَذَرْنِي اعملُ للهِ" نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے ہجرت کرنے کا ارادہ کیا، تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں روکا، تاکہ وہ مسجد نبوی میں اذان دیتے رہیں، تو بلال نے کہا کہ میں نبی اکرم ﷺ کے بغیر مدینہ میں نہیں رہ سکتا، اور طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت بلال نے کہا افضل عمل اللہ تعالیٰ کے دین کے راستے میں جہاد کرنا ہے، اور میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا چاہتا ہوں، تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیکر اپنا حق یاد کرایا، تو بلال ان کی وجہ سے مدینہ میں ٹھہر گئے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دیدی، لہذا وہ جہاد کی نیت سے شام کے علاقہ میں چلے گئے اور وہاں ۱۸ ہجری یا ۲۰ ہجری میں طاعون عمواس میں فوت ہوئے، وہ دمشق میں فوت ہوئے اور باب صغیر میں دفن ہوئے۔

۲۴۔ بَابُ ذِكْرِ ابْنِ عَبَّاسٍ

باب: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر خیر۔

۳۷۵۶: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى صَدْرِهِ وَقَالَ اللَّهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ.

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے خالد نے، ان سے عکرمہ نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: مجھے نبی کریم ﷺ نے سینے سے لگایا اور فرمایا اے اللہ! اسے حکمت کا علم عطا کر۔

یہ عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم ہیں، جو نبی اکرم ﷺ کے چچا زاد ہیں، ان کی کنیت ابو العباس ہے، ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے، اور ۶۸ ہجری میں طائف میں فوت ہوئے، محمد بن حنفیہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

قولہ "عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ" ایک حدیث میں "عَلِّمْهُ الكتاب" وارد ہے، حکمت سے کیا مراد ہے، اس میں اختلاف ہے، بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد درست بات کہنا ہے، یا اس سے مراد وہ فہم و فراست ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت ہوتی ہے، بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد حاضر جوابی ہے۔

۲۵۔ باب مَنَاقِبِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ

باب: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان۔

۳۷۵۷: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ

ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتَّى أَخَذَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللهِ حَتَّى فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِمْ۔

ہم سے احمد بن واقد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی اطلاع کے پہنچنے سے پہلے زید، جعفر اور ابن رواح رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر صحابہ کو سنادی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اب اسلامی علم کو زید رضی اللہ عنہ لیے ہوئے ہیں اور وہ شہید کردیئے گئے، اب جعفر رضی اللہ عنہ نے علم اٹھالیا اور وہ بھی شہید کردیئے گئے، اب ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے علم اٹھالیا اور وہ بھی شہید کردیئے گئے، حضور اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر آپ نے فرمایا: اور آخر اللہ کی تلوار وں میں سے ایک تلوار (حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) نے علم اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی۔

یہ خالد بن ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب ہیں، یہ نبی اکرم ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مرہ بن کعب میں جمع ہو جاتے ہیں، ان کی کنیت ابو سلیمان ہے، صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیان مسلمان ہوئے، بعض کہتے ہیں کہ فتح مکہ سے پہلے غزوہ موتہ سے دوماہ قبل اسلام قبول کیا، ۲۱ ہجری میں حمص میں بستر پر ہی فوت ہوئے۔

۲۶۔ بَابُ مَنَاقِبِ سَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ

باب: حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے مولی سالم رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان۔

۳۷۵۸: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ ذُكِرَ عَبْدُ اللهِ عِنْدَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو فَقَالَ ذَاكَ رَجُلٌ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اسْتَقْرِئُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَبَدَأَ بِهِ وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ لَا أَدْرِي بَدَأَ بِأُبَيٍّ أَوْ بِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے ابراہیم نے اور ان سے مسروق نے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے یہاں عبداللہ بن مسعود کا ذکر ہوا تو انہوں نے کہا میں ان سے ہمیشہ محبت رکھوں گا کیونکہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ چار اشخاص سے قرآن سیکھو۔ عبداللہ بن مسعود آنحضرت ﷺ نے ابتداء عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی کی اور ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سالم، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے پوری طرح یاد نہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے پہلے ابی بن کعب کا ذکر کیا یا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا۔

یہ سالم بن معقل ہیں، یہ اہل فضل صحابہ میں سے تھے، اور حضرت ابو حذیفہ کی بیوی کے غلام تھے، بڑے فاضل اور

قاری قرآن تھے، حضرت ابو حذیفہ نے اسے متبنیٰ بنالیا تھا، اور حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھے، یہ جنگ بدر میں حاضر ہوئے، لیکن ان کا باپ عتبہ اس دن کفر پر ہی قتل ہوا، جس کا حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بہت غم تھا، یہ اپنے باپ کے بڑا عقلمند ہونے کی وجہ سے اس کے اسلام قبول کرنے کے امیدوار تھے، لیکن ان کی امید پوری نہ ہوئی۔

٢٧۔ بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ

باب: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان۔

٣٧٥٩: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مَسْرُوقًا، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو: «إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا» وَقَالَ: «إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا».

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے بیان کیا، کہا میں نے ابووائل سے سنا، کہا کہ میں نے مسروق سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک پر کوئی برا کلمہ نہیں آتا تھا اور نہ آپ کی ذات سے یہ ممکن تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ تم میں سب سے زیادہ عزیز مجھے وہ شخص ہے جس کے عادات واخلاق سب سے عمدہ ہوں۔



٣٧٦٠: وَقَالَ: «اسْتَقْرِئُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ».

اور آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید چار آدمیوں سے سیکھو، عبداللہ بن مسعود، ابوحذیفہ کے مولیٰ سالم، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے۔

٣٧٦١: حَدَّثَنَا مُوسَى عَنْ أَبِي عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ دَخَلْتُ الشَّأْمَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا فَرَأَيْتُ شَيْخًا مُقْبِلًا فَلَمَّا دَنَا قُلْتُ أَرْجُو أَنْ يَكُونَ اسْتَجَابَ قَالَ مِنْ أَيْنَ أَنْتَ قُلْتُ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ قَالَ أَفَلَمْ يَكُنْ فِيكُمْ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادِ وَالْمِطْهَرَةِ أَوَلَمْ يَكُنْ فِيكُمُ الَّذِي أُجِيرَ مِنَ الشَّيْطَانِ أَوَلَمْ يَكُنْ فِيكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِي لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ كَيْفَ قَرَأَ ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ وَاللَّيْلِ فَقَرَأْتُ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى قَالَ أَقْرَأَنِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاهُ إِلَى فِيَّ فَمَا زَالَ هَؤُلَاءِ حَتَّى كَادُوا يَرُدُّونِي۔



ہم سے موسیٰ نے بیان کیا، ان سے ابوعوانہ نے، ان سے مغیرہ نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے کہ میں شام پہنچا تو سب سے پہلے میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور یہ دعا کی کہ اے اللہ! مجھے کسی (نیک) ساتھی کی صحبت سے فیض یابی کی توفیق عطا فرما، چنانچہ میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ آرہے ہیں، جب وہ

قریب آگئے تو میں نے سوچا کہ شاید میری دعا قبول ہوگئی ہے۔ انہوں نے دریافت فرمایا: آپ کا وطن کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں کوفہ کا رہنے والا ہوں، اس پر انہوں نے فرمایا: کیا تمہارے یہاں صاحب نعلین، صاحب وسادہ ومطہرہ (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نہیں ہیں؟ کیا تمہارے یہاں وہ صحابی نہیں ہیں جنہیں شیطان سے (اللہ کی) پناہ مل چکی ہے۔ (یعنی عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ) کیا تمہارے یہاں سربستہ رازوں کے جاننے والے نہیں ہیں کہ جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا (پھر دریافت فرمایا) ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) آیت واللیل کی قرات کس طرح کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ واللیل اذا یغشیٰ والنہار اذا تجلی والذکر والانثی آپ نے فرمایا کہ مجھے بھی رسول اللہ ﷺ نے خود اپنی زبان مبارک سے اسی طرح سکھایا تھا۔ لیکن اب شام والے مجھے اس طرح قرات کرنے سے ہٹانا چاہتے ہیں۔

۳۷۶۲: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ سَأَلْنَا حُذَيْفَةَ عَنْ رَجُلٍ قَرِيبِ السَّمْتِ وَالْهَدْيِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَأْخُذَ عَنْهُ فَقَالَ مَا أَعْرِفُ أَحَدًا أَقْرَبَ سَمْتًا وَهَدْيًا وَدَلًّا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ۔



ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحٰق نے، ان سے عبدالرحمن بن زید نے بیان کیا کہ ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ صحابہ میں نبی کریم ﷺ سے عادات واخلاق اور طور طریق میں سب سے زیادہ قریب کون سے صحابی تھے؟ تاکہ ہم ان سے سیکھیں، انہوں نے کہا اخلاق، طور وطریق اور سیرت وعادت میں ابن ام عبد سے زیادہ آنحضرت ﷺ سے قریب اور کسی کو میں نہیں سمجھتا۔

یہ عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ بن ہزیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعود کے باپ جاہلیت میں فوت ہوئے، لیکن ان کی والدہ نے اسلام قبول کیا اور صحابیہ قرار پائیں، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے دور میں کوفہ کے بیت المال کے سرپرست رہے، اور آخر میں مدینہ منورہ آگئے، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ساٹھ سال سے زائد عمر میں ۳۲ ہجری میں فوت ہوئے، ان کی نماز جنازہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ادا کی، اور بقیع قبرستان میں دفن ہوئے۔

قولہ "قَرِيبِ السَّمْتِ" یعنی ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے بارہ میں سوال کیا جو نبی اکرم ﷺ کے اخلاق وعادات میں اور طور طریقے میں زیادہ قریب ہے تو حضرت حذیفہ بن یمان نے کہا میں نے نبی اکرم ﷺ کی سیرت وصورت اور عادات واخلاق میں عبداللہ بن مسعود سے زیادہ قریب کسی اور کو نہیں پایا۔

۳۷۶۳: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي



أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِي مِنَ الْيَمَنِ فَمَكُثْنَا حِينًا مَا نُرَى إِلَّا أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا نَرَى مِنْ دُخُولِهِ وَدُخُولِ أُمِّهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحق نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے ابواسحق نے، کہا کہ مجھ سے اسود بن یزید نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں اور میرے بھائی یمن سے (مدینہ طیبہ) حاضر ہوئے اور ایک زمانے تک یہاں قیام کیا، ہم اس پورے عرصہ میں یہی سمجھتے رہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے گھرانے ہی کے ایک فرد ہیں، کیونکہ حضور اکرم ﷺ کے گھر میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ کا (بکثرت) آنا جانا ہم خود دیکھا کرتے تھے۔

۲۸۔ بَابُ ذِكْرِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ

باب: حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا بیان۔

۳۷۶۴: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا الْمُعَافَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ أَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَكْعَةٍ وَعِنْدَهُ مَوْلًى لِابْنِ عَبَّاسٍ فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ دَعْهُ فَإِنَّهُ قَدْ صَحِبَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

کہا ہم سے حسن بن بشیر نے بیان کیا، ان سے عثمان بن اسود نے اور ان سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد وتر کی نماز صرف ایک رکعت پڑھی، وہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مولیٰ (کریب) بھی موجود تھے، جب وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے تو (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک رکعت وتر کا ذکر کیا) اس پر انہوں نے کہا: کوئی حرج نہیں ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی ہے۔

شرح بخاری

یہ معاویہ بن صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قریشی اموی ہیں۔ اور ان کی والدہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس ہے، حضرت معاویہ اور ان کے والد ابو سفیان فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے، امیر معاویہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے دمشق کے امیر بنے اور یہ ان کے بھائی یزید بن ابی سفیان کی وفات کے بعد وہاں کے والی بنے، اور چالیس سال سے زیادہ عرصہ امیر رہے۔

قولہ "وَعِنْدَهُ مَوْلًى لِابْنِ عَبَّاسٍ" ان کا نام کریب تھا۔

۳۷۶۵: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ هَلْ لَكَ فِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مُعَاوِيَةَ فَإِنَّهُ مَا أَوْتَرَ إِلَّا بِوَاحِدَةٍ قَالَ أَصَابَ إِنَّهُ فَقِيهٌ۔

ہم سے ابن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے نافع بن عمر نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں، انہوں نے وتر کی نماز صرف ایک رکعت پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ انہوں نے ٹھیک کیا وہ فقیہ ہیں۔

٣٧٦٦: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ أَبَانَ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّكُمْ لَتُصَلُّونَ صَلَاةً لَقَدْ صَحِبْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْنَاهُ يُصَلِّيهَا وَلَقَدْ نَهَى عَنْهُمَا يَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ۔

مجھ سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابوالتیاح نے بیان کیا، انہوں نے حمران بن ابان سے سنا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم لوگ ایک خاص نماز پڑھتے ہو۔ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کی صحبت میں رہے اور ہم نے کبھی آپ ﷺ کو اس وقت نماز پڑھتے نہیں دیکھا، بلکہ آپ نے تو اس سے منع فرمایا تھا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مراد عصر کے بعد دو رکعت نماز سے تھی۔ (جسے اس زمانے میں بعض لوگ پڑھتے تھے)



٢٩۔ بَابُ مَنَاقِبِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ

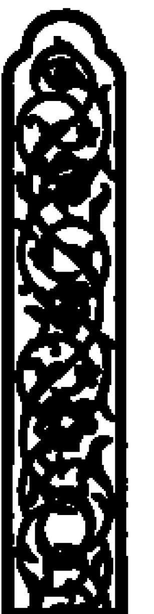
باب: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل کا بیان۔

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ».

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہے۔

٣٧٦٧: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّي فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فاطمہ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔



یہ نبی اکرم ﷺ کی سب سے چھوٹی اور پیاری بیٹی تھیں، نبی اکرم ﷺ نے ۲ھ میں ان کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیا، جبکہ ان کی عمر ساڑھے پندرہ سال کے قریب تھی اور حضرت علی کی عمر اس وقت ساڑھے اکیس برس کے قریب تھی، ان کی اولاد حسن، حسین اور محسن تین لڑکے اور زینب، ام کلثوم اور رقیہ تین لڑکیاں تھیں۔

قولہ "فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي" یعنی اگر کوئی شخص حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس لیے تکلیف دے کہ وہ نبی کریم ﷺ

کی بیٹی ہے، اور آپ کا قطعہ سمجھ کر انہیں ناراض کرے تو اس نے نبی کریم علیہ السلام کو ناراض کیا، لیکن اگر ناراضگی کی یہ وجہ نہ ہو بلکہ بتقاضا بشریت اتفاقا ناراضگی ہو جائے تو یہ اس وعید میں داخل نہیں ہے، ایسی ناراضگی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی ان سے ہوگئی تھی جب کہ وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ناراض ہو کر گھر سے چلے گئے تھے اور مسجد میں جاکر سو گئے تھے اور ایسی ناراضگی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوگئی تھی جب کہ انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نبی اکرم ﷺ کی حدیث "لا نورث ما ترکناہ فھو صدقة"[1] بیان کی تھی، یہ بھی حدیث مذکور کی وعید میں داخل نہیں ہے بلکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس جاکر انہیں راضی کر لیا تھا۔

۳۰۔ بَابُ فَضْلِ عَائِشَةَ

باب: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان۔

۳۷۶۸: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ إِنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يَا عَائِشُ هَذَا جِبْرِيلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ فَقُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرَى مَا لَا أَرَى تُرِيدُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا: اے عائشہ یہ جبریل تشریف رکھتے ہیں اور تمہیں سلام کہتے ہیں، میں نے اس پر جواب دیا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ وہ چیز ملاحظہ فرماتے ہیں جو مجھ کو نظر نہیں آتی۔ آپ کی مراد نبی کریم ﷺ سے تھی۔

۳۷۶۹: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح قَالَ وحَدَّثَنَا عَمْرٌو أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُرَّةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ۔

ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا (امام بخاری نے) اور ہم سے عمرو نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں عمرو بن مرہ نے، انہیں مرہ نے اور انہیں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مردوں میں تو بہت سے کامل پیدا ہوئے لیکن عورتوں میں مریم بنت عمران، فرعون کی بیوی آسیہ کے سوا اور کوئی کامل پیدا نہیں ہوئی، اور عائشہ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت بقیہ تمام کھانوں پر ہے۔

---

[1] مسند احمد: ۹۹۷/۲

۳۷۷۰: حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ، كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ»

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن عبدالرحمن نے اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت اور تمام کھانوں پر۔

۳۷۷۱: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ عَائِشَةَ اشْتَكَتْ فَجَاءَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ تَقْدَمِينَ عَلَى فَرَطِ صِدْقٍ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى أَبِي بَكْرٍ۔

محمد بن بشار نے مجھ سے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب بن عبدالمجید نے بیان کیا، ہم سے ابن عون نے بیان کیا، ان سے قاسم بن محمد نے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار پڑیں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما عیادت کے لیے آئے اور عرض کیا، ام المؤمنین! آپ تو سچے جانے والے کے پاس جارہی ہیں، یعنی رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر کے پاس۔ (عالم برزخ میں ان سے ملاقات مراد تھی)۔

یہ صدیقہ بنت صدیق ہیں، نبی اکرم ﷺ کو اپنی بیویوں میں سے ان کے ساتھ بہت پیار تھا، بڑی ہی عالمہ، فاضلہ، اور مجتہدہ تھیں، آپ نے اپنی زندگی کے آخری ایام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گزارے بلکہ آپ کی گود میں سر مبارک رکھے ہوئے نبی کریم علیہ السلام کی وفات ہوئی، ان کی ولادت ہجرت نبویہ سے آٹھ سال پہلے ہوئی تھی، اور ہجرت سے دو سال پہلے آپ نے ان سے نکاح کیا تھا جب کہ ان کی عمر چھ برس تھی، اور واقعہ بدر کے بعد شوال ۲ ہجری میں بلوغت کے بعد ان کی رخصتی ہوئی، جبکہ ان کی عمر نو برس تھی، ۵۸ ہجری میں ان کی وفات ہوئی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

قولہ "عَلَى فَرَطِ صِدْقٍ" میر سامان کو فرط کہتے ہیں جو دوسروں کو سامان مہیا کرتا ہے، ام المومنین بیمار تھیں تو ابن عباس نے کہا آپ فوت ہونے کے بعد نبی علیہ السلام اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں گی جو فرط صدق ہیں۔

۳۷۷۲: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَ عَلِيٌّ عَمَّارًا وَالْحَسَنَ إِلَى الْكُوفَةِ لِيَسْتَنْفِرَهُمْ خَطَبَ عَمَّارٌ فَقَالَ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّهَا زَوْجَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَكِنَّ اللهَ ابْتَلَاكُمْ لِتَتَّبِعُوهُ أَوْ إِيَّاهَا۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے اور انہوں نے ابووائل سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب علی رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ کو کوفہ بھیجا تھا

تاکہ لوگوں کو اپنی مدد کے لیے تیار کریں تو عمار رضی اللہ عنہ نے ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا: مجھے بھی خوب معلوم ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ہیں اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، لیکن اللہ تعالیٰ تمہیں آزمانا چاہتا ہے کہ دیکھے تم علی رضی اللہ عنہ کی اتباع کرتے ہو (جو برحق خلیفہ ہیں) یا عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

٣٧٧٣: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلَبِهَا فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلَاةُ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوءٍ فَلَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكَوْا ذَلِكَ إِلَيْهِ فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكِ اللَّهُ خَيْرًا فَوَاللَّهِ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكَةً۔

ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ (نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں جانے کے لیے) آپ نے (اپنی بہن) اسماء رضی اللہ عنہا سے ایک ہار عاریتاً لے لیا تھا، اتفاق سے وہ راستے میں کہیں گم ہو گیا، حضور ﷺ نے اسے تلاش کرنے کے لیے چند صحابہ کو بھیجا، اس دوران میں نماز کا وقت ہو گیا تو ان حضرات نے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی، پھر جب آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سے صورت حال کے متعلق عرض کیا، اس کے بعد تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ اس پر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے، خدا کی قسم تم پر جب بھی کوئی مرحلہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے نکلنے کی سبیل تمہارے لیے پیدا کر دی، اور تمام مسلمانوں کے لیے بھی اس میں برکت پیدا فرمائی۔

٣٧٧٤: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَانَ فِي مَرَضِهِ جَعَلَ يَدُورُ فِي نِسَائِهِ وَيَقُولُ أَيْنَ أَنَا غَدًا أَيْنَ أَنَا غَدًا حِرْصًا عَلَى بَيْتِ عَائِشَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمِي سَكَنَ۔

مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے کہ رسول کریم ﷺ اپنے مرض الوفات میں بھی ازواج مطہرات کی باری کی پابندی فرماتے رہے البتہ یہ دریافت فرماتے رہے کہ کل مجھے کس کے یہاں ٹھہرنا ہے؟ کیوں کہ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے خواہاں تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب میرے یہاں قیام کا دن آیا تو آپ کو سکون ہوا۔

٣٧٧٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَاجْتَمَعَ صَوَاحِبِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ يَا أُمَّ سَلَمَةَ وَاللَّهِ إِنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ وَإِنَّا نُرِيدُ الْخَيْرَ كَمَا تُرِيدُهُ

عَائِشَةُ فَمُرِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْمُرَ النَّاسَ أَنْ يُهْدُوا إِلَيْهِ حَيْثُ مَا كَانَ أَوْ حَيْثُ مَا دَارَ قَالَتْ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ أُمُّ سَلَمَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَأَعْرَضَ عَنِّي فَلَمَّا عَادَ إِلَيَّ ذَكَرْتُ لَهُ ذَاكَ فَأَعْرَضَ عَنِّي فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ ذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ يَا أُمَّ سَلَمَةَ لَا تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ فَإِنَّهُ وَاللهِ مَا نَزَلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَأَنَا فِي لِحَافِ امْرَأَةٍ مِنْكُنَّ غَيْرِهَا۔

ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا، کہاہم سے حماد نے کہا، ہم سے ہشام نے، انہوں نے اپنے والد (عروہ) سے، انہوں نے کہا کہ لوگ آنحضرت ﷺ کو تحفے بھیجنے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار کیا کرتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میری سوکنیں سب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور ان سے کہا: اللہ کی قسم لوگ جان بوجھ کر اپنے تحفے اس دن بھیجتے ہیں جس دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری ہوتی ہے، ہم بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اپنے لیے فائدہ چاہتی ہیں، اس لیے تم آنحضرت ﷺ سے کہو کہ آپ لوگوں کو فرمادیں کہ میں جس بھی بیوی کے پاس رہوں جس کی بھی باری ہو اسی گھر میں تحفے بھیج دیا کرو۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات آنحضرت ﷺ کے سامنے بیان کی، آپ نے کچھ بھی جواب نہیں دیا۔ انہوں نے دوبارہ عرض کیا جب بھی جواب نہ دیا، پھر تیسری بار عرض کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے ام سلمہ! عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مجھ کو نہ ستاو۔ اللہ کی قسم! تم میں سے کسی بیوی کے لحاف میں (جو میں اوڑھتا ہوں سوتے وقت) مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی ہاں (عائشہ کا مقام یہ ہے) ان کے لحاف میں وحی نازل ہوتی ہے۔

٦٣ - کِتَابُ مَنَاقِبِ الْأَنْصَارِ

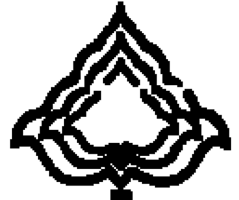
کتاب: انصار کے مناقب

۱ - بَابُ مَنَاقِبِ الْأَنْصَارِ

باب: انصار کی فضیلت کا بیان۔

وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا۔

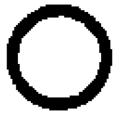
ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اور جنہوں نے (مہاجروں کو اپنے ہاں) جگہ دی اور (ان کی) مدد کی۔" "اور جو لوگ مہاجرین سے پہلے مدینہ میں مقیم تھے اور ایمان لاچکے تھے وہ (انصار) ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور جو چیز مہاجرین کو دی جائے، وہ اس سے تنگ دل نہیں ہوتے"۔



٣٧٧٦: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ أَرَأَيْتَ اسْمَ الْأَنْصَارِ كُنْتُمْ تُسَمَّوْنَ بِهِ أَمْ سَمَّاكُمُ اللَّهُ قَالَ بَلْ سَمَّانَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ كُنَّا نَدْخُلُ عَلَى أَنَسٍ فَيُحَدِّثُنَا بِمَنَاقِبِ الْأَنْصَارِ وَمَشَاهِدِهِمْ وَيُقْبِلُ عَلَيَّ أَوْ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَزْدِ فَيَقُولُ فَعَلَ قَوْمُكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا۔

شرح بخاری

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے مہدی بن میمون نے، کہا ہم سے غیلان بن جریر نے بیان کیا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا بتلایئے (انصار) اپنا نام آپ لوگوں نے خود رکھ لیا تھا یا آپ لوگوں کا یہ نام اللہ تعالیٰ نے رکھا؟ انہوں نے کہا نہیں بلکہ ہمارا یہ نام اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ غیلان کی روایت ہے کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ ہم سے انصار کی فضیلتیں اور غزوات میں ان کے مجاہدانہ واقعات بیان کیا کرتے پھر میری طرف یا قبیلہ ازد کے ایک شخص کی طرف متوجہ ہو کر کہتے: تمہاری قوم (انصار) نے فلاں دن فلاں فلاں کام انجام دیئے۔



نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس اور خزرج اور ان کے حلیفوں کا نام انصار رکھا ہے۔



قبیلہ اوس، اوس بن حارثہ کی طرف منسوب ہیں اور خزرج، خزرج بن حارثہ کی طرف منسوب ہیں ان دونوں کی ماں قیلہ بنت ارقم بن عمرو ہے، اور ان کا باپ حارثہ بن عمرو بن عامر ہے جو کہ یمن سے تھا۔



قولہ "تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ" دار سے مراد دار ہجرت ہے، جس میں مہاجرین سے پہلے انصار ٹھہرے، اور "الْإِيمَانَ" سے پہلے "اثروا" فعل محذوف ہے یعنی انہوں نے ایمان کو ترجیح دی۔

مِنْ قَبْلِهِمْ أي من قبل المهاجرين

قُلْتُ لِأَنَسٍ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کیا قرآن کے نزول سے پہلے تم انصار نام رکھے جاتے تھے یا نہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام قرآن کریم میں انصار رکھا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ [1]

۳۷۷۷: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَوْمُ بُعَاثَ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللهُ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ وَقُتِلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَجُرِّحُوا فَقَدَّمَهُ اللهُ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دُخُولِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ۔

مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بعاث کی جنگ کو (جو اسلام سے پہلے اوس اور خزرج میں ہوئی تھی) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مفاد میں پہلے ہی مقدم کر رکھا تھا چنانچہ جب آپ مدینہ میں تشریف لائے تو یہ قبائل آپس کی پھوٹ کا شکار تھے اور ان کے سردار کچھ قتل کئے جا چکے تھے، کچھ زخمی تھے، تو اللہ تعالیٰ نے اس جنگ کو آپ سے پہلے اس لیے مقدم کیا تھا تاکہ وہ آپ کے تشریف لاتے ہی مسلمان ہو جائیں۔

بعاث کی جنگ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے فائدہ کے لیے پہلے ہی مقرر کر دیا تھا، جب آپ مدینہ میں آئے، تو اوس اور خزرج کا شیرازہ بکھرا ہوا تھا، ان کے بعض سردار قتل ہو چکے تھے اور کچھ زخمی تھے، اللہ تعالیٰ نے جنگ بعاث کو اس لیے مقدم کیا تھا تاکہ آپ کے تشریف لاتے ہی مدینہ کے لوگ اسلام قبول کر لیں۔

قولہ "قُتِلَتْ سَرَوَاتُهُمْ" جبکہ اس کے سردار اور بوڑھے لوگ لڑائی میں مارے گئے تو جوان باقی رہ گئے، اور جوان حق کو جلدی قبول کر لیتے ہیں، سروات جمع ہے سراۃ کی، اور سراۃ جمع ہے سری کی جو کہ سید کے معنیٰ میں ہے۔

قولہ "يَوْمُ بُعَاثَ" بعاث با کے ضمہ کے ساتھ، یہ مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام ہے، جہاں اوس اور خزرج کے درمیان سخت جنگ ہوئی تھی، اوس قبیلے کے سردار حضرت اسید کے والد حضیر تھے، اور قبیلہ خزرج کے سردار عمرو بن نعمان بیاضی تھے، یہ دونوں اس جنگ میں مارے گئے تھے، پہلے خزرج کو فتح ہوئی، اس کے بعد حضیر نے اوس قبیلے کو مضبوط کیا، تو اوس قبیلے کو فتح حاصل ہوئی، یہ جنگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پانچ سال پہلے ہوئی تھی، آپ کے آنے پر یہ قبائل مسلمان ہو گئے، اور آپس میں بھائی بھائی بن گئے "فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا" [2] آیت سے یہی بھائی چارہ مراد ہے۔

---

[1] التوبۃ:۱۰۰

[2] آل عمران:۱۰۳

٣٧٧٨: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَأَعْطَى قُرَيْشًا وَاللهِ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْعَجَبُ إِنَّ سُيُوفَنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَاءِ قُرَيْشٍ وَغَنَائِمُنَا تُرَدُّ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا الْأَنْصَارَ قَالَ فَقَالَ مَا الَّذِي بَلَغَنِي عَنْكُمْ وَكَانُوا لَا يَكْذِبُونَ فَقَالُوا هُوَ الَّذِي بَلَغَكَ قَالَ أَوَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالْغَنَائِمِ إِلَى بُيُوتِهِمْ وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بُيُوتِكُمْ لَوْ سَلَكَتْ الْأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَهُمْ.

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابوالتیاح نے، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے دن جب آنحضرت ﷺ نے قریش کو (غزوہ حنین کی) غنیمت کا سارا مال دے دیا تو بعض نوجوان انصاریوں نے کہا (اللہ کی قسم!) یہ تو عجیب بات ہے ابھی ہماری تلواروں سے قریش کا خون ٹپک رہا ہے اور ہمارا حاصل کیا ہوا مال غنیمت صرف انہیں دیا جا رہا ہے، اس کی خبر جب آنحضرت ﷺ کو ملی تو آپ نے انصار کو بلایا، انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو خبر مجھے ملی ہے کیا وہ صحیح ہے؟ انصار لوگ جھوٹ نہیں بولتے تھے انہوں نے عرض کر دیا کہ آپ کو صحیح اطلاع ملی ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم اس سے خوش اور راضی نہیں ہو کہ لوگ غنیمت کا مال لے کر اپنے گھروں کو واپس ہوں اور تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لئے اپنے گھروں کو جاؤ؟ انصار جس نالے یا گھاٹی میں چلیں گے میں بھی اسی نالے یا گھاٹی میں چلوں گا۔

شرح بخاری

قولہ "يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ" یوم فتح مکہ سے فتح مکہ کا سال مراد ہے، کیونکہ یہ مال جو آپ نے دیا تھا، جنگ حنین کی غنیمتیں تھیں، اور جنگ حنین فتح مکہ کے بعد ہوئی ہے۔

٢- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ

باب: نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ اگر میں نے مکہ سے ہجرت نہ کی ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک آدمی ہوتا۔

قَالَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ کو نبی ﷺ سے بیان کیا ہے۔

٣٧٧٩: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ الْأَنْصَارَ سَلَكُوا وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ فِي وَادِي الْأَنْصَارِ وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ

لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا ظَلَمَ بِأَبِي وَأُمِّي آوَوْهُ وَنَصَرُوهُ أَوْ كَلِمَةً أُخْرَى۔

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن زیاد نے، ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یا (یوں بیان کیا کہ) ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار جس نالے یا گھاٹی میں چلیں تو میں بھی انہیں کے نالے میں چلوں گا۔ اور اگر میں ہجرت نہ کرتا تو میں انصار کا ایک فرد ہونا پسند کرتا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ نے یہ کوئی ناحق بات نہیں فرمائی آپ کو انصار نے اپنے یہاں ٹھہرایا اور آپ کی مدد کی تھی یا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے (اس کے ہم معنی) اور کوئی دوسرا کلمہ کہا۔

قولہ "لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر میں نے ہجرت نہ کی ہوتی تو میں انصاری کہلاتا، یہ مراد نہیں ہے کہ میں انصار میں سے ہوتا، کیونکہ جس قبیلے میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی ہے وہی قبیلہ آپ کے لیے باعث شرف ہے۔

قولہ "فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا ظَلَمَ" یعنی انصار نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں ان کی وجہ سے وہ حقدار تھے کہ ان کے بارہ میں قول مذکور کہا جائے، ان کے بارہ میں آپ کا یہ قول ظلم اور ناحق نہیں ہے۔

٣۔ بَابُ إِخَاءِ النَّبِيِّ ﷺ بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ، وَالْأَنْصَارِ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار اور مہاجرین کے درمیان بھائی چارہ قائم کرنا۔

٣٧٨٠: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ آخَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنِّي أَكْثَرُ الْأَنْصَارِ مَالًا فَأَقْسِمُ مَالِي نِصْفَيْنِ وَلِي امْرَأَتَانِ فَانْظُرْ أَعْجَبَهُمَا إِلَيْكَ فَسَمِّهَا لِي أُطَلِّقْهَا فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجْهَا قَالَ بَارَكَ اللهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ أَيْنَ سُوقُكُمْ فَدَلُّوهُ عَلَى سُوقِ بَنِي قَيْنُقَاعَ فَمَا انْقَلَبَ إِلَّا وَمَعَهُ فَضْلٌ مِنْ أَقِطٍ وَسَمْنٍ ثُمَّ تَابَعَ الْغُدُوَّ ثُمَّ جَاءَ يَوْمًا وَبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْيَمْ قَالَ تَزَوَّجْتُ قَالَ كَمْ سُقْتَ إِلَيْهَا قَالَ نَوَاةً مِنْ ذَهَبٍ أَوْ وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ شَكَّ إِبْرَاهِيمُ۔

ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ان کے دادا نے کہ جب مہاجر لوگ مدینہ میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ کرا دیا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں انصار میں سب سے زیادہ دولت مند ہوں اس لیے آپ میرا آدھا مال لے لیں۔، اور میری دو بیویاں ہیں، آپ انہیں دیکھ لیں جو آپ کو پسند ہو اس کے متعلق مجھے بتائیں میں اسے طلاق دے دوں گا۔ عدت

گزرنے کے بعد آپ اس سے نکاح کر لیں، اس پر عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تمہارے اہل اور مال میں برکت عطا فرمائے تمہارا بازار کدھر ہے؟ چنانچہ میں نے بنی قینقاع کا بازار انہیں بتا دیا، جب وہاں سے کچھ تجارت کر کے لوٹے تو ان کے ساتھ کچھ پنیر اور گھی تھا پھر وہ اسی طرح روزانہ صبح سویرے بازار میں چلے جاتے اور تجارت کرتے آخر ایک دن خدمت نبوی میں آئے تو ان کے جسم پر (خوشبو کی) زردی کا نشان تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا ہے انہوں نے بتایا کہ میں نے شادی کر لی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہر کتنا ادا کیا ہے؟ عرض کیا کہ سونے کی ایک گٹھلی یا (یہ کہا کہ) ایک گٹھلی کے پانچ درم وزن برابر سونا ادا کیا ہے، یہ شک ابراہیم راوی کو ہوا۔

۳۷۸۱: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَآخَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ وَكَانَ كَثِيرَ الْمَالِ فَقَالَ سَعْدٌ قَدْ عَلِمَتِ الْأَنْصَارُ أَنِّي مِنْ أَكْثَرِهَا مَالًا سَأَقْسِمُ مَالِي بَيْنِي وَبَيْنَكَ شَطْرَيْنِ وَلِي امْرَأَتَانِ فَانْظُرْ أَعْجَبَهُمَا إِلَيْكَ فَأُطَلِّقُهَا حَتَّى إِذَا حَلَّتْ تَزَوَّجْتَهَا فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بَارَكَ اللهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ فَلَمْ يَرْجِعْ يَوْمَئِذٍ حَتَّى أَفْضَلَ شَيْئًا مِنْ سَمْنٍ وَأَقِطٍ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى جَاءَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْيَمْ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ مَا سُقْتَ إِلَيْهَا قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ نَوَاةً مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ۔

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ جب عبدالرحمن بن عوف (مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تو) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ کرا دیا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ بہت دولت مند تھے، انہوں نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا: انصار کو معلوم ہے کہ میں ان میں سب سے زیادہ مالدار ہوں اس لیے میں اپنا آدھا آدھا مال اپنے اور آپ کے درمیان بانٹ دینا چاہتا ہوں اور میرے گھر میں دو بیویاں ہیں جو آپ کو پسند ہو میں اسے طلاق دے دوں گا اس کی عدت گزر جانے پر آپ اس سے نکاح کر لیں، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تمہارے اہل و مال میں برکت عطا فرمائے، (مجھ کو اپنا بازار دکھلا دو) پھر وہ بازار سے اس وقت تک واپس نہیں آئے جب تک کچھ گھی اور پنیر بطور نفع بچا نہیں لیا، تھوڑے ہی دنوں کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وہ حاضر ہوئے تو جسم پر زردی کا نشان تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے؟ بولے کہ میں نے ایک انصاری خاتون سے شادی کر لی ہے۔ آپ نے پوچھا مہر کیا دیا ہے؟ بولے ایک گٹھلی کے برابر سونا یا (یہ کہا کہ) سونے کی ایک گٹھلی دی

ہے، اس کے بعد آپ نے فرمایا اچھا اب ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ہی سے ہو۔

٣٧٨٢: حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَتِ الْأَنْصَارُ اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ النَّخْلَ قَالَ لَا قَالَ يَكْفُونَنَا الْمَئُونَةَ وَيُشْرِكُونَنَا فِي التَّمْرِ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا۔

ہم سے ابو ہمام صلت بن محمد نے بیان کیا کہا میں نے مغیرہ بن عبدالرحمن سے سنا، کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ انصار نے کہا یارسول اللہ! کھجور کے باغات ہمارے اور مہاجرین کے درمیان تقسیم فرمادیں، آپ نے فرمایا کہ میں ایسا نہیں کروں گا اس پر انصار نے (مہاجرین سے) کہا پھر آپ ایسا کرلیں کہ کام ہماری طرف سے آپ انجام دیا کریں اور کھجوروں میں آپ ہمارے ساتھی ہوجائیں، مہاجرین نے کہا ہم نے آپ لوگوں کی یہ بات سنی اور ہم ایسا ہی کریں گے۔

٤: بَابُ حُبِّ الْأَنْصَارِ

باب: انصار سے محبت رکھنے کا بیان۔

٣٧٨٣: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللهُ۔

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، مجھے عدی بن ثابت نے خبر دی، کہا کہ میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا یا یوں بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا انصار سے صرف مومن ہی محبت رکھے گا اور ان سے صرف منافق ہی بغض رکھے گا۔ پس جو شخص ان سے محبت رکھے اس سے اللہ محبت رکھے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا اس سے اللہ تعالیٰ بغض رکھے گا (معلوم ہوا کہ انصار کی محبت نشان ایمان ہے اور ان سے دشمنی رکھنا بے ایمان لوگوں کا کام ہے۔)

شرح بخاری

انصار صحابہ کی محبت تب ایمان کا جزء ہے، جبکہ ان سے یہ محبت اس وجہ سے ہو کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی حمایت کر کے سارے عرب کی دشمنی کو مول لیا اور آپ کی حفاظت کا حق ادا کر کے اسلام کی نشر واشاعت میں آپ سے بھرپور تعاون کیا ہے، اس بنیاد پر ان سے محبت کرنا ایمان کی علامت ہے اور اس وجہ سے ان سے بغض رکھنے والے منافق ہیں، لیکن جو محبت ان سے بھائی یا باپ ہونے کی وجہ سے ہو یا کسی سے رشتہ داری کی وجہ سے ہو وہ اس میں داخل نہیں ہے۔

٣٧٨٤: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَبْرٍ عَنْ

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْإِيمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن عبداللہ بن جبیر نے کہا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی نشانی انصار سے محبت رکھنا ہے اور نفاق کی نشانی انصار سے بغض رکھنا ہے۔

٥۔ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِلْأَنْصَارِ: «أَنْتُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ».

باب: انصار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ تم لوگ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔

٣٧٨٥: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّسَاءَ وَالصِّبْيَانَ مُقْبِلِينَ قَالَ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مِنْ عُرُسٍ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُمْثِلًا فَقَالَ اللَّهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ۔

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (انصار کی) عورتوں اور بچوں کو میرے گمان کے مطابق کسی شادی سے واپس آتے ہوئے دیکھا تو آپ کھڑے ہوگئے اور فرمایا اللہ (گواہ ہے) تم لوگ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو، تین بار آپ نے ایسا ہی فرمایا۔

٣٧٨٦۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا فَكَلَّمَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّكُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ مَرَّتَيْنِ۔

ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے بہز بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ہشام بن زید نے خبر دی، کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے کہا کہ انصار کی ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ ان کے ساتھ ایک ان کا بچہ بھی تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کلام کیا پھر فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم لوگ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو دو مرتبہ آپ نے یہ جملہ فرمایا۔

٦۔ بَابُ أَتْبَاعِ الْأَنْصَارِ

باب: انصار کے تابعدار لوگوں کی فضیلت کا بیان۔

۳۷۸۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعْتُ أَبَا حَمْزَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَتِ الْأَنْصَارُ يَا رَسُولَ اللهِ لِكُلِّ نَبِيٍّ أَتْبَاعٌ وَإِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ فَادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَ أَتْبَاعَنَا مِنَّا فَدَعَا بِهِ فَنَمَيْتُ ذَلِكَ إِلَى ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ قَدْ زَعَمَ ذَلِكَ زَيْدٌ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، انہوں نے ابوحمزہ سے سنا اور انہوں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے کہ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہر نبی کے تابعدار لوگ ہوتے ہیں اور ہم نے آپ کی تابعداری کی ہے، آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ اللہ ہمارے تابعداروں کو بھی ہم میں شریک کر دے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دعا فرمائی۔ پھر میں نے اس حدیث کا ذکر عبدالرحمن ابن ابی لیلیٰ کے سامنے کیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی تھی۔

مِنَّا، مِنَّا کا لفظ ہو تو معنیٰ درست ہے، بعض نسخوں میں منک ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ جس طرح ہم آپ کے انصار ہیں ان کا تعلق بھی آپ سے ایسا ہی ہو۔

فَنَمَيْتُ ذَلِكَ أي نقلت ذالك میں نے اسے نقل کیا، اس کا قائل عمرو بن مرۃ ہے، اور ابن ابی لیلیٰ سے مراد عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ہے، وقد زعم ذالک زید میں زید سے مراد زید بن ارقم ہے۔

۳۷۸۸: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَمْزَةَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَتِ الْأَنْصَارُ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ أَتْبَاعًا وَإِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ فَادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَ أَتْبَاعَنَا مِنَّا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ اجْعَلْ أَتْبَاعَهُمْ مِنْهُمْ قَالَ عَمْرٌو فَذَكَرْتُهُ لِابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ قَدْ زَعَمَ ذَاكَ زَيْدٌ قَالَ شُعْبَةُ أَظُنُّهُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، کہا ہم سے عمرو بن مرہ نے کہ میں نے انصار کے ایک آدمی ابوحمزہ سے سنا کہ انصار نے عرض کیا ہر قوم کے تابعدار (ہالی موالی) ہوتے ہیں، ہم تو آپ کے تابعدار بنے آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تابعداروں کو بھی ہم میں شریک کر دے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، اے اللہ! ان کے تابعداروں کو بھی انہیں میں سے کر دے۔ عمرو نے بیان کیا کہ پھر میں نے اس حدیث کا تذکرہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے کیا تو انہوں نے (تعجب کے طور پر) کہا زید نے ایسا کہا؟ شعبہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ زید، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہیں۔ (نہ اور کوئی زید جیسے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ وغیرہ جیسے ابن ابی لیلیٰ نے گمان کیا)

۷۔ بَابُ فَضْلِ دُورِ الْأَنْصَارِ

باب: انصار کے گھرانوں کی فضیلت کا بیان۔

دور سے مراد محلے ہوتے ہیں، چونکہ ہر قبیلہ کا الگ محلہ تھا تو دور سے مراد انصار کے قبائل ہونگے۔یعنی انصار کے گھرانوں کی فضیلت کا بیان۔

٣٧٨٩: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ وَفِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ فَقَالَ سَعْدٌ مَا أَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا فَقِيلَ قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلَى كَثِيرٍ وَقَالَ عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ أَبُو أُسَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا وَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ۔

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا، ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بنو نجار کا گھرانہ انصار میں سے سب سے بہتر گھرانہ ہے پھر بنو عبدالاشہل کا، پھر بنو حارث بن خزرج کا پھر بنو ساعدہ بن کعب بن خزرج کا جو اوس کا بھائی تھا، خزرج اکبر اور اوس دونوں حارثہ کے بیٹے تھے اور انصار کا ہر گھرانہ عمدہ ہی ہے۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کے کئی قبیلوں کو ہم پر فضیلت دی ہے، ان سے کسی نے کہا تجھ کو بھی تو بہت سے قبیلوں پر آنحضرت ﷺ نے فضیلت دی ہے اور عبدالصمد نے کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا اور ان سے ابو اسید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہی حدیث بیان کی، اس روایت میں سعد کے باپ کا نام عبادہ مذکور ہے۔

٣٧٩٠: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ الطَّلْحِيُّ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى قَالَ أَبُو سَلَمَةَ أَخْبَرَنِي أَبُو أُسَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَيْرُ الْأَنْصَارِ أَوْ قَالَ خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ وَبَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ وَبَنُو الْحَارِثِ وَبَنُو سَاعِدَةَ۔

ہم سے سعد بن حفص طلحی نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے کہ ابو سلمہ نے بیان کیا کہ مجھے حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ انصار میں سب سے بہتر یا انصار کے گھرانوں میں سب سے بہتر بنو نجار، بنو عبدالاشہل، بنو حارث اور بنو ساعدہ کے گھرانے ہیں۔

٣٧٩١: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ خَيْرَ دُورِ الْأَنْصَارِ دَارُ بَنِي النَّجَّارِ ثُمَّ عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ دَارُ بَنِي الْحَارِثِ ثُمَّ بَنِي سَاعِدَةَ وَفِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ

فَلَحِقْنَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ أَبَا أُسَيْدٍ أَلَمْ تَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيَّرَ الْأَنْصَارَ فَجَعَلَنَا أَخِيرًا فَأَدْرَكَ سَعْدٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ خُيِّرَ دُورُ الْأَنْصَارِ فَجُعِلْنَا آخِرًا فَقَالَ أَوَلَيْسَ بِحَسْبِكُمْ أَنْ تَكُونُوا مِنَ الْخِيَارِ۔

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے عمرو بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عباس بن سہل نے اور ان سے ابوحمید ساعدی نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، انصار کا سب سے بہترین گھرانہ بنو نجار کا گھرانہ ہے پھر عبدالاشہل کا پھر بنی حارث کا، پھر بنی ساعدہ کا اور انصار کے تمام گھرانوں میں خیر ہے، پھر ہماری ملاقات سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو ابو اسید رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تمہیں معلوم نہیں آنحضرت ﷺ نے انصار کے بہترین گھرانوں کی تعریف کی اور ہمیں (بنوساعدہ) کو سب سے اخیر میں رکھا تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! انصار کے سب سے بہترین خاندانوں کا بیان ہوا اور ہم سب سے اخیر میں کر دیئے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے لیے کافی نہیں کہ تمہارا خاندان بھی بہترین خاندان ہے۔



٨- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِلْأَنْصَارِ: «اصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ».

باب: نبی کریم ﷺ کا انصار سے یہ فرمانا کہ تم "صبر سے کام لینا یہاں تک کہ تم مجھ سے حوض پر ملاقات کرو"۔

قَالَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

اس بات کو حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے بیان کیا ہے۔

٣٧٩٢: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا تَسْتَعْمِلُنِي كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا قَالَ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أُثْرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک انصاری صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ! فلاں شخص کی طرح مجھے بھی آپ حاکم بنادیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میرے بعد (دنیاوی معاملات میں) تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی اس لیے صبر سے کام لینا، یہاں تک کہ مجھ سے حوض پر آملو۔



٣٧٩٣: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي وَمَوْعِدُكُمُ الْحَوْضُ۔

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے انصار سے فرمایا: میرے بعد تم دیکھو گے کہ تم پر دوسروں کو فوقیت دی جائے گی، پس تم صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے آملو اور میری تم سے ملاقات حوض پر ہوگی۔

٣٧٩٤: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حِينَ خَرَجَ مَعَهُ إِلَى الْوَلِيدِ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ إِلَى أَنْ يُقْطِعَ لَهُمُ الْبَحْرَيْنِ فَقَالُوا لَا إِلَّا أَنْ تُقْطِعَ لِإِخْوَانِنَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مِثْلَهَا قَالَ إِمَّا لَا فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي فَإِنَّهُ سَيُصِيبُكُمْ بَعْدِي أَثَرَةٌ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم نے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے، انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا.... جب وہ انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے یہاں جانے کے لیے نکلے.... نبی کریم ﷺ نے انصار کو بلایا تاکہ بحرین کا ملک بطور جاگیر انہیں عطا فرمادیں، انصار نے کہا جب تک آپ ہمارے بھائی مہاجرین کو بھی اسی جیسی جاگیر نہ عطا فرمائیں ہم اسے قبول نہیں کریں گے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا دیکھو جب آج تم قبول نہیں کرتے ہو تو پھر میرے بعد بھی صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے آملو، کیونکہ میرے بعد قریب ہی تمہاری حق تلفی ہونے والی ہے۔

٩- بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ: أَصْلِحِ الْأَنْصَارَ، وَالْمُهَاجِرَةَ

باب: نبی کریم ﷺ کا دعا کرنا کہ (اے اللہ!) انصار اور مہاجرین پر اپنا کرم فرما۔

٣٧٩٥: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو إِيَاسٍ مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ فَأَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَقَالَ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو ایاس نے بیان کیا، ان سے حضرت انس بن مالک نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (خندق کھودتے وقت) فرمایا حقیقی زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے، پس اے اللہ! انصار اور مہاجرین پر اپنا کرم فرما اور قتادہ سے روایت ہے ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا نبی کریم ﷺ سے اسی طرح، اور انہوں نے بیان کیا اس میں یوں ہے

"پس انصار کی مغفرت فرمادے"

٣٧٩٦: حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ تَقُولُ نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا عَلَى الْجِهَادِ مَا حَيِينَا أَبَدَا فَأَجَابَهُمُ اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ فَأَكْرِمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حمید طویل نے، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا آپ نے فرمایا کہ انصار غزوہ خندق کے موقعہ پر (خندق کھودتے ہوئے) یہ شعر پڑھتے تھے "ہم وہ ہیں جنہوں نے حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جہاد پر بیعت کی ہے، جب تک ہماری جان میں جان ہے" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (جب یہ سنا تو) اس کے جواب میں یوں فرمایا: "اے اللہ! آخرت کی زندگی کے سوااور کوئی زندگی حقیقی زندگی نہیں ہے، پس انصار اور مہاجرین پر اپنا فضل وکرم فرما۔"

٣٧٩٧۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ جَاءَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَحْفِرُ الْخَنْدَقَ وَنَنْقُلُ التُّرَابَ عَلَى أَكْتَادِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ۔

مجھ سے محمد بن عبید اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم خندق کھود رہے تھے اور اپنے کندھوں پر مٹی اٹھا رہے تھے۔ اس وقت آپ نے یہ دعا فرمائی "اے اللہ! آخرت کی زندگی کے سوااور کوئی زندگی حقیقی زندگی نہیں، پس انصار اور مہاجرین کی تو مغفرت فرما۔"

١٠۔ بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: {وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ} [الحشر:٩]

باب: س آیت کی تفسیر میں "اور اپنے نفسوں پر وہ دوسروں کو مقدم رکھتے ہیں، اگرچہ خود وہ فاقہ ہی میں مبتلا ہوں"۔

٣٧٩٨: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ إِلَى نِسَائِهِ فَقُلْنَ مَا مَعَنَا إِلَّا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَضُمُّ أَوْ يُضِيفُ هَذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَا فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ أَكْرِمِي ضَيْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَا عِنْدَنَا إِلَّا قُوتُ صِبْيَانِي فَقَالَ هَيِّئِي طَعَامَكِ وَأَصْبِحِي سِرَاجَكِ وَنَوِّمِي صِبْيَانَكِ إِذَا أَرَادُوا عَشَاءً فَهَيَّأَتْ طَعَامَهَا وَأَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا ثُمَّ

قَامَتْ كَأَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَأَطْفَأَتْهُ فَجَعَلَا يُرِيَانِهِ أَنَّهُمَا يَأْكُلَانِ فَبَاتَا طَاوِيَيْنِ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِكَ اللهُ اللَّيْلَةَ أَوْ عَجِبَ مِنْ فَعَالِكُمَا فَأَنْزَلَ اللهُ وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن داود نے بیان کیا، ان سے فضیل بن غزوان نے، ان سے ابوحازم نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب (خود ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی مراد ہیں) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھوکے حاضر ہوئے، آپ نے انہیں ازواج مطہرات کے یہاں بھیجا۔ (تاکہ ان کو کھانا کھلادیں) ازواج مطہرات نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ان کی کون مہمانی کرے گا؟ ایک انصاری صحابی بولے میں کروں گا۔ چنانچہ وہ ان کو اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی خاطر تواضع کر، بیوی نے کہا کہ گھر میں بچوں کے کھانے کے سوا اور کوئی چیز بھی نہیں ہے، انہوں نے کہا جو کچھ بھی ہے اسے نکال دو اور چراغ جلالو اور بچے اگر کھانا مانگتے ہیں تو انہیں سلادو۔ بیوی نے کھانا نکال دیا اور چراغ جلادیا اور اپنے بچوں کو (بھوکا) سلادیا، پھر وہ دکھا تو یہ رہی تھیں جیسے چراغ درست کر رہی ہوں لیکن انہوں نے اسے بجھادیا، اس کے بعد دونوں میاں بیوی مہمان پر ظاہر کرنے لگے کہ گویا وہ بھی ان کے ساتھ کھا رہے ہیں، لیکن ان دونوں نے (اپنے بچوں سمیت رات) فاقہ سے گزاردی، صبح کے وقت جب وہ صحابی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا تم دونوں میاں بیوی کے نیک عمل پر رات کو اللہ تعالیٰ ہنس پڑا یا (یہ فرمایا کہ اسے) پسند کیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "اور وہ (انصار) ترجیح دیتے ہیں اپنے نفسوں کے اوپر (دوسرے غریب صحابہ کو) اگرچہ وہ خود بھی فاقہ ہی میں ہوں اور جو اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا گیا سو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔"

۱۱۔ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: اقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ

باب: نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ "انصار کے نیک لوگوں کی نیکیوں کو قبول کرو اور ان کے غلطی کرنے والوں سے درگزر کرو۔"

۳۷۹۹: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى أَبُو عَلِيٍّ حَدَّثَنَا شَاذَانُ أَخُو عَبْدَانَ حَدَّثَنَا أَبِي أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ مَرَّ أَبُو بَكْرٍ وَالْعَبَّاسُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بِمَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ وَهُمْ يَبْكُونَ فَقَالَ مَا يُبْكِيكُمْ قَالُوا ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَّا فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ قَالَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَصَبَ عَلَى رَأْسِهِ حَاشِيَةَ بُرْدٍ قَالَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ يَصْعَدْهُ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أُوصِيكُمْ بِالْأَنْصَارِ فَإِنَّهُمْ كَرِشِي وَعَيْبَتِي وَقَدْ قَضَوا الَّذِي عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِي لَهُمْ فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ۔

مجھ سے ابوعلی محمد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدان کے بھائی شاذان نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا، ہمیں شعبہ بن حجاج نے خبر دی، ان سے ہشام بن زید نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما انصار کی ایک مجلس سے گزرے، دیکھا کہ تمام اہل مجلس رو رہے ہیں، پوچھا آپ لوگ کیوں رو رہے ہیں؟ مجلس والوں نے کہا کہ ابھی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کو یاد کررہے تھے جس میں ہم بیٹھا کرتے تھے (یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفات کا واقعہ ہے) اس کے بعد یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو واقعہ کی اطلاع دی، بیان کیا کہ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، سر مبارک پر کپڑے کی پٹی بندھی ہوئی تھی، راوی نے بیان کیا کہ پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور اس کے بعد پھر کبھی منبر پر آپ تشریف نہ لا سکے، آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا میں تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ میرے جسم و جان ہیں، انہوں نے اپنی تمام ذمہ داریاں پوری کی ہیں لیکن اس کا بدلہ جو انہیں ملنا چاہیے تھا، وہ ملنا ابھی باقی ہے، اس لیے تم لوگ بھی ان کے نیک لوگوں کی نیکیوں کی قدر کرنا اور ان کے خطاکاروں سے درگزر کرتے رہنا۔

۳۸۰۰: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِيلِ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُتَعَطِّفًا بِهَا عَلَى مَنْكِبَيْهِ وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَاءُ حَتَّى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ وَتَقِلُّ الْأَنْصَارُ حَتَّى يَكُونُوا كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ أَمْرًا يَضُرُّ فِيهِ أَحَدًا أَوْ يَنْفَعُهُ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ۔

ہم سے احمد بن یعقوب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن غسیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا میں نے عکرمہ سے سنا، کہا کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں شانوں پر چادر اوڑھے ہوئے تھے، اور (سر مبارک پر) ایک سیاہ پٹی (بندھی ہوئی تھی) آپ منبر پر بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: امابعد اے لوگو! دوسروں کی تو بہت کثرت ہو جائے گی لیکن انصار کم ہو جائیں گے اور وہ ایسے ہو جائیں گے جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے،

پس تم میں سے جو شخص بھی کسی ایسے محکمہ میں حاکم ہو جس کے ذریعہ کسی کو نقصان ونفع پہنچا سکتا ہو تو اسے انصار کے نیکوکاروں کی پذیرائی کرنی چاہیے۔ اور ان کے خطاکاروں سے درگزر کرنا چاہیے۔

۳۸۰۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْأَنْصَارُ كَرِشِي وَعَيْبَتِي وَالنَّاسُ سَيَكْثُرُونَ وَيَقِلُّونَ فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انصار میرے جسم وجان ہیں، ایک دور آئے گا کہ دوسرے لوگ تو بہت ہو جائیں گے، لیکن انصار کم رہ جائیں گے، اس لیے ان کے نیکوکاروں کی پذیرائی کیا کرنا، اور خطاکاروں سے درگزر کیا کرنا۔

قولہ "كَرِشِي وَعَيْبَتِي" کرش بمعنی معدہ ہے، یعنی انصار معدہ کے قائمقام ہیں، جس میں غذاء جاتی ہے تو سارے جسم میں غذائیت پہنچتی ہے۔

اور عیبۃ کا معنی صندوقچہ ہے، اور مراد اس سے یہ ہے کہ انصار میرے رازدان ہیں۔

۱۲۔ بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ

باب: حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان۔

یہاں سے انصار کے بعض خاص افراد کے مناقب ذکر کرتے ہیں، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ قبیلہ اوس کے سردار تھے، جیسا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ خزرج کے سردار تھے، سعد بن معاذ نے مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

۳۸۰۲: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ أُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةُ حَرِيرٍ فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَمَسُّونَهَا وَيَعْجَبُونَ مِنْ لِينِهَا فَقَالَ أَتَعْجَبُونَ مِنْ لِينِ هَذِهِ لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ خَيْرٌ مِنْهَا أَوْ أَلْيَنُ رَوَاهُ قَتَادَةُ وَالزُّهْرِيُّ سَمِعَا أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا مجھ سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحٰق نے کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہدیہ میں ایک ریشمی حلہ آیا تو صحابہ اسے چھونے لگے اور اس کی نرمی اور نزاکت پر تعجب کرنے لگے، آپ نے اس پر فرمایا تمہیں اس کی نرمی پر تعجب ہے، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال (جنت میں) اس سے کہیں بہتر ہیں یا (آپ نے فرمایا کہ) اس سے کہیں زیادہ نرم ونازک ہیں، اس حدیث کی روایت قتادہ اور زہری نے بھی کی ہے، انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

۳۸۰۳: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا فَضْلُ بْنُ مُسَاوِرٍ خَتَنُ أَبِي عَوَانَةَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ

عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَعَنِ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ فَقَالَ رَجُلٌ لِجَابِرٍ فَإِنَّ الْبَرَاءَ يَقُولُ اهْتَزَّ السَّرِيرُ فَقَالَ إِنَّهُ كَانَ بَيْنَ هَذَيْنِ الْحَيَّيْنِ ضَغَائِنُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمَنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ۔

مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ کے داماد فضل بن مساور نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے، ان سے ابوسفیان نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت پر عرش ہل گیا اور اعمش سے روایت ہے، ان سے ابوصالح نے بیان کیا اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کیا، ایک صاحب نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ براء رضی اللہ عنہ تو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ چارپائی جس پر معاذ رضی اللہ عنہ کی نعش رکھی ہوئی تھی، ہل گئی تھی، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ان دونوں قبیلوں (اوس اور خزرج) کے درمیان (زمانہ جاہلیت میں) دشمنی تھی، میں نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت پر عرش رحمن ہل گیا تھا۔

قولہ "فَإِنَّ الْبَرَاءَ يَقُولُ" حضرت جابر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی کہ آپ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات پر فرمایا "اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمَنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ" کہ سعد بن معاذ کی موت پر عرش ہل گیا، تو ایک آدمی نے حضرت جابر سے کہا کہ براء کہتے ہیں کہ عرش سے مراد سریر ہے کہ وہ چارپائی ہل گئی تھی جس پر ان کی نعش رکھی ہوئی تھی، تو جابر نے کہا ان دو قبیلوں (اوس، خزرج) کے درمیان جاہلیت میں کینے پائے جاتے تھے، اس لیے براء نے سریر کا معنی کر دیا ہے، کیونکہ وہ خزرجی ہیں، حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے، کیونکہ حضرت براء خزرجی نہیں ہیں، بلکہ وہ بھی اوسی ہیں، انہوں نے حضرت سعد بن معاذ کا مرتبہ کم کرنے کے لیے ایسا نہیں کہا، بلکہ حضرت براء نے عرش کا معنیٰ ہی سریر سمجھا ہے اس لیے اس کا جزم کیا ہے۔

٣٨٠٤: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ أُنَاسًا نَزَلُوا عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَجَاءَ عَلَى حِمَارٍ فَلَمَّا بَلَغَ قَرِيبًا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُومُوا إِلَى خَيْرِكُمْ أَوْ سَيِّدِكُمْ فَقَالَ يَا سَعْدُ إِنَّ هَؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ قَالَ فَإِنِّي أَحْكُمُ فِيهِمْ أَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ وَتُسْبَى ذَرَارِيُّهُمْ قَالَ حَكَمْتَ بِحُكْمِ اللهِ أَوْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ۔

ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے ابوامامہ بن سہل بن حنیف نے اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک قوم (یہود بنی

قریظہ) نے سعد بن معاذ رضی اللہ کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے تو انہیں نے بلانے کے لیے آدمی بھیجا گیا اور وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے، جب اس جگہ کے قریب پہنچے جسے (نبی کریم ﷺ نے ایام جنگ میں) نماز پڑھنے کے لیے منتخب کیا ہوا تھا تو آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ اپنے سب سے بہتر شخص کے لیے یا (آپ نے یہ فرمایا) اپنے سردار کو لینے کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر آپ نے فرمایا: اے سعد! انہوں نے تم کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے ہیں، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان کے جو لوگ جنگ کرنے والے ہیں انہیں ختم کر دیا جائے اور ان کی عورتوں، بچوں کو جنگی قیدی بنالیا جائے، نبی ﷺ نے فرمایا تم نے اللہ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کیا یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) فرشتے کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

قولہ "أَنَّ أُنَاسًا" اس سے مراد بنو قریظہ ہیں، اور سعد بن معاذ ان کے حلیف تھے، بنو قریظہ نے سمجھا کہ حلیف ہونے کی وجہ سے سعد بن معاذ ان کی رعایت کریں گے اس لیے وہ ان کے فیصلے پر اترے تھے۔

قولہ "حَكَمْتَ بِحُكْمِ الْمَلِكِ" یعنی جبریل فرشتہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی حکم لے کر آیا ہے، ان بنو قریظہ سے اس سے پہلے بھی صلح ہوئی تھی جو انہوں نے توڑ دی تھی، اس لیے اب دوبارہ یہ فیصلہ کیا گیا۔

قولہ "قُومُوا إِلَى خَيْرِكُمْ" سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بیمار تھے، انہیں ہفت اندام میں تیر لگا تھا، اور یہ تیر زہریلا تھا، جس کی زہر لبے تک پہنچ گئی تھی، جب بنو قریظہ ان کے فیصلے پر آمادہ ہوئے تو انہیں بلایا گیا اور یہ بیماری کی حالت میں تشریف لائے تو آپ نے فرمایا "قُومُوا إِلَى خَيْرِكُمْ" امام ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ قیام کی تین قسمیں ہیں "قیام علی الرجل" یہ ضرورت کے لیے جائز ہے، جیسے کسی سے مسئلہ دریافت کرنا ہو، یا کسی پر چادر وغیرہ سے سایہ کرنا ہو، یا پہرہ دینے کے لیے کسی کے سر پر کھڑا ہونا ہو تو ایسی صورتوں کے لیے قیام علی الرجل جائز ہے۔ اور بلا ضرورت منع ہے، جیسے کسی بڑے آدمی کے آنے پر خود کو کمتر سمجھتے ہوئے کھڑا ہو اور وہ بھی اس کے کھڑا ہونے کو پسند کرے تو یہ حرام ہے۔

دوسری قسم "قیام الی الرجل" جیسے آنے والے مہمان کو کھڑے ہو کر ملنا یا اس سے معانقہ کے لیے یا اس کا بوجھ اٹھانے کے لیے قیام جائز ہے، سعد بن معاذ بھی بیمار تھے اس لیے انہیں سواری سے اتارنے کے لیے آپ نے فرمایا "قُومُوا إِلَى خَيْرِكُمْ" یا ابن القیم کے بقول اسے سمجھانے کے لئے یہ حکم دیا تھا، تاکہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے خلاف فیصلہ نہ کر دے۔

تیسری قسم ہے "قیام للرجل" یعنی کسی کے آنے پر احتراماً کھڑا ہو جانا، ابن قیم نے کہا ہے یہ منع ہے، کیونکہ نبی کریم علیہ السلام بھی اسے اپنے لئے ناپسند کرتے تھے، اور آپ اپنے آنے پر لوگوں کے کھڑا ہونے کو مکروہ سمجھتے تھے [1]۔ لہذا صحابہ کرام آپ کے آنے پر بیٹھے رہتے تھے، مجدد الف ثانی نے کہا ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ اپنی زندگی میں اپنے لیے صحابہ کا کھڑا ہونا پسند نہیں کرتے تھے، تو آپ کی وفات کے بعد کسی مجلس میں آپ کے ذکر پر کھڑا ہونے کو آپ کیسے پسند کر

[1] مسند بزار: ۶۶۴۲

سکتے ہیں، لہذا کھڑا نہیں ہونا چاہیے۔

۱۳۔ بَابُ مَنْقَبَةِ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ، وَعَبَّادِ بْنِ بِشْرٍ

باب: اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان۔

۳۸۰۵: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَإِذَا نُورٌ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا حَتَّى تَفَرَّقَا فَتَفَرَّقَ النُّورُ مَعَهُمَا وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ إِنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَرَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَقَالَ حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ كَانَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے علی بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے حبان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، انہیں قتادہ نے خبر دی اور انہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اٹھ کر دو صحابی ایک تاریک رات میں (اپنے گھر کی طرف) جانے لگے تو ایک غیبی نور ان کے آگے آگے چل رہا تھا، پھر جب وہ جدا ہوئے تو ان کے ساتھ ساتھ وہ نور بھی الگ الگ ہو گیا اور معمر نے ثابت سے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے انصاری صحابی (کے ساتھ یہ کرامت پیش آئی تھی) اور حماد نے بیان کیا، انہیں ثابت نے خبر دی اور انہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ کرامت پیش آئی تھی۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

۱۴۔ باب: مناقب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

باب: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان۔

۳۸۰۶: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اسْتَقْرِئُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وَأُبَيٍّ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ۔

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا قرآن چار (حضرات صحابہ) عبداللہ بن مسعود، ابوحذیفہ کے غلام سالم اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے سیکھو۔

۱۵۔ بَابُ مَنْقَبَةِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ

باب: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ: «وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا».

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے متعلق ایک مرتبہ فرمایا کہ وہ اس واقعے سے پہلے بڑے پارسا انسان تھے۔

۳۸۰۷: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَبُو أُسَيْدٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ وَفِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَكَانَ ذَا قِدَمٍ فِي الْإِسْلَامِ أَرَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا فَقِيلَ لَهُ قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلَى نَاسٍ كَثِيرٍ۔

ہم سے اسحٰق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار کا بہترین گھرانہ بنو نجار کا گھرانہ ہے، پھر بنو عبدالاشھل کا، پھر بنو عبدالحارث کا، پھر بنو ساعدہ کا اور خیر انصار کے تمام گھرانوں میں ہے، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا اور وہ اسلام قبول کرنے میں بڑی قدامت رکھتے تھے کہ میرا خیال ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر دوسروں کو فضیلت دے دی ہے، ان سے کہا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو بھی تو بہت سے لوگوں پر فضیلت دی ہے۔ (اعتراض کی کیا بات ہے)۔

شرح بخاری

قولہ "قَالَتْ عَائِشَةُ" واقعہ افک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "مَن يَعذِرُني في رجُلٍ قد بلَغني أذاهُ في أهلِ بيتي" یعنی اس شخص نے میرے اہل کے بارہ میں باتیں کر کے مجھے تکلیف دی ہے، اس بارہ میں کون میری حمایت کرے گا، تو سعد بن معاذ نے کہا تھا کہ اگر وہ ہم میں سے ہے تو آپ ہمیں حکم دیں ہم اسے قتل کر دیں گے، اور اگر وہ خزرج قبیلے سے ہے تو بھی اسے سنبھال لیں گے، تو سعد بن عبادہ نے کہا تو ہمارا آدمی کیسے مار سکتا ہے؟ اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، وہ واقعہ افک سے پہلے صالح اور نیک آدمی تھا، سعد بن عبادہ کی یہ بات درست نہیں تھی، لیکن اس سے ان کی فضیلت تو ختم نہیں ہو گی۔

۱۶۔ بَابُ مَنَاقِبِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ

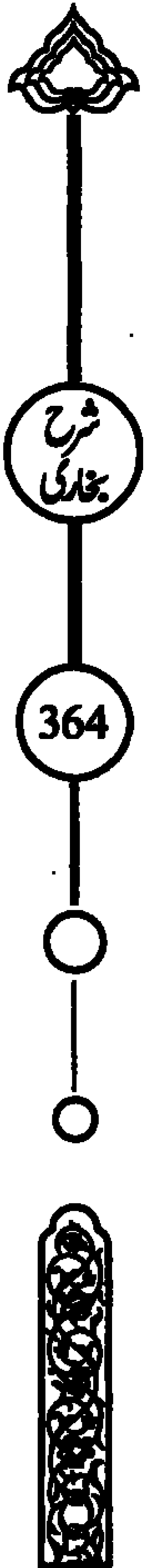
باب: ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان۔

۳۸۰۸: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ ذُكِرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَقَالَ ذَاكَ رَجُلٌ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَبَدَأَ بِهِ وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا تو انہوں نے کہا کہ اس وقت سے ان کی محبت میرے دل میں بیٹھ گئی جب سے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ قرآن چار آدمیوں سے سیکھو، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کے نام سے ابتداء کی، اور ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام سالم سے، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے۔

٣٨٠٩: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ سَمِعْتُ شُعْبَةَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَيٍّ إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ قَالَ وَسَمَّانِي قَالَ نَعَمْ فَبَكَى۔

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا کہ میں نے شعبہ سے سنا، انہوں نے قتادہ سے سنا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو سورہ "لم یکن الذی کفروا" سناؤں، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بولے کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں، اس پر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرط مسرت سے رونے لگے۔



١٧۔ بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ

باب: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان۔

٣٨١٠: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ أُبَيٌّ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَأَبُو زَيْدٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ قُلْتُ لِأَنَسٍ مَنْ أَبُو زَيْدٍ قَالَ أَحَدُ عُمُومَتِي۔

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چار آدمی جن سب کا تعلق قبیلہ انصار سے تھا، قرآن مجید جمع کرنے والے تھے، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، ابوزید رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، میں نے پوچھا: ابوزید رضی اللہ عنہ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ میرے ایک چچا ہیں۔

یہ زید بن ثابت بن ضحاک بن زید ہیں، ابوسعد کنیت ہے، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے تو ان کی عمر گیارہ برس تھی، یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے، ۴۵ ہجری میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔

قولہ "جَمَعَ الْقُرْآنَ" یعنی انہوں نے بلاواسطہ آپ سے قرآن سنا ہے، یا مراد یہ ہے کہ انہیں ساتوں قراءتوں کا علم تھا۔

١٨۔ بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ

باب: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان۔

۳۸۱۱- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَوِّبٌ بِهِ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَهُ وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا شَدِيدَ الْقِدِّ يَكْسِرُ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الْجَعْبَةُ مِنَ النَّبْلِ فَيَقُولُ انْشُرْهَا لِأَبِي طَلْحَةَ فَأَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ فَيَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ يَا نَبِيَّ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي لَا تُشْرِفْ يُصِيبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ نَحْرِي دُونَ نَحْرِكَ وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ أَرَى خَدَمَ سُوقِهِمَا تُنْقِزَانِ الْقِرَبَ عَلَى مُتُونِهِمَا تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآنِهَا ثُمَّ تَجِيئَانِ فَتُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيْ أَبِي طَلْحَةَ إِمَّا مَرَّتَيْنِ وَإِمَّا ثَلَاثًا۔

ہم سے ابومعمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ احد کی لڑائی کے موقعہ پر جب صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے ادھر ادھر چلنے لگے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اس وقت اپنی ایک ڈھال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کررہے تھے حضرت ابوطلحہ بڑے تیر انداز تھے اور خوب کھینچ کر تیر چلایا کرتے تھے، چنانچہ اس دن دو یا تین کمانیں انہوں نے توڑ دی تھیں، اس وقت اگر کوئی مسلمان ترکش لیے ہوئے گزرتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ اس کے تیر ابوطلحہ کو دے دو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حالات معلوم کرنے کے لیے اچک کر دیکھنے لگتے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے یا نبی اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، اچک کر ملاحظہ نہ فرمائیں، کہیں کوئی تیر آپ کو نہ لگ جائے، میرا سینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کی ڈھال بنا رہا اور میں نے عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور ام سلیم (ابوطلحہ کی بیوی) کو دیکھا کہ اپنا ازار اٹھائے ہوئے (غازیوں کی مدد میں) بڑی تیزی کے ساتھ مشغول تھیں۔ (اس خدمت میں ان کے انہماک و استغراق کی وجہ سے انہیں کپڑوں تک کا ہوش نہ تھا یہاں تک کہ) میں ان کی پنڈلیوں کے زیور دیکھ سکتا تھا۔ انتہائی جلدی کے ساتھ مشکیزے اپنی پیٹھوں پر لیے جاتی تھیں اور مسلمانوں کو پلا کر واپس آتی تھیں اور پھر انہیں بھر کر لے جاتیں اور ان کا پانی مسلمانوں کو پلاتیں اور ابوطلحہ کے ہاتھ سے اس دن دو یا تین مرتبہ تلوار چھوٹ چھوٹ کر گر پڑی تھی۔

۱۹- بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ

باب: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان۔

۳۸۱۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِأَحَدٍ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا لِعَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ

وَفِيهِ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى مِثْلِهِ الْآيَةَ قَالَ لَا أَدْرِي قَالَ مَالِكٌ الْآيَةَ أَوْ فِي الْحَدِيثِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے امام مالک سے سنا، وہ عمر بن عبیداللہ کے مولیٰ ابونضر کے واسطے سے بیان کرتے ہیں، وہ عامر بن سعد بن ابی وقاص کے واسطے سے اور ان سے ان کے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی کے متعلق یہ نہیں سنا کہ وہ اہل جنت میں سے ہیں، بیان کیا کہ آیت ﴿شهد شاهد من بنی اسرائیل﴾ (الاحقاف:١٠) انہیں کے بارے میں نازل ہوئی تھی (راوی حدیث عبداللہ بن یوسف نے) بیان کیا کہ میں نہیں جانتا آیت کے نزول کے متعلق مالک کا قول ہے یا حدیث میں اسی طرح تھا۔

یہ عبداللہ بن سلام بن حارث ہیں، بنو قینقاع سے تھے، اور یوسف علیہ السلام کی اولاد سے تعلق رکھتے تھے، جاہلیت میں ان کا نام حصین تھا، نبی اکرم ﷺ نے ان کا نام عبداللہ بن سلام رکھا، جیسا کہ ابن ماجہ میں ہے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۴۳ ہجری میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے، پہلے یہود کے عالم تھے، نبی اکرم ﷺ کے مدینہ آنے پر مسلمان ہو گئے اور آپ سے چند سوال بھی کئے تھے۔

قولہ "وَفِيهِ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى مِثْلِهِ الْآيَةَ" اس سے مراد یہ ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن سلام کو بھی شامل ہے، صحابہ کرام کبھی کسی آیت کا شان نزول بیان کرتے وقت اس کا مصداق بیان کر دیتے تھے، جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ آیت اس پر بھی صادق آتی ہے، یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔

قولہ "قَالَ لَا أَدْرِي" یعنی عبداللہ بن یوسف راوی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ آیت مذکورہ کے عبداللہ بن سلام کے بارہ میں نزول کا قول امام مالک کا ہے یا حدیث میں اس طرح تھا۔

قولہ "مَا سَمِعْتُ" حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے دس صحابہ کرام کو جنت کی بشارت دی ہے تو ہو سکتا ہے، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث نہ پہنچی ہو، اسی لیے انہوں نے اپنے سماع کی نفی کی ہے۔

۳۸۱۳: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلَى وَجْهِهِ أَثَرُ الْخُشُوعِ فَقَالُوا هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ تَجَوَّزَ فِيهِمَا ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّكَ حِينَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوا هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ وَاللهِ مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ مَا لَا يَعْلَمُ وَسَأُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ وَرَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ ذَكَرَ مِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا وَسْطَهَا عَمُودٌ مِنْ حَدِيدٍ أَسْفَلُهُ فِي الْأَرْضِ وَأَعْلَاهُ فِي السَّمَاءِ فِي أَعْلَاهُ عُرْوَةٌ فَقِيلَ لِي ارْقَ قُلْتُ لَا أَسْتَطِيعُ فَأَتَانِي

مِنْصَفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِي مِنْ خَلْفِي فَرَقِيتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلَاهَا فَأَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقِيلَ لَهُ اسْتَمْسِكْ فَاسْتَيْقَظْتُ وَإِنَّهَا لَفِي يَدِي فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْإِسْلَامُ وَذَلِكَ الْعَمُودُ عَمُودُ الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقَى فَأَنْتَ عَلَى الْإِسْلَامِ حَتَّى تَمُوتَ وَذَاكَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ وقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ عَنِ ابْنِ سَلَامٍ قَالَ وَصِيفٌ مَكَانَ مِنْصَفٌ۔

مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ازہر سمان نے بیان کیا، ان سے ابوعوانہ نے، ان سے محمد نے اور ان سے قیس بن عباد نے بیان کیا کہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بزرگ مسجد میں داخل ہوئے جن کے چہرے پر خشوع وخضوع کے آثار ظاہر تھے لوگوں نے کہا کہ یہ بزرگ جنتی لوگوں میں ہیں، پھر انہوں نے دو رکعت نماز مختصر طریقہ پر پڑھی اور باہر نکل گئے میں بھی ان کے پیچھے ہو لیا اور عرض کیا کہ جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تھے تو لوگوں نے کہا کہ یہ بزرگ جنت والوں میں سے ہیں، اس پر انہوں نے کہا خدا کی قسم! کسی کے لیے ایسی بات زبان سے نکالنا مناسب نہیں ہے جسے وہ نہ جانتا ہو اور میں تمہیں بتاؤں گا کہ ایسا کیوں ہے، نبی کریم ﷺ کے زمانے میں میں نے ایک خواب میں دیکھا اور آنحضرت ﷺ سے اسے بیان کیا میں نے خواب یہ دیکھا تھا کہ جیسے میں ایک باغ میں ہوں، پھر انہوں نے اس کی وسعت اور اس کے سبزہ زاروں کا ذکر کیا اس باغ کے درمیان میں ایک لوہے کا کھمبا ہے جس کا نچلا حصہ زمین میں ہے اور اوپر کا آسمان پر اور اس کی چوٹی پر ایک کنڈا لگا ہوا ہے مجھ سے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ میں نے کہا کہ مجھ میں تو اتنی طاقت نہیں ہے اتنے میں ایک خادم آیا اور پیچھے سے میرے کپڑے اس نے اٹھائے تو میں چڑھ گیا اور جب میں اس کی چوٹی پر پہنچ گیا تو میں نے اس کنڈے کو پکڑ لیا، ابھی میں اسے اپنے ہاتھ سے پکڑے ہوئے تھا کہ میری نیند کھل گئی، یہ خواب جب میں نے نبی ﷺ سے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو باغ تم نے دیکھا ہے، وہ تو اسلام ہے اور اس میں ستون اسلام کا ستون ہے اور (کنڈا یعنی) عروہ: "العروۃ الوثقی" ہے اس لیے تم اسلام پر مرتے دم تک قائم رہو گے، یہ بزرگ حضرت عبداللہ بن سلام تھے اور مجھ سے خلیفہ نے بیان کیا ان سے معاذ نے بیان کیا ان سے ابن عون نے بیان کیا ان سے محمد نے ان سے قیس بن عباد نے بیان کیا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے انہوں نے منصف (خادم) کے بجائے وصیف کا لفظ ذکر کیا۔

٣٨١٤: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَلَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ أَلَا تَجِيءُ فَأُطْعِمَكَ سَوِيقًا وَتَمْرًا وَتَدْخُلَ فِي بَيْتٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّكَ بِأَرْضٍ الرِّبَا بِهَا فَاشٍ إِذَا كَانَ لَكَ عَلَى رَجُلٍ حَقٌّ فَأَهْدَى إِلَيْكَ حِمْلَ تِبْنٍ أَوْ حِمْلَ شَعِيرٍ أَوْ حِمْلَ قَتٍّ فَلَا تَأْخُذْهُ فَإِنَّهُ رِبًا وَلَمْ يَذْكُرِ النَّضْرُ وَأَبُو دَاوُدَ

وَوَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ الْبَيْتَ.

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے سعید بن ابی بردہ نے اور ان سے ان کے والد نے کہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو میں نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی، انہوں نے کہا، آؤ تمہیں میں ستو اور کھجور کھلاؤں گا اور تم ایک (باعظمت) مکان میں داخل ہو گے (کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس میں تشریف لے گئے تھے، پھر آپ نے فرمایا تمہارا قیام ایک ایسے ملک میں ہے جہاں سودی معاملات بہت عام ہیں اگر تمہارا کسی شخص پر کوئی حق ہو اور پھر وہ تمہیں ایک تنکے یا جو کے ایک دانے یا ایک گھاس کے برابر بھی ہدیہ دے تو اسے قبول نہ کرنا کیونکہ وہ بھی سود ہے۔ نضر ابوداود اور وہب نے (اپنی روایتوں میں) البیت (گھر) کا ذکر نہیں کیا۔

قولہ "إِنَّكَ بِأَرْضٍ" اس سے مراد عراق کی سرزمین ہے، یعنی تو ایسے علاقے میں رہتا ہے جہاں سود عام ہے، لہٰذا اگر تیرا کسی پر حق ہو اور وہ تجھے بھوسے یا جو یا چارے کا گٹھا بھی دے تو نہ لینا، کیونکہ وہ سود ہے۔

قولہ "عَنْ شُعْبَةَ الْبَيْتَ" یعنی ان کی روایات میں "وتدخل في بيت" مروی نہیں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عبداللہ بن سلام کے گھر میں آنا ان کی بہت بڑی سعادت ہے، اور عبداللہ بن سلام کا مقروض سے ہدیہ لینے سے روکنا یہ ان کی پرہیزگاری اور تقویٰ کی دلیل ہے۔

٢٠- بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ ﷺ خَدِيجَةَ وَفَضْلِهَا

باب: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی اور ان کی فضیلت کا بیان۔

٣٨١٥: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ح حَدَّثَنِي صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ.

شرح بخاری

368

مجھ سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو خبر دی عبدہ نے، انہیں ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن جعفر سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (دوسری سند) اور مجھ سے صدقہ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی، انہیں ہشام نے ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن جعفر سے سنا انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اپنے زمانے میں) حضرت مریم علیہا السلام سب سے افضل عورت تھیں اور (اس امت میں) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سب سے افضل ہیں۔

یہ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی ہیں، ان کا نسب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قصی میں جمع ہو جاتا ہے،

ان کی والدہ فاطمہ بنت زائدہ تھیں، نبی اکرم ﷺ نے پچیس سال کی عمر میں ان سے نکاح کیا، جبکہ ان کی عمر چالیس برس تھی، آپ کے ساتھ چوبیس سال رہیں، اور ساڑھے چونسٹھ سال کی عمر میں ہجرت سے چار یا پانچ سال پہلے فوت ہوئیں، اور حجون میں دفن ہوئیں، ان کے باپ خویلد نے ان کا نکاح نبی علیہ السلام سے کیا، بعض نے کہا ہے کہ ان کے بھائی عمرو بن خویلد نے کیا۔

قولہ "نِسَائِهَا" ھا ضمیر سے مراد ان کے زمانے کی عورتیں یا اس امت کی عورتیں ہیں۔

٣٨١٦: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ كَتَبَ إِلَيَّ هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِي لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا وَأَمَرَهُ اللهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيُهْدِي فِي خَلَائِلِهَا مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ۔

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، کہا کہ ہشام نے میرے پاس اپنے والد (عروہ) سے لکھ کر بھیجا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا نبی کریم ﷺ کی کسی بیوی کے معاملہ میں، میں نے اتنی غیرت نہیں محسوس کی جتنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے معاملہ، میں محسوس کرتی تھی، وہ میرے نکاح سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں لیکن آنحضرت ﷺ کی زبان سے میں ان کا ذکر سنتی رہتی تھی، اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو حکم دیا تھا کہ انہیں (جنت میں) موتی کے محل کی خوشخبری سنا دیں، نبی ﷺ اگر کبھی بکری ذبح کرتے تو ان سے میل محبت رکھنے والی خواتین کو اس میں سے اتنا ہدیہ بھیجتے جو ان کے لیے کافی ہو جاتا۔

٣٨١٧۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ مِنْ كَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا قَالَتْ وَتَزَوَّجَنِي بَعْدَهَا بِثَلَاثِ سِنِينَ وَأَمَرَهُ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَوْ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حمید بن عبدالرحمن نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے معاملہ میں میں جتنی غیرت محسوس کرتی تھی اتنی کسی عورت کے معاملے میں نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ اُن کا ذکر اکثر کیا کرتے تھے، انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ سے میرا نکاح ان کی وفات کے تین سال بعد ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا یا جبریل علیہ السلام کے ذریعہ یہ پیغام پہنچایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ انہیں جنت میں موتیوں کے ایک محل کی بشارت دے دیں۔

قولہ "مِنْ قَصَبٍ" قصب بانس یا کانے کو کہتے ہیں، لیکن یہاں اس سے مراد موتی ہے، یعنی موتیوں سے بنے ہوئے گھر کی بشارت دیدیں، ہو سکتا ہے کہ یہ موتی بانسوں کی طرح لڑیوں کی صورت میں ہوں۔

۳۸۱۸: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَسَنٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ وَمَا رَأَيْتُهَا وَلَكِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلَّا خَدِيجَةُ فَيَقُولُ إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ۔

مجھ سے عمر بن محمد بن حسن نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے حفص نے بیان کیا، ان سے ہشام نے ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویوں میں جتنی غیرت مجھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آتی تھی اتنی کسی اور سے نہیں آتی تھی، حالانکہ انہیں میں نے دیکھا بھی نہیں تھا، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کا ذکر بکثرت فرمایا کرتے تھے اور اگر کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ملنے والیوں کو بھیجتے تھے میں نے اکثر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جیسے دنیا میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی عورت ہے ہی نہیں! اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ وہ ایسی تھیں اور ایسی تھیں اور ان سے میری اولاد ہے۔



۳۸۱۹: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بَشَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيجَةَ قَالَ نَعَمْ بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بشارت دی تھی؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، جنت میں موتیوں کے ایک محل کی بشارت دی تھی، جہاں نہ کوئی شور وغل ہوگا اور نہ تھکن ہوگی۔

شرح بخاری

۳۸۲۰: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى جِبْرِيلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هَذِهِ خَدِيجَةُ قَدْ أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّي وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا، ان سے عمارہ نے، ان سے ابوزرعہ نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس ایک برتن لیے آرہی ہیں جس میں سالن یا (فرمایا) کھانا یا (فرمایا) پینے کی چیز ہے جب وہ آپ کے پاس آئیں تو ان کے رب کی جانب سے انہیں سلام پہنچا دیجئے گا اور میری طرف سے بھی! اور انہیں جنت میں موتیوں کے ایک محل کی بشارت دے دیجئے گا، جہاں نہ شور وہنگامہ



ہو گا اور نہ تکلیف و تھکن ہو گی۔

۳۸۲۱: وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ أُخْتُ خَدِيجَةَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَفَ اسْتِئْذَانَ خَدِيجَةَ فَارْتَاعَ لِذَلِكَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ هَالَةَ قَالَتْ فَغِرْتُ فَقُلْتُ مَا تَذْكُرُ مِنْ عَجُوزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ حَمْرَاءِ الشِّدْقَيْنِ هَلَكَتْ فِي الدَّهْرِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللهُ خَيْرًا مِنْهَا۔

اور اسماعیل بن خلیل نے بیان کیا، انہیں علی بن مسہر نے خبر دی، انہیں ہشام نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ بنت خویلد نے ایک مرتبہ نبی ﷺ سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اجازت لینے کی ادا یاد آ گئی، آپ ﷺ چونک اٹھے اور فرمایا اللہ! یہ تو ہالہ ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے اس پر بڑی غیرت آئی، میں نے کہا آپ ﷺ قریش کی کس بوڑھی کا ذکر کیا کرتے ہیں جس کے مسوڑوں پر بھی دانتوں کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے (صرف سرخی باقی رہ گئی تھی) اور جسے فوت ہوئے بھی ایک زمانہ گزر چکا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر بیوی دے دی ہے۔

۲۱۔ بَابُ ذِكْرِ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ

باب: جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ کا بیان۔

۳۸۲۲: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ قَالَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَا حَجَبَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِي إِلَّا ضَحِكَ۔

ہم سے اسحاق واسطی نے بیان کیا کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے بیان نے کہ میں نے قیس سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جب سے میں اسلام میں داخل ہوا رسول اللہ ﷺ نے مجھے (گھر کے اندر آنے سے) نہیں روکا (جب بھی میں نے اجازت چاہی) اور جب بھی آپ ﷺ مجھے دیکھتے تو مسکراتے۔

۳۸۲۳: وَعَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بَيْتٌ يُقَالُ لَهُ ذُو الْخَلَصَةِ وَكَانَ يُقَالُ لَهُ الْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَةُ أَوْ الْكَعْبَةُ الشَّأْمِيَّةُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ أَنْتَ مُرِيحِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ قَالَ فَنَفَرْتُ إِلَيْهِ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ قَالَ فَكَسَرْنَا وَقَتَلْنَا مَنْ وَجَدْنَا عِنْدَهُ فَأَتَيْنَاهُ فَأَخْبَرْنَاهُ فَدَعَا لَنَا وَلِأَحْمَسَ۔

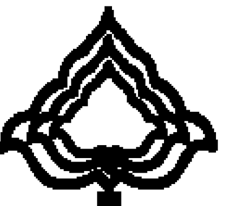
اور قیس سے روایت ہے کہ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا زمانہ جاہلیت میں "ذوالخلصہ" نامی ایک

بت کدہ تھا اسے "الكعبة اليمانية يا الكعبة الشامية" بھی کہتے تھے، آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا "ذی الخلصہ" کے وجود سے میں جس اذیت میں مبتلا ہوں، کیا تم مجھے اس سے نجات دلا سکتے ہو؟ انہیں نے بیان کیا کہ پھر قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کو میں لے کر چلا، انہوں نے بیان کیا اور ہم نے بت کدے کو ڈھا دیا اور اس میں جو تھے ان کو قتل کر دیا، پھر ہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو خبر دی تو آپ ﷺ نے ہمارے لیے اور قبیلہ احمس کے لیے دعا فرمائی۔

۲۲۔ بَابُ ذِكْرِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ الْعَبْسِيِّ

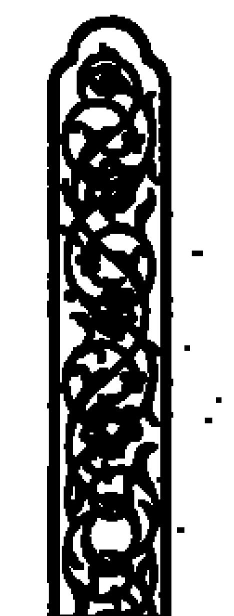
باب: حذیفہ بن یمان عبسی رضی اللہ عنہ کا بیان۔

٣٨٢٤: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ، أَخْبَرَنَا سَلَمَةُ بْنُ رَجَاءٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ، هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ هَزِيمَةً بَيِّنَةً، فَصَاحَ إِبْلِيسُ: أَيْ عِبَادَ اللهِ أُخْرَاكُمْ، فَرَجَعَتْ أُولَاهُمْ عَلَى أُخْرَاهُمْ، فَاجْتَلَدَتْ أُخْرَاهُمْ، فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ، فَنَادَى أَيْ عِبَادَ اللهِ أَبِي أَبِي، فَقَالَتْ: فَوَاللهِ مَا احْتَجَزُوا حَتَّى قَتَلُوهُ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللهُ لَكُمْ، قَالَ أَبِي: فَوَاللهِ مَا زَالَتْ فِي حُذَيْفَةَ مِنْهَا بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتَّى لَقِيَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ۔



مجھ سے اسماعیل بن خلیل نے بیان کیا، کہا ہم سے سلمہ بن رجاء نے، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ احد کی لڑائی میں جب مشرکین ہار چکے تو ابلیس نے چلا کر کہا اے اللہ کے بندو! پیچھے والوں کو (قتل کرو) چنانچہ آگے کے مسلمان پیچھے والوں پر پل پڑے اور انہیں قتل کرنا شروع کر دیا، حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جو دیکھا تو ان کے والد (یمان بھی وہیں موجود تھے انہوں نے پکار کر کہا اے اللہ کے بندو یہ تو میرے والد ہیں میرے والد! عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا اللہ کی قسم! اس وقت تک لوگ وہاں سے نہیں ہٹے جب تک انہیں قتل نہ کر لیا، حذیفہ نے صرف اتنا کہا اللہ تمہاری مغفرت کرے، (ہشام نے بیان کیا کہ) اللہ کی قسم! حذیفہ برابر یہ کلمہ دعائیہ کہتے رہے (کہ اللہ ان کے والد پر حملہ کرنے والوں کو بخشے جو کہ محض غلط فہمی کی وجہ سے یہ حرکت کر بیٹھے یہ دعا مرتے دم تک کرتے رہے۔

قولہ "مَا زَالَتْ فِي حُذَيْفَةَ" انہوں نے اپنے مقتول باپ کی دیت معاف کر دی تھی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت حذیفہ میں خیر و برکت رکھ دی، یہ معنیٰ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی طبیعت میں باپ کی وفات کا جو افسوس رہا وہ خیر ہی تھا کیونکہ میت پر افسوس بحکم شریعت باعث خیر و اجر تھا۔



۲۳۔ بَابُ ذِكْرِ هِنْدٍ بِنْتِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ

باب: ہند بنت عتبہ ربیعہ رضی اللہ عنہا کا بیان۔

٣٨٢٥: وَقَالَ عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ

رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ مِنْ أَهْلِ خِبَاءٍ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَذِلُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ ثُمَّ مَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَعِزُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ قَالَتْ وَأَيْضًا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهُ عِيَالَنَا قَالَ لَا أُرَاهُ إِلَّا بِالْمَعْرُوفِ۔

اور عبدان نے بیان کیا، انہیں عبداللہ نے خبردی انہیں یونس نے خبردی، انہیں زہری نے، ان سے عروہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ کی خدمت میں (اسلام لانے کے بعد) حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں یا رسول اللہ ﷺ! روئے زمین پر کسی گھرانے کی ذلت آپ کے گھرانے کی ذلت سے زیادہ میرے لیے خوشی کا باعث نہیں تھی لیکن آج کسی گھرانے کی عزت روئے زمین پر آپ ﷺ کے گھرانے کی عزت سے زیادہ میرے لیے خوشی کی وجہ نہیں ہے، آنحضرت نے فرمایا اس میں ابھی اور ترقی ہوگی اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، پھر ہند نے کہا یا رسول اللہ! ابوسفیان بہت بخیل ہیں تو کیا اس میں کچھ حرج ہے اگر میں ان کے مال میں سے (ان کی اجازت کے بغیر) بال بچوں کو کھلادیا اور پلادیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ یہ دستور کے مطابق ہونا چاہیے۔

۲۴۔ بَابُ حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ

باب: حضرت زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کا بیان۔

۳۸۲۶: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلْدَحٍ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيُ فَقُدِّمَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُفْرَةٌ فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ زَيْدٌ إِنِّي لَسْتُ آكُلُ مِمَّا تَذْبَحُونَ عَلَى أَنْصَابِكُمْ وَلَا آكُلُ إِلَّا مَا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ وَأَنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرٍو كَانَ يَعِيبُ عَلَى قُرَيْشٍ ذَبَائِحَهُمْ وَيَقُولُ الشَّاةُ خَلَقَهَا اللهُ وَأَنْزَلَ لَهَا مِنَ السَّمَاءِ الْمَاءَ وَأَنْبَتَ لَهَا مِنَ الْأَرْضِ ثُمَّ تَذْبَحُونَهَا عَلَى غَيْرِ اسْمِ اللهِ إِنْكَارًا لِذَلِكَ وَإِعْظَامًا لَهُ۔

مجھ سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے موسیٰ نے بیان کیا، ان سے سالم بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ کی زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے (وادی) بلدح کے نشیبی علاقہ میں ملاقات ہوئی، یہ قصہ نزول وحی سے پہلے کا ہے، پھر آنحضرت ﷺ کے سامنے ایک دستر خوان بچھایا گیا نبی اکرم ﷺ نے کھانے سے انکار کردیا اور

جن لوگوں نے دستر خوان بچھایا تھا ان سے زید بن عمرو نے کہا کہ اپنے بتوں کے نام پر جو تم ذبیحہ کرتے ہو میں اسے نہیں کھاتا میں تو بس وہی ذبیحہ کھایا کرتا ہوں جس پر صرف اللہ کا نام لیا گیا ہو، زید بن عمرو قریش پر ان کے ذبیحے کے بارے میں عیب لگایا کرتے اور کہتے تھے کہ بکری کو پیدا تو کیا اللہ تعالیٰ نے، اسی نے اس کے لیے آسمان سے پانی برسایا، اسی نے اس کے لیے زمین سے گھاس اگائی، پھر تم لوگ اللہ کے سوا دوسرے (بتوں کے) ناموں پر اسے ذبح کرتے ہو۔ زید نے یہ کلمات ان کے ان کاموں پر اعتراض کرتے ہوئے اور ان کے اس عمل کو بہت بڑی غلطی قرار دیتے ہوئے کہے تھے۔

یہ زید بن عمرو بن نفیل ہیں جو سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے والد تھے اور سعید رضی اللہ عنہ عشرۃ مبشرۃ میں سے ایک ہیں، اور زید بن عمرو بن نفیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چچا زاد تھے، کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ خطاب بن نفیل کے بیٹے ہیں، اور زید کے والد عمرو بن نفیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے والد خطاب بن نفیل کے بھائی تھے، لہٰذا حضرت زید حضرت عمر فاروق کے چچا کے بیٹے ہیں، یہ جاہلیت میں بھی شرک سے بیزار اور متنفر تھے، لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و نبوت سے پہلے فوت ہو گئے تھے، یہ دین ابراہیم کے متبع تھے اور توحید کے علمبردار تھے، شرک کرنا ملت ابراہیمی میں نہیں پایا جاتا، شرک بعد کی پیداوار ہے حضرت زید بن عمرو بن نفیل غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ نہیں کھاتے تھے، کہا کرتے تھے جس بکری کو تم غیر اللہ کے لئے ذبح کرتے ہو، اسے پیدا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کیا ہے، اس کے پینے کا پانی اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا، اور اس کا کھانے کا گھاس بھی اللہ تعالیٰ اگاتا ہے، اور تم اسے غیر اللہ کی رضا جوئی کے لیے ذبح کرتے ہو؟ وہ مشرکین پر اس کا انکار کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت سے نوازا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں نے اسے جنت میں دیکھا ہے۔

قولہ "فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا" نبوت سے پہلے کا واقعہ ہے کہ نبی علیہ السلام کو غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ پیش کیا گیا تو آپ نے اسے کھانے سے انکار کر دیا، پھر زید بن عمرو نے بھی کہا میں وہ چیز نہیں کھاتا جو تم اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہو، اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایسا دستر خوان پیش کرنے کا ذکر ہے، آپ کے کھانے کا ذکر نہیں ہے۔

٣٨٢٧: قَالَ مُوسَى حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا تَحَدَّثَ بِهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ خَرَجَ إِلَى الشَّأْمِ يَسْأَلُ عَنِ الدِّينِ وَيَتْبَعُهُ فَلَقِيَ عَالِمًا مِنَ الْيَهُودِ فَسَأَلَهُ عَنْ دِينِهِمْ فَقَالَ إِنِّي لَعَلِّي أَنْ أَدِينَ دِينَكُمْ فَأَخْبِرْنِي فَقَالَ لَا تَكُونُ عَلَى دِينِنَا حَتَّى تَأْخُذَ بِنَصِيبِكَ مِنْ غَضَبِ اللهِ قَالَ زَيْدٌ مَا أَفِرُّ إِلَّا مِنْ غَضَبِ اللهِ وَلَا أَحْمِلُ مِنْ غَضَبِ اللهِ شَيْئًا أَبَدًا وَأَنَّى أَسْتَطِيعُهُ فَهَلْ تَدُلُّنِي عَلَى غَيْرِهِ قَالَ مَا أَعْلَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ حَنِيفًا قَالَ زَيْدٌ وَمَا الْحَنِيفُ قَالَ دِينُ إِبْرَاهِيمَ لَمْ يَكُنْ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَا يَعْبُدُ إِلَّا اللهَ فَخَرَجَ زَيْدٌ فَلَقِيَ عَالِمًا مِنَ النَّصَارَى فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَقَالَ لَنْ تَكُونَ عَلَى دِينِنَا حَتَّى تَأْخُذَ بِنَصِيبِكَ مِنْ لَعْنَةِ اللهِ قَالَ مَا أَفِرُّ إِلَّا مِنْ لَعْنَةِ اللهِ وَلَا أَحْمِلُ مِنْ لَعْنَةِ اللهِ وَلَا مِنْ غَضَبِهِ شَيْئًا أَبَدًا وَأَنَّى أَسْتَطِيعُ فَهَلْ تَدُلُّنِي عَلَى غَيْرِهِ قَالَ مَا أَعْلَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ حَنِيفًا

قَالَ وَمَا الْحَنِيفُ قَالَ دِينُ إِبْرَاهِيمَ لَمْ يَكُنْ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَا يَعْبُدُ إِلَّا اللهَ فَلَمَّا رَأَى زَيْدٌ قَوْلَهُمْ فِي إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامِ خَرَجَ فَلَمَّا بَرَزَ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَشْهَدُ أَنِّي عَلَى دِينِ إِبْرَاهِيمَ۔

موسیٰ نے بیان کیا، ان سے سالم بن عبداللہ نے بیان کیا اور مجھے یقین ہے کہ انہوں نے یہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تھا کہ زید بن عمرو بن نفیل شام گئے، دین (خالص) کی تلاش میں نکلے، وہاں وہ ایک یہودی عالم سے ملے تو انہوں نے ان کے دین کے بارے میں پوچھا اور کہا ممکن ہے کہ میں تمہارا دین اختیار کرلوں، اس لیے تم مجھے اپنے دین کے متعلق بتاؤ، یہودی عالم نے کہا کہ ہمارے دین میں تم اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک تم اللہ کے غضب کے ایک حصہ کے لیے تیار نہ ہو جاؤ، اس پر زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واہ میں اللہ کے غضب ہی سے بھاگ کر آیا ہوں، پھر خدا کے غضب کو میں اپنے اوپر کبھی نہ لوں گا اور نہ مجھ کو اسے اٹھانے کی طاقت ہے! کیا تم مجھے کسی اور دوسرے دین کا کچھ پتہ بتا سکتے ہو؟ اس عالم نے کہا میں نہیں جانتا (کوئی دین سچا ہو تو دین حنیف ہو) زید رضی اللہ عنہ نے پوچھا دین حنیف کیا ہے؟ اس عالم نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کا دین جو نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی اور وہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے، زید وہاں سے چلے آئے اور ایک نصرانی پادری سے ملے، ان سے بھی اپنا خیال بیان کیا اس نے بھی یہی کہا کہ تم ہمارے دین میں آؤ گے تو اللہ تعالیٰ کی لعنت میں سے ایک حصہ لوگے، زید رضی اللہ عنہ نے کہا میں اللہ کی لعنت سے ہی بچنے کے لیے تو یہ سب کچھ کر رہا ہوں، اللہ کی لعنت اٹھانے کی مجھ میں طاقت نہیں اور میں اس کا یہ غضب کس طرح اٹھا سکتا ہوں! کیا تم میرے لیے اس کے سوا کوئی اور دین بتلا سکتے ہو، پادری نے کہا کہ میری نظر میں ہو تو صرف ایک دین حنیف سچا دین ہے زید نے پوچھا دین حنیف کیا ہے؟ کہا کہ وہ دین ابراہیم علیہ السلام ہے جو نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی اور اللہ کے سوا وہ کسی کی پوجا نہیں کرتے تھے، زید نے جب دین ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ان کی یہ رائے سنی تو وہاں سے روانہ ہوگئے، اور اس سرزمین سے باہر نکل کر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور یہ دعا کی، اے اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں دین ابراہیم پر ہوں۔

قولہ "حَتَّى تَأْخُذَ بِنَصِيبِكَ مِنْ لَعْنَةِ اللهِ" یہودی عالم نے حضرت زید سے کہا تم ہمارے یہودی مذہب میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک کہ اللہ کے غضب کا ایک حصہ نہ لے لو، زید نے کہا میں تو اللہ کے غضب کو نہیں اٹھا سکتا، عیسائی پادری سے ملے تو اس نے کہا ہمارے مذہب میں داخل ہونے کے لیے تمہیں اللہ کی لعنت کا کچھ حصہ لینا پڑے گا، حضرت زید نے کہا میں تو اللہ کی لعنت کو برداشت نہیں کر سکتا۔

یہودی سمجھتے تھے کہ ملت موسوی خاص قوم کے لیے ہے اور یہودیوں سے اللہ کا غضب ٹل سکتا ہے، دوسرے لوگوں سے غضب نہیں ٹل سکتا، اگرچہ وہ یہودی ہو جائیں، ادھر عیسائیوں کا خیال تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے سے لعنت اٹھ جاتی ہے، کیونکہ سب لوگوں کی لعنت اٹھا کر وہ صلیب پر لٹک گئے ہیں، اور

وہ سب کا کفارہ بن گئے ہیں، اور کہتے ہیں، کوئی شخص اپنے آپ کو پاک نہیں کہہ سکتا، سب کے سب لعنتی ہیں، گویا یہ سب لعنتیوں کا ٹولا اکٹھا ہو گیا ہے، اور سب کی لعنت عیسیٰ علیہ السلام پر ڈال دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ وہ سب کا کفارہ بن کر سولی پر چڑھ گئے ہیں۔

۳۸۲۸: وَقَالَ اللَّيْثُ كَتَبَ إِلَيَّ هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ رَأَيْتُ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ قَائِمًا مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ يَقُولُ يَا مَعَاشِرَ قُرَيْشٍ وَاللهِ مَا مِنْكُمْ عَلَى دِينِ إِبْرَاهِيمَ غَيْرِي وَكَانَ يُحْيِي الْمَوْءُودَةَ يَقُولُ لِلرَّجُلِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَقْتُلَ ابْنَتَهُ لَا تَقْتُلْهَا أَنَا أَكْفِيكَهَا مَئُونَتَهَا فَيَأْخُذُهَا فَإِذَا تَرَعْرَعَتْ قَالَ لِأَبِيهَا إِنْ شِئْتَ دَفَعْتُهَا إِلَيْكَ وَإِنْ شِئْتَ كَفَيْتُكَ مَئُونَتَهَا۔

اور لیث بن سعد نے کہا کہ مجھے ہشام نے لکھا، اپنے والد (عروہ بن زبیر) سے اور انہوں نے کہا کہ ہم سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو کعبہ سے اپنی پیٹھ لگائے ہوئے کھڑے ہو کر یہ کہتے سنا، اے قریش کے لوگو! خدا کی قسم میرے سوا اور کوئی تمہارے یہاں دین ابراہیم پر نہیں ہے اور زید بیٹیوں کو زندہ نہیں گاڑتے تھے اور ایسے شخص سے جو اپنی بیٹی کو مار ڈالنا چاہتا کہتے اس کی جان نہ لے اس کے تمام اخراجات کا ذمہ میں لیتا ہوں، چنانچہ لڑکی کو اپنی پرورش میں رکھ لیتے جب وہ بڑی ہو جاتی تو اس کے باپ سے کہتے اب اگر تم چاہو تو میں تمہاری لڑکی کو تمہارے حوالے کر سکتا ہوں اور اگر تمہاری مرضی ہو تو میں اس کے سب اخراجات پورے کر دوں گا۔

۲۵۔ بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ

باب: قریش نے جو کعبہ کی مرمت کی تھی اس کا بیان۔



۳۸۲۹: حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا بُنِيَتِ الْكَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبَّاسٌ يَنْقُلَانِ الْحِجَارَةَ فَقَالَ عَبَّاسٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْ إِزَارَكَ عَلَى رَقَبَتِكَ يَقِيكَ مِنَ الْحِجَارَةِ فَخَرَّ إِلَى الْأَرْضِ وَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ إِزَارِي إِزَارِي فَشَدَّ عَلَيْهِ إِزَارَهُ۔

مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے عمرو بن دینار نے خبر دی، انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس کے لیے پتھر ڈھو رہے تھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اپنا تہبند گردن پر رکھ لو اس طرح پتھر کی (خراش لگنے سے) بچ جاؤ گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ایسا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر گر پڑے اور آپ کی نظر آسمان پر گڑ گئی جب



ہوش ہوا تو آپ نے چچا سے فرمایا میرا تہبند لاؤ پھر انہوں نے آپ کا تہبند خوب مضبوط باندھ دیا۔

قسطلانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ خانہ کعبہ دس مرتبہ تعمیر کیا گیا ہے، پہلے فرشتوں نے بنایا، پھر آدم علیہ السلام نے بنایا، پھر ان کی اولاد نے، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کیا، پھر عمالقہ نے، پھر جرہم نے بنایا، پھر قصی بن کلاب نے، پھر قریش نے جب کہ آپ کی عمر پچیس سال تھی، پھر عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بنایا، پھر حجاج بن یوسف نے[1]۔

شاہ ولی اللہ اور ابن کثیر کا خیال ہے کہ ابراہیم علیہ السلام سے پہلے بنا نہیں تھا، گویا پہلے ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام نے مل کر تعمیر کیا تھا۔

۳۸۳۰: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ قَالَا لَمْ يَكُنْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْلَ الْبَيْتِ حَائِطٌ كَانُوا يُصَلُّونَ حَوْلَ الْبَيْتِ حَتَّى كَانَ عُمَرُ فَبَنَى حَوْلَهُ حَائِطًا قَالَ عُبَيْدُ اللهِ جَدْرُهُ قَصِيرٌ فَبَنَاهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ۔

ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے اور عبید اللہ بن ابی زید نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بیت اللہ کے گرد احاطہ کی دیوار نہ تھی لوگ کعبہ کے گرد نماز پڑھتے تھے پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو انہوں نے اس کے گرد دیوار بنوائی۔ عبید اللہ نے بیان کیا کہ یہ دیواریں بھی پست تھیں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلند کیا۔

قولہ "لَمْ يَكُنْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" یہ جملہ مرسل یا منقطع ہے، کیونکہ عمرو بن دینار اور عبید اللہ دونوں تابعی ہیں، انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پایا۔

قولہ "حَتَّى كَانَ عُمَرُ أي زمان خلافته" یہ بھی منقطع ہے کیونکہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی نہیں پایا۔

قولہ "جَدْرُهُ قَصِيرٌ بفتح الجيم، جدر اور جدار" مترادف ہیں۔

۲۶۔ بَابُ أَيَّامِ الْجَاهِلِيَّةِ

باب: جاہلیت کے زمانے کا بیان۔

جاہلیت سے مراد اگرچہ وہ زمانہ ہوتا ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور آپ کی نبوت سے پہلے گزرا ہے، لیکن یہاں اس سے مراد وہ زمانہ ہے، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور آپ کی نبوت کے درمیان گزرا ہے، کیونکہ اس باب کی اکثر احادیث کا تعلق اسی زمانہ سے ہے بعض دفعہ کسی انسان کے مسلمان ہونے سے پہلے زمانے کو بھی جاہلیت سے تعبیر کیا جاتا ہے، مثلاً کوئی کہے میں نے جاہلیت میں فلاں جرم کیا، یعنی مسلمان ہونے سے پہلے یہ کام کیا، کبھی جاہلیت کا لفظ مکہ فتح ہونے سے پہلے زمانے پر بھی استعمال ہو جاتا ہے۔

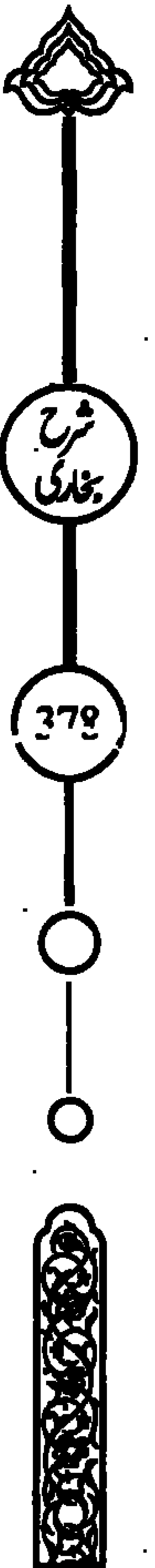
۳۸۳۱: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ

[1] ارشاد الساری: ج ٦، ص ١٧٤

عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ يَوْمًا تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ لَا يَصُومُهُ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عاشورا کا روزہ قریش کے لوگ زمانہ جاہلیت میں رکھتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے باقی رکھا تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اس دن روزہ رکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا لیکن جب رمضان کا روزہ ۲ھ میں فرض ہوا تو اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ جس کا جی چاہے عاشورا کا روزہ رکھے اور جو نہ چاہے نہ رکھے۔

قولہ "تَصُومُهُ قُرَيْشٌ" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون کے غرق ہونے پر یہودی جو روزہ رکھتے تھے، یہ روزہ اس سے بھی پہلے رکھا جاتا تھا، قریش مسلسل یہ روزہ رکھتے چلے آرہے تھے، گویا اس روزے کی دو حیثیتیں ہیں، ایک یہ کہ قدیم عادت کے مطابق روزہ رکھنا اس کا اعتبار کرتے ہوئے آپ نے فرمایا تھا کہ یہ روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے، دوسری حیثیت یہ کہ یہودیوں کی وجہ سے رکھنا، اس اعتبار سے یہ منسوخ ہو گیا ہے۔



۳۸۳۲: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ مِنَ الْفُجُورِ فِي الْأَرْضِ وَكَانُوا يُسَمُّونَ الْمُحَرَّمَ صَفَرًا وَيَقُولُونَ إِذَا بَرَا الدَّبَرْ وَعَفَا الْأَثَرْ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرْ قَالَ فَقَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ رَابِعَةً مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ وَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الْحِلِّ قَالَ الْحِلُّ كُلُّهُ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن طاؤس نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا بہت بڑا گناہ خیال کرتے تھے۔ وہ محرم کو صفر کہتے۔ ان کے ہاں یہ مثل تھی کہ اونٹ کی پیٹھ کا زخم جب اچھا ہونے لگے اور (حاجیوں کے) نشانات قدم مٹ چکیں تو اب عمرہ کرنے والوں کا عمرہ جائز ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ ذی الحجہ کی چوتھی تاریخ کو حج کا احرام باندھے ہوئے (مکہ) تشریف لائے تو آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اپنے حج کو عمرہ کر ڈالیں (طواف اور سعی کر کے احرام کھول دیں) صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (اس عمرہ اور حج کے دوران میں) کیا چیزیں حلال ہوں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام چیزیں! جو احرام کی نہ ہونے کی حالت میں حلال تھیں وہ سب حلال ہو جائیں گی۔

۳۸۳۳: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ كَانَ عَمْرٌو يَقُولُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ

الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ جَاءَ سَيْلٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكَسَا مَا بَيْنَ الْجَبَلَيْنِ قَالَ سُفْيَانُ وَيَقُولُ إِنَّ هَذَا الْحَدِيثَ لَهُ شَأْنٌ۔

ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، کہا کہ عمرو بن دینار بیان کرتے تھے کہ ہم سے سعید بن مسیب نے اپنے والد سے بیان کیا، انہوں نے سعید کے دادا حزن سے بیان کیا کہ زمانہ جاہلیت میں ایک مرتبہ سیلاب آیا کہ (مکہ کے) دونوں پہاڑیوں کے درمیان پانی ہی پانی ہو گیا سفیان نے بیان کیا کہ بیان کرتے تھے کہ اس حدیث کا ایک بہت بڑا قصہ ہے

سعید بن مسیب نے اپنے باپ مسیب سے بیان کیا اور انہوں نے سعید کے دادا حزن سے بیان کیا کہ زمانہ جاہلیت میں ایک مرتبہ سیلاب آیا جو خانہ کعبہ کے دو جانب پہاڑوں کے درمیان پھیل گیا۔

قولہ "لَهُ شَأْنٌ" موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا ہے کہ کعبہ میں سیلاب اس پہاڑ کی طرف سے آیا کرتا تھا، جو بلند جانب میں واقع ہے، انہیں ڈر لاحق ہوا کہ پانی کہیں کعبہ کے اندر نہ گھس جائے، اس لیے انہوں نے عمارت کو مضبوط کرنا چاہا۔

٣٨٣٤: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ بَيَانٍ أَبِي بِشْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى امْرَأَةٍ مِنْ أَحْمَسَ يُقَالُ لَهَا زَيْنَبُ فَرَآهَا لَا تَكَلَّمُ فَقَالَ مَا لَهَا لَا تَكَلَّمُ قَالُوا حَجَّتْ مُصْمِتَةً قَالَ لَهَا تَكَلَّمِي فَإِنَّ هَذَا لَا يَحِلُّ هَذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ فَتَكَلَّمَتْ فَقَالَتْ مَنْ أَنْتَ قَالَ امْرُؤٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ قَالَتْ أَيُّ الْمُهَاجِرِينَ قَالَ مِنْ قُرَيْشٍ قَالَتْ مِنْ أَيِّ قُرَيْشٍ أَنْتَ قَالَ إِنَّكِ لَسَئُولٌ أَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَتْ مَا بَقَاؤُنَا عَلَى هَذَا الْأَمْرِ الصَّالِحِ الَّذِي جَاءَ اللهُ بِهِ بَعْدَ الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ بَقَاؤُكُمْ عَلَيْهِ مَا اسْتَقَامَتْ بِكُمْ أَئِمَّتُكُمْ قَالَتْ وَمَا الْأَئِمَّةُ قَالَ أَمَا كَانَ لِقَوْمِكِ رُءُوسٌ وَأَشْرَافٌ يَأْمُرُونَهُمْ فَيُطِيعُونَهُمْ قَالَتْ بَلَى قَالَ فَهُمْ أُولَئِكِ عَلَى النَّاسِ۔

ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے بیان نے، ان سے ابو بشر نے اور ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ قبیلہ احمس کی ایک عورت سے ملے ان کا نام زینب بنت مہاجر تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ وہ بات ہی نہیں کرتیں دریافت فرمایا کیا بات ہے یہ بات کیوں نہیں کرتیں؟ لوگوں نے بتایا کہ مکمل خاموشی کے ساتھ حج کرنے کی منت مانی ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا اجی بات کرو اس طرح حج کرنا تو جاہلیت کی رسم ہے، چنانچہ اس نے بات کی اور پوچھا آپ کون ہیں؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں مہاجرین کا ایک آدمی ہوں۔ انہوں نے پوچھا کہ مہاجرین کے کس قبیلہ سے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ قریش سے، انہوں نے پوچھا قریش کے کس خاندان سے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس پر فرمایا تم بہت پوچھنے والی عورت ہو، میں ابو بکر ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے پوچھا جاہلیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں یہ دین حق عطا فرمایا ہے اس پر ہم (مسلمان) کب تک قائم رہ سکیں گے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

اس پر تمہارا قیام اس وقت تک رہے گا جب تک تمہارے امام حاکم سیدھے رہیں گے۔ اس خاتون نے پوچھا امام سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا کیا تمہاری قوم میں سردار اور اشراف لوگ نہیں ہیں جو اگر لوگوں کو کوئی حکم دیں تو وہ اس کی اطاعت کریں؟ اس نے کہا کہ کیوں نہیں ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ امام سے یہی مراد ہیں۔

۳۸۳۵: حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَسْلَمَتْ امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ لِبَعْضِ الْعَرَبِ وَكَانَ لَهَا حِفْشٌ فِي الْمَسْجِدِ قَالَتْ فَكَانَتْ تَأْتِينَا فَتَحَدَّثُ عِنْدَنَا فَإِذَا فَرَغَتْ مِنْ حَدِيثِهَا قَالَتْ وَيَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِيبِ رَبِّنَا أَلَا إِنَّهُ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ أَنْجَانِي فَلَمَّا أَكْثَرَتْ قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ وَمَا يَوْمُ الْوِشَاحِ قَالَتْ خَرَجَتْ جُوَيْرِيَةٌ لِبَعْضِ أَهْلِي وَعَلَيْهَا وِشَاحٌ مِنْ أَدَمٍ فَسَقَطَ مِنْهَا فَانْحَطَّتْ عَلَيْهِ الْحُدَيَّا وَهِيَ تَحْسِبُهُ لَحْمًا فَأَخَذَتْهُ فَاتَّهَمُونِي بِهِ فَعَذَّبُونِي حَتَّى بَلَغَ مِنْ أَمْرِي أَنَّهُمْ طَلَبُوا فِي قُبُلِي فَبَيْنَاهُمْ حَوْلِي وَأَنَا فِي كَرْبِي إِذْ أَقْبَلَتِ الْحُدَيَّا حَتَّى وَازَتْ بِرُءُوسِنَا ثُمَّ أَلْقَتْهُ فَأَخَذُوهُ فَقُلْتُ لَهُمْ هٰذَا الَّذِي اتَّهَمْتُمُونِي بِهِ وَأَنَا مِنْهُ بَرِيئَةٌ۔

مجھ سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا، کہا ہم کو علی بن مسہر نے خبر دی، انہیں ہشام نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک کالی عورت جو کسی عرب کی باندی تھی، اسلام لائی اور مسجد میں اس کے رہنے کے لیے ایک کوٹھری تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا وہ ہمارے یہاں آیا کرتی اور باتیں کیا کرتی تھی، لیکن جب باتوں سے فارغ ہو جاتی تو وہ یہ شعر پڑھتی "اور ہار والا دن بھی ہمارے رب کے عجائب قدرت میں سے ہے، کہ اسی نے (بفضلہ) کفر کے شہر سے مجھے چھڑایا۔" اس نے جب کئی مرتبہ یہ شعر پڑھا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے دریافت کیا کہ ہار والے دن کا قصہ کیا ہے؟ اس نے بیان کیا کہ میرے مالکوں کے گھرانے کی ایک لڑکی (جو نئی دولہن تھی) لال چمڑے کا ایک ہار باندھے ہوئے تھی۔ وہ باہر نکلی تو اتفاق سے وہ گر گیا۔ ایک چیل کی اس پر نظر پڑی اور وہ اسے گوشت سمجھ کر اٹھا لے گئی۔ لوگوں نے مجھ پر اس کی چوری کی تہمت لگائی اور مجھے سزائیں دینی شروع کیں۔ یہاں تک کہ میری شرمگاہ کی بھی تلاشی لی۔ خیر وہ ابھی میرے چاروں طرف جمع ہی تھے اور میں اپنی مصیبت میں مبتلا تھی کہ چیل آئی اور ہمارے سروں کے بالکل اوپر اڑنے لگی۔ پھر اس نے وہی ہار نیچے گرا دیا۔ لوگوں نے اسے اٹھا لیا تو میں نے ان سے کہا اسی کے لیے تم لوگ مجھے اتہام لگا رہے تھے حالانکہ میں بے گناہ تھی۔



قولہ "أَنَّهُمْ طَلَبُوا فِي قُبُلِي" یعنی جاہلیت کے زمانہ میں کسی ملزم کو بری کرنے کے لیے ایسے خرق عادت کام ہو جاتے تھے، کیونکہ کوئی حکومت ہوتی ہی نہیں تھی، کوئی بھی شخص جو کام کرنا چاہتا کر گزرتا تھا۔



۳۸۳۶: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَحْلِفْ إِلَّا بِاللهِ فَكَانَتْ قُرَيْشٌ تَحْلِفُ بِآبَائِهَا فَقَالَ لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اگر کسی کو قسم کھانی ہی ہو تو اللہ کے سوا اور کسی کی قسم نہ کھائے۔ قریش اپنے باپ، دادا کی قسم کھایا کرتے تھے اس لئے آپ نے انہیں فرمایا کہ اپنے باپ دادا کے نام کی قسم نہ کھایا کرو۔

۳۸۳۷: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ كَانَ يَمْشِي بَيْنَ يَدَيِ الْجَنَازَةِ وَلَا يَقُومُ لَهَا وَيُخْبِرُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُومُونَ لَهَا يَقُولُونَ لَهَا إِذَا رَأَوْهَا كُنْتِ فِي أَهْلِكِ مَا أَنْتِ مَرَّتَيْنِ۔

مجھ سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا کہ مجھے عمرو بن حارث نے خبر دی، ان سے عبدالرحمن بن قاسم نے بیان کیا کہ ان کے والد قاسم بن محمد جنازہ کے آگے آگے چلا کرتے تھے اور جنازہ کو دیکھ کر کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے وہ بیان کرتے تھے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ جنازہ کے لئے کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور اسے دیکھ کر دو بار کہتے تھے کہ، اے مرنے والے جس طرح اپنی زندگی میں تو اپنے گھر والوں کے ساتھ تھا اب ویسا ہی کسی پرندے کے بھیس میں ہے۔

شرح بخاری

قولہ "كُنْتِ فِي أَهْلِكِ" جب جنازہ دیکھتے تو اس کے لیے کھڑے ہو جاتے اور دو بار کہا کرتے تھے تو وہی ہے جو اپنے گھر والوں کے پاس تھا، یعنی پہلے تو اپنے گھر میں رہا ہے "ما انت؟" اب تو کیا ہے، یہ دو بار کہتے تھے، کیونکہ وہ کہتے تھے، کہ وہ پرندہ بن جاتا ہے، اگر وہ اچھا انسان ہو تو اس کی روح اچھے پرندے کی شکل اختیار کر لیتی ہے جیسے کبوتر وغیرہ اور اگر وہ برا ہو تو برے پرندے کی شکل لے لیتی ہے جیسے کوا یا الو کی شکل، یا مطلب یہ ہے کہ یہ دو دفعہ اپنے گھر نہیں آسکتا، ایک دفعہ ہی آنا ہے۔

۳۸۳۸- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنَّ الْمُشْرِكِينَ كَانُوا لَا يُفِيضُونَ مِنْ جَمْعٍ حَتَّى تَشْرُقَ الشَّمْسُ عَلَى ثَبِيرٍ فَخَالَفَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَفَاضَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ۔

مجھ سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالرحمن نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا، ان سے عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

کہا جب تک دھوپ ثبیر پہاڑی پر نہ آجاتی قریش (حج میں) مزدلفہ سے نہیں نکلا کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی مخالفت کی اور سورج نکلنے سے پہلے آپ ﷺ نے وہاں سے کوچ کیا۔

٣٨٣٩- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ: حَدَّثَكُمْ يَحْيَى بْنُ الْمُهَلَّبِ، حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ: {وَكَأْسًا دِهَاقًا} [النبأ: ٣٤] قَالَ: «مَلْأَى مُتَتَابِعَةً».

مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابواسامہ سے پوچھا، کیا تم لوگوں سے یحییٰ بن مہلب نے یہ حدیث بیان کی تھی کہ ان سے حصین نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے (قرآن مجید کی آیت میں) کے متعلق فرمایا کہ اس کے (معنیٰ ہیں) بھرا ہوا پیالہ جس کا مسلسل دور چلے۔

٣٨٤٠: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اسْقِنَا كَأْسًا دِهَاقًا۔

عکرمہ نے بیان کیا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، وہ کہتے تھے کہ زمانہ جاہلیت میں (یہ لفظ استعمال کرتے تھے) "اسقنا کاسا دھاقا" یعنی ہم کو بھرپور جام شراب پلاتے رہو۔

قولہ "كَأْسًا دِهَاقًا" یعنی شراب کا بھرا ہوا پیالہ، جس کا مسلسل دور چلے۔

قولہ "اسْقِنَا كَأْسًا دِهَاقًا" یعنی ہمیں بھرا ہوا جام شراب پلاؤ۔



٣٨٤١: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيدٍ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللهَ بَاطِلٌ وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبد الملک نے، ان سے ابو سلمہ نے، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سب سے سچی بات جو کوئی شاعر کہہ سکتا تھا وہ لبید شاعر نے کہی "ہاں اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے" اور امیہ بن ابی الصلت (جاہلیت کا ایک شاعر) مسلمان ہونے کے قریب تھا۔

لبید بن ربیعۃ بن عامر بن مالک جاہلیت کا شاعر تھا، اس نے اسلام کا زمانہ پایا اور مسلمان ہو گیا تھا، ولید بن عقبہ کی حکومت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں کوفہ میں پیدا ہوا، اور اس نے مسلمان ہونے کے بعد شاعری چھوڑ دی تھی، اور امیۃ بن ابی الصلت جاہلیت میں عبادت گزار تھا، آخرت کو ماننے والا تھا اس کے شعروں میں توحید کی مضامین پائے جاتے ہیں، گویا مسلمان ہونے کے قریب تھا۔



٣٨٤٢- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ لِأَبِي بَكْرٍ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْكُلُ مِنْ خَرَاجِهِ فَجَاءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ فَأَكَلَ

مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ أَتَدْرِي مَا هَذَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَمَا هُوَ قَالَ كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِإِنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا أُحْسِنُ الْكِهَانَةَ إِلَّا أَنِّي خَدَعْتُهُ فَلَقِيَنِي فَأَعْطَانِي بِذَلِكَ فَهَذَا الَّذِي أَكَلْتَ مِنْهُ فَأَدْخَلَ أَبُو بَكْرٍ يَدَهُ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِي بَطْنِهِ۔

ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے بھائی نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے عبد الرحمن بن قاسم نے، ان سے قاسم بن محمد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو روزانہ انہیں کچھ کمائی دیا کرتا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسے اپنی ضرورت میں استعمال کیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ غلام کوئی چیز لایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اس میں سے کھالیا۔ پھر غلام نے کہا آپ کو معلوم ہے؟ یہ کیسی کمائی سے ہے؟ آپ نے دریافت فرمایا کیسی ہے؟ اس نے کہا میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک شخص کے لیے کہانت کی تھی حالانکہ مجھے کہانت نہیں آتی تھی، میں نے اسے صرف دھوکہ دیا تھا لیکن اتفاق سے وہ مجھے مل گیا اور اس نے اس کی اجرت میں مجھ کو یہ چیز دی تھی، آپ کھا بھی چکے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ سنتے ہی اپنا ہاتھ منہ میں ڈالا اور پیٹ کی تمام چیزیں قے کر کے نکال ڈالیں۔

قولہ "فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِي بَطْنِهِ" چونکہ کھائی ہوئی چیز جائز نہیں تھی، اگرچہ اس پر انہیں کوئی گناہ نہیں تھا، کیونکہ اس نے بتایا نہیں تھا لیکن ناجائز چیز کا جسم میں اثر ہوتا ہے اس لیے انہوں نے قے کر کے اسے نکال دیا۔

٣٨٤٣: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَتَبَايَعُونَ لُحُومَ الْجَزُورِ إِلَى حَبَلِ الْحَبَلَةِ قَالَ وَحَبَلُ الْحَبَلَةِ أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ مَا فِي بَطْنِهَا ثُمَّ تَحْمِلَ الَّتِي نُتِجَتْ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے کہا، مجھ کو نافع نے خبر دی اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ "حبل الحبلہ" تک قیمت کی ادائگی کے وعدہ پر، اونٹ کا گوشت ادھار بیچا کرتے تھے عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حبل الحبلة کا مطلب یہ ہے کہ کوئی حاملہ اونٹنی اپنا بچہ جنے پھر وہ نوزائیدہ بچہ (بڑھ کر) حاملہ ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کی خرید وفروخت ممنوع قرار دے دی تھی۔

٣٨٤٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ قَالَ غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ كُنَّا نَأْتِي أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَيُحَدِّثُنَا عَنِ الْأَنْصَارِ وَكَانَ يَقُولُ لِي فَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَفَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا۔

ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے مہدی نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ غیلان بن جریر

نے بیان کیا کہ ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ وہ ہم سے انصار کے متعلق بیان فرمایا کرتے تھے اور مجھ سے فرماتے کہ تمہاری قوم نے فلاں موقع پر یہ کارنامہ انجام دیا، فلاں موقع پر یہ کارنامہ انجام دیا۔

٢٧۔ بَابُ الْقَسَامَةِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ[1]

باب: زمانہ جاہلیت کی قسامت کا بیان۔

بعض نسخوں میں یہ باب نہیں ہے، فربری سے روایت کرنے والوں نے اسے ذکر کیا ہے اور یہ مستقل باب نہیں ہے، بلکہ باب فی باب کے قبیل سے ہے، کیونکہ آنے والی احادیث کا تعلق "باب أيام الجاهلية" سے ہے، اس باب سے مقصود یہ ہے کہ جاہلیت میں ایسے خرق عادت واقعات رونما ہوتے رہتے تھے، کہ قسامت میں جھوٹی قسمیں اٹھانے والے اڑتالیس آدمی تمام کے تمام آفت آنے سے ہلاک ہو گئے۔

٣٨٤٥: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا قَطَنٌ أَبُو الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا أَبُو يَزِيدَ الْمَدَنِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ أَوَّلَ قَسَامَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَفِينَا بَنِي هَاشِمٍ كَانَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ اسْتَأْجَرَهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ فَخِذٍ أُخْرَى فَانْطَلَقَ مَعَهُ فِي إِبِلِهِ فَمَرَّ رَجُلٌ بِهِ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ قَدِ انْقَطَعَتْ عُرْوَةُ جُوَالِقِهِ فَقَالَ أَغِثْنِي بِعِقَالٍ أَشُدُّ بِهِ عُرْوَةَ جُوَالِقِي لَا تَنْفِرُ الْإِبِلُ فَأَعْطَاهُ عِقَالًا فَشَدَّ بِهِ عُرْوَةَ جُوَالِقِهِ فَلَمَّا نَزَلُوا عُقِلَتِ الْإِبِلُ إِلَّا بَعِيرًا وَاحِدًا فَقَالَ الَّذِي اسْتَأْجَرَهُ مَا شَأْنُ هَذَا الْبَعِيرِ لَمْ يُعْقَلْ مِنْ بَيْنِ الْإِبِلِ قَالَ لَيْسَ لَهُ عِقَالٌ قَالَ فَأَيْنَ عِقَالُهُ قَالَ فَحَذَفَهُ بِعَصًا كَانَ فِيهَا أَجَلُهُ فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ أَتَشْهَدُ الْمَوْسِمَ قَالَ مَا أَشْهَدُ وَرُبَّمَا شَهِدْتُهُ قَالَ هَلْ أَنْتَ مُبْلِغٌ عَنِّي رِسَالَةً مَرَّةً مِنَ الدَّهْرِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَتَبَ إِذَا أَنْتَ شَهِدْتَ الْمَوْسِمَ فَنَادِ يَا آلَ قُرَيْشٍ فَإِذَا أَجَابُوكَ فَنَادِ يَا آلَ بَنِي هَاشِمٍ فَإِنْ أَجَابُوكَ فَسَلْ عَنْ أَبِي طَالِبٍ فَأَخْبِرْهُ أَنَّ فُلَانًا قَتَلَنِي فِي عِقَالٍ وَمَاتَ الْمُسْتَأْجَرُ فَلَمَّا قَدِمَ الَّذِي اسْتَأْجَرَهُ أَتَاهُ أَبُو طَالِبٍ فَقَالَ مَا فَعَلَ صَاحِبُنَا قَالَ مَرِضَ فَأَحْسَنْتُ الْقِيَامَ عَلَيْهِ فَوَلِيتُ دَفْنَهُ قَالَ قَدْ كَانَ أَهْلَ ذَاكَ مِنْكَ فَمَكُثَ حِينًا ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِي أَوْصَى إِلَيْهِ أَنْ يُبْلِغَ عَنْهُ وَافَى الْمَوْسِمَ فَقَالَ يَا آلَ قُرَيْشٍ قَالُوا هَذِهِ قُرَيْشٌ قَالَ يَا آلَ بَنِي هَاشِمٍ قَالُوا هَذِهِ بَنُو هَاشِمٍ قَالَ أَيْنَ أَبُو طَالِبٍ قَالُوا هَذَا أَبُو



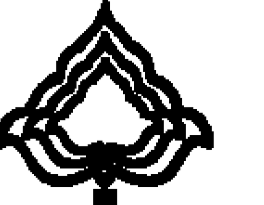


[1] مولانا راز رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، کسی محلہ یا بستی میں کوئی شخص قتل شدہ ملے، لیکن کسی بھی ذریعہ سے اس کے قاتل کا پتہ نہ چلے، تو اس صورت میں اس محلہ یا بستی کے پچاس آدمیوں کو منتخب کیا جائیگا، اور ان میں سے ہر ایک سے قسم لی جائے گی کہ اس محلے یا بستی کا اس مقتول سے کوئی تعلق نہیں ہے، نہ انہوں نے اسے قتل کیا ہے اور نہ اس کا علم ہے، تو اس صورت میں پچاس آدمیوں سے قسمیں لینے کو «قسامت» سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

طَالِبٍ قَالَ أَمَرَنِي فُلَانٌ أَنْ أُبْلِغَكَ رِسَالَةً أَنَّ فُلَانًا قَتَلَهُ فِي عِقَالٍ فَأَتَاهُ أَبُو طَالِبٍ فَقَالَ لَهُ اخْتَرْ مِنَّا إِحْدَى ثَلَاثٍ إِنْ شِئْتَ أَنْ تُؤَدِّيَ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ فَإِنَّكَ قَتَلْتَ صَاحِبَنَا وَإِنْ شِئْتَ حَلَفَ خَمْسُونَ مِنْ قَوْمِكَ إِنَّكَ لَمْ تَقْتُلْهُ فَإِنْ أَبَيْتَ قَتَلْنَاكَ بِهِ فَأَتَى قَوْمَهُ فَقَالُوا نَحْلِفُ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِنْهُمْ قَدْ وَلَدَتْ لَهُ فَقَالَتْ يَا أَبَا طَالِبٍ أُحِبُّ أَنْ تُجِيزَ ابْنِي هَذَا بِرَجُلٍ مِنَ الْخَمْسِينَ وَلَا تُصْبِرْ يَمِينَهُ حَيْثُ تُصْبَرُ الْأَيْمَانُ فَفَعَلَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَرَدْتَ خَمْسِينَ رَجُلًا أَنْ يَحْلِفُوا مَكَانَ مِائَةٍ مِنَ الْإِبِلِ يُصِيبُ كُلَّ رَجُلٍ بَعِيرَانِ هَذَانِ بَعِيرَانِ فَاقْبَلْهُمَا عَنِّي وَلَا تُصْبِرْ يَمِينِي حَيْثُ تُصْبَرُ الْأَيْمَانُ فَقَبِلَهُمَا وَجَاءَ ثَمَانِيَةٌ وَأَرْبَعُونَ فَحَلَفُوا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا حَالَ الْحَوْلُ وَمِنَ الثَّمَانِيَةِ وَأَرْبَعِينَ عَيْنٌ تَطْرِفُ۔

ہم سے ابومعمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے قطن ابو الہیثم نے کہا، ہم سے ابو یزید مدنی نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا جاہلیت میں سب سے پہلا قسامہ ہمارے ہی قبیلہ بنوہاشم میں ہوا تھا، بنوہاشم کے ایک شخص عمرو بن علقمہ کو قریش کے کسی دوسرے خاندان کے ایک شخص (خداش بن عبد اللہ عامری) نے نوکری پر رکھا، اب یہ ہاشمی نوکر اپنے صاحب کے ساتھ اس کے اونٹ لے کر شام کی طرف چلا، وہاں کہیں اس نوکر کے پاس سے ایک دوسرا ہاشمی شخص گزرا، اس کی بوری کا بندھن ٹوٹ گیا تھا۔ اس نے اپنے نوکر بھائی سے التجا کی میری مدد کر اونٹ باندھنے کی مجھے ایک رسی دے دے، میں اس سے اپنا تھیلا باندھوں اگر رسی نہ ہوگی تو وہ بھاگ تھوڑے جائے گا۔ اس نے ایک رسی اسے دے دی اور اس نے اپنی بوری کا منہ اس سے باندھ لیا (اور چلا گیا)۔ پھر جب اس نوکر اور صاحب نے ایک منزل پر پڑاؤ کیا تو تمام اونٹ باندھے گئے لیکن ایک اونٹ کھلا رہا۔ جس صاحب نے ہاشمی کو نوکری پر اپنے ساتھ رکھا تھا اس نے پوچھا سب اونٹ تو باندھے، یہ اونٹ کیوں نہیں باندھا گیا کیا بات ہے؟ نوکر نے کہا اس کی رسی موجود نہیں ہے۔ صاحب نے پوچھا کیا ہوئی اس کی رسی؟ اور غصہ میں آ کر ایک لکڑی اس پر پھینک ماری اس کی موت آن پہنچی۔ اس کے (مرنے سے پہلے) وہاں سے ایک یمنی شخص گذر رہا تھا۔ ہاشمی نوکر نے پوچھا کیا حج کے لیے ہر سال تم مکہ جاتے ہو؟ اس نے کہا ابھی تو ارادہ نہیں ہے لیکن میں کبھی جاتا رہتا ہوں۔ اس نوکر نے کہا جب بھی تم مکہ پہنچو کیا میرا ایک پیغام پہنچا دو گے؟ اس نے کہا ہاں پہنچا دوں گا۔ اس نوکر نے کہا کہ جب بھی تم حج کے لیے جاؤ تو پکارنا اے قریش کے لوگو! جب وہ تمہارے پاس جمع ہو جائیں تو پکارنا اے بنی ہاشم! جب وہ تمہارے پاس آ جائیں تو ان سے ابو طالب کا پوچھنا اور انہیں بتلانا کہ فلاں شخص نے مجھے ایک رسی کے لیے قتل کر دیا۔ اس وصیت کے بعد وہ نوکر مر گیا، پھر جب اس کا صاحب مکہ آیا تو ابو طالب کے یہاں بھی گیا۔ جناب ابو طالب نے دریافت کیا ہمارے قبیلہ

کے جس شخص کو تم اپنے ساتھ نوکری کے لیے لے گئے تھے اس کا کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ وہ بیمار ہو گیا تھا میں نے خدمت کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی (لیکن وہ مر گیا تو) میں نے اسے دفن کر دیا۔ ابو طالب نے کہا کہ اس کے لیے تمہاری طرف سے یہی ہونا چاہئے تھا۔ ایک مدت کے بعد وہی یمنی شخص جسے ہاشمی نوکر نے پیغام پہنچانے کی وصیت کی تھی، موسم حج میں آیا اور آواز دی اے قریش کے لوگو! لوگوں نے بتا دیا کہ یہاں ہیں قریش اس نے آواز دی اے بنو ہاشم! لوگوں نے بتایا کہ بنو ہاشم یہ ہیں اس نے پوچھا ابو طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے بتایا تو اس نے کہا کہ فلاں شخص نے مجھے ایک پیغام پہنچانے کے لیے کہا تھا کہ فلاں شخص نے اسے ایک رسی کی وجہ سے قتل کر دیا ہے۔ اب جناب ابو طالب اس صاحب کے یہاں آئے اور کہا کہ ان تین چیزوں میں سے کوئی چیز پسند کر لو اگر تم چاہو تو سو اونٹ دیت میں دے دو کیونکہ تم نے ہمارے قبیلہ کے آدمی کو قتل کیا ہے اور اگر چاہو تو تمہاری قوم کے پچاس آدمی اس کی قسم کھالیں کہ تم نے اسے قتل نہیں کیا۔ اگر تم اس پر تیار نہیں تو ہم تمہیں اس کے بدلے میں قتل کر دیں گے۔ وہ شخص اپنی قوم کے پاس آیا تو وہ اس کے لیے تیار ہو گئے کہ ہم قسم کھالیں گے۔ پھر بنو ہاشم کی ایک عورت ابو طالب کے پاس آئی جو اسی قبیلہ کے ایک شخص سے بیاہی ہوئی تھی اور اپنے اس شوہر سے اس کا بچہ بھی تھا۔ اس نے کہا اے ابو طالب! آپ مہربانی کریں اور میرے اس لڑکے کو ان پچاس آدمیوں میں معاف کر دیں اور جہاں قسمیں لی جاتی ہیں (یعنی رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان) اس سے وہاں قسم نہ لیں۔ حضرت ابو طالب نے اسے معاف کر دیا۔ اس کے بعد ان میں کا ایک اور شخص آیا اور کہا اے ابو طالب! آپ نے سو اونٹوں کی جگہ پچاس آدمیوں سے قسم طلب کی ہے، اس طرح ہر شخص پر دو دو اونٹ پڑتے ہیں۔ یہ دو اونٹ میری طرف سے آپ قبول کر لیں اور مجھے اس مقام پر قسم کھانے کے لیے مجبور نہ کریں جہاں قسم لی جاتی ہے۔ حضرت ابو طالب نے اسے بھی منظور کر لیا۔ اس کے بعد بقیہ جو اڑتالیس آدمی آئے اور انہوں نے قسم کھائی، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ابھی اس واقعہ کو پورا سال بھی نہیں گذرا تھا کہ ان اڑتالیس آدمیوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں رہا جو آنکھ ہلاتا۔



٣٨٤٦: حدثنی عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: «كَانَ يَوْمُ بُعَاثٍ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللهُ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ، وَقُتِّلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَجُرِّحُوا، قَدَّمَهُ اللهُ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دُخُولِهِمْ فِي الإِسْلَامِ».

مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بعاث کی لڑائی اللہ تعالیٰ نے (مصلحت کی وجہ سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے برپا کرا دی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو یہاں انصار کی



جماعت میں پھوٹ پڑی ہوئی تھی۔ ان کے سردار مارے جا چکے تھے یا زخمی ہو چکے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس لڑائی کو اس لیے پہلے برپا کیا تھا کہ انصار اسلام میں داخل ہو جائیں۔

یہ حدیث عنقریب "باب مناقب الانصار" کے تحت بمع شرح گزر چکی ہے۔

٣٨٤٧: وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ أَنَّ كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَيْسَ السَّعْيُ بِبَطْنِ الْوَادِي بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سُنَّةً إِنَّمَا كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَسْعَوْنَهَا وَيَقُولُونَ لَا نُجِيزُ الْبَطْحَاءَ إِلَّا شَدًّا۔

اور عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، انہیں عمرو نے خبر دی، انہیں بکیر بن اشج نے اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے مولا کریب نے ان سے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا صفا اور مروہ کے درمیان نالے کے اندر تیز دوڑنا سنت نہیں ہے یہاں جاہلیت کے دور میں لوگ تیزی کے ساتھ دوڑا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم تو اس پتھریلی جگہ سے دوڑ کر ہی پار ہوں گے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سعی کی نفی نہیں کی جو سنت سے ثابت ہے بلکہ انہوں نے شدت سعی یعنی تیزی سے دوڑنے کی نفی کی ہے جسے اہل جاہلیت نے گھڑ لیا تھا، وہ کہا کرتے تھے کہ ہم تو اس پتھریلی جگہ کو دوڑ کر ہی پار کریں گے۔

٣٨٤٨: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا مُطَرِّفٌ سَمِعْتُ أَبَا السَّفَرِ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوا مِنِّي مَا أَقُولُ لَكُمْ وَأَسْمِعُونِي مَا تَقُولُونَ وَلَا تَذْهَبُوا فَتَقُولُوا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَلْيَطُفْ مِنْ وَرَاءِ الْحِجْرِ وَلَا تَقُولُوا الْحَطِيمُ فَإِنَّ الرَّجُلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ يَحْلِفُ فَيُلْقِي سَوْطَهُ أَوْ نَعْلَهُ أَوْ قَوْسَهُ۔

ہم سے عبد اللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو مطرف نے خبر دی، کہا میں نے ابو السفر سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا انہوں نے کہا اے لوگو! میری باتیں سنو کہ میں تم سے بیان کرتا ہوں اور (جو کچھ تم نے سمجھا ہے) وہ مجھے سناؤ۔ ایسا نہ ہو کہ تم لوگ یہاں سے اٹھ کر (بغیر سمجھے) چلے جاؤ اور پھر کہنے لگو کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یوں کہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یوں کہا۔ جو شخص بھی بیت اللہ کا طواف کرے تو وہ حطیم کے پیچھے سے طواف کرے اور حجر کو حطیم نہ کہا کرو یہ جاہلیت کا نام ہے اس وقت لوگوں میں جب کوئی کسی بات کی قسم کھاتا تو اپنا کوڑا، جوتا یا کمان وہاں پھینک دیتا۔

قولہ "وَلَا تَقُولُوا الْحَطِيمُ" یہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے ہے کہ اہل جاہلیت کی عادت تھی کہ وہ جب یہاں آپس میں حلف اٹھاتے اور قسمیں کھاتے تو اپنے حلف کی علامت کے طور پر یہاں اپنا جوتا یا کوڑا یا کمان وغیرہ پھینک

جاتے تھے، یہ چیزیں یہاں پڑے ہوئے گل سڑ جاتیں، اس لیے وہ اس جگہ کو حطیم کہتے تھے، لہٰذا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی وجہ سے اسے حطیم کہنے سے منع کیا تھا جبکہ عام اہل اسلام اس جگہ کو حطیم ہی کہتے چلے آرہے ہیں۔

۳۸۴۹: حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قِرْدَةً اجْتَمَعَ عَلَيْهَا قِرَدَةٌ قَدْ زَنَتْ فَرَجَمُوهَا فَرَجَمْتُهَا مَعَهُمْ۔

ہم سے نعیم بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، ان سے حصین نے، ان سے عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک بندریا دیکھی اس کے چاروں طرف بہت سے بندر جمع ہو گئے تھے، اس بندریا نے زنا کرایا تھا اس لیے سبھوں نے مل کر اسے رجم کیا اور ان کے ساتھ میں بھی پتھر مارنے میں شریک ہوا۔

قولہ "قِرْدَةً" کاف کے کسرہ اور راء کے سکون کے ساتھ، اس کی جمع قرود اور قردة کاف کے کسرہ اور راء کی فتحہ کے ساتھ آتی ہے، بعض نسخوں میں یہ روایت نہیں ہے، عمرو بن میمون نے جاہلیت میں دیکھا ہوا واقعہ بیان کیا ہے، اور یہ واقعہ جانوروں میں خرق عادت ہوا ہے، کہ ایک بندریا وڈیرے بندر کے ساتھ وابسطہ تھی، بندر جب لیٹا تو اس کا ہاتھ اپنے سر کے نیچے رکھ کر سویا رہا۔ ایک دوسرا بندر جو اس سے چھوٹی عمر کا تھا، آنکھ کے اشارے سے اسے ساتھ لے گیا، اور بندریا آہستہ سے اپنا ہاتھ اس کے سر کے نیچے سے نکال کر چلی گئی، جب وہ بندر کے ساتھ جفتی ہو کر واپس آئی تو اپنا ہاتھ اس کے سر کے نیچے رکھنے لگی تو بندر بیدار ہو گیا اور وہ چیخنے لگا، اور بندر اکٹھے ہو گئے، وہ چیختا جاتا اور بندریا کی طرف اشارہ کرتا جاتا تھا، تو بندروں نے اسے پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا، یہ لوگوں کو تنبیہ کرنے کے لیے جاہلیت میں خرق عادت واقعہ ہوا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ یہ بندروں کی صورت میں جن ہوں، اور جن تو انسانوں کی طرح مکلف ہیں پھر یہ حدیث نبوی نہیں ہے، یہ تو عمرو بن میمون کا دیکھا ہوا واقعہ ہے [1]۔

[1] منکرین حدیث عمرو بن میمون کے بیان کردہ واقعہ کو لے کر صحیح بخاری کی احادیث کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہیں، کہ بخاری میں یہ حدیث آتی ہے کہ بندروں نے مل کر ایک بندریا کو اس کی بدکاری کی وجہ سے رجم کیا ہے، حالانکہ جانوروں میں زنا اور رجم کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

پہلی بات یہ ہے کہ یہ حدیث نہیں ہے کہ اسے انکار حدیث کے لیے ہوا بنایا جائے، بلکہ یہ صحابہ کرام میں سے کسی صحابی کا اثر بھی نہیں ہے، یہ عمرو بن میمون کا چشم دید واقعہ ہے، جو کہ مخضرمین سے ہے، جس نے جاہلیت کا زمانہ پایا ہے اور اسلام کا بھی، جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مسلمان ہو گیا تھا، لیکن آپ کو دیکھا نہیں ہے، اور نہ ہی آپ سے ملاقات کی ہے اس نے یمن میں بکریاں چراتے ہوئے جنگل میں بندروں میں رونما ہونے والا واقعہ دیکھا اور اسے بیان کر دیا ہے، اور بندروں میں ایسا واقعہ صادر ہونا ممکن بھی ہے، اگرچہ وہ زنا اور رجم کو نہیں سمجھتے، لیکن بندروں میں غیرت انسانوں کی طرح ہوتی ہے، اور باقی جانوروں کی بنسبت ان میں سمجھ اور شعور زیادہ پایا جاتا ہے، بندروں کو ہر فن سکھایا جا سکتا ہے، دیکھیں مداری لوگ بندروں کو شادی بیاہ کے طور طریقے سکھا کر کیسے مجمع لگاتے اور لوگوں کو تماشہ دکھاتے ہیں اور یہ چیز باقی جانوروں میں کم ہی پائی جاتی ہے،

۳۸۵۰: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ خِلَالٌ مِنْ خِلَالِ الْجَاهِلِيَّةِ الطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ وَالنِّيَاحَةُ وَنَسِيَ الثَّالِثَةَ قَالَ سُفْيَانُ وَيَقُولُونَ إِنَّهَا الِاسْتِسْقَاءُ بِالْأَنْوَاءِ.

ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے اور انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے کہا کہ جاہلیت کی عادتوں میں سے یہ عادتیں ہیں نسب کے معاملہ میں طعنہ مارنا اور میت پر نوحہ کرنا، تیسری عادت کے متعلق (عبید اللہ راوی) بھول گئے تھے اور سفیان نے بیان کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ تیسری بات ستاروں کو بارش کی علت سمجھنا ہے۔

۲۸۔ بَابُ مَبْعَثِ النَّبِيِّ ﷺ

امام بخاریؒ نے نبی اکرم ﷺ کا نسب شریف عدنان تک بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ آپ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانۃ بن خزیمۃ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ہیں،

لفظ "محمّد" "مبتداء محذوف "ھُو" کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع بھی پڑھا جا سکتا ہے، اور "النبیّ" سے عطف بیان ہو تو مجرور بھی ہو سکتا ہے، "محمد" باب تفعیل سے اسم مفعول مبالغہ کے لیے ہے، امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل نبوت میں مرسل سند کے ساتھ ذکر کیا ہے، کہ نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت پر آپ کے دادا عبد المطلب نے مکہ والوں کی دعوت کی، جب لوگ فارغ ہوئے تو انہوں نے آپ کے دادا عبد المطلب سے دریافت کیا کہ بچے کا نام کیا

شرح بخاری

انسانوں کی طرح بندر ہنستے اور خوش ہوتے ہیں، اور جو دیکھتے ہیں اس کی نقالی کرتے ہیں، اور انسانوں کی طرح ان میں غیرت اس قدر ہے کہ بندر اپنی رفیقہ حیات کے علاوہ غیر کی طرف تجاوز نہیں کرتے، اور جو ایسا کرے اسے عام طور پر سزا دیتے ہیں، یہ انسان کی طرح اپنے دو پاؤں پر چل لیتے ہیں، اور یہ اپنے بچوں کو انسانوں کی طرح اٹھاتے ہیں، کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر کھاتے ہیں جیسا کہ کھانے، پینے کے لیے انسان اپنے ہاتھ استعمال کرتے ہیں، انسانوں کی طرح ان کی انگلیاں، پورے اور ناخن ہوتے ہیں، جب کہ ان میں غصہ اور غیرت پائی جاتی ہے تو عین ممکن ہے کہ یہ پتھر مار مار کر کسی بندر اور بندریا کو سنگسار کر دیں۔

اس کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے جو ماضی قریب میں ایوبیہ میں پیش آیا ہے جس کے مطابق بندروں نے ایک آدمی کو سنگسار کر دیا، تفصیلات کے مطابق ایوبیہ کے مقام پر روشن نامی آدمی کا بندروں سے آمنا سامنا ہو گیا، جس پر اس نے اپنے بچاؤ کے لے بندروں پر پتھر برسائے، جواب میں بندروں کی طرف سے پھینکا جانے والا ایک بھاری پتھر اس کے سر پر لگا اور وہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ روزنامہ جنگ «۸۹-۶-۲۹»

اس کی مزید تائید کے لیے روزنامہ "پاکستان" ۱۶ جنوری ۱۹۹۴ء کا مطالعہ بھی کریں، جہاں ایسی خبر چھپی ہے، روزنامہ پاکستان ۴ اگست ۲۰۰۱ کی خبر کا مطالعہ بھی مفید رہے گا۔

رکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اس کا نام "محمد" رکھا ہے، انہوں نے کہا۔ اپنے اہل بیت اور گھرانے کے ناموں کو چھوڑ کر یہ نام کیوں رکھا ہے؟ کہا میں نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں اور نیچے زمین والے اس کی تعریف کریں [1]۔

نبی اکرم ﷺ کے والد گرامی "عبداللہ" کے نام میں کوئی اختلاف نہیں ہے، کسریٰ نوشیروان کی حکومت کو چوبیس برس ہو چکے تھے جبکہ حضرت عبداللہ پیدا ہوئے تھے، ان کی کنیت ابو احمد تھی، نبی اکرم ﷺ شکم مادر میں تھے جبکہ حضرت عبداللہ فوت ہو گئے تھے، آپ کی ولادت سے ایک یا دو ماہ قبل ان کی وفات ہوئی، حضرت عبداللہ کی وفات مدینہ میں اپنے بنو نجار ماموؤں کے پاس دار النابغہ میں ہوئی جبکہ ان کے باپ عبدالمطلب نے انہیں مدینہ سے کھجوریں لینے کے لیے بھیجا تھا، عبداللہ ابوطالب کے سگے بھائی تھے، اور ان کی عمر پچیس سال اور ایک قول کے مطابق تیس برس ہوئی، عبدالمطلب کا نام شیبۃ الحمد تھا، بعض کہتے ہیں ان کا نام عامر تھا، اپنے بڑے بیٹے حارث کے نام سے ان کی کنیت ابو الحارث تھی۔ ان کی والدہ کا نام سلمیٰ بنت عمرو بن زید تھا، نبی اکرم ﷺ آٹھ سال کے تھے جبکہ عبدالمطلب فوت ہوئے اور حجون میں دفن کئے گئے، ان کی عمر اسی سال تھی بعض کہتے ہیں کہ ایک سو دس سال عمر تھی۔

ہاشم کا نام عمرو تھا، یہ قحط کے زمانہ میں روٹیاں توڑ کر شوربے سے تر کر کے لوگوں کے لیے ثرید بنایا کرتے تھے اس لیے ہاشم نام رکھے گئے، اور ہشم کا معنیٰ توڑنا ہے، یہ عبد شمس کے جڑواں بھائی تھے، اور ان کے تیسرے سگے بھائی مطلب تھے اور چوتھے بھائی نوفل تھے، جو دیگر ماں سے تھے،

عبد مناف کا نام مغیرہ تھا، کنیت ابو عبد شمس تھی۔ ان کے حسن کی وجہ سے انہیں بطحاء کا چاند کہا جاتا تھا، قُصَیّ کا نام زید تھا یہ قاص کی تصغیر ہے، ان کو قصی اس لیے کہا جاتا تھا کہ یہ اپنی قوم سے دور ہو گئے تھے۔ اور اپنے اخیافی بھائی کے ساتھ بنو عذرہ میں رہتے تھے، یہ سردار تھے اور جھگڑوں کے فیصلے کرنے کے لیے دار الندوۃ انہوں نے بنایا تھا، فوت ہونے کے بعد حجون میں دفن کیے گئے۔

کلاب کا نام حکیم تھا، اور یہ شکار کرنے کے شیدائی تھے، اور عام طور پر شکاری کتوں کے ساتھ شکار کیا کرتے تھے اسی لیے انہیں کلاب کہا جاتا تھا، کلاب کاف کے کسرہ اور لام کی تخفیف کے ساتھ ہے۔ بعض کہتے ہیں یہ مکالَبَۃ سے ہے جس کا معنیٰ دشمنی کرنا ہے، عرب لوگ سِبَاع، أنمار اور کلاب جیسے نام رکھا کرتے تھے۔

مُرَّۃ، مرارۃ سے ہے، قوی کے معنی میں ہے۔

کَعْب، کعب القدم سے ہے اور اپنی قوم کی پردہ پوشی اور نرم مزاجی کی بنا پر نام رکھا گیا یا یہ کعب القناۃ سے ہے، قوم پر بلندی اور شرافت کی بنا پر ان کا نام کعب ہے۔

لؤیّ، لأیٰ بروزن عَصَا کی تصغیر ہے، جو کہ ڈھال یا بیل کے معنیٰ میں ہے، ان کی والدہ عاتکہ بنت مخلد بن نضر بن کنانہ تھی،

غالب، کی کنیت ابو تمیم تھی، ان کی والدہ لیلیٰ بنت حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ تھی۔

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۱، ص ۱۱۳

فِہر، فا کے کسرہ کے ساتھ۔ ملائم پتھر کو کہتے ہیں، ان کی کنیت ابو غالب تھی، ماں نے نام قریش رکھا، اور باپ نے فہر نام رکھا، علی بن کیسان نے کہا ہے کہ فہر، قریش کا باپ ہے۔

مالک کی کنیت ابوالحارث ہے، اور ان کی والدہ عاتکہ بنت غزوان ہے۔

نَضر، ان کے حسن وجمال اور چہرہ روشن ہونے کی وجہ سے ان کا نام نَضر رکھا گیا، سرخ سونے کو نضر کہتے ہیں، اپنے بیٹے "یخلد" کی وجہ سے ان کی کنیت ابو یخلد ہے۔

کنانة، چمڑے کے بنے ہوئے ترکش کو کہتے ہیں، ان کی کنیت ابو نضر والدہ کا نام عوانۃ بنت سعد ہے ابو عامر عدوانی کہتے ہیں، میں نے کنانۃ بنت خزیمہ کو دیکھا ہے یہ بلند مرتبہ بزرگ تھے ان کے علم وفضل کی وجہ سے عرب ان کا قصد کیا کرتے تھے۔

خزیمة، خزمۃ کی تصغیر ہے، اس درخت کو کہتے ہیں جس کے چھلکے سے رسیاں بنائی جاتی ہیں۔

مدركة کا نام عمرو ہے، ابن اسحاق نے عامر کہا ہے، اس کے بھائی کا نام طابخۃ ہے، یہ دونوں بھائی شکار کا گوشت پکا رہے تھے، اچانک ان کا ایک اونٹ بھاگ گیا، عامر اسے لینے کے لیے گئے اور اونٹ کو پالیا، دوسرا بھائی گوشت پکاتا رہا۔ اپنے باپ کے پاس یہ واقعہ ذکر کیا تو باپ نے عامر سے کہا "أنت مدركة" اور اس کے بھائی کے لیے کہا "أنت طابخة" اس لیے ان کا نام مدرکۃ اور طابخۃ مشہور ہو گیا۔

إلیاس، ان کا نام الیاس نبی کے موافق ہے، بعض کہتے ہیں الیاس لقب ہے اور نام الیاسین ہے۔

مُضر، دودھ سے بنی ہوئی چیز کو کہتے ہیں۔ رنگ سفید ہونے کی وجہ سے انہیں مضر کہتے ہیں۔

نزار، نون کی فتحہ کے ساتھ یا کسرہ کے ساتھ، نزر سے ہے جو تھوڑی چیز کے معنیٰ میں ہے، ان کی پیدائش پر ان کے باپ نے ان کی آنکھوں کے درمیان روشنی اور چمک دیکھی، جس پر باپ کو بہت خوشی ہوئی اس نے اونٹ ذبح کیا اور لوگوں کو کھانا کھلایا، اور کہا یہ سب اس بچے کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔

مَعَدّ میم اور عین کی فتحہ اور دال کی تشدید کے ساتھ، سخت ہونے کے معنیٰ میں، ان کی ماں کا نام مہدد تھا۔

عَدنان، عدن سے ہے جو بمعنیٰ أَقَامَ ہے اسی سے مَعْدن ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت آتی ہے کہ عدنان، معد، ربیعۃ اور مُضر، خزیمۃ اور اسد سب ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے، ایک روایت میں ہے۔ "لَا تسبوا مُضر وَلَا ربيعة فَإِنهُمَا كَانَا مُسلمين"[1]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب اس سے اوپر نہیں پہنچانا چاہیے، کیونکہ اس سے آگے معلوم نہیں ہے، قرآن کریم میں ہے۔ ﴿وَالَّذِينَ مِن بَعْدِهِمْ لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ﴾[2]

لہذا اس سے آگے آپ کا نسب بیان کرنے والا غلط بیانی کرے گا۔

---

[1] فتح الباری وعمدۃ القاری

[2] ابراھیم: ۹

۳۸۵۱: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: «أُنْزِلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ، فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً، ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَمَكَثَ بِهَا عَشْرَ سِنِينَ، ثُمَّ تُوُفِّيَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»

ہم سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے نضر نے بیان کیا، کہا ان سے ہشام نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی چالیس سال کی عمر ہوئی تو آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی، اس کے بعد آنحضرت ﷺ تیرہ سال مکہ مکرمہ میں رہے پھر آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم ہوا اور آپ ﷺ مدینہ منورہ ہجرت کر کے چلے گئے، وہاں دس سال رہے پھر آپ نے وفات پائی، اس حساب سے کل عمر شریف آپ کی تریسٹھ سال ہوتی ہے اور یہی صحیح ہے۔

۲۹۔ بَابُ مَا لَقِيَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ بِمَكَّةَ

باب: نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مکہ میں مشرکین کے ہاتھوں جن مشکلات کا سامنا کیا ان کا بیان۔



۳۸۵۲: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا بَيَانٌ وَإِسْمَاعِيلُ قَالَا سَمِعْنَا قَيْسًا يَقُولُ سَمِعْتُ خَبَّابًا يَقُولُ «أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً وَهُوَ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ لَقِينَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ شِدَّةً فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا تَدْعُو اللَّهَ فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهُ فَقَالَ «لَقَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ لَيُمْشَطُ بِمِشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ عِظَامِهِ مِنْ لَحْمٍ أَوْ عَصَبٍ مَا يَصْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ وَيُوضَعُ الْمِنْشَارُ عَلَى مَفْرِقِ رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ مَا يَصْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ وَلَيُتِمَّنَّ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ مَا يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ» زَادَ بَيَانٌ «وَالذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ»

ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے بیان بن بشر اور اسماعیل بن ابو خالد نے بیان کیا، کہا کہ ہم نے قیس بن ابو حازم سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے خباب بن ارت سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کعبہ کے سائے تلے چادر مبارک پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ ہم لوگ مشرکین سے انتہائی تکالیف اٹھا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ دعا کیوں نہیں فرماتے؟ اس پر آپ ﷺ سیدھے بیٹھ گئے۔ چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا اور فرمایا تم سے پہلے ایسے لوگ گذر چکے ہیں کہ لوہے کے کنگھوں کو ان کے گوشت اور پٹھوں سے گذار کر ان کی ہڈیوں تک پہنچا دیا گیا اور یہ معاملہ بھی انہیں ان



کے دین سے نہ پھیر سکا، کسی کے سر پر آرا رکھ کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے اور یہ بھی انہیں ان کے دین سے نہ پھیر سکا، اس دین اسلام کو تو اللہ تعالیٰ خود ہی ایک دن تمام وکمال تک پہنچائے گا کہ ایک سوار صنعاء سے حضرت موت تک (تنہا) جائے گا اور (راستے) میں اسے اللہ کے سوا اور کسی کا خوف تک نہ ہوگا۔ بیان نے اپنی روایت میں یہ زیادہ کیا کہ سوائے بھیڑیئے کے کہ اس سے اپنی بکریوں کے معاملہ میں اسے ڈر ہوگا۔

ان تکالیف اور شدتوں کا بیان جن کا نبی کریم علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کرام نے مشرکین مکہ سے سامنا کیا جیسا کہ اس حدیث میں وَقَدْ لَقِينَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ شِدَّةً سے ان تکلیفوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

٣٨٥٣: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ «قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجْمَ فَسَجَدَ فَمَا بَقِيَ أَحَدٌ إِلَّا سَجَدَ إِلَّا رَجُلٌ رَأَيْتُهُ أَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصًا فَرَفَعَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ وَقَالَ هَذَا يَكْفِينِي فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا».

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے اسود نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے سورہ نجم پڑھی اور سجدہ کیا اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ تمام لوگوں نے سجدہ کیا صرف ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ اپنے ہاتھ میں اس نے کنکریاں اٹھا کر اس پر اپنا سر رکھ دیا اور کہنے لگا کہ میرے لیے بس اتنا ہی کافی ہے۔ میں نے پھر اسے دیکھا کہ کفر کی حالت میں وہ قتل کیا گیا۔

شرح بخاری

اس رجل سے مراد امیہ بن خلف ہے جس نے سجدہ نہیں کیا بلکہ کنکریوں کی مٹھی لے کر اپنے ماتھے سے لگائی، اور کہا مجھے یہی کافی ہے، لہٰذا اس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا اور مسلمانوں کی مخالفت کی، اس طرح اس نے اہل اسلام کو تکلیف دی۔

قوله: فما بقي أحد إلا سجد ان کے نوجوان آپ کا کلام سن کر اور اس سے متاثر ہو کر مسلمانوں کے ساتھ سجدہ کرنے میں شامل ہو گئے، یہ خبر حبشہ تک پہنچ گئی کہ سجدہ کرنے والے مسلمان ہو گئے ہیں تو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے مسلمان واپس مکہ میں لوٹ آئے، یہاں آکر دیکھا تو مسلمانوں پر سختیاں پہلے سے بھی بڑھ چکی تھیں، لہٰذا وہ دوبارہ ہجرت کر گئے، اور یہ خبر بھی ان کی اذیت اور تکلیف کا باعث بنی۔



٣٨٥٤: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ جَاءَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ بِسَلَى جَزُورٍ فَقَذَفَهُ عَلَى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَام فَأَخَذَتْهُ مِنْ ظَهْرِهِ وَدَعَتْ عَلَى

مَنْ صَنَعَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «اللَّهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ أَوْ أُبَيَّ بْنَ خَلَفٍ» شُعْبَةُ الشَّاكُّ فَرَأَيْتُهُمْ قُتِلُوا يَوْمَ بَدْرٍ فَأُلْقُوا فِي بِئْرٍ غَيْرَ أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ أَوْ أُبَيٍّ تَقَطَّعَتْ أَوْصَالُهُ فَلَمْ يُلْقَ فِي الْبِئْرِ».

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے عمرو بن میمون نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (نماز پڑھتے ہوئے) سجدہ کی حالت میں تھے، قریش کے کچھ لوگ وہیں ارد گرد موجود تھے۔ اتنے میں عقبہ بن ابی معیط اونٹ کی اوجھڑی بچہ دان لایا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ مبارک پر اسے ڈال دیا۔ اس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر نہیں اٹھایا پھر فاطمہ آئیں اور گندگی کو پیٹھ مبارک سے ہٹایا اور جس نے ایسا کیا تھا اسے بد دعا دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے حق میں بد دعا کی کہ اے اللہ! قریش کی اس جماعت کو پکڑ لے۔ ابو جہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف یا (امیہ کے بجائے آپ نے بد دعا) ابی بن خلف (کے خلاف فرمائی) شبہ راوی حدیث شعبہ کو تھا۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں نے دیکھا کہ بدر کی لڑائی میں یہ سب لوگ قتل کر دیئے گئے اور ایک کنویں میں انہیں ڈال دیا گیا تھا سوائے امیہ یا ابی کے کہ اس کا ہر ایک جوڑ الگ الگ ہو گیا تھا اس لئے کنویں میں نہیں ڈالا جا سکا۔



۳۸۵۵: حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ أَوْ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ أَمَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبْزَى قَالَ سَلِ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ مَا أَمْرُهُمَا «وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ» «إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا» فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَمَّا أُنْزِلَتِ الَّتِي فِي الْفُرْقَانِ قَالَ مُشْرِكُو أَهْلِ مَكَّةَ فَقَدْ قَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ وَدَعَوْنَا مَعَ اللهِ إِلَهًا آخَرَ وَقَدْ أَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ فَأَنْزَلَ اللهُ «إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ» الْآيَةَ فَهَذِهِ لِأُولَئِكَ وَأَمَّا الَّتِي فِي النِّسَاءِ الرَّجُلُ إِذَا عَرَفَ الْإِسْلَامَ وَشَرَائِعَهُ ثُمَّ قَتَلَ فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ فَذَكَرْتُهُ لِمُجَاهِدٍ فَقَالَ إِلَّا مَنْ نَدِمَ»

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے، کہا مجھ سے سعید بن جبیر نے بیان کیا یا (منصور نے) اس طرح بیان کیا کہ مجھ سے حکم نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ مجھ سے عبد الرحمن بن ابزی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ان دونوں آیتوں کے متعلق پوچھو کہ ان میں مطابقت کس طرح پیدا کی جائے (ایک آیت ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ اور دوسری آیت ومن یقتل مؤمنا متعمدا) ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے میں نے پوچھا تو



انہوں نے بتلایا کہ جب سورۃ الفرقان کی آیت نازل ہوئی تو مشرکین مکہ نے کہا ہم نے تو ان جانوں کا بھی خون کیا ہے جن کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا تھا ہم اللہ کے سوا دوسرے معبودوں کی عبادت بھی کرتے رہے ہیں اور بدکاریوں کا بھی ہم نے ارتکاب کیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی "الا من تاب وآمن" (وہ لوگ اس حکم سے الگ ہیں جو توبہ کرلیں اور ایمان لائیں) تو یہ آیت ان کے حق میں نہیں ہے لیکن سورۃ النساء کی آیت اس شخص کے بارے میں ہے جو اسلام اور شرائع اسلام کے احکام جان کر بھی کسی کو قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے، میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس ارشاد کا ذکر مجاہد سے کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ لوگ اس حکم سے الگ ہیں جو توبہ کرلیں۔

قولہ "إلا من ندم" یہ لفظ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی نہیں ہے، ابن عباس کا مسلک یہ ہے کہ قتل کے جرم سے توبہ کرنے کا حکم ان لوگوں کے لیے ہے جو کافر ہوں اور کفر کی حالت میں قتل کریں پھر اسلام قبول کرلیں تو ان کی توبہ سے اسلام سے پہلے قتل جیسے جرائم معاف ہو جاتے ہیں، لیکن جو مسلمان اسلام کی حالت میں قتل کریں، تو ان کی توبہ قبول نہیں ہوتی، کیونکہ قرآن کریم میں ہے۔» وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا[1] اور جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے گا اس کی سزا جہنم ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے، اور اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

٣٨٥٦: حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَخْبِرْنِي بِأَشَدِّ شَيْءٍ صَنَعَهُ الْمُشْرِكُونَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي حِجْرِ الْكَعْبَةِ إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ خَنْقًا شَدِيدًا فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى أَخَذَ بِمَنْكِبِهِ وَدَفَعَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ» الْآيَةَ. تَابَعَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَقَالَ عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قِيلَ لِعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ»

ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا، کہا مجھ سے اوزاعی نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابراہیم تیمی نے بیان کیا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ مجھے مشرکین کے سب سے سخت ظلم کے

[1] النساء: ٩٣

متعلق بتاؤ جو مشرکین نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ حطیم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور ظالم اپنا کپڑا حضور اکرم ﷺ کی گردن مبارک میں پھنسا کر زور سے آپ ﷺ کا گلا گھونٹنے لگا اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے اور انہوں نے اس بد بخت کا کندھا پکڑ کر آنحضرت ﷺ کے پاس سے اسے ہٹا دیا اور کہا کیا تم لوگ ایک شخص کو صرف اس لئے مار ڈالنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے الآیۃ عیاش بن ولید کے ساتھ اس روایت کی متابعت ابن اسحاق نے کی (اور بیان کیا کہ) مجھ سے یحیٰی بن عروہ نے بیان کیا اور ان سے عروہ نے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور عبدہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا گیا اور محمد بن عمرو نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے، اس میں یوں ہے کہ مجھ سے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔

قولہ "إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ" مشرکوں کے چند بڑے مشرک ابو جہل، عقبہ، ولید جیسے جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ اس (محمد ﷺ) نے ہمیں تکلیف دی ہے، یہ ہمیں اور ہمارے بڑوں کو گمراہ کہتا ہے اور لات، عزیٰ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتا ہے، لہٰذا اس کا سدّباب ہونا چاہیے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے پاس آکر آپ سے اس بارہ میں گفتگو کی، آپ نے فرمایا کہ میں تو مشرکوں کو ذبح کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں، یہ سن کر سب چلے گئے، اور آپس میں کہنے لگے، تم عجیب لوگ ہو، جب تمہیں موقع ملتا ہے تو تم چھوڑ دیتے ہو کہنے لگے اب جب موقع ملے گا تو نہیں چھوڑیں گے، سب یکبار حملہ کر دیں گے، ان میں عقبہ بن ابی معیط آگے بڑھا اور آپ کے گلے میں کپڑا ڈال لیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ آپ کے ساتھی پر سختی کی جارہی ہے، وہ جلدی سے آئے، اور ان مشرکوں کو دھکیل کر آپ سے دور کیا تو انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو زدو کوب کرنا اور مارنا شروع کر دیا ان کے میڈیوں کے بال کھوئے گئے، وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے اور ان کے اقرباء بے ہوشی میں ان کو گھر لائے، جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو گھر والوں سے سوال کیا نبی کریم علیہ السلام کا کیا حال ہے؟

ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا مَن أشجعُ الناس لوگوں میں بڑا بہادر کون ہے؟ جواب دیا کہ میں تو دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو بدلہ لیتا ہوں، أشجعُ الناس ابو بکر[1] ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے بہادر ہیں اور اس پر انہوں نے مذکورہ واقعہ بیان کیا۔

٣٠۔ بَابُ إِسْلَامِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا بیان۔

٣٨٥٧: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حَمَّادٍ الْآمُلِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُجَالِدٍ عَنْ بَيَانٍ عَنْ وَبَرَةَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ قَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ رَأَيْتُ رَسُولَ

[1] محمد ﷺ ج ١ ص ٢٢٦، السیرۃ الحلبیہ ج ٢ ص ٢١٤، تفسیر المراغی ٢٤ / ١٤٤، الریاض النضرۃ ١ / ١٣٨

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا مَعَهُ إِلَّا خَمْسَةُ أَعْبُدٍ وَامْرَأَتَانِ وَأَبُو بَكْرٍ»

مجھ سے عبد اللہ بن حماد آملی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یحیٰ بن معین نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن مجالد نے بیان کیا، ان سے بیان نے، ان سے وبرہ نے ان سے ہمام بن حارث نے بیان کیا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں بھی دیکھا ہے جب آنحضرت ﷺ کے ساتھ پانچ غلام، دو عورتوں اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی (مسلمان) نہیں تھا۔

آپ کا نام عبد اللہ تھا ابو قحافہ حضرت عثمان کے بیٹے تھے آپ کا نسب نامہ ساتویں پشت میں نبی اکرم ﷺ سے مل جاتا ہے، ہر موقعہ پر بلکہ ہر غزوہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شریک رہے، آخر عمر میں مہندی کا خضاب کیا کرتے تھے، امت مسلمہ کے افضل ترین آدمی ہیں، مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں۔ جیسا کہ عورتوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والی حضرت خدیجہ الکبریٰ ہیں، اور بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

۳۱۔ بَابُ إِسْلَامِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا بیان۔

۳۸۵۸: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ «مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ فِيهِ وَلَقَدْ مَكُثْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَإِنِّي لَثُلُثُ الْإِسْلَامِ»

مجھ سے اسحاق بن ابراہیم مروزی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ابو اسامہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے ہاشم بن ہاشم نے بیان کیا، کہا کہ میں نے سعد بن مسیب سے سنا، کہا کہ میں نے ابو اسحاق سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جس دن میں اسلام لایا ہوں دوسرے لوگ بھی اسی دن اسلام لائے اور اسلام میں داخل ہونے والے تیسرے آدمی کی حیثیت سے مجھ پر سات دن گزرے۔

ان کا نام سعد اور باپ کا نام مالک بن وہیب تھا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ سے ہیں، سترہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا، تمام غزوات میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شریک رہے، مدینہ کے قریب مقام عتیق میں وفات پائی، کندھوں پر اٹھا کر انہیں مدینہ طیبہ لایا گیا، ۵۵ھ میں وفات ہوئی اور بقیع قبرستان میں دفن ہوئے۔

قولہ "مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ" حالانکہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے مسلمان ہو چکے تھے، ہو سکتا ہے کہ انہیں علم نہ ہو، یا اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد یہ پہلے مسلمان ہیں، کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو ثلث الاسلام کہا ہے، ایک نبی کریم علیہ السلام دوسرے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور تیسرے حضرت سعد رضی اللہ عنہ تھے۔

۳۲۔ بَابُ ذِكْرِ الْجِنِّ

باب: جنوں کا بیان۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى: ﴿قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ جن میں فرمایا اے نبی! آپ کہہ دیجئے میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن کو کان لگا کر سنا۔ لفظ جَنَّ علیہ اللیل سے مشتق ہے یعنی رات نے جب ان پر اندھیری پھیلائی۔ جن ایک ناری مخلوق ہے جو مادی آنکھوں سے پوشیدہ ہے اس میں نیک اور بد ہر قسم کے ہوتے ہیں۔ بنی آدم کو یہ نظر نہیں آتے اسی لئے لفظ جن سے موسوم ہوئے۔ قرآن مجید میں سورۂ جن اسی قوم کے نیک جنوں سے متعلق ہے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن شریف سنا اور اسلام قبول کر لیا تھا جنات انسانی شکل میں بھی ظاہر ہو سکتے ہیں۔

۳۸۵۹- حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ مَعْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ «سَأَلْتُ مَسْرُوقًا مَنْ آذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِنِّ لَيْلَةَ اسْتَمَعُوا الْقُرْآنَ فَقَالَ حَدَّثَنِي أَبُوكَ يَعْنِي عَبْدَ اللّٰهِ أَنَّهُ آذَنَتْ بِهِمْ شَجَرَةٌ»

مجھ سے عبید اللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے مسعر نے بیان کیا، ان سے معن بن عبد الرحمن نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے مسروق سے پوچھا کہ جس رات میں جنوں نے قرآن مجید سنا تھا اس کی خبر نبی کریم ﷺ کو کس نے دی تھی؟ مسروق نے کہا کہ مجھ سے تمہارے والد عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کو جنوں کی خبر ایک ببول کے درخت نے دی تھی۔



کتاب بدء الخلق، میں جنوں کے بارہ میں گفتگو ہو چکی ہے،

قولہ "نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ" یہ نصیبین کے جن تھے جو کہ نو تھے، نصیبین جزیرہ کا شہر ہے، یہ جن یہودی تھے یا مشرک تھے، بعض نے کہا ہے کہ سات تھے اور ان کا تعلق یمن سے تھا۔

قولہ "حَدَّثَنِي أَبُوكَ" یعنی مسروق بن اجدع نے عبد الرحمٰن سے کہا مجھے تیرے باپ عبد اللہ بن مسعود نے بتایا ہے، کہ نبی کریم علیہ السلام کو جنوں کی آمد کے بارہ میں درخت نے خبر دی تھی یعنی درخت سے جنوں کے آنے کے آثار نظر آتے تھے۔

۳۸۶۰: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَدِّي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ «أَنَّهُ كَانَ يَحْمِلُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِدَاوَةً لِوَضُوئِهِ وَحَاجَتِهِ فَبَيْنَمَا هُوَ يَتْبَعُهُ بِهَا فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقَالَ أَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالَ «ابْغِنِي أَحْجَارًا أَسْتَنْفِضْ بِهَا وَلَا تَأْتِنِي بِعَظْمٍ وَلَا بِرَوْثَةٍ» فَأَتَيْتُهُ بِأَحْجَارٍ أَحْمِلُهَا فِي طَرَفِ ثَوْبِي حَتَّى وَضَعْتُهَا إِلَى جَنْبِهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مَشَيْتُ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْعَظْمِ وَالرَّوْثَةِ



قَالَ «هُمَا مِنْ طَعَامِ الْجِنِّ وَإِنَّهُ أَتَانِي وَفْدُ جِنِّ نَصِيبِينَ وَنِعْمَ الْجِنُّ فَسَأَلُونِي الزَّادَ فَدَعَوْتُ اللَّهَ لَهُمْ أَنْ لَا يَمُرُّوا بِعَظْمٍ وَلَا بِرَوْثَةٍ إِلَّا وَجَدُوا عَلَيْهَا طَعَامًا»

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے میرے دادا نے خبر دی اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو اور قضاء حاجت کے لئے (پانی کا) ایک برتن لئے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون صاحب ہیں؟ بتایا کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ استنجے کے لئے چند پتھر تلاش کر لاؤ اور ہاں ہڈی اور لید نہ لانا۔ تو میں پتھر لے کر حاضر ہوا۔ میں انہیں اپنے کپڑے میں رکھے ہوئے تھا اور لا کر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب اسے رکھ دیا اور وہاں سے واپس چلا آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب قضاء حاجت سے فارغ ہو گئے تو میں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ ہڈی اور گوبر میں کیا بات ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس لئے کہ وہ جنوں کی خوراک ہیں۔ میرے پاس نصیبین کے جنوں کا ایک وفد آیا تھا اور کیا ہی اچھے وہ جن تھے۔ تو انہوں نے مجھ سے توشہ مانگا میں نے ان کے لئے اللہ سے یہ دعا کی کہ جب بھی ہڈی یا گوبر پر ان کی نظر پڑے تو ان کے لئے اس چیز سے کھانا ملے۔

قولہ "اِبْغِنِي" یہ ثلاثی مجرد باب ضرب سے امر کا صیغہ ہے، طلب کرنے کے معنیٰ میں ہے، ہو سکتا ہے باب افعال سے امر کا صیغہ ہو، أَبْغِنِي، یعنی کسی چیز کے طلب کرنے میں اعانت کرنا۔

قولہ "هُمَا مِنْ طَعَامِ الْجِنِّ" یعنی ہڈی اور گوبر جنوں کی خوراک ہے[1]۔

٣٣۔ بَابُ إِسْلَامِ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

باب: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ۔

٣٨٦١: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَخِيهِ ارْكَبْ إِلَى هَذَا الْوَادِي فَاعْلَمْ لِي عِلْمَ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ يَأْتِيهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ وَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ ثُمَّ ائْتِنِي فَانْطَلَقَ الْأَخُ حَتَّى قَدِمَهُ وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ

[1] جنوں کے کھانے پینے کے بارہ میں تین اقوال ہیں، ا۔ ایک قول یہ ہے کہ تمام جن نہ کھاتے ہیں اور نہ پیتے ہیں، لیکن یہ قول ناقابل اعتبار ہے۔ ۲۔ دوسرا قول یہ ہے کہ جنوں کی ایک قسم ایسی ہے، جو کھاتے پیتے ہیں، دوسری قسم وہ ہے جو نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں، جیسا کہ وہب بن منبہ کا قول ہے کہ خالص جن ہوائی ہیں جو کھاتے پیتے نہیں اور نہ نکاح کرتے ہیں، اور کئی قسمیں جنوں کی ایسی ہیں جو کھاتے پیتے اور نکاح کرتے ہیں اور ان کی اولاد بھی ہوتی ہے۔ ۳۔ تیسرا قول یہ ہے کہ تمام جن کھاتے پیتے ہیں، اور ان کے کھانے پینے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ان کا کھانا سونگھنا ہے چبانا نہیں، دوسرا قول یہ ہے کہ وہ چبا کر کھاتے ہیں اور نگلتے ہیں، یہی قول راجح ہے۔ (آکام المرجان فی احکام الجان، ص ۲۸)

ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَبِي ذَرٍّ فَقَالَ لَهُ رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ وَكَلَامًا مَا هُوَ بِالشِّعْرِ فَقَالَ مَا شَفَيْتَنِي مِمَّا أَرَدْتُ فَتَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنَّةً لَهُ فِيهَا مَاءٌ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَعْرِفُهُ وَكَرِهَ أَنْ يَسْأَلَ عَنْهُ حَتَّى أَدْرَكَهُ بَعْضُ اللَّيْلِ فَاضْطَجَعَ فَرَآهُ عَلِيٌّ فَعَرَفَ أَنَّهُ غَرِيبٌ فَلَمَّا رَآهُ تَبِعَهُ فَلَمْ يَسْأَلْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَصْبَحَ ثُمَّ احْتَمَلَ قِرْبَتَهُ وَزَادَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَظَلَّ ذَلِكَ الْيَوْمَ وَلَا يَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَمْسَى فَعَادَ إِلَى مَضْجَعِهِ فَمَرَّ بِهِ عَلِيٌّ فَقَالَ أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ أَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَهُ فَأَقَامَهُ فَذَهَبَ بِهِ مَعَهُ لَا يَسْأَلُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ فَعَادَ عَلِيٌّ عَلَى مِثْلِ ذَلِكَ فَأَقَامَ مَعَهُ ثُمَّ قَالَ أَلَا تُحَدِّثُنِي مَا الَّذِي أَقْدَمَكَ قَالَ إِنْ أَعْطَيْتَنِي عَهْدًا وَمِيثَاقًا لَتُرْشِدَنِّي فَعَلْتُ فَفَعَلَ فَأَخْبَرَهُ قَالَ فَإِنَّهُ حَقٌّ وَهُوَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَاتْبَعْنِي فَإِنِّي إِنْ رَأَيْتُ شَيْئًا أَخَافُ عَلَيْكَ قُمْتُ كَأَنِّي أُرِيقُ الْمَاءَ فَإِنْ مَضَيْتُ فَاتْبَعْنِي حَتَّى تَدْخُلَ مَدْخَلِي فَفَعَلَ فَانْطَلَقَ يَقْفُوهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَخَلَ مَعَهُ فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ وَأَسْلَمَ مَكَانَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «ارْجِعْ إِلَى قَوْمِكَ فَأَخْبِرْهُمْ حَتَّى يَأْتِيَكَ أَمْرِي» قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوهُ حَتَّى أَضْجَعُوهُ وَأَتَى الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ قَالَ وَيْلَكُمْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ مِنْ غِفَارٍ وَأَنَّ طَرِيقَ تِجَارِكُمْ إِلَى الشَّأْمِ فَأَنْقَذَهُ مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ لِمِثْلِهَا فَضَرَبُوهُ وَثَارُوا إِلَيْهِ فَأَكَبَّ الْعَبَّاسُ عَلَيْهِ»

مجھ سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرحمن بن مہدی نے، کہا ہم سے مثنیٰ نے، ان سے ابوجمرہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ابو ذر کو رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے بھائی انیس سے کہا مکہ جانے کے لئے سواری تیار کر اور اس شخص کے متعلق جو نبی ہونے کا مدعی ہے اور کہتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے۔ میرے لئے خبریں حاصل کر کے لا۔ اس کی باتوں کو خود غور سے سننا اور پھر میرے پاس آنا۔ ان کے بھائی وہاں سے چلے اور مکہ حاضر ہو کر آنحضرت ﷺ کی باتیں خود سنیں پھر واپس ہو کر انہوں نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ میں نے انہیں خود دیکھا ہے، وہ اچھے اخلاق کا لوگوں کو حکم کرتے ہیں اور میں نے ان سے جو کلام سنا وہ شعر نہیں ہے۔ اس پر ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا جس مقصد کے لئے میں نے تمہیں بھیجا تھا مجھے اس پر پوری طرح تشفی نہیں ہوئی، آخر انہوں نے خود توشہ باندھا، پانی سے بھرا ہوا ایک پرانا مشکیزہ ساتھ لیا اور مکہ آئے، مسجد الحرام میں حاضری دی اور یہاں نبی کریم ﷺ کو تلاش کیا۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کو پہچانتے نہیں تھے

اور کسی سے آپ ﷺ کے متعلق پوچھنا بھی مناسب نہیں سمجھا، کچھ رات گزر گئی کہ وہ لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو اس حالت میں دیکھا اور سمجھ گئے کہ کوئی مسافر ہے، علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ میرے گھر پر چل کر آرام کیجئے۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چلے گئے لیکن کسی نے ایک دوسرے کے بارے میں بات نہیں کی۔ جب صبح ہوئی تو ابو ذر رضی اللہ عنہ نے اپنا مشکیزہ اور توشہ اٹھایا اور مسجد الحرام میں آگئے۔ یہ دن بھی یونہی گزر گیا اور وہ نبی کریم ﷺ کو نہ دیکھ سکے۔ شام ہوئی تو سونے کی تیاری کرنے لگے۔ علی رضی اللہ عنہ پھر وہاں سے گزرے اور سمجھ گئے کہ ابھی اپنے ٹھکانے جانے کا وقت اس شخص پر نہیں آیا، وہ انہیں وہاں سے پھر اپنے ساتھ لے آئے اور آج بھی کسی نے ایک دوسرے سے بات چیت نہیں کی، تیسرا دن جب ہوا اور علی رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ یہی کام کیا اور اپنے ساتھ لے گئے تو ان سے پوچھا کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ یہاں آنے کا باعث کیا ہے؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم مجھ سے پختہ وعدہ کرلو کہ میری راہ نمائی کروگے تو میں تم کو سب کچھ بتادوں گا۔ علی رضی اللہ عنہ نے وعدہ کرلیا تو انہوں نے اپنے خیالات کی خبر دی۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلاشبہ وہ حق پر ہیں اور اللہ کے سچے رسول ہیں اچھا صبح کو تم میرے پیچھے پیچھے میرے ساتھ چلنا۔ اگر میں (راستے میں) کوئی ایسی بات دیکھوں گا جس سے مجھے تمہارے بارے میں خطرہ ہو تو میں کھڑا ہو جاؤں گا۔ (کسی دیوار کے قریب) گویا مجھے پیشاب کرنا ہے، اس وقت تم میرا انتظار نہ کرنا اور جب میں پھر چلنے لگوں تو میرے پیچھے آجانا تاکہ کوئی سمجھ نہ سکے کہ یہ دونوں ساتھ ہیں اور اس طرح جس گھر میں، میں داخل ہوں تم بھی داخل ہوجانا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور پیچھے پیچھے چلے تاآنکہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے، آپ کی باتیں سنیں اور وہیں اسلام لے آئے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا اب اپنی قوم غفار میں واپس جاؤ اور انہیں میرا حال بتاؤ تاآنکہ جب ہمارے غلبہ کا علم تم کو ہوجائے (تو پھر ہمارے پاس آجانا) ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ان قریشیوں کے مجمع میں پکار کر کلمۂ توحید کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے یہاں سے واپس وہ مسجد حرام میں آئے اور بلند آواز سے کہا کہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں"۔ یہ سنتے ہی سارا مجمع ان پر ٹوٹ پڑا اور انہیں اتنا مارا کہ زمین پر لٹا دیا اتنے میں عباس رضی اللہ عنہ آگئے اور ابو ذر رضی اللہ عنہ کے اوپر اپنے کو ڈال کر قریش سے کہا افسوس کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ شخص قبیلہ غفار سے ہے اور شام جانے والے تمہارے تاجروں کا راستہ ادھر ہی سے پڑتا ہے اس طرح سے ان سے ان کو بچایا۔ پھر ابوذر رضی اللہ عنہ دوسرے دن مسجد الحرام میں آئے اور اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ قوم پھر بری طرح ان پر ٹوٹ پڑی اور مارنے لگی اس دن بھی عباس ان پر اوندھے پڑ گئے۔

۳۴۔ بَابُ إِسْلَامِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب: سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا۔

۳۸۶۲: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ يَقُولُ وَاللهِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنَّ عُمَرَ لَمُوثِقِي عَلَى الْإِسْلَامِ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عُمَرُ وَلَوْ أَنَّ أُحُدًا ارْفَضَّ لِلَّذِي صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ»

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، ان سے قیس نے بیان کیا کہ میں نے کوفہ کی مسجد میں سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ ایک وقت تھا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے سے پہلے مجھے اس وجہ سے باندھ رکھا تھا کہ میں نے اسلام کیوں قبول کیا لیکن تم لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اس کی وجہ سے اگر احد پہاڑ بھی اپنی جگہ سے سرک جائے تو اسے ایسا کرنا ہی چاہئے۔

سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں، یہ حضرت عمر بن خطاب کے چچا کے بیٹے تھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بہن ام جمیل فاطمہ بنت خطاب سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، ان کے والد زید بعثت نبوی سے پہلے دین ابراہیم علیہ السلام پر تھے، ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے، اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں بناتے تھے، اور خانہ کعبہ کی طرف اپنی موت تک نماز پڑھتے رہے،

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بہن اور ان کے بہنوئی دونوں مسلمان ہو گئے، حضرت عمر نے حضرت سعید کو سخت مارا، بہن اپنے خاوند کو چھڑانے آئی تو انہیں بھی طمانچہ مار دیا، ان کا چہرہ خون آلود کر دیا، ان کی ثابت قدمی دیکھ کر متاثر ہوئے اور ان سے قرآن سنانے کا مطالبہ کیا، قرآن سن کر نرم ہو گئے، غسل کر کے خود قرآن پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔

شرح بخاری

۳۵۔ بَابُ إِسْلَامِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ۔

۳۸۶۳: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ «مَا زِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ»

مجھ سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں اسماعیل بن ابی خالد نے، انہیں قیس بن ابی حازم نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد ہم لوگ ہمیشہ عزت سے رہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اہل اسلام کے خلیفہ ثانی تھے، نبوت کے پانچویں یا چھٹے سال اسلام قبول کیا، اور ان کے اسلام قبول کرنے سے مسلمان باعزت زندگی گزارنے لگے، اسی لیے ان کا لقب "فاروق" ہے، آپ گورے رنگ کے تھے چہرہ سرخی مائل تھا، لمبے قد کے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے، ساڑے دس سال تک مسلمانوں کے خلیفہ رہے، چار دن بیمار رہ کر یکم محرم ۲۵ھ کو وفات پائی۔ آپ کی عمر تریسٹھ برس تھی، نماز جنازہ حضرت

صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی، اور دفن ہونے کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جگہ ملی۔

٣٨٦٤: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ فَأَخْبَرَنِي جَدِّي زَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ «بَيْنَمَا هُوَ فِي الدَّارِ خَائِفًا إِذْ جَاءَهُ الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ السَّهْمِيُّ أَبُو عَمْرٍو عَلَيْهِ حُلَّةُ حِبَرَةٍ وَقَمِيصٌ مَكْفُوفٌ بِحَرِيرٍ وَهُوَ مِنْ بَنِي سَهْمٍ وَهُمْ حُلَفَاؤُنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ لَهُ مَا بَالُكَ قَالَ زَعَمَ قَوْمُكَ أَنَّهُمْ سَيَقْتُلُونِي إِنْ أَسْلَمْتُ قَالَ لَا سَبِيلَ إِلَيْكَ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا أَمِنْتُ فَخَرَجَ الْعَاصُ فَلَقِيَ النَّاسَ قَدْ سَالَ بِهِمُ الْوَادِي فَقَالَ أَيْنَ تُرِيدُونَ فَقَالُوا نُرِيدُ هَذَا ابْنَ الْخَطَّابِ الَّذِي صَبَا قَالَ لَا سَبِيلَ إِلَيْهِ فَكَرَّ النَّاسُ»

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمر بن محمد نے بیان کیا، کہا مجھ کو میرے دادا زید بن عبد اللہ بن عمرو نے خبر دی، ان سے ان کے والد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (اسلام لانے کے بعد قریش سے) ڈرے ہوئے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ابو عمرو عاص بن وائل سہمی اندر آیا، ایک دھاری دار چادر اور ریشمی کرتہ پہنے ہوئے تھا وہ قبیلہ بنو سہم سے تھا جو زمانہ جاہلیت میں ہمارے حلیف تھے، عاص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کیا بات ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہاری قوم بنو سہم والے کہتے ہیں کہ اگر میں مسلمان ہوا تو وہ مجھ کو مار ڈالیں گے۔ عاص نے کہا "تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا" جب عاص نے یہ کلمہ کہہ دیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں بھی اپنے کو امان میں سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد عاص باہر نکلا تو دیکھا کہ میدان لوگوں سے بھر گیا ہے۔ عاص نے پوچھا کدھر کا رخ ہے؟ لوگوں نے کہا ہم ابن خطاب کی خبر لینے جاتے ہیں جو بے دین ہو گیا ہے۔ عاص نے کہا اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، یہ سنتے ہی لوگ لوٹ گئے۔

قولہ "بَيْنَمَا هُوَ فِي الدَّارِ خَائِفًا" اس دوران کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں خوفزدہ تھے، اس وقت ان کے پاس ابو عمرو عاص بن وائل سہمی آیا، جو ایک دھاری دار چادر اور ریشمی کرتہ پہنے ہوئے تھا، اور یہ بنو سہم قبیلے سے تھا۔

قولہ "بَعْدَ أَنْ قَالَهَا أَمِنْتُ" یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عاص بن وائل کے یہ کہنے کے بعد میں امن میں ہو گیا۔

قولہ "قَدْ سَالَ بِهِمُ الْوَادِي" وادی مکہ مراد ہے یعنی مکہ کا میدان لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔

قولہ "لَا سَبِيلَ إِلَيْهِ" یعنی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، تو لوگ واپس لوٹ گئے۔

قولہ "هَذَا ابْنُ الْخَطَّابِ الَّذِي صَبَا" اسی کا ترجمہ باب سے تعلق ہے کیونکہ وہ لوگ اسلام قبول کرنے والے کو صابی کہا کرتے تھے۔

٣٨٦٥: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُهُ قَالَ قَالَ عَبْدُ

اللّٰہِبْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُمَا«لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عِنْدَ دَارِهِ وَقَالُوا صَبَا عُمَرُ وَأَنَا غُلَامٌ فَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِي فَجَاءَ رَجُلٌ عَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْ دِيبَاجٍ فَقَالَ قَدْ صَبَا عُمَرُ فَمَا ذَاكَ فَأَنَالَهُ جَارٌ قَالَ فَرَأَيْتُ النَّاسَ تَصَدَّعُوا عَنْهُ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا الْعَاصِ بْنُ وَائِلٍ»

ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عمرو بن دینار سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو لوگ ان کے گھر کے قریب جمع ہوگئے اور کہنے لگے کہ عمر بے دین ہوگیا ہے، میں ان دنوں بچہ تھا اور اس وقت اپنے گھر کی چھت پر چڑھا ہوا تھا۔ اچانک ایک شخص آیا جو ریشم کی قبا پہنے ہوئے تھا، اس شخص نے لوگوں سے کہا ٹھیک ہے عمر بے دین ہوگیا لیکن یہ مجمع کیسا ہے ؟ دیکھو میں عمر کو پناہ دے چکا ہوں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ اس کی یہ بات سنتے ہی لوگ الگ الگ ہوگئے۔ میں نے پوچھا یہ کون صاحب تھے ؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ عاص بن وائل ہیں۔

قولہ "سَمِعْتُهُ قَالَ" اس کا قائل سفیان بن عیینہ ہے، سفیان کہتا ہے میں نے عمرو بن دینار سے سنا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو لوگ ان کے گھر کے پاس اکٹھے ہوگئے اور کہنے لگے، عمر صابی بن گیا ہے۔

قولہ "وَأَنَا غُلَامٌ" یہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور یہ اس وقت پانچ سال کے تھے۔

قولہ "الْعَاصِ بْنُ وَائِلٍ" اس نے اسلام کا زمانہ پایا ہے لیکن اسلام قبول نہیں کیا۔

٣٨٦٦: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ أَنَّ سَالِمًا حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِبْنِ عُمَرَ قَالَ«مَا سَمِعْتُ عُمَرَ لِشَيْءٍ قَطُّ يَقُولُ إِنِّي لَأَظُنُّهُ كَذَا إِلَّا كَانَ كَمَا يَظُنُّ بَيْنَمَا عُمَرُ جَالِسٌ إِذْ مَرَّ بِهِ رَجُلٌ جَمِيلٌ فَقَالَ لَقَدْ أَخْطَأَ ظَنِّي أَوْ إِنَّ هَذَا عَلَى دِينِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَوْ لَقَدْ كَانَ كَاهِنَهُمْ عَلَيَّ الرَّجُلَ فَدُعِيَ لَهُ فَقَالَ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ اسْتُقْبِلَ بِهِ رَجُلٌ مُسْلِمٌ قَالَ فَإِنِّي أَعْزِمُ عَلَيْكَ إِلَّا مَا أَخْبَرْتَنِي قَالَ كُنْتُ كَاهِنَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ فَمَا أَعْجَبُ مَا جَاءَتْكَ بِهِ جِنِّيَّتُكَ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا يَوْمًا فِي السُّوقِ جَاءَتْنِي أَعْرِفُ فِيهَا الْفَزَعَ فَقَالَتْ أَلَمْ تَرَ الْجِنَّ وَإِبْلَاسَهَا وَيَأْسَهَا مِنْ بَعْدِ إِنْكَاسِهَا وَلُحُوقَهَا بِالْقِلَاصِ وَأَحْلَاسِهَا قَالَ عُمَرُ صَدَقَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ عِنْدَ آلِهَتِهِمْ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ بِعِجْلٍ فَذَبَحَهُ فَصَرَخَ بِهِ صَارِخٌ لَمْ أَسْمَعْ صَارِخًا قَطُّ أَشَدَّ صَوْتًا مِنْهُ يَقُولُ يَا جَلِيحْ أَمْرٌ نَجِيحْ رَجُلٌ فَصِيحْ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہُ كَلِمَةً فَوَثَبَ الْقَوْمُ قُلْتُ لَا أَبْرَحُ حَتَّى أَعْلَمَ مَا وَرَاءَ هَذَا ثُمَّ نَادَى يَا جَلِيحْ أَمْرٌ نَجِيحْ رَجُلٌ فَصِيحْ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہُ فَقُمْتُ فَمَا نَشِبْنَا أَنْ قِيلَ هَذَا نَبِيٌّ»

ہم سے یحیٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمرو بن محمد بن زید نے بیان کیا، ان سے سالم نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی چیز کے متعلق کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ اس طرح ہے تو وہ اسی طرح ہوئی جیسا وہ اس کے متعلق اپنا خیال ظاہر کرتے تھے۔ ایک دن وہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک خوبصورت شخص وہاں سے گزرا۔ انہوں نے کہا یا تو میرا گمان غلط ہے یا یہ شخص اپنے جاہلیت کے دین پر اب بھی قائم ہے یا یہ زمانہ جاہلیت میں اپنی قوم کا کاہن رہا ہے۔ اس شخص کو میرے پاس بلاؤ۔ وہ شخص بلایا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے سامنے بھی یہی بات دہرائی۔ اس پر اس نے کہا میں نے تو آج کے دن کا سا معاملہ کبھی نہیں دیکھا جو کسی مسلمان کو پیش آیا ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا لیکن میں تمہارے لئے ضروری قرار دیتا ہوں کہ تم مجھے اس سلسلے میں بتاؤ۔ اس نے اقرار کیا کہ زمانہ جاہلیت میں میں اپنی قوم کا کاہن تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا غیب کی جو خبریں تمہاری جنیہ تمہارے پاس لاتی تھی، اس کی سب سے حیرت انگیز کوئی بات سناؤ؟ شخص مذکور نے کہا کہ ایک دن میں بازار میں تھا کہ جنیہ میرے پاس آئی۔ میں نے دیکھا کہ وہ گھبرائی ہوئی ہے، پھر اس نے کہا جنوں کے متعلق تمہیں معلوم نہیں۔ جب سے انہیں آسمانی خبروں سے روک دیا گیا ہے وہ کس درجہ ڈرے ہوئے ہیں، مایوس ہو رہے ہیں اور اونٹنیوں کے پالان کی کملیوں سے مل گئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے سچ کہا۔ ایک مرتبہ میں بھی ان دنوں بتوں کے قریب سویا ہوا تھا۔ ایک شخص ایک بچھڑا لایا اور اس نے بت پر اسے ذبح کر دیا اس کے اندر سے اس قدر زور کی آواز نکلی کہ میں نے ایسی شدید چیخ کبھی نہیں سنی تھی۔ اس نے کہا اے دشمن! ایک بات بتلاتا ہوں جس سے مراد مل جائے ایک فصیح خوش بیان شخص یوں کہتا ہے لا الہ الا اللہ یہ سنتے ہی تمام لوگ (جو وہاں موجود تھے) چونک پڑے (چل دیئے) میں نے کہا میں تو نہیں جاؤں گا، دیکھوں اس کے بعد کیا ہوتا ہے۔ پھر یہی آواز آئی ارے دشمن تجھ کو ایک بات بتلاتا ہوں جس سے مراد بر آئے ایک فصیح شخص یوں کہہ رہا ہے لا الہ الا اللہ۔ اس وقت میں کھڑا ہوا اور ابھی کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ لوگ کہنے لگے یہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے سچے رسول ہیں۔

شرح بخاری

قولہ "مَاسَمِعْتُ عُمَرَ لِشَيْءٍ" عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جب بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی چیز کے متعلق کہا کہ میرے خیال میں یہ چیز اس طرح ہے، تو وہ چیز اسی طرح ہی ہوتی تھی کیونکہ وہ محدثین یعنی مُلہمین میں سے تھے جن کے دل میں کوئی خیر ڈالی جاتی اور وہ اپنی فراست سے اس کی خبر دیتے۔

قولہ "إِذْ مَرَّ بِهِ رَجُلٌ جَمِيلٌ" یہ سواد بن قارب دوسی تھا، یہ جاہلیت میں کاہن اور شاعر تھا، پھر مسلمان ہو گیا۔

قولہ "فَمَا أَعْجَبُ مَا جَاءَتْكَ" سواد نے کہا میں جاہلیت میں اپنی قوم کا کاہن تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ تمہاری جنیہ جو خبریں لاتی ہے ان میں سے اس کی کوئی حیرت انگیز خبر سناؤ۔

قولہ "ألم تر الجن" یعنی کیا تمہیں جنوں کے متعلق معلوم نہیں ہے کہ جب سے انہیں آسمانی خبریں سننے سے روک دیا گیا ہے، وہ متحیر اور مایوس ہیں اور اونٹنیوں اور ان کے کجاووں کے نیچے رکھے جانے والے ٹاٹوں کے ساتھ مل گئے ہیں، اور اس سے مراد یہ ہے کہ وہ آبادیوں سے باہر چلے گئے ہیں۔

قولہ "عِنْدَ آلِهَتِهِمْ" اس سے مراد ان کے بت ہیں۔

قولہ "يَا جَلِيحْ" یعنی اے دشمن، ایک بات بتلاتا ہوں جس سے مراد حاصل ہو جائے وہ یہ کہ ایک فصیح شخص کہتا ہے اللہ تعالیٰ کی علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ اس وقت جن ایسی باتیں کیا کرتے تھے، اس کے بعد زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ لوگ کہنے لگے کہ یہ (حضرت محمد ﷺ) نبی برحق ہیں۔

اس حدیث میں ذکر ہونے والا واقعہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا سبب بنا ہے۔

٣٨٦٧: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ لِلْقَوْمِ لَوْ رَأَيْتُنِي مُوثِقِي عُمَرُ عَلَى الْإِسْلَامِ أَنَا وَأُخْتُهُ وَمَا أَسْلَمَ وَلَوْ أَنَّ أُحُدًا انْقَضَّ لِمَا صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ مَحْقُوقًا أَنْ يَنْقَضَّ»

مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے قیس نے، کہا کہ میں نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا ایک وقت تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ جب اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے تو مجھے اور اپنی بہن کو اس لئے باندھ رکھا تھا کہ ہم اسلام کیوں لائے، اور آج تم نے جو کچھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ برتاؤ کیا ہے، اگر اس پر احد پہاڑ بھی اپنی جگہ سے سرک جائے تو اسے ایسا ہی کرنا چاہیے۔

قولہ "لَوْ رَأَيْتُنِي" حضرت سعید بن زید اور ان کی بیوی کا واقعہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا سبب بنا ہے، اس لیے اس حدیث کو "باب اسلام عمر" کے تحت لائے ہیں۔

شرح بخاری

406

٣٦۔ بَابُ انْشِقَاقِ الْقَمَرِ

باب: چاند کے پھٹ جانے کا بیان۔

شق القمر کا بیان پہلے بھی گزر چکا ہے کہ یہ آنحضرت ﷺ کا ایک بہت بڑا معجزہ تھا گو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے واقعہ خود نہیں دیکھا دوسرے صحابی سے سنا مگر صحابی کی مرسل بالاتفاق مقبول ہے۔

٣٨٦٨: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ «أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ حَتَّى رَأَوْا حِرَاءً بَيْنَهُمَا»

مجھ سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کفار مکہ

نے رسول اللہ ﷺ سے کسی نشانی کا مطالبہ کیا تو آنحضرت ﷺ نے چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے حرا پہاڑ کو ان دونوں ٹکڑوں کے بیچ میں دیکھا۔

قولہ "أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ" اہل مکہ نے یہ سوال منیٰ میں کیا تھا، کیونکہ وہ حج کرنے کے لیے منیٰ میں جایا کرتے تھے اس کے بعد آنے والی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود کی حدیث میں منیٰ کا ذکر ہے۔

۳۸۶۹: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى فَقَالَ «اشْهَدُوا» وَذَهَبَتْ فِرْقَةٌ نَحْوَ الْجَبَلِ وَقَالَ أَبُو الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ «انْشَقَّ بِمَكَّةَ» وَتَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ محمد بن میمون نے، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے ابو معمر نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جس وقت چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تو ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ منیٰ کے میدان میں موجود تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ لوگو! گواہ رہنا، اور چاند کا ایک ٹکڑا دوسرے سے الگ ہو کر پہاڑ کی طرف چلا گیا تھا اور ابوالضحیٰ نے بیان کیا، ان سے مسروق نے، ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ شق قمر کا معجزہ مکہ میں پیش آیا تھا۔ ابراہیم نخعی کے ساتھ اس کی متابعت محمد بن مسلم نے کی ہے، ان سے ابونجیح نے بیان کیا، ان سے مجاہد نے، ان سے ابو معمر نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے۔

قولہ "وَذَهَبَتْ فِرْقَةٌ نَحْوَ الْجَبَلِ" یعنی چاند کا ایک ٹکڑا جبل حراء کی طرف جا گرا، اور دوسرا ٹکڑا اپنی جگہ پر رہا، لیکن اس سے قبل حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جبل حراء چاند کے دو ٹکروں کے درمیان تھا اور وہ یوں کہ جب ایک ٹکڑا جبل حراء کی دوسری طرف ہو اور ایک ٹکڑا اپنی جگہ پر ہو تو جبل حراء دونوں ٹکڑوں کے درمیان ہی ہوگا، یا دونوں ٹکڑے جبل حراء کے دائیں، اور بائیں گرے ہوں گے۔

۳۸۷۰: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا «أَنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ عَلَى زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»

ہم سے عثمان بن صالح نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے بکر بن مضر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا، ان سے عراک بن مالک نے، ان سے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بلاشک وشبہ چاند پھٹ گیا تھا۔

یہ حدیث مراسیل صحابہ سے ہے، کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کو نہیں پایا اس لیے کہ وہ اس وقت دو یا تین سال کے تھے، اسی طرح اس باب کی پہلی حدیث جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بھی مرسل صحابی ہے، کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بھی اس واقعہ کو نہیں پایا اور مرسل صحابہ حجت ہوتی ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود، جبیر بن مطعم، اور حضرت حذیفہ سے بھی یہ حدیث مروی ہے اور انہوں نے اس منظر کا مشاہدہ کیا ہے، اور اس معجزہ کا مطالبہ کرنے والے ولید بن مغیرہ، ابو جہل بن ہشام، عاص بن وائل، اسود بن مطلب اور نضر بن حارث جیسے مشرک لوگ تھے، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا، اگر آپ سچے ہیں تو چاند دو ٹکڑے کرکے دکھائیں آپ نے اللہ تعالیٰ سے اس کا سوال کیا اور چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔

چاند اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے، وہ جو چاہیے اس میں تصرف کر سکتا ہے جیسا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے لپیٹ لے گا، بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر چاند دو ٹکڑے ہوا ہوتا، تو سارے زمین والے اسے دیکھتے اور یہ خبر متواتر ہوتی، صرف اہل مکہ ہی بیان نہ کرتے، حافظ نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ شق قمر رات کو ہوا ہے، کیونکہ چاند رات کو طلوع ہوتا ہے، اور رات کو لوگ سوئے ہوتے ہیں لہذا سب کو نظر آنا ضروری نہیں ہے جیسا کہ کسوف وخسوف سب کو نظر نہیں آتا۔

٣٨٧١: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ «انْشَقَّ الْقَمَرُ»

ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم نخعی نے بیان کیا، ان سے ابو معمر نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ چاند پھٹ گیا تھا۔



٣٧۔ بَابُ هِجْرَةِ الْحَبَشَةِ

باب: مسلمانوں کا حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا بیان۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ «أُرِيتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ، ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ» فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِينَةِ، وَرَجَعَ عَامَّةُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ فِيهِ عَنْ أَبِي مُوسَى، وَأَسْمَاءَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

اور حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمہاری ہجرت کی جگہ (خواب میں) دکھائی گئی ہے، وہاں کھجوروں کے باغ بہت ہیں وہ جگہ دو پتھریلے میدانوں کے درمیان ہے۔ چنانچہ جنہوں نے ہجرت کرنا تھی وہ مدینہ ہجرت کر کے چلے گئے بلکہ جو مسلمان حبشہ ہجرت کر گئے تھے وہ بھی مدینہ واپس چلے آئے۔ اس بارے میں ابو موسیٰ اور اسماء بنت عمیس کی روایات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔ مکہ مکرمہ سے مسلمانوں کی حبشہ کی طرف ہجرت دو مرتبہ ہوئی ہے، پہلی مرتبہ رجب سن ۵ نبوت میں ہجرت کی، یہ گیارہ مرد اور چار عورتیں تھیں، یہ حضرت



عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی حضرت رقیہ اور ابوحذیفہ بن عتبہ، اور ان کی بیوی سہلۃ بنت سہیل اور زبیر بن عوام، مصعب بن عمیر، عبدالرحمٰن بن عوف، ابوسلمۃ بن عبدالاسد، اور ان کی بیوی ام سلمہ بنت ابی امیہ، عثمان بن مظعون، عامر بن ربیعۃ، اور ان کی بیوی لیلیٰ، اور ابو سبرۃ بن ابی رھم، حاطب بن عمرو، سہیل بن بیضاء، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم تھے، انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی اس ہجرت کا حکم دیا تھا۔

دوسری مرتبہ ہجرت تب کرنا پڑی جبکہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں نے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں سورہ النجم کی تلاوت کی تب مشرکین مکہ نے بھی سجدہ کیا، انہوں نے سمجھا کہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں، اس لیے وہ واپس مکہ میں آ گئے یہاں دیکھا کہ وہ پہلے سے بھی زیادہ سختی کرتے ہیں تو دوبارہ تراسی مردوں اور اٹھارہ عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔

٣٨٧٢: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ «أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ قَالَا لَهُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُكَلِّمَ خَالَكَ عُثْمَانَ فِي أَخِيهِ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ وَكَانَ أَكْثَرَ النَّاسُ فِيمَا فَعَلَ بِهِ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ فَانْتَصَبْتُ لِعُثْمَانَ حِينَ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً وَهِيَ نَصِيحَةٌ فَقَالَ أَيُّهَا الْمَرْءُ أَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ فَانْصَرَفْتُ فَلَمَّا قَضَيْتُ الصَّلَاةَ جَلَسْتُ إِلَى الْمِسْوَرِ وَإِلَى ابْنِ عَبْدِ يَغُوثَ فَحَدَّثْتُهُمَا بِالَّذِي قُلْتُ لِعُثْمَانَ وَقَالَ لِي فَقَالَا قَدْ قَضَيْتَ الَّذِي كَانَ عَلَيْكَ فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ مَعَهُمَا إِذْ جَاءَنِي رَسُولُ عُثْمَانَ فَقَالَا لِي قَدِ ابْتَلَاكَ اللهُ فَانْطَلَقْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا نَصِيحَتُكَ الَّتِي ذَكَرْتَ آنِفًا قَالَ فَتَشَهَّدْتُ ثُمَّ قُلْتُ إِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتَ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآمَنْتَ بِهِ وَهَاجَرْتَ الْهِجْرَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ وَصَحِبْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتَ هَدْيَهُ وَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِي شَأْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ فَحَقٌّ عَلَيْكَ أَنْ تُقِيمَ عَلَيْهِ الْحَدَّ فَقَالَ لِي يَا ابْنَ أَخِي آدْرَكْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ لَا وَلَكِنْ قَدْ خَلَصَ إِلَيَّ مِنْ عِلْمِهِ مَا خَلَصَ إِلَى الْعَذْرَاءِ فِي سِتْرِهَا.

قَالَ فَتَشَهَّدَ عُثْمَانُ فَقَالَ إِنَّ اللهَ قَدْ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ كَمَا قُلْتَ وَصَحِبْتُ رَسُولَ اللهِ وَبَايَعْتُهُ وَاللهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ ثُمَّ اسْتَخْلَفَ اللهُ أَبَا بَكْرٍ فَوَاللهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ ثُمَّ اسْتُخْلِفَ عُمَرُ فَوَاللهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ ثُمَّ

اسْتُخْلِفْتُ أَفَلَيْسَ لِي عَلَيْكُمْ مِثْلُ الَّذِي كَانَ لَهُمْ عَلَيَّ قَالَ بَلَى قَالَ فَمَا هَذِهِ الْأَحَادِيثُ الَّتِي تَبْلُغُنِي عَنْكُمْ فَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ شَأْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ فَسَنَأْخُذُ فِيهِ إِنْ شَاءَ اللهُ بِالْحَقِّ قَالَ فَجَلَدَ الْوَلِيدَ أَرْبَعِينَ جَلْدَةً وَأَمَرَ عَلِيًّا أَنْ يَجْلِدَهُ وَكَانَ هُوَ يَجْلِدُهُ»

وَقَالَ يُونُسُ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ «أَفَلَيْسَ لِي عَلَيْكُمْ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِي كَانَ لَهُمْ»

ہم سے عبد اللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا کہ ہم سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، انہیں عبید اللہ بن عدی بن خیار نے خبر دی، انہیں مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن اسود بن عبد یغوث نے کہ ان دونوں نے عبید اللہ بن عدی بن خیار سے کہا تم اپنے ماموں (امیر المومنین) عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کے بھائی ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے باب میں گفتگو کیوں نہیں کرتے، (ہوا یہ تھا کہ لوگوں نے اس پر بہت اعتراض کیا تھا جو حضرت عثمان نے ولید کے ساتھ کیا تھا)، عبید اللہ نے بیان کیا کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے نکلے تو میں ان کے راستے میں کھڑا ہو گیا اور میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ سے ایک ضرورت ہے، آپ کو ایک خیر خواہانہ مشورہ دینا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ بھلے آدمی! تم سے تو میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ یہ سن کر میں وہاں سے واپس چلا آیا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں مسور بن مخرمہ اور ابن عبد یغوث کی خدمت میں حاضر ہوا اور عثمان رضی اللہ عنہ سے جو کچھ میں نے کہا تھا اور انہوں نے اس کا جواب مجھے جو دیا تھا، سب میں نے بیان کر دیا۔ ان لوگوں نے کہا تم نے اپنا حق ادا کر دیا۔ ابھی میں اس مجلس میں بیٹھا تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا آدمی میرے پاس (بلانے کے لیے) آیا۔ ان لوگوں نے مجھ سے کہا تمہیں اللہ تعالیٰ نے امتحان میں ڈالا ہے۔ آخر میں وہاں سے چلا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت کیا تم ابھی جس خیر خواہی کا ذکر کر رہے تھے وہ کیا تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں نے کہا اللہ گواہ ہے پھر میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور ان پر اپنی کتاب نازل فرمائی، آپ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا تھا۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے دو ہجرتیں کیں (ایک حبشہ کو اور دوسری مدینہ کو) آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض یاب ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کو دیکھا ہے۔ بات یہ ہے کہ ولید بن عقبہ کے بارے میں لوگوں میں اب بہت چرچا ہونے لگا ہے۔ اس لئے آپ کے لئے ضروری ہے کہ اس پر (شراب نوشی کی) حد قائم کریں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے بھتیجے کیا تم نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی باتیں اس طرح میں نے حاصل کی تھیں جو ایک کنواری لڑکی کو بھی اپنے پردے میں معلوم ہو چکی ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ یہ سن کر پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اللہ کو گواہ کر کے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ





نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اور آپ پر اپنی کتاب نازل کی تھی اور یہ بھی واقعہ ہے کہ میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دعوت پر (ابتداء ہی میں) لبیک کہا تھا۔ آنحضرت ﷺ جو شریعت لے کر آئے تھے میں اس پر ایمان لایا اور جیسا کہ تم نے کہا میں نے دو ہجرتیں کیں۔ میں آنحضرت ﷺ کی صحبت سے فیض یاب ہوا اور آپ ﷺ سے بیعت بھی کی۔ اللہ کی قسم! میں نے آپ کی نافرمانی نہیں کی اور نہ کبھی خیانت کی آخر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دے دی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔ اللہ کی قسم! میں نے ان کی بھی کبھی نافرمانی نہیں کی اور نہ ان کے کسی معاملہ میں کوئی خیانت کی۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے میں نے ان کی بھی کبھی نافرمانی نہیں کی اور نہ کبھی خیانت کی۔ اس کے بعد میں خلیفہ ہوا۔ کیا اب میرا تم لوگوں پر وہی حق نہیں ہے جو ان کا مجھ پر تھا؟ عبید اللہ نے عرض کیا یقیناً آپ کا حق ہے پھر انہوں نے کہا پھر ان باتوں کی کیا حقیقت ہے جو تم لوگوں کی طرف سے پہنچ رہی ہیں؟ جہاں تک تم نے ولید بن عقبہ کے بارے میں ذکر کیا ہے تو ہم ان شاء اللہ اس معاملے میں اس کی گرفت حق کے ساتھ کریں گے۔ راوی نے بیان کیا کہ آخر (گواہی گزرنے کے بعد) ولید بن عقبہ کے چالیس کوڑے لگوائے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کوڑے لگائیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی نے اس کو کوڑے مارے تھے۔ اس حدیث کو یونس اور زہری کے بھتیجے نے بھی زہری سے روایت کیا اس میں عثمان رضی اللہ عنہ کا قول اس طرح بیان کیا، کیا تم لوگوں پر میرا وہی حق نہیں ہے جو ان لوگوں کا تم پر تھا۔

شرح بخاری

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی ولایت سے معزول کر کے ولید بن عقبہ کو ان کی جگہ پر متعین کیا تھا، وہ شراب کے نشے میں نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہو گئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تحقیق حال کی غرض سے انہیں حد لگانے میں دیر کر دی، تو لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بھانجے عبید اللہ بن عدی کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے گفتگو کرنے کے لیے کہا، شروع میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سمجھا شاید وہ کسی عہدے یا نقدی کا طلب گار ہے اور میں دے نہ سکوں گا تو یہ چیز ناراضگی کا باعث بنے گی، اس لیے انہوں نے اعوذ باللہ کہا، بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کو سمجھا تو ولید کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے شراب کی حد لگوائی، ولید حضرت عثمان کا اخیافی بھائی تھا۔

قولہ "قَدْ خَلَصَ إِلَيَّ مِنْ عِلْمِهِ" یعنی جیسا کہ کنواری لڑکی کو اپنے پردے میں آپ کی باتیں پہنچ گئی ہیں حالانکہ اس نے وہ باتیں آپ سے نہیں سنی ہیں، اسی طرح مجھے بھی آپ کی باتیں پہنچ گئی ہیں اگرچہ میں صحابی نہیں ہوں۔

قولہ "وَكَانَ هُوَ يَجْلِدُهُ" یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی شرابی کو کوڑے لگایا کرتے تھے، اس حدیث میں چالیس کوڑے لگانے کا ذکر ہے جبکہ دوسری حدیث میں اسی کوڑے مارنے کا ذکر ہے، تو تطبیق یہ ہے کہ جب اسی کوڑے پڑے تو چالیس بھی اس میں آ گئے یا ایک کوڑے کی دو طرفیں تھیں جس سے حد لگائی تھی تو جنہوں نے دو طرفوں کا اعتبار کیا

ہے، انہوں نے اسی کوڑے کہہ دیا اور جنہوں نے کوڑے کا اعتبار کیا ہے انہوں نے چالیس کہہ دیا، کیونکہ کوڑا دو طرفوں والا تھا۔

٣٨٧٣: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا «أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ فِيهَا تَصَاوِيرُ فَذَكَرَتَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ «إِنَّ أُولَئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوا فِيهِ تِيكَ الصُّوَرَ أُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»

مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد (عروہ بن زبیر) نے بیان کیا اور ان سے عائشہ نے بیان کیا کہ ام حبیبہ اور ام سلمہ نے ایک گرجے کا ذکر کیا جسے انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا اس کے اندر تصویریں تھیں۔ انہوں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ کے سامنے کیا تو آپ نے فرمایا جب ان میں کوئی نیک مرد صالح ہوتا اور اس کی وفات ہو جاتی تو اس کی قبر کو وہ لوگ مسجد بناتے اور پھر اس میں اس کی تصویریں رکھتے۔ یہ لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بدترین مخلوق ہوں گے۔

حضرت ام حبیبہ اور حضرت ام سلمہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی حضرت ام سلمہ نے اپنے خاوند ابو سلمہ بن عبدالاسد کے ساتھ حبشہ کی پہلی ہجرت کی تھی ان کا نام ہند تھا، اور ام حبیبہ نے اپنے خاوند عبداللہ بن جحش کے ساتھ حبشہ کی دوسری ہجرت کی تھی، ان کا نام رملہ بنت ابی سفیان تھا، ان کا خاوند وہاں فوت ہو گیا تھا تو اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے اس سے نکاح کر لیا تھا۔

شرح بخاری

٣٨٧٤: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدٍ السَّعِيدِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدٍ قَالَتْ قَدِمْتُ مِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ وَأَنَا جُوَيْرِيَةٌ فَكَسَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمِيصَةً لَهَا أَعْلَامٌ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ الْأَعْلَامَ بِيَدِهِ وَيَقُولُ «سَنَاهْ سَنَاهْ» قَالَ الْحُمَيْدِيُّ يَعْنِي حَسَنٌ حَسَنٌ»

ہم سے حمیدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسحاق بن سعید سعیدی نے بیان کیا۔ ان سے ان کے والد سعید بن عمرو بن سعید بن عاص نے، ان سے ام خالد بنت خالد نے بیان کیا کہ میں جب حبشہ سے آئی تو بہت کم عمر تھی۔ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک دھاری دار چادر عنایت فرمائی اور پھر آپ نے اس کی دھاریوں پر اپنا ہاتھ پھیر کر فرمایا سناہ سناہ۔

حمیدی نے بیان کیا کہ سناہ سناہ حبشی زبان کا لفظ ہے یعنی اچھا اچھا۔

ام خالد کنیت ہے اور "أمة" اس کا نام تھا، اور "سَنَاه" حبشی زبان کا لفظ بمعنی حسن ہے۔

٣٨٧٥: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ «كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا قَالَ إِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا فَقُلْتُ لِإِبْرَاهِيمَ كَيْفَ تَصْنَعُ أَنْتَ قَالَ أَرُدُّ فِي نَفْسِي»

ہم سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہ نے بیان کیا کہ (ابتداء اسلام میں) نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے ہوتے اور ہم آپ کو سلام کرتے تو آپ نماز ہی میں جواب عنایت فرماتے تھے۔ لیکن جب ہم نجاشی کے ملک حبشہ سے واپس (مدینہ) آئے اور ہم نے (نماز پڑھتے میں) آپ کو سلام کیا تو آپ نے جواب نہیں دیا۔ نماز کے بعد ہم نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! ہم پہلے آپ کو سلام کرتے تھے تو آپ نماز ہی میں جواب عنایت فرمایا کرتے تھے؟ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا ہاں نماز میں آدمی کو دوسرا شغل ہوتا ہے۔ سلیمان اعمش نے بیان کیا کہ میں نے ابراہیم نخعی سے پوچھا ایسے موقعہ پر آپ کیا کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں دل میں جواب دے دیتا ہوں۔

٣٨٧٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَرَكِبْنَا سَفِينَةً فَأَلْقَتْنَا سَفِينَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لَكُمْ أَنْتُمْ يَا أَهْلَ السَّفِينَةِ هِجْرَتَانِ»

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے برید بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہمیں رسول اللہ ﷺ کی ہجرت مدینہ کی اطلاع ملی تو ہم یمن میں تھے۔ پھر ہم کشتی پر سوار ہوئے لیکن اتفاق سے ہوا نے ہماری کشتی کا رخ نجاشی کے ملک حبش کی طرف کر دیا۔ ہماری ملاقات وہاں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی (جو ہجرت کر کے وہاں موجود تھے) ہم انہیں کے ساتھ وہاں ٹھہرے رہے، پھر مدینہ کا رخ کیا اور آنحضرت ﷺ سے اس وقت ملاقات ہوئی جب آپ خیبر فتح کر چکے تھے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم نے اے کشتی والو! دو ہجرتیں کی ہیں۔

٣٩۔ بَابُ مَوْتِ النَّجَاشِيِّ

باب: حبش کے بادشاہ نجاشی کی وفات کا بیان۔

٣٨٧٧: حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ ((مَاتَ النَّجَاشِيُّ مَاتَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَى أَخِيكُمْ أَصْحَمَةَ))

ہم سے ابو ربیع سلیمان بن داؤد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے، ان سے عطاء بن ابی رباح نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جس دن نجاشی (حبشہ کے بادشاہ) کی وفات ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آج ایک مرد صالح اس دنیا سے چلا گیا، اٹھو اور اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔

اہل اسلام مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ میں نجاشی کے پاس گئے تھے، اس نے مسلمانوں کا خوب احترام کیا تھا۔ وہ خود بھی عقیدۃً مسلمان ہو گیا۔ اگرچہ اس نے اپنی حالت عیسائیوں والی ہی رکھی تھی، لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کرتا تھا، اس نے اپنی حالت اس لیے نہیں بدلی کہ وہ چاہتا تھا کہ رفتہ رفتہ اس ریاست کو اسلامی بنایا جائے۔ اور اس کی وجہ سے وہاں کے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے تھے لیکن نجاشی نے اسلام کا اظہار ایسا نہیں کیا تھا کہ وہاں اس کا کفن و دفن اسلامی طریقہ پر ہوتا، بلکہ اس کا کفن دوفن عیسائی طریقہ پر ہی ہوا تھا، اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں صحابہ کرام کے ساتھ نجاشی کا جنازہ پڑھا تھا، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ نجاشی کا حبشہ میں جنازہ نہیں پڑھا گیا، امام ابوداؤد نے بھی یہ باب قائم کیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان مشرکوں کی سر زمین میں فوت ہو جائے تو اسلامی سر زمین میں اس کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیے[1]، نجاشی حبشہ کے بادشاہ کا لقب ہے اس کا نام "أَصْحَمَة" تھا جو "عطیہ" کے معنی میں ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر غائبانہ ایمان لایا تھا۔

قولہ "فَصَلُّوا عَلَى أَخِيكُمْ أَصْحَمَةَ" یہ نجاشی کے مسلمان ہونے کی دلیل ہے کہ آپ نے اس کا جنازہ پڑھایا ہے۔

٣٨٧٨: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ عَطَاءً حَدَّثَهُمْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَصَفَّنَا وَرَاءَهُ فَكُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِي أَوْ الثَّالِثِ))

ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا اور ان سے جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کے جنازہ کی نماز پڑھی تھی اور ہم صف باندھ کر آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے۔ میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔

٣٨٧٩: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ سَلِيمِ بْنِ حَيَّانَ حَدَّثَنَا

[1] سنن ابی داود، حدیث: ٣٢٠٤

سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا تَابَعَهُ عَبْدُ الصَّمَدِ»

مجھ سے عبد اللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا، ان سے سلیم بن حیان نے، کہا ہم سے سعید بن میناء نے بیان کیا، ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے اصحمہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی اور چار مرتبہ آپ نے نماز میں تکبیر کہی۔ یزید بن ہارون کے ساتھ اس حدیث کو عبد الصمد بن عبد الوارث نے بھی (سلیم بن حیان) سے روایت کیا ہے۔

۳۸۸۰: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى لَهُمُ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَقَالَ «اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ»

ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد (ابراہیم بن سعد) نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن اور سعید بن مسیب نے بیان کیا اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی موت کی خبر اسی دن دے دی تھی جس دن ان کا انتقال ہوا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ اپنے بھائی کی مغفرت کے لئے دعا کرو۔

۳۸۸۱: وَعَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُمْ «أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفَّ بِهِمْ فِي الْمُصَلَّى فَصَلَّى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا»

اور صالح سے روایت ہے کہ ابن شہاب نے بیان کیا ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے (نماز جنازہ کے لئے) عید گاہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو صف بستہ کھڑا کیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی آپ نے چار مرتبہ تکبیر کہی تھی۔

۴۰۔ بَابُ تَقَاسُمِ الْمُشْرِكِينَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

باب: نبی کریم ﷺ کے خلاف مشرکین کا عہد و پیمان کرنا۔

۳۸۸۲: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَرَادَ حُنَيْنًا «مَنْزِلُنَا غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ»

ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ اویسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ حنین کا قصد کیا تو فرمایا ان شاء اللہ کل ہمارا قیام خیف بنی کنانہ میں ہوگا جہاں مشرکین نے کافر ہی رہنے کے لئے عہد و پیمان کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کی تبلیغ کا آغاز کیا، تو کفار مکہ و مشرکین نے سخت مزاحمت کی اور آپ پر ایمان لانے والے صحابہ کرام کو مشرکین کی طرف سے اذیتوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا، جس کی وجہ سے صحابہ کرام ہجرت پر مجبور ہو گئے، مشرکین مکہ جناب ابو طالب سے کہنے لگے، اے ابو طالب اپنا بھتیجا ہمارے حوالے کر دے اور ہم میں سے کسی کا بیٹا لیکر اس کی تربیت کر لے، ابو طالب نے کہا اس سے بڑا احمق اور کون ہو سکتا ہے جو اپنا بھتیجا تمہیں دیدے اور تمہارا لڑکا لیکر پالتا رہے، اس کے بعد مشرکین مکہ نے بائیکاٹ کے لیے مجلس کی، اور یہ طے ہوا کہ کوئی شخص بنو ہاشم سے اس وقت تک کوئی لین دین اور کسی قسم کا برتاؤ نہ کرے جب تک یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے حوالے نہیں کر دیتے، بنو ہاشم کے ساتھ بنو مطلب بھی مل گئے تھے جبکہ بنو نوفل اور بنو عبد شمس کفار و مشرکین کے ساتھ مل گئے تھے، اس دوران آپ نے اور آپ کے صحابہ نے بڑی تنگی اور تکلیف کا سامنا کیا، کیونکہ کفار کے بائیکاٹ کی وجہ سے ان تک کھانے پینے کی چیزیں اور استعمال کی اشیاء نہیں آتی تھیں، بعض رشتہ داروں کو رحم اور ترس آیا تو انہوں نے ان کا صلح نامہ توڑ دیا تھا۔

یہ بائیکاٹ یکم محرم سن سات نبوی میں ہوا، دو سال اور بقول بعض تین سال تک بائیکاٹ رہا، کفار مکہ خفیہ کوئی چیز پہنچانے والوں کو سزا دیتے تھے، یہ صلح نامہ خانہ کعبہ میں لٹکا دیا گیا جسے دیمک چاٹ گیا تھا، صرف اس میں سے "اللہ تعالیٰ" کا نام بچا تھا، اور اس کے لکھنے والے منصور بن عکرمہ بن عامر کی انگلیاں شل ہو گئی تھیں جیسا کہ حافظ نے نقل کیا ہے۔

قولہ " حِينَ أَرَادَ حُنَيْنًا " اصل میں فتح مکہ کے موقع پر مکہ کو آتے ہوئے آپ نے فرمایا تھا کہ ہماری منزل ان شاء اللہ خیف بنی کنانہ ہو گی جیسا کہ کتاب الحج میں ذکر ہوا ہے، لیکن چونکہ غزوہ حنین، فتح مکہ کے متصل بعد میں ہوا ہے، اس لیے یہاں غزوہ حنین کی طرف نسبت کر دی ہے، حافظ نے تعدد واقعہ کے احتمال کا بھی اظہار کیا ہے، کیونکہ بعض احادیث میں فتح مکہ کا ذکر ہے اور بعض میں حجۃ الوداع کے موقع پر یہ لفظ کہنے کا ذکر آتا ہے۔

۴۰۔ بَابُ قِصَّةِ أَبِي طَالِبٍ

باب: ابو طالب کا واقعہ۔

۳۸۸۳: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَغْنَيْتَ عَنْ عَمِّكَ فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ قَالَ «هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ

نَارٍ وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ»

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، ان سے سفیان ثوری نے، کہا ہم سے عبد الملک بن عمیر نے، ان سے عبد اللہ بن حارث نے بیان کیا ان سے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا آپ اپنے چچا (ابو طالب) کے کیا کام آئے کہ وہ آپ کی حمایت کیا کرتے تھے اور آپ کے لئے غصے ہوتے تھے؟ آپ نے فرمایا (اسی وجہ سے) وہ صرف ٹخنوں تک جہنم میں ہیں اگر میں ان کی سفارش نہ کرتا تو وہ دوزخ کی تہ میں بالکل نیچے ہوتے۔

ابو طالب کا نام عبد مناف تھا، اور یہ کنیت کے ساتھ مشہور ہوئے، ان کا نام عمران نہیں تھا، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ "کتاب الرد علی الرافضی" میں اس کی تردید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بعض روافض نے گمان کیا ہے کہ آیت "إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَى آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ"[1] میں آل عمران سے مراد آل ابی طالب ہے اور یہ قول باطل ہے۔

ابو طالب نے چچا ہونے کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ کی بڑی حمایت کی لیکن اسلام قبول نہیں کیا، اگر مسلمان ہوتا تو دیگر اسلام قبول کرنے والوں کی طرح اذیتوں کا شکار ہوتا اور نبی کریم ﷺ کی حمایت بھی نہ کر سکتا، بعثت کے دسویں سال کے آخر میں ان کی وفات ہوئی، اور نبی اکرم ﷺ پر زیادہ سختی کی جانے لگی، طائف میں جا کر آپ نے اپنے آپ کو پیش کیا، ان کے قبول نہ کرنے پر آپ موسم حج میں اپنے آپ کو ہر قبیلہ پر پیش کرتے تھے، پھر چھ انصار مدینہ سے آئے، دوسرے سال بارہ انصار آئے، تیسرے سال تہتر آدمی آگئے، آپ نے ان کے بارہ نقیب مقرر کر دیئے، اور انہوں نے آپ کو مدینہ منورہ آنے کی دعوت دی، تو آپ نے صحابہ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا، اس کے بعد آپ کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کی اجازت مل گئی، اور اسلام پھیلانے کا راستہ ہموار ہو گیا۔

تفسیر قمی میں ہے جو شیعہ کی کتاب ہے کہ ابو طالب کی موت کفر پر ہوئی تھی پھر اس نے قبر سے اٹھ کر زندہ ہو کر کلمہ پڑھ لیا تھا، حالانکہ قیامت سے پہلے قبر سے زندہ ہو کر اٹھنے کا دعویٰ بلا دلیل ہے۔

قولہ "فِي ضَحْضَاحٍ" کافر کے اعمال حبط اور ضائع ہوتے ہیں لیکن یہ خصوصیت نبی اکرم ﷺ کی وجہ سے ہے۔

٣٨٨٤: حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَا طَالِبٍ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ «أَيْ عَمِّ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ» فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ تَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَالَا يُكَلِّمَانِهِ حَتَّى قَالَ آخِرَ شَيْءٍ كَلَّمَهُمْ بِهِ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْهُ» فَنَزَلَتْ «مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ

[1] آل عمران: ٣٣

يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ» وَنَزَلَتْ «إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ»»

ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزق نے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سعید بن مسیب نے اور انہیں ان کے والد مسیب بن حزن صحابی نے کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت قریب ہوا تو نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ اس وقت وہاں ابو جہل بھی بیٹھا ہوا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا چچا! کلمہ لاالہ الااللہ ایک مرتبہ کہہ دو، اللہ کی بارگاہ میں (آپ کی بخشش کے لئے) ایک یہی دلیل میرے ہاتھ آجائے گی، اس پر ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا، اے ابو طالب! کیا عبدالمطلب کے دین سے تم پھر جاؤ گے! یہ دونوں ان ہی پر زور دیتے رہے اور آخری کلمہ جو ان کی زبان سے نکلا، وہ یہ تھا کہ میں عبد المطلب کے دین پر قائم ہوں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ان کے لئے اس وقت تک مغفرت طلب کرتا رہوں گا جب تک مجھے اس سے منع نہ کر دیا جائے گا۔ چنانچہ (سورۂ براۃ میں) یہ آیت نازل ہوئی "نبی کے لئے اور مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں ہے کہ مشرکین کے لئے دعاء مغفرت کریں خواہ وہ ان کے ناطے والے ہی کیوں نہ ہوں جب کہ ان کے سامنے یہ بات واضح ہوگئی کہ وہ دوزخی ہیں" اور سورۂ قصص میں یہ آیت نازل ہوئی "بے شک جسے آپ چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے۔



٣٨٨٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ فَقَالَ لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُجْعَلُ فِي ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ يَغْلِي مِنْهُ دِمَاغُهُ»

ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن عبد اللہ ابن الہاد نے، ان سے عبداللہ بن خباب نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ کے چچا کا ذکر ہو رہا تھا تو آپ نے فرمایا شاید قیامت کے دن انہیں میری شفاعت کام آجائے اور انہیں صرف ٹخنوں تک جہنم میں رکھا جائے جس سے ان کا دماغ کھولے گا۔



٤٢۔ بَابُ حَدِيثِ الْإِسْرَاءِ

باب: بیت المقدس تک جانے کا قصہ۔



وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: «سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى»

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا "پاک ذات ہے وہ جو اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ

تک لے گیا۔"

٣٨٨٦: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ «لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَا اللهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ»

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، کہ مجھ سے کہا ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا تھا کہ جب قریش نے (معراج کے واقعہ کے سلسلے میں) مجھ کو جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بیت المقدس کو روشن کر دیا اور میں نے اسے دیکھ کر قریش سے اس کے پتے اور نشان بیان کرنا شروع کر دیئے۔

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: «سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى»

اسراء اس قطع مسافت کا نام ہے جو نبی اکرم ﷺ نے براق پر سوار ہو کر مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک طے کی ہے، آگے سیڑھی کے ذریعہ جانا معراج ہے، آیت مذکورہ میں اسراء کا ذکر ہے اور معراج کا اشارہ سورۃ النجم کی اس آیت میں ہے۔ "وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى، عِندَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى، عِندَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَى"[1]

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل النبوۃ میں ذکر کیا ہے کہ واقعہ اسراء کے بعد کفار مکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، اور کہا تیرا ساتھی کہتا ہے کہ وہ ایک رات میں ملک شام سے ہو کر واپس مکہ لوٹ آیا ہے کیا تو اس بات کی تصدیق کرے گا؟ کہا ہاں میں تو اپنے نبی ﷺ کی اس سے بھی بڑی بات کی تصدیق کرتا ہوں، اس پر آسمان سے وحی آتی ہے اور میں اسے مانتا ہوں، اسی وجہ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ "صدیق" نام رکھے گئے ہیں[2]۔

شرح بخاری

٤٢۔ بَابُ الْمِعْرَاجِ

باب: معراج کا بیان۔

٣٨٨٧: حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِهِ «بَيْنَمَا أَنَا فِي الْحَطِيمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِي الْحِجْرِ مُضْطَجِعًا إِذْ أَتَانِي آتٍ فَقَدَّ قَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هَذِهِ إِلَى هَذِهِ فَقُلْتُ لِلْجَارُودِ وَهُوَ إِلَى جَنْبِي مَا يَعْنِي بِهِ قَالَ

1. النجم: ١٣، ١٤، ١٥
2. دلائل النبوۃ للبیہقی، ٢/ ٣٥٩

مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهِ إِلَى شِعْرَتِهِ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ مِنْ قَصِّهِ إِلَى شِعْرَتِهِ «فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِي ثُمَّ أُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوءَةٍ إِيمَانًا فَغُسِلَ قَلْبِي ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ أُعِيدَ ثُمَّ أُتِيتُ بِدَابَّةٍ دُونَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ أَبْيَضَ» فَقَالَ لَهُ الْجَارُودُ هُوَ الْبُرَاقُ يَا أَبَا حَمْزَةَ قَالَ أَنَسٌ نَعَمْ يَضَعُ خَطْوَهُ عِنْدَ أَقْصَى طَرْفِهِ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ فَقِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا فِيهَا آدَمُ فَقَالَ هَذَا أَبُوكَ آدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالِابْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يَحْيَى وَعِيسَى وَهُمَا ابْنَا الْخَالَةِ قَالَ هَذَا يَحْيَى وَعِيسَى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يُوسُفُ قَالَ هَذَا يُوسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ أَوَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ



فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِلَى إِدْرِيسَ قَالَ هَذَا إِدْرِيسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا هَارُونُ قَالَ هَذَا هَارُونُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا مُوسَى قَالَ هَذَا مُوسَى فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ بَكَى قِيلَ لَهُ مَا يُبْكِيكَ قَالَ أَبْكِي لِأَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِي يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهِ أَكْثَرُ مِمَّنْ يَدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِي ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ



الْمَجِيءُ جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ هَذَا أَبُوكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ قَالَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ قَالَ مَرْحَبًا بِالِابْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِعَتْ إِلَيَّ سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى فَإِذَا نَبْقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيلَةِ قَالَ هَذِهِ سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى وَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ فَقُلْتُ مَا هَذَانِ يَا جِبْرِيلُ قَالَ أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيلُ وَالْفُرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ لِي الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ ثُمَّ أُتِيتُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ وَإِنَاءٍ مِنْ عَسَلٍ فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ هِيَ الْفِطْرَةُ الَّتِي أَنْتَ عَلَيْهَا وَأُمَّتُكَ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلَوَاتُ خَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلَى مُوسَى فَقَالَ بِمَا أُمِرْتَ قَالَ أُمِرْتُ بِخَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ خَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ وَإِنِّي وَاللَّهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ بِمَ أُمِرْتَ قُلْتُ أُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَإِنِّي قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ قَالَ سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ وَلَكِنِّي أَرْضَى وَأُسَلِّمُ قَالَ فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادَى مُنَادٍ أَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي»

ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شب معراج کا واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا کہ میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا۔ بعض دفعہ قتادہ نے حطیم کے بجائے حجر بیان کیا کہ میرے پاس ایک صاحب (جبریل علیہ السلام) آئے اور میرا سینہ چاک کیا، قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ یہاں سے یہاں تک۔ میں نے جارود سے سنا جو میرے قریب ہی بیٹھے تھے۔ پوچھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس لفظ سے کیا مراد تھی؟ تو انہوں نے کہا کہ حلق سے ناف تک چاک کیا (قتادہ نے بیان کیا کہ) میں نے حضرت انس سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کے اوپر سے ناف تک چاک کیا، پھر میرا دل نکالا اور ایک سونے کا طشت لایا گیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا، اس سے میرا دل دھویا گیا اور پہلے کی طرح رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد ایک جانور لایا گیا جو گھوڑے سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا اور سفید! جارود

نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا ابو حمزہ! کیا وہ براق تھا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ اس کا ہر قدم اس کے منتہائے نظر پر پڑتا تھا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) مجھے اس پر سوار کیا گیا اور جبریل۔ مجھے لے کر چلے آسمان دنیا پر پہنچے تو دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا کون صاحب ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جبریل علیہ السلام پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ آپ نے بتایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا، کیا انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ اس پر آواز آئی انہیں خوش آمدید! کیا ہی مبارک آنے والے ہیں وہ۔ اور دروازہ کھول دیا۔ جب میں اندر گیا تو میں نے وہاں آدم علیہ السلام کو دیکھا، جبریل علیہ السلام نے فرمایا یہ آپ کے جد امجد آدم علیہ السلام ہیں، انہیں سلام کیجئے۔ میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا اور فرمایا خوش آمدید نیک بیٹے اور نیک نبی! جبریل علیہ السلام اوپر چڑھے اور دوسرے آسمان پر آئے وہاں بھی دروازہ کھلوایا آواز آئی کون صاحب آئے ہیں؟ بتایا کہ جبریل علیہ السلام پوچھا گیا آپ کے ساتھ اور کوئی صاحب بھی ہیں؟ کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کیا آپ کو انہیں بلانے کے لئے بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں، پھر آواز آئی انہیں خوش آمدید۔ کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ۔ پھر دروازہ کھلا اور میں اندر گیا تو وہاں یحییٰ اور عیسیٰ علیہ السلام موجود تھے۔ یہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبریل علیہ السلام نے فرمایا یہ عیسیٰ اور یحییٰ علیہ السلام ہیں، انہیں سلام کیجئے میں نے سلام کیا اور ان حضرات نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا خوش آمدید نیک نبی اور نیک بھائی! یہاں سے جبریل علیہ السلام مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے کر چڑھے اور دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ جبریل۔ پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کیا انہیں لانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں۔ اس پر آواز آئی انہیں خوش آمدید۔ کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ، دروازہ کھلا اور جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں یوسف علیہ السلام موجود تھے۔ جبریل علیہ السلام نے فرمایا یہ یوسف ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے سلام کیا تو انہوں نے جواب دیا اور فرمایا خوش آمدید نیک نبی اور نیک بھائی! پھر حضرت جبریل مجھے لے کر اوپر چڑھے اور چوتھے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا تو پوچھا گیا کون صاحب ہیں؟ بتایا کہ جبریل! پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کیا انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں کہا کہ انہیں خوش آمدید کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ! اب دروازہ کھلا جب میں وہاں ادریس علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا یہ ادریس علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا اور فرمایا خوش آمدید پاک بھائی اور نیک نبی۔ پھر مجھے لے کر پانچویں آسمان پر آئے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون صاحب ہیں؟ جواب دیا کہ جبریل، پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کہ انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں اب آواز آئی خوش آمدید کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ، یہاں جب میں ہارون علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو جبریل علیہ السلام نے بتایا

کہ آپ ہارون ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب کے بعد فرمایا خوش آمدید نیک نبی اور نیک بھائی! یہاں سے لے کر مجھے آگے بڑھے اور چھٹے آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون صاحب آئے ہیں؟ بتایا کہ جبریل، پوچھا گیا آپ کے ساتھ کوئی دوسرے صاحب بھی آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد (ﷺ) پوچھا گیا کیا انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں۔ پھر کہا انہیں خوش آمدید کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ۔ میں جب وہاں موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ موسیٰ ہیں انہیں سلام کیجئے، میں نے سلام کیا اور انہوں نے جواب کے بعد فرمایا خوش آمدید نیک نبی اور نیک بھائی! جب میں آگے بڑھا تو وہ رونے لگے کسی نے پوچھا آپ رو کیوں رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا میں اس پر رو رہا ہوں کہ یہ لڑکا میرے بعد نبی بنا کر بھیجا گیا لیکن جنت میں اس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ ہوں گے۔ پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر ساتویں آسمان کی طرف گئے اور دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ جبریل۔ پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد (ﷺ) پوچھا گیا کیا انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں۔ کہا کہ انہیں خوش آمدید، کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ، میں جب اندر گیا تو ابراہیم علیہ السلام تشریف رکھتے تھے۔ جبریل نے فرمایا کہ یہ آپ کے جد امجد ہیں، انہیں سلام کیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے جواب دیا اور فرمایا خوش آمدید نیک نبی اور نیک بیٹے! پھر سدرۃ المنتہیٰ کو میرے سامنے کر دیا گیا میں نے دیکھا کہ اس کے پھل مقام حجر کے مٹکوں کی طرح (بڑے بڑے) تھے اور اس کے پتے ہاتھیوں کے کان کی طرح تھے۔ جبریل نے فرمایا کہ یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ وہاں میں نے چار نہریں دیکھیں دو باطنی اور دو ظاہری۔ میں نے پوچھا اے جبریل علیہ السلام! یہ کیا ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جو دو باطنی نہریں ہیں وہ جنت سے تعلق رکھتی ہیں اور دو ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں۔ پھر میرے سامنے بیت المعمور کو لایا گیا، وہاں میرے سامنے ایک گلاس میں شراب ایک میں دودھ اور ایک میں شہد لایا گیا۔ میں نے دودھ کا گلاس لے لیا تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا یہی فطرت ہے اور آپ اس پر قائم ہیں اور آپ کی امت بھی! پھر مجھ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں میں واپس ہوا اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے پوچھا کس چیز کا آپ کو حکم ہوا؟ میں نے کہا کہ روزانہ پچاس وقت کی نمازوں کا، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا لیکن آپ کی امت میں اتنی طاقت نہیں ہے۔ اس سے پہلے میرا واسطہ لوگوں سے پڑ چکا ہے اور بنی اسرائیل کا مجھے تلخ تجربہ ہے۔ اس لئے آپ اپنے رب کے حضور میں دوبارہ جایئے اور اپنی امت پر تخفیف کے لئے عرض کیجئے۔ چنانچہ میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں دوبارہ حاضر ہوا اور تخفیف کے لئے عرض کی تو دس وقت کی نمازیں کم کر دی گئیں۔ پھر میں جب واپسی میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے پھر وہی سوال کیا میں دوبارہ بارگاہ رب تعالیٰ میں حاضر ہوا اور اس مرتبہ بھی دس وقت کی



نمازیں کم کرائیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے وہی مطالبہ کیا میں نے اس مرتبہ بھی بارگاہِ رب تعالیٰ میں حاضر ہوکر دس وقت کی نمازیں کم کرائیں، موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے پھر گزرا انہوں نے اپنی رائے کا اظہار کیا پھر بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوا تو مجھے دس وقت کی نمازوں کا حکم ہوا میں واپس ہونے لگا تو آپ نے پھر وہی کہا اب بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوا تو روزانہ صرف پانچ وقت کی نمازوں کا حکم باقی رہا۔ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو آپ نے دریافت فرمایا اب کیا حکم ہوا؟ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا کہ روزانہ پانچ وقت کی نمازوں کا حکم ہوا ہے۔ فرمایا کہ آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی میرا واسطہ آپ سے پہلے لوگوں سے پڑ چکا ہے اور بنی اسرائیل کا مجھے تلخ تجربہ ہے۔ اپنے رب کے دربار میں پھر حاضر ہوکر تخفیف کے لئے عرض کیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رب تعالیٰ سے میں بہت سوال کر چکا اور اب مجھے شرم آتی ہے۔ اب میں بس اسی پر راضی ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر جب میں وہاں سے گزرنے لگا تو ندا آئی "میں نے اپنا فریضہ جاری کر دیا اور اپنے بندوں پر تخفیف کر چکا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں اسراء اور معراج کے دو باب الگ الگ قائم کیے ہیں، جبکہ کتاب الصلاۃ میں یہ باب قائم کیا ہے "باب كيف فرضت الصلوات ليلة الإسراء" یعنی پانچ نمازیں اسراء کی رات میں فرض کی گئی ہیں، حالانکہ نمازوں کی فرضیت کا تعلق معراج سے ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بخاری رحمہ اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ اسراء اور معراج ایک ہی رات میں ہوئے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ معراج ایک نہیں بلکہ دو مرتبہ ہوا ہے، ایک دفعہ خواب میں اور دوسری مرتبہ بیداری میں کیونکہ ایک روایت میں ایسے الفاظ آئے ہیں جو خواب پر دلالت کرتے ہیں، اور بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیداری میں معراج ہوا ہے، اور جو علماء ایک مرتبہ کے قائل ہیں وہ اس کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ خواب کے لفظ سے مراد آپ کا مسجد میں لیٹنا ہے، گویا اس روایت میں اختصار ہے یا یہ راوی کا وہم ہے۔

قولہ "مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهِ" یعنی حلق سے ناف تک چاک کیا، اور حلق کے گڑھے سے لے کر زیر ناف بالوں تک شگاف کر دیا، قتادہ کہتے ہیں میں نے انس کو یہ کہتے ہوئے بھی سنا کہ سینے سے ناف تک چاک کیا۔

قولہ "مملوءة إيمانا" اس سونے کے برتن میں ایسی چیز تھی جس کے دل میں ڈالنے سے میرے ایمان میں اضافہ ہو گیا۔

قولہ "حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا" اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپ آسمان تک براق پر ہی گئے ہیں، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ آسمان تک معراج کے ذریعے گئے ہیں، اور اس حدیث میں اختصار ہو گیا ہے۔

قولہ "فَإِذَا فِيهَا آدَمُ" آپ نے ان انبیاء کرام کی مسجد اقصیٰ میں امامت کرائی تھی اور اب وہی انبیاء کرام آسمان پر آپ سے ملاقات کر رہے تھے، گویا آپ سے پہلے انبیاء کرام کا بھی عروج ہو گیا تھا۔

قولہ "فَاسْتَفْتَحَ" آپ کے تشریف لانے پر آسمان کا گیٹ کھولا گیا ہے، کیونکہ اگر آپ کی آمد سے پہلے ہی گیٹ کھلا

ہو تو معلوم نہیں ہو سکے گا کہ دروازہ آپ کے لیے کھلا ہے یا کسی دوسرے کے لیے کھولا گیا ہے، اور دریافت بھی کر لیا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے اور اجازت کا بھی پوچھ لیا کیونکہ کسی کو بغیر اجازت کے لانا جائز نہیں تھا۔

قولہ "إِذَا يُوسُفُ" انبیاء کرام علیہم السلام اگرچہ اپنے جسموں کے ساتھ قبروں میں موجود تھے، لیکن نبی اکرم ﷺ کی تعظیم اور آپ کے احترام کے لیے انبیاء کرام کی روحیں جسدی شکل میں آپ کی ملاقات کے لیے آسمانوں پر حاضر کی گئیں۔

۳۸۸۸: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى «وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ» قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ «وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ قَالَ هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ»

ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے ارشاد وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِي اَرَيْنَاكَ اِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ (اور جو رؤیا ہم نے آپ کو دکھایا اس سے مقصد صرف لوگوں کا امتحان تھا) فرمایا کہ اس میں رؤیا سے آنکھ سے دیکھنا ہی مراد ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ کو اس معراج کی رات میں دکھایا گیا تھا جس میں آپ کو بیت المقدس تک لے جایا گیا تھا اور قرآن مجید میں "الشجرة الملعونة" کا ذکر آیا ہے وہ تھوہر کا درخت ہے۔

۴۳۔ بَابُ وُفُودِ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِمَكَّةَ، وَبَيْعَةِ الْعَقَبَةِ

باب: مکہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس انصار کے وفود کا آنا اور بیعت عقبہ کا بیان۔

۳۸۸۹: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ حِينَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ بِطُولِهِ قَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ فِي حَدِيثِهِ «وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِينَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ وَإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا»

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے (دوسری سند)، امام بخاری نے کہا اور ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عنبسہ بن خالد نے بیان کیا، ہم سے یونس بن یزید نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے

عبد الرحمن بن عبد اللہ بن کعب بن مالک نے خبر دی اور انہیں عبد اللہ بن کعب نے جب وہ نابینا ہو گئے تو وہ چلتے پھرتے وقت ان کو پکڑ کر لے چلتے تھے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہونے کا طویل واقعہ بیان کرتے تھے ابن بکیر نے اپنی روایت میں بیان کیا کہ حضرت کعب نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس عقبہ کی رات میں حاضر تھا جب ہم نے اسلام پر قائم رہنے کا پختہ عہد کیا تھا، میرے نزدیک (لیلۃ عقبہ کی بیعت) بدر کی لڑائی میں حاضری سے بھی زیادہ پسند ہے اگرچہ لوگوں میں بدر کا چرچا اس سے زیادہ ہے۔

پہلی مرتبہ مدینہ سے چھ افراد آئے تھے، دوسری مرتبہ بارہ آدمیوں کا وفد آیا تھا، اس کے بعد تیسری مرتبہ تہتر مرد آئے تھے اور آپ نے ان کے بارہ نقیب مقرر کر دیئے تھے۔

قولہ "لیلۃ العقبۃ" عقبہ سے مراد جمرہ عقبہ ہے جو کہ منیٰ میں واقع ہے۔

۳۸۹۰: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ كَانَ عَمْرٌو يَقُولُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ «شَهِدَ بِي خَالَايَ الْعَقَبَةَ» قَالَ أَبُو عَبْد اللهِ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ أَحَدُهُمَا الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُورٍ

ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ عمرو بن دینار کہا کرتے تھے کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میرے دو ماموں مجھے بھی بیعت عقبہ میں ساتھ لے گئے تھے۔ ابو عبد اللہ امام بخاری نے کہا کہ ابن عیینہ نے بیان کیا ان میں سے ایک حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ تھے۔



۳۸۹۱: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ «أَنَا وَأَبِي وَخَالَايَ مِنْ أَصْحَابِ الْعَقَبَةِ.

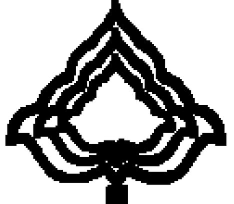
مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، ان سے عطاء نے بیان کیا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میں، میرے والد اور میرے دو ماموں تینوں بیعت عقبہ کرنے والوں میں شریک تھے۔

۳۸۹۲: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ عَائِذُ اللهِ «أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ مِنَ الَّذِينَ شَهِدُوا بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ أَصْحَابِهِ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ «تَعَالَوْا بَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُونِي فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى



اللهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ لَهُ كَفَّارَةٌ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللَّهُ فَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ وَإِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ قَالَ فَبَايَعْتُهُ عَلَى ذَلِكَ»

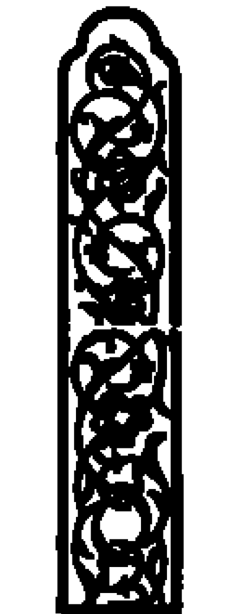
مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے ہمارے بھتیجے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے ان کے چچا نے بیان کیا اور انہوں نے کہا کہ ہمیں ابو ادریس عائذ اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر کی لڑائی میں شرکت کی تھی اور عقبہ کی رات آنحضرت ﷺ سے عہد کیا تھا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت آپ کے پاس صحابہ کی ایک جماعت تھی، کہ آؤ مجھ سے اس بات کا عہد کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے، چوری نہ کرو گے، زنا نہ کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے، اپنی طرف سے گھڑ کر کسی پر تہمت نہ لگاؤ گے اور اچھی باتوں میں میری نافرمانی نہ کرو گے، پس جو شخص اپنے اس عہد پر قائم رہے گا اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور جس شخص نے اس میں کمی کی اور اللہ تعالیٰ نے اسے چھپا رہنے دیا تو اس کا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے، چاہے تو اس پر سزا دے اور چاہے معاف کر دے۔ حضرت عبادہ نے بیان کیا چنانچہ میں نے آنحضرت ﷺ سے ان امور پر بیعت کی۔



۳۸۹۳: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ «إِنِّي مِنَ النُّقَبَاءِ الَّذِينَ بَايَعُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بَايَعْنَاهُ عَلَى أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ وَلَا نَنْتَهِبَ وَلَا نَعْصِيَ بِالْجَنَّةِ إِنْ فَعَلْنَا ذَلِكَ فَإِنْ غَشِينَا مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَاءُ ذَلِكَ إِلَى اللَّهِ»

شرح بخاری

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعید نے، ان سے یزید بن ابی حبیب نے، ان سے ابو الخیر مرثد بن عبد اللہ نے، ان سے عبد الرحمن صنابحی نے اور ان سے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ان نقیبوں میں سے تھا جنہوں نے (عقبہ کی رات میں) رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ آپ نے بیان کیا کہ ہم نے آنحضرت ﷺ سے اس کا عہد کیا تھا کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے، چوری نہیں کریں گے، زنا نہیں کریں گے، کسی ایسے شخص کو قتل نہیں کریں گے جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، لوٹ مار نہیں کریں گے اور نہ اللہ کی نافرمانی کریں گے جنت کے بدلے میں، اگر ہم اپنے عہد میں پورے اترے۔ لیکن اگر ہم نے اس میں کچھ خلاف کیا تو اس کا فیصلہ اللہ پر ہے۔



قولہ "وَلَا نَقضی بِالْجَنَّةِ" یہ لفظ قاف اور ضاد کے ساتھ ہو تو اس سے مراد یہ ہے کہ ہم کسی کے لیے جنتی ہونے

کا فیصلہ نہیں کریں گے، کیونکہ یہ فیصلہ کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے، بعض نسخوں میں "وَلَا نَعْصِيَ" عین اور صاد مہملہ کے ساتھ ہے تو اس صورت میں اس کا یہ معنی ہوگا، کہ ہم جنت کے بدلہ میں نافرمانی کا کام نہیں کریں گے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "بِالْجَنَّةِ" کا تعلق "لا نعصی" کے ساتھ نہ ہو بلکہ اس کا تعلق شروع میں آنے والے لفظ "بَايَعْنَاهُ" کے ساتھ ہو، یعنی ہم نافرمانی نہیں کریں گے، ہم نے جنت کے بدلہ میں ان منہیات کے چھوڑنے پر آپ سے بیعت کی۔

۴۴۔ بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ ﷺ عَائِشَةَ، وَقُدُومِهَا الْمَدِينَةَ، وَبِنَائِهِ بِهَا

باب: حضرت عائشہ سے نبی کریم ﷺ کا نکاح کرنا اور آپ کا مدینہ میں تشریف لانا اور حضرت عائشہ کی رخصتی کا بیان۔

۳۸۹۴: حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ «تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ فَوُعِكْتُ فَتَمَزَّقَ شَعَرِي فَوَفَى جُمَيْمَةً فَأَتَتْنِي أُمِّي أُمُّ رُومَانَ وَإِنِّي لَفِي أُرْجُوحَةٍ وَمَعِي صَوَاحِبُ لِي فَصَرَخَتْ بِي فَأَتَيْتُهَا لَا أَدْرِي مَا تُرِيدُ بِي فَأَخَذَتْ بِيَدِي حَتَّى أَوْقَفَتْنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ وَإِنِّي لَأُنْهِجُ حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفْسِي ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ»



مجھ سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے میرا نکاح جب ہوا تو میری عمر چھ سال کی تھی، پھر ہم مدینہ (ہجرت کر کے) آئے اور بنی حارث بن خزرج کے یہاں قیام کیا۔ یہاں آکر مجھے بخار چڑھا اور اس کی وجہ سے میرے بال گرنے لگے۔ پھر مونڈھوں تک خوب بال ہو گئے پھر ایک دن میری والدہ ام رومان آئیں، اس وقت میں اپنی چند سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی انہوں نے مجھے پکارا تو میں حاضر ہو گئی۔ مجھے کچھ معلوم نہیں تھا کہ میرے ساتھ ان کا کیا ارادہ ہے۔ آخر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر گھر کے دروازہ کے پاس کھڑا کر دیا اور میرا سانس پھولا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں جب مجھے کچھ سکون ہوا تو انہوں نے تھوڑا سا پانی لے کر میرے منہ اور سر پر پھیرا۔ پھر گھر کے اندر مجھے لے گئیں۔ وہاں انصار کی چند عورتیں موجود تھیں، جنہوں نے مجھے دیکھ کر دعا دی کہ خیر و برکت اور اچھا نصیب لے کر آئی ہو، میری ماں نے مجھے انہیں کے حوالہ کر دیا اور انہوں نے میری آرائش کی۔ اس کے







بعد دن چڑھے اچانک رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور انہوں نے مجھے آپ کے سپرد کر دیا میری عمر اس وقت نو سال تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں، ان کی والدہ ام رومان بنت عامر ہیں ہجرت سے تین سال قبل ۱۰ نبوی میں نبی اکرم ﷺ سے حضرت عائشہ کا عقد نکاح ہوا تھا جبکہ ان کی عمر چھ برس تھی۔ اور شوال سن ۲ھ میں مدینہ میں جا کر ان کی رخصتی ہوئی جب کہ ان کی عمر نو برس تھی، نبی اکرم ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر اٹھارہ برس تھی، بڑی عالمہ فاضلہ اور سمجھدار تھیں۔

۵۸ھ میں سترہ رمضان کو وفات پائی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی، رات کو جنت البقیع میں دفن کی گئیں، حافظ ابن قیمؒ نے زاد المعاد میں لکھا ہے۔ "واتفقت الأمة علی كفر قاذفها"[1]

ام المومنین حضرت عائشہ کو قذف اور تہمت لگانے والے کے کافر ہونے پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔

۳۸۹۵: حَدَّثَنَا مُعَلًّى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ أَرَى أَنَّكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ وَيَقُولُ هَذِهِ امْرَأَتُكَ فَاكْشِفْ عَنْهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَأَقُولُ إِنْ يَكُ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمْضِهِ»

ہم سے معلی بن اسید نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم مجھے دو مرتبہ خواب میں دکھائی گئی ہو۔ میں نے دیکھا کہ تم ایک ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی ہو اور کہا جا رہا ہے کہ یہ آپ کی بیوی ہیں، ان کا چہرہ کھولئے۔ میں نے چہرہ کھول کر دیکھا تو تم تھیں، میں نے سوچا کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو وہ خود اس کو پورا فرمائے گا۔

قوله: إِنْ يَكُ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ، اس خواب کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے میں آپ کو کوئی شک نہیں تھا، بلکہ اس کی تعبیر یہ تھی کہ اگر واقعی خواب میں دکھائی جانے والی میری بیوی بننے والی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے پورا کر دے۔

۳۸۹۶: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ «تُوُفِّيَتْ خَدِيجَةُ قَبْلَ مَخْرَجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ بِثَلَاثِ سِنِينَ فَلَبِثَ سَنَتَيْنِ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ وَنَكَحَ عَائِشَةَ وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ ثُمَّ بَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ»

مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد (عروہ بن زبیر) نے بیان کیا کہ حضرت خدیجہ کی وفات نبی کریم ﷺ کی مدینہ کو ہجرت

[1] زاد المعاد ج ۱ ص ۲۶

سے تین سال پہلے ہو گئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے آپ کی وفات کے تقریباً دو سال بعد حضرت عائشہ سے نکاح کیا اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی جب رخصتی ہوئی تو وہ نو سال کی تھیں۔

۴۵۔ بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ

باب: نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام کا مدینہ کی طرف ہجرت کرنا۔

وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ، وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ «لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ» وَقَالَ أَبُو مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ، فَذَهَبَ وَهَلِي إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ، أَوْ هَجَرُ، فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ»

حضرات عبد اللہ بن زید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا کہ اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک آدمی بن کر رہنا پسند کرتا اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کر کے جا رہا ہوں کہ جہاں کھجور کے باغات بکثرت ہیں، میرا ذہن اس سے یمامہ یا ہجر کی طرف گیا لیکن یہ سرزمین شہر "یثرب" کی تھی۔

قولہ "فإذا هي المدينة" آپ نے خواب دیکھا کہ بڑی کھجوروں والی سر زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں، اور  کھجوروں والی زمین مدینہ کے علاوہ اور بھی تھی جیسے یمامہ اور ہجر ہے آپ کا خیال ہوا کہ یہ علاقہ یمامہ یا ہجر ہو گا لیکن وہ علاقہ مدینہ ہوا جس کی طرف آپ نے ہجرت کی۔

٣٨٩٧: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يَقُولُ «عُدْنَا خَبَّابًا فَقَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُرِيدُ وَجْهَ اللهِ فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللهِ فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمْ يَأْخُذْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ نَمِرَةً فَكُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ بَدَا رَأْسُهُ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِنْ إِذْخِرٍ وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا»

ہم سے (عبد اللہ بن زبیر) حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو وائل شقیق بن سلمہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے گئے تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہم نے صرف اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہجرت کی تھی، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا اجر دے گا۔ پھر ہمارے بہت سے ساتھی اس دنیا سے اٹھ گئے اور انہوں نے (دنیا میں) اپنے اعمال کا پھل نہیں دیکھا۔ انہیں میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ احد کی لڑائی میں شہید کئے گئے تھے اور صرف ایک دھاری دار چادر چھوڑی تھی۔ (کفن دیتے وقت) جب ہم ان کی چادر سے ان کا سر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھانکتے تو سر کھل جاتا۔



رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ان کا سر ڈھانک دیں اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دیں۔ (تاکہ چھپ جائے) اور ہم میں ایسے بھی ہیں کہ (اس دنیا میں بھی) ان کے اعمال کا میوہ پک گیا، پس وہ اس کو چن رہے ہیں۔

قولہ "لَمْ يَأْخُذْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا" اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ دنیا میں اگر مال ومتاع حاصل ہو تو صاحب مال مسلمان کے اعمال صالحہ میں کمی واقع ہو جائے، بلکہ مسلمان کے بارہ میں حدیث آتی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی مسلمان کو رفاہیت اور خوشحالی عطا کرے تو اس مسلمان کے نیک اعمال کا اجر وثواب مکمل ہی رہتا ہے۔

حدیث مذکور سے مراد تو یہ ہے کہ شہید ہو جانے والے صحابہ کرام نے اپنے اعمال صالحہ کا ثمرہ اور پھل دنیا میں نہیں پایا، انہوں نے دنیا میں تکالیف اٹھائیں، اور جلد دنیا کو چھوڑ گئے اور مال غنیمت وغیرہ سے فائدہ نہیں اٹھایا اور بعض ہم میں سے وہ ہیں جو ابھی تک زندہ ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ نے فتوحات عطا کیں، بظاہر فتوحات میں حاصل ہونے والا مال غنیمت وغیرہ ان کے اعمال کا ثمرہ ہے، لیکن اس سے ان کا اجر کم نہیں ہوا، لَمْ يَأْخُذْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا" سے یہ مراد ہے، ورنہ یہ مراد نہیں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ دنیا میں فراوانی عطا کرے تو اجر کم ہو جائے۔

٣٨٩٨: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ «الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ»

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے، ان سے محمد بن ابراہیم نے، ان سے علقمہ بن ابی وقاص نے، بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ اعمال نیت پر موقوف ہیں۔ پس جس کا مقصد ہجرت سے دنیا کمانا ہو وہ اپنے اسی مقصد کو حاصل کر سکے گا یا مقصد ہجرت سے کسی عورت سے شادی کرنا ہو تو وہ بھی اپنے مقصد تک پہنچ سکے گا، لیکن جن کا ہجرت سے مقصد اللہ اور اس کے رسول کی رضامندی ہوگی تو اسی کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے سمجھی جائے گی۔

٣٨٩٩: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ الْمَكِّيِّ «أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ»

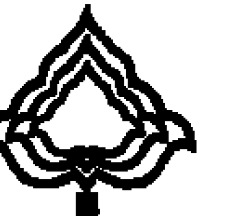
مجھ سے اسحاق بن یزید دمشقی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن حمزہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو عمرو اوزاعی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبدہ بن ابی لبابہ نے بیان کیا، ان سے مجاہد بن جبر مکی نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ فتح مکہ کے بعد (مکہ سے مدینہ کی

طرف) ہجرت باقی نہیں رہی۔

۳۹۰۰: حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ زُرْتُ عَائِشَةَ مَعَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اللَّيْثِيِّ فَسَأَلْنَاهَا عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَتْ لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ كَانَ الْمُؤْمِنُونَ يَفِرُّ أَحَدُهُمْ بِدِينِهِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى وَإِلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخَافَةَ أَنْ يُفْتَنَ عَلَيْهِ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَقَدْ أَظْهَرَ اللّٰهُ الْإِسْلَامَ وَالْيَوْمَ يَعْبُدُ رَبَّهُ حَيْثُ شَاءَ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ»

مجھ سے اوزاعی نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا کہ عبید بن عمیر لیثی کے ساتھ میں حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم نے ان سے فتح مکہ کے بعد ہجرت کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ ایک وقت تھا جب مسلمان اپنے دین کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف عہد کر کے آتا تھا، اس خطرہ کی وجہ سے کہ کہیں وہ فتنہ میں نہ پڑ جائے لیکن اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا ہے اور آج (سرزمین عرب میں) انسان جہاں بھی چاہے اپنے رب کی عبادت کر سکتا ہے، البتہ جہاد اور جہاد کی نیت کا ثواب باقی ہے۔

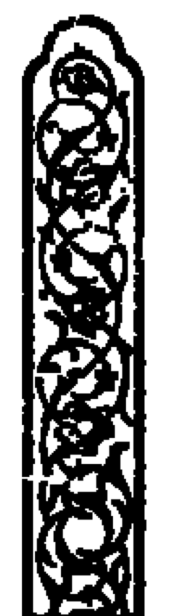
۳۹۰۱: حَدَّثَنِي زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ هِشَامٌ فَأَخْبَرَنِي أَبِي «عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ سَعْدًا قَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أُجَاهِدَهُمْ فِيكَ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوا رَسُولَكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخْرَجُوهُ اللّٰهُمَّ فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ»



وَقَالَ أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوا نَبِيَّكَ وَأَخْرَجُوهُ مِنْ قُرَيْشٍ»

مجھ سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا، کہا کہ ہشام نے بیان کیا کہ انہیں ان کے والد نے خبر دی اور انہیں عائشہ نے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ اس سے زیادہ مجھے اور کوئی چیز پسندیدہ نہیں کہ تیرے راستے میں، میں اس قوم سے جہاد کروں جس نے تیرے رسول ﷺ کی تکذیب کی اور انہیں (ان کے وطن مکہ سے) نکالا اے اللہ! لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ہمارے اور ان کے درمیان لڑائی کا سلسلہ ختم کر دیا ہے۔ اور ابان بن یزید نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور انہیں حضرت عائشہ نے خبر دی کہ (یہ الفاظ سعد رضی اللہ عنہ فرماتے تھے) من قوم کذبوا نبیک واخرجوه من قریش۔ یعنی جنہوں نے تیرے رسول ﷺ کو جھٹلایا۔ باہر نکال دیا۔ اس سے قریش کے کافر مراد ہیں۔

۳۹۰۲: حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ «بُعِثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَرْبَعِينَ سَنَةً



فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوحَى إِلَيْهِ ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِينَ وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ»

ہم سے مطر بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال کی عمر میں رسول بنایا گیا تھا۔ پھر آپ پر مکہ مکرمہ میں تیرہ سال تک وحی آتی رہی اس کے بعد آپ کو ہجرت کا حکم ہوا اور آپ نے ہجرت کی حالت میں دس سال گزارے، (مدینہ میں) جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر تریسٹھ سال کی تھی۔

۳۹۰۳: حَدَّثَنِي مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ «مَكَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ»

مجھ سے مطر بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے زکریا بن اسحاق نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے بعد مکہ میں تیرہ سال قیام کیا اور جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر تریسٹھ سال کی تھی۔

۳۹۰٤: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عُبَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا فَعَجِبْنَا لَهُ وَقَالَ النَّاسُ انْظُرُوا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ وَهُوَ يَقُولُ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ أَعْلَمَنَا بِهِ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبَا بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ إِلَّا خُلَّةَ الْإِسْلَامِ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلَّا خَوْخَةُ أَبِي بَكْرٍ»

ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے مالک نے بیان کیا، ان سے عمر بن عبید اللہ کے مولیٰ ابو النضر نے، ان سے عبید یعنی ابن حنین نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے، فرمایا اپنے ایک نیک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ دنیا کی نعمتوں میں سے جو وہ چاہے اسے اپنے لئے پسند کرلے یا جو اللہ تعالیٰ کے یہاں ہے (آخرت میں) اسے پسند کرلے۔



اس بندے نے اللہ تعالیٰ کے ہاں ملنے والی چیز کو پسند کر لیا۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کیا ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ (حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) ہمیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس رونے پر حیرت ہوئی، بعض لوگوں نے کہا اس بزرگ کو دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی نعمتوں اور جو اللہ کے پاس ہے اس میں سے کسی کے پسند کرنے کا اختیار دیا تھا اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ماں باپ حضور پر فدا ہوں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو ان دو چیزوں میں سے ایک کا اختیار دیا گیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ اس بات سے واقف تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی صحبت اور مال کے ذریعہ مجھ پر احسان کرنے والے ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بنا سکتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بناتا البتہ اسلامی رشتہ ان کے ساتھ کافی ہے۔ مسجد میں کوئی دروازہ اب کھلا ہوا باقی نہ رکھا جائے سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف کھلنے والے دروازے کے۔

٣٩٠٥: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: «لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ، إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ، وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ، بُكْرَةً وَعَشِيَّةً، فَلَمَّا ابْتُلِيَ المُسْلِمُونَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا نَحْوَ أَرْضِ الحَبَشَةِ، حَتَّى إِذَا بَلَغَ بَرْكَ الغِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ القَارَةِ، فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ يَا أَبَا بَكْرٍ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَخْرَجَنِي قَوْمِي، فَأُرِيدُ أَنْ أَسِيحَ فِي الأَرْضِ وَأَعْبُدَ رَبِّي، قَالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ: فَإِنَّ مِثْلَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ لاَ يَخْرُجُ وَلاَ يُخْرَجُ، إِنَّكَ تَكْسِبُ المَعْدُومَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الحَقِّ، فَأَنَا لَكَ جَارٌ ارْجِعْ وَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبَلَدِكَ، فَرَجَعَ وَارْتَحَلَ مَعَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ، فَطَافَ ابْنُ الدَّغِنَةِ عَشِيَّةً فِي أَشْرَافِ قُرَيْشٍ، فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لاَ يَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلاَ يُخْرَجُ، أَتُخْرِجُونَ رَجُلًا يَكْسِبُ المَعْدُومَ وَيَصِلُ الرَّحِمَ، وَيَحْمِلُ الكَلَّ وَيَقْرِي الضَّيْفَ، وَيُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الحَقِّ، فَلَمْ تُكَذِّبْ قُرَيْشٌ بِجِوَارِ ابْنِ الدَّغِنَةِ، وَقَالُوا: لِابْنِ الدَّغِنَةِ: مُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ رَبَّهُ فِي دَارِهِ، فَلْيُصَلِّ فِيهَا وَلْيَقْرَأْ مَا شَاءَ، وَلاَ يُؤْذِينَا بِذَلِكَ وَلاَ يَسْتَعْلِنْ بِهِ، فَإِنَّا نَخْشَى أَنْ يَفْتِنَ نِسَاءَنَا وَأَبْنَاءَنَا، فَقَالَ ذَلِكَ ابْنُ الدَّغِنَةِ لِأَبِي بَكْرٍ، فَلَبِثَ أَبُو بَكْرٍ بِذَلِكَ يَعْبُدُ رَبَّهُ فِي دَارِهِ، وَلاَ يَسْتَعْلِنُ بِصَلاَتِهِ وَلاَ يَقْرَأُ فِي غَيْرِ دَارِهِ، ثُمَّ بَدَا لِأَبِي بَكْرٍ، فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ، وَكَانَ يُصَلِّي فِيهِ، وَيَقْرَأُ القُرْآنَ، فَيَنْقَذِفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ المُشْرِكِينَ وَأَبْنَاؤُهُمْ، وَهُمْ يَعْجَبُونَ مِنْهُ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً، لاَ يَمْلِكُ





عَيْنَيْهِ إِذَا قَرَأَ القُرْآنَ، وَأَفْزَعَ ذَلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ المُشْرِكِينَ، فَأَرْسَلُوا إِلَى ابْنِ الدَّغِنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ، فَقَالُوا: إِنَّا كُنَّا أَجَرْنَا أَبَا بَكْرٍ بِجِوَارِكَ، عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ، فَقَدْ جَاوَزَ ذَلِكَ، فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ، فَأَعْلَنَ بِالصَّلاَةِ وَالقِرَاءَةِ فِيهِ، وَإِنَّا قَدْ خَشِينَا أَنْ يَفْتِنَ نِسَاءَنَا وَأَبْنَاءَنَا، فَانْهَهُ، فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَعَلَ، وَإِنْ أَبَى إِلَّا أَنْ يُعْلِنَ بِذَلِكَ، فَسَلْهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ، فَإِنَّا قَدْ كَرِهْنَا أَنْ نُخْفِرَكَ، وَلَسْنَا مُقِرِّينَ لِأَبِي بَكْرٍ الِاسْتِعْلاَنَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَتَى ابْنُ الدَّغِنَةِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتَ الَّذِي عَاقَدْتُ لَكَ عَلَيْهِ، فَإِمَّا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلَى ذَلِكَ، وَإِمَّا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيَّ ذِمَّتِي، فَإِنِّي لاَ أُحِبُّ أَنْ تَسْمَعَ العَرَبُ أَنِّي أُخْفِرْتُ فِي رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَإِنِّي أَرُدُّ إِلَيْكَ جِوَارَكَ، وَأَرْضَى بِجِوَارِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِينَ: «إِنِّي أُرِيتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ، ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لاَبَتَيْنِ» وَهُمَا الحَرَّتَانِ، فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ المَدِينَةِ، وَرَجَعَ عَامَّةُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ بِأَرْضِ الحَبَشَةِ إِلَى المَدِينَةِ، وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٍ قِبَلَ المَدِينَةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عَلَى رِسْلِكَ، فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يُؤْذَنَ لِي» فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَهَلْ تَرْجُو ذَلِكَ بِأَبِي أَنْتَ؟ قَالَ: «نَعَمْ» فَحَبَسَ أَبُو بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَصْحَبَهُ، وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ وَهُوَ الخَبَطُ، أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ، قَالَ: عُرْوَةُ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَبَيْنَمَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوسٌ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ، قَالَ قَائِلٌ لِأَبِي بَكْرٍ: هَذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَقَنِّعًا، فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: فِدَاءٌ لَهُ أَبِي وَأُمِّي، وَاللهِ مَا جَاءَ بِهِ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ، قَالَتْ: فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَ، فَأُذِنَ لَهُ فَدَخَلَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بَكْرٍ: «أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ». فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ، بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: «فَإِنِّي قَدْ أُذِنَ لِي فِي الخُرُوجِ» فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: الصَّحَابَةُ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «نَعَمْ» قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَخُذْ -بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ- إِحْدَى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «بِالثَّمَنِ» قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجَهَّزْنَاهُمَا أَحَثَّ الجِهَازِ، وَصَنَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِي جِرَابٍ، فَقَطَعَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قِطْعَةً مِنْ نِطَاقِهَا، فَرَبَطَتْ بِهِ عَلَى فَمِ الجِرَابِ، فَبِذَلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ قَالَتْ: ثُمَّ لَحِقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ بِغَارٍ فِي جَبَلِ ثَوْرٍ، فَكَمَنَا فِيهِ ثَلاَثَ لَيَالٍ، يَبِيتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، وَهُوَ غُلاَمٌ

شَابٌّ، ثَقِفٌ لَقِنٌ، فَيُدْلِجُ مِنْ عِنْدِهِمَا بِسَحَرٍ، فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ، فَلاَ يَسْمَعُ أَمْرًا، يُكْتَادَانِ بِهِ إِلَّا وَعَاهُ، حَتَّى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذَلِكَ حِينَ يَخْتَلِطُ الظَّلاَمُ، وَيَرْعَى عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ، مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ مِنْحَةً مِنْ غَنَمٍ، فَيُرِيحُهَا عَلَيْهِمَا حِينَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ العِشَاءِ، فَيَبِيتَانِ فِي رِسْلٍ، وَهُوَ لَبَنُ مِنْحَتِهِمَا وَرَضِيفِهِمَا، حَتَّى يَنْعِقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ، يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلاَثِ، وَاسْتَأْجَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدِّيلِ، وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ، هَادِيَا خِرِّيتًا، وَالخِرِّيتُ المَاهِرُ بِالهِدَايَةِ، قَدْ غَمَسَ حِلْفًا فِي آلِ العَاصِ بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ، وَهُوَ عَلَى دِينِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ، فَأَمِنَاهُ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا، وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلاَثِ لَيَالٍ، بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلاَثٍ، وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ، وَالدَّلِيلُ، فَأَخَذَ بِهِمْ طَرِيقَ السَّوَاحِلِ»»

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے کہ ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا میں نے اپنے ماں باپ کو دین اسلام ہی پر پایا اور کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا جس میں رسول کریم ﷺ ہمارے گھر صبح وشام دونوں وقت تشریف نہ لاتے ہوں، پھر جب (مکہ میں) مسلمانوں کو ستایا جانے لگا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حبشہ کی ہجرت کا ارادہ کر کے نکلے۔ جب آپ مقام برک الغماد پر پہنچے تو آپ کی ملاقات ابن الدغنہ سے ہوئی جو قبیلہ قارہ کا سردار تھا۔ اس نے پوچھا (ابو بکر رضی اللہ عنہ سے)! کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے اب میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ ملک ملک کی سیاحت کروں (اور آزادی کے ساتھ) اپنے رب کی عبادت کروں۔ ابن الدغنہ نے کہا لیکن ابو بکر! تم جیسے انسان کو اپنے وطن سے نہ خود نکلنا چاہئے اور نہ اسے نکالا جانا چاہیے۔ تم محتاجوں کی مدد کرتے ہو، صلہ رحمی کرتے ہو۔ بے کسوں کا بوجھ اٹھاتے ہو، مہمان نوازی کرتے ہو اور حق پر قائم رہنے کی وجہ سے کسی پر آنے والی مصیبتوں میں اس کی مدد کرتے ہو، میں تمہیں پناہ دیتا ہوں واپس چلو اور اپنے شہر ہی میں اپنے رب کی عبادت کرو۔ چنانچہ وہ واپس آگئے اور ابن الدغنہ بھی آپ کے ساتھ واپس آیا۔ اس کے بعد ابن الدغنہ قریش کے تمام سرداروں کے یہاں شام کے وقت گیا اور سب سے اس نے کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ جیسے شخص کو نہ خود نکلنا چاہیے اور نہ نکالا جانا چاہیے کیا تم ایسے شخص کو نکال دو گے جو محتاجوں کی امداد کرتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے، بے کسوں کا بوجھ اٹھاتا ہے، مہمان نوازی کرتا ہے اور حق کی وجہ سے کسی پر آنے والی مصیبتوں میں اس کی مدد کرتا ہے؟ قریش نے ابن الدغنہ کی پناہ سے انکار نہیں کیا صرف اتنا کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہہ دو، کہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر کے اندر ہی کیا کریں،

وہیں نماز پڑھیں اور جو جی چاہے وہیں پڑھیں، اپنی عبادات سے ہمیں تکلیف نہ پہنچائیں، اس کا اظہار نہ کریں کیونکہ ہمیں اس کا ڈر ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچے اس فتنہ میں نہ مبتلا ہو جائیں۔ یہ باتیں ابن الدغنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بھی آکر کہہ دیں کچھ دنوں تک تو آپ اس پر قائم رہے اور اپنے گھر کے اندر ہی اپنے رب کی عبادت کرتے رہے، نہ نماز بر سر عام پڑھتے اور نہ گھر کے سوا کسی اور جگہ تلاوت قرآن کرتے تھے لیکن پھر انہوں نے کچھ سوچا اور اپنے گھر کے سامنے نماز پڑھنے کے لئے ایک جگہ بنائی جہاں آپ نے نماز پڑھنی شروع کی اور تلاوت قرآن بھی وہیں کرنے لگے، نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں مشرکین کی عورتوں اور بچوں کا مجمع ہونے لگا۔ وہ سب حیرت اور پسندیدگی کے ساتھ دیکھتے رہا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بڑے نرم دل انسان تھے۔ جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو آنسوؤں کو روک نہ سکتے تھے۔ اس صورت حال سے مشرکین قریش کے سردار گھبرا گئے اور انہوں نے ابن الدغنہ کو بلا بھیجا، جب ابن الدغنہ گیا تو انہوں نے اس سے کہا کہ ہم نے ابو بکر کے لئے تمہاری پناہ اس شرط کے ساتھ تسلیم کی تھی کہ اپنے رب کی عبادت وہ اپنے گھر کے اندر کیا کریں لیکن انہوں نے شرط کی خلاف ورزی کی ہے اور اپنے گھر کے سامنے نماز پڑھنے کے لئے ایک جگہ بنا کر بر سر عام نماز پڑھنے اور تلاوت قرآن کرنے لگے ہیں۔ ہمیں اس کا ڈر ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچے اس فتنے میں نہ مبتلا ہو جائیں اس لئے تم انہیں روک دو، اگر انہیں یہ شرط منظور ہو کہ اپنے رب کی عبادت صرف اپنے گھر کے اندر ہی کیا کریں تو وہ ایسا کر سکتے ہیں لیکن اگر وہ اظہار ہی کریں تو ان سے کہو کہ تمہاری پناہ واپس دے دیں، کیونکہ ہمیں یہ پسند نہیں کہ تمہاری دی ہوئی پناہ میں ہم دخل اندازی کریں لیکن ابو بکر کے اس اظہار کو بھی ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ پھر ابن الدغنہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے یہاں آیا اور اس نے کہا کہ جس شرط کے ساتھ میں نے آپ کے ساتھ عہد کیا تھا وہ آپ کو معلوم ہے، اب یا آپ اس شرط پر قائم رہیے یا پھر میرے عہد کو واپس کیجئے کیونکہ یہ مجھے گوارا نہیں کہ عرب کے کانوں تک یہ بات پہنچے کہ میں نے ایک شخص کو پناہ دی تھی۔ لیکن اس میں (قریش کی طرف سے) دخل اندازی کی گئی۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہاری پناہ واپس کرتا ہوں اور اپنے رب عزوجل کی پناہ پر راضی اور خوش ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں مکہ میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ تمہاری ہجرت کی جگہ مجھے خواب میں دکھائی گئی ہے وہاں کھجور کے باغات ہیں اور دو پتھریلے میدانوں کے درمیان واقع ہے، چنانچہ جنہیں ہجرت کرنا تھا انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور جو لوگ سرزمین حبشہ ہجرت کر کے چلے گئے تھے وہ بھی مدینہ چلے آئے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی مدینہ ہجرت کی تیاری شروع کر دی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کچھ دنوں کے لئے توقف کرو۔ مجھے توقع ہے کہ ہجرت کی اجازت مجھے بھی مل جائے گی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا واقعی آپ کو بھی اس کی توقع ہے، میرے باپ آپ پر

فداہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی رفاقت سفر کے خیال سے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا اور دو اونٹنیوں کو جو ان کے پاس تھیں کیکر کے پتے کھلا کر تیار کرنے لگے چار مہینے تک۔ ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عروہ نے کہ حضرت عائشہ نے کہا، ایک دن ہم ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر بیٹھے ہوئے تھے بھری دوپہر تھی کہ کسی نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا رسول اللہ ﷺ سر پر رومال ڈالے تشریف لا رہے ہیں، حضور ﷺ کا معمول ہمارے یہاں اس وقت آنے کا نہیں تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے حضور ﷺ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ ایسے وقت میں آپ کسی خاص وجہ سے ہی تشریف لا رہے ہوں گے، انہوں نے بیان کیا کہ پھر حضور ﷺ تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اجازت دی تو آپ اندر داخل ہوئے پھر حضور ﷺ نے ان سے فرمایا اس وقت یہاں سے تھوڑی دیر کے لئے سب کو اٹھادو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہاں اس وقت تو سب گھر کے ہی آدمی ہیں، میرے باپ آپ پر فدا ہوں، یارسول اللہ ﷺ حضور ﷺ نے اس کے بعد فرمایا کہ مجھے ہجرت کی اجازت دے دی گئی ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے باپ آپ پر فدا ہوں یارسول اللہ! کیا مجھے رفاقت سفر کا شرف حاصل ہو سکے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے باپ آپ پر فدا ہوں ان دونوں میں سے ایک اونٹنی آپ لے لیجئے! حضور ﷺ نے فرمایا لیکن قیمت سے، حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ پھر ہم نے جلدی جلدی ان کے لئے تیاریاں شروع کر دیں اور کچھ توشہ ایک تھیلے میں رکھ دیا۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے اپنے پٹکے کے ٹکڑے کر کے تھیلے کا منہ اس سے باندھ دیا اور اسی وجہ سے انکا نام ذات النطاقین (دوپٹکے والی) پڑ گیا عائشہ نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جبل ثور کے غار میں پڑاؤ کیا اور تین راتیں گزاریں عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ رات وہیں جا کر گزارا کرتے تھے، یہ نوجوان بہت سمجھدار تھے اور ذہین بے حد تھے۔ سحر کے وقت وہاں سے نکل آتے اور صبح سویرے ہی مکہ پہنچ جاتے جیسے وہیں رات گزری ہو۔ پھر جو کچھ یہاں سنتے اور جس کے ذریعہ ان حضرات کے خلاف کاروائی کے لیے کوئی تدبیر کی جاتی تو اسے محفوظ رکھتے اور جب اندھیرا چھا جاتا تو تمام اطلاعات یہاں آکر پہنچاتے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ آپ ہر دو کے لئے قریب ہی دودھ دینے والی بکری چرایا کرتے تھے اور جب کچھ رات گزر جاتی تو اسے غار میں لاتے تھے۔ آپ اسی پر رات گزارتے اس دودھ کو گرم لوہے کے ذریعہ گرم کر لیا جاتا تھا۔ صبح منہ اندھیرے ہی عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ غار سے نکل آتے تھے ان تین راتوں میں روزانہ کا ان کا یہی دستور تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بنی الدیل جو بنی عبد بن عدی کی شاخ تھی، کے ایک شخص کو راستہ بتانے کے لئے اجرت پر اپنے ساتھ رکھا تھا۔ یہ شخص راستوں کا بڑا ماہر تھا۔ آل عاص بن وائل سہمی کا یہ حلیف بھی تھا اور کفار قریش کے دین پر قائم تھا۔ ان بزرگوں نے اس پر اعتماد کیا اور اپنے دونوں اونٹ اس کے حوالے کر دیئے۔ قرار









یہ پایا تھا کہ تین راتیں گزار کر یہ شخص غار ثور میں ان سے ملاقات کرے۔ چنانچہ تیسری رات کی صبح کو وہ دونوں اونٹ لے کر (آگیا) اب عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور یہ راستہ بتانے والا ان حضرات کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے ساحل کے راستے سے ہوتے ہوئے۔

قولہ " فلبث رسول الله صلى الله عليه وسلم فى بني عمرو بن عوف بضع عشرة ليلة" قباء میں آپ چودہ راتیں ٹھہرے، بعض روایات میں چوبیس راتوں کا ذکر آتا ہے، حافظ نے چودہ کو ترجیح دی ہے، کیونکہ سنن ابی داؤد میں چودہ رات کا ذکر آتا ہے، یہ بات محدثانہ اعتبار سے تو ٹھیک ہے، لیکن چودہ راتیں بنتی نہیں ہیں، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن داخل ہوئے تھے اور جمعہ کے دن وہاں سے چلے گئے تھے اور یہ صرف چار دن بنتے ہیں، لیکن ہو سکتا ہے کہ چودہ کہنے والوں نے مکہ سے نکلنے اور غار ثور میں رہنے کے دن شمار کئے ہوں۔ اس طرح چودہ دن کہہ دیا ہو۔

قولہ "هذا الحمال لاحمال خيبر" یہ بوجھ خیبر کا بوجھ نہیں ہے، اے ہمارے پروردگار یہ باعث اجر اور پاکیزہ کام ہے، چونکہ مسجد کی تعمیر کے وقت اینٹیں اٹھانے کا بوجھ باعث اجر و ثواب تھا اور خیبر کا بوجھ وہاں سے کھجوریں لانا تھا، یہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔

٣٩٠٦: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَالِكٍ الْمُدْلِجِيُّ، وَهُوَ ابْنُ أَخِي سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ، أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سُرَاقَةَ بْنَ جُعْشُمٍ يَقُولُ: جَاءَنَا رُسُلُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ، يَجْعَلُونَ فِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ، دِيَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا، مَنْ قَتَلَهُ أَوْ أَسَرَهُ، فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ قَوْمِي بَنِي مُدْلِجٍ، أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْهُمْ، حَتَّى قَامَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ جُلُوسٌ، فَقَالَ يَا سُرَاقَةُ: إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ آنِفًا أَسْوِدَةً بِالسَّاحِلِ، أُرَاهَا مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ، قَالَ سُرَاقَةُ: فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ هُمْ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِهِمْ، وَلَكِنَّكَ رَأَيْتَ فُلَانًا وَفُلَانًا، انْطَلَقُوا بِأَعْيُنِنَا، ثُمَّ لَبِثْتُ فِي الْمَجْلِسِ سَاعَةً، ثُمَّ قُمْتُ فَدَخَلْتُ فَأَمَرْتُ جَارِيَتِي أَنْ تَخْرُجَ بِفَرَسِي، وَهِيَ مِنْ وَرَاءِ أَكَمَةٍ، فَتَحْبِسَهَا عَلَيَّ، وَأَخَذْتُ رُمْحِي، فَخَرَجْتُ بِهِ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ، فَحَطَطْتُ بِزُجِّهِ الْأَرْضَ، وَخَفَضْتُ عَالِيَهُ، حَتَّى أَتَيْتُ فَرَسِي فَرَكِبْتُهَا، فَرَفَعْتُهَا تُقَرِّبُ بِي، حَتَّى دَنَوْتُ مِنْهُمْ، فَعَثَرَتْ بِي فَرَسِي، فَخَرَرْتُ عَنْهَا، فَقُمْتُ فَأَهْوَيْتُ يَدِي إِلَى كِنَانَتِي، فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْهَا الْأَزْلَامَ فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا: أَضُرُّهُمْ أَمْ لَا، فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ، فَرَكِبْتُ فَرَسِي، وَعَصَيْتُ الْأَزْلَامَ، تُقَرِّبُ بِي حَتَّى إِذَا سَمِعْتُ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ، وَأَبُو بَكْرٍ يُكْثِرُ الِالْتِفَاتَ، سَاخَتْ يَدَا فَرَسِي فِي الْأَرْضِ، حَتَّى بَلَغَتَا الرُّكْبَتَيْنِ، فَخَرَرْتُ عَنْهَا، ثُمَّ زَجَرْتُهَا فَنَهَضَتْ، فَلَمْ تَكَدْ تُخْرِجُ يَدَيْهَا، فَلَمَّا اسْتَوَتْ قَائِمَةً، إِذَا لِأَثَرِ يَدَيْهَا عُثَانٌ سَاطِعٌ فِي السَّمَاءِ مِثْلُ

الدُّخَانِ، فَاسْتَقْسَمْتُ بِالأَزْلَامِ، فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ، فَنَادَيْتُهُمْ بِالأَمَانِ فَوَقَفُوا، فَرَكِبْتُ فَرَسِي حَتَّى جِئْتُهُمْ، وَوَقَعَ فِي نَفْسِي حِينَ لَقِيتُ مَا لَقِيتُ مِنَ الحَبْسِ عَنْهُمْ، أَنْ سَيَظْهَرُ أَمْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ جَعَلُوا فِيكَ الدِّيَةَ، وَأَخْبَرْتُهُمْ أَخْبَارَ مَا يُرِيدُ النَّاسُ بِهِمْ، وَعَرَضْتُ عَلَيْهِمُ الزَّادَ وَالمَتَاعَ، فَلَمْ يَرْزَآنِي وَلَمْ يَسْأَلَانِي، إِلَّا أَنْ قَالَ: «أَخْفِ عَنَّا». فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَكْتُبَ لِي كِتَابَ أَمْنٍ، فَأَمَرَ عَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ فَكَتَبَ فِي رُقْعَةٍ مِنْ أَدِيمٍ، ثُمَّ مَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ، فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ الزُّبَيْرَ فِي رَكْبٍ مِنَ المُسْلِمِينَ، كَانُوا تِجَارًا قَافِلِينَ مِنَ الشَّأْمِ، فَكَسَا الزُّبَيْرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ ثِيَابَ بَيَاضٍ، وَسَمِعَ المُسْلِمُونَ بِالْمَدِينَةِ مَخْرَجَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ، فَكَانُوا يَغْدُونَ كُلَّ غَدَاةٍ إِلَى الحَرَّةِ، فَيَنْتَظِرُونَهُ حَتَّى يَرُدَّهُمْ حَرُّ الظَّهِيرَةِ، فَانْقَلَبُوا يَوْمًا بَعْدَ مَا أَطَالُوا انْتِظَارَهُمْ، فَلَمَّا أَوَوْا إِلَى بُيُوتِهِمْ، أَوْفَى رَجُلٌ مِنْ يَهُودَ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِهِمْ، لِأَمْرٍ يَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَبَصُرَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ مُبَيَّضِينَ يَزُولُ بِهِمُ السَّرَابُ، فَلَمْ يَمْلِكِ اليَهُودِيُّ أَنْ قَالَ بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَا مَعَاشِرَ العَرَبِ، هَذَا جَدُّكُمُ الَّذِي تَنْتَظِرُونَ، فَثَارَ المُسْلِمُونَ إِلَى السِّلَاحِ، فَتَلَقَّوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِظَهْرِ الحَرَّةِ، فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ اليَمِينِ، حَتَّى نَزَلَ بِهِمْ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، وَذَلِكَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيعٍ الأَوَّلِ، فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ لِلنَّاسِ، وَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامِتًا، فَطَفِقَ مَنْ جَاءَ مِنَ الأَنْصَارِ - مِمَّنْ لَمْ يَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يُحَيِّي أَبَا بَكْرٍ، حَتَّى أَصَابَتِ الشَّمْسُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى ظَلَّلَ عَلَيْهِ بِرِدَائِهِ، فَعَرَفَ النَّاسُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ، فَلَبِثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، وَأُسِّسَ المَسْجِدُ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى، وَصَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ، فَسَارَ يَمْشِي مَعَهُ النَّاسُ حَتَّى بَرَكَتْ عِنْدَ مَسْجِدِ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ، وَهُوَ يُصَلِّي فِيهِ يَوْمَئِذٍ رِجَالٌ مِنَ المُسْلِمِينَ، وَكَانَ مِرْبَدًا لِلتَّمْرِ، لِسُهَيْلٍ وَسَهْلٍ غُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي حَجْرِ أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَرَكَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ: «هَذَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ المَنْزِلُ» ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الغُلَامَيْنِ فَسَاوَمَهُمَا بِالْمِرْبَدِ، لِيَتَّخِذَهُ مَسْجِدًا، فَقَالَا: لَا، بَلْ نَهَبُهُ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَبَى رَسُولُ اللَّهِ أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُمَا هِبَةً حَتَّى ابْتَاعَهُ مِنْهُمَا، ثُمَّ بَنَاهُ مَسْجِدًا،





وَطَفِقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ اللَّبِنَ فِي بُنْيَانِهِ وَيَقُولُ، وَهُوَ يَنْقُلُ اللَّبِنَ:

هَذَا الحِمَالُ لاَ حِمَالَ خَيْبَرْ،

هَذَا أَبَرُّ رَبَّنَا وَأَطْهَرْ، وَيَقُولُ:

اللَّهُمَّ إِنَّ الأَجْرَ أَجْرُ الآخِرَهْ،

فَارْحَمِ الأَنْصَارَ، وَالمُهَاجِرَهْ

فَتَمَثَّلَ بِشِعْرِ رَجُلٍ مِنَ المُسْلِمِينَ لَمْ يُسَمَّ لِي قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَلَمْ يَبْلُغْنَا فِي الأَحَادِيثِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَثَّلَ بِبَيْتِ شِعْرٍ تَامٍّ غَيْرَ هَذَا البَيْتِ.

حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہمارے پاس کفار قریش کے قاصد آئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس امر کا اعلان کر رہے تھے کہ جو شخص انہیں قتل کر دے یا زندہ گرفتار کر کے لائے تو ہر ایک کے بدلے ایک سو اونٹ اسے بطور انعام دیے جائیں گے، چنانچہ میں ایک وقت اپنی قوم بنو مدلج کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ان میں سے ایک آدمی آیا اور ہمارے پاس کھڑا ہو گیا جبکہ ہم بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا: اے سراقہ! میں نے ابھی ابھی ساحل پر چند لوگ دیکھے ہیں۔ میں انہیں محمد اور ان کے ساتھی خیال کرتا ہوں۔ سراقہ کہتے ہیں: میں سمجھ گیا کہ یہ وہی ہیں مگر میں نے ایسے ہی اس سے کہہ دیا: وہ نہیں ہوں گے بلکہ تو نے فلاں فلاں کو دیکھا ہو گا جو ابھی ہمارے سامنے سے گئے ہیں جو اپنا گم شدہ کوئی جانور تلاش کر رہے تھے۔ اس کے بعد میں تھوڑی دیر تک اس مجلس میں ٹھہرا رہا، پھر کھڑا ہوا اور اپنے گھر جا کر خادمہ سے کہا کہ وہ میرا گھوڑا لے کر باہر جائے اور اس کو ٹیلے کے پیچھے لے کر کھڑی رہے۔ پھر میں نے اپنا نیزہ سنبھالا اور مکان کی پچھلی جانب سے نکلا۔ نیزے کی نوک سے زمین پر خط لگا رہا تھا اور اس کا اوپر والا حصہ نیچے کیے ہوئے تھا۔ اس طرح میں اپنے گھوڑے کے پاس آیا اور اس پر سوار ہو گیا۔ پھر اسے ہوا کی طرح سرپٹ دوڑایا تا کہ مجھے جلدی پہنچائے۔ لیکن جب میں ان کے قریب ہو گیا تو میرے گھوڑے نے ایسی ٹھوکر کھائی کہ میں گھوڑے سے گر پڑا۔ میں کھڑا ہوا اور ترکش کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس میں سے تیر نکال کر فال لی کہ میں ان لوگوں کو نقصان پہنچا سکوں گا یا نہیں؟ تو وہ بات سامنے آئی جو مجھے ناگوار تھی، مگر میں پھر بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور تیروں کی فال کو تسلیم نہ کیا۔ میرا گھوڑا مجھے لے کر پھر اتنا قریب پہنچ گیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت سنی۔ آپ کسی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے جبکہ حضرت ابو بکر اِدھر اُدھر بہت دیکھ رہے تھے۔ اتنے میں میرے گھوڑے کے اگلے دونوں پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے اور خود میں بھی اس کے اوپر سے گر پڑا۔ پھر میں نے گھوڑے کو ڈانٹا تو بڑی مشکل سے اس کے پاؤں نکلے، مگر جب وہ سیدھا ہوا تو اس کے اگلے دونوں پاؤں سے دھوئیں کی طرح غبار نمودار ہوا جو آسمان تک پھیل گیا۔ میں نے پھر تیروں سے فال لی تو

وہی نکلا جسے میں برا جانتا تھا۔ آخر میں نے انہیں امان کے ساتھ آواز دی تو وہ ٹھہر گئے۔ پھر میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس آیا اور جب مجھے ان تک پہنچنے میں رکاوٹیں پیش آئیں تو میرے دل میں خیال آیا کہ رسول اللہ ﷺ کا ضرور بول بالا ہو گا، چنانچہ میں نے آپ کو بتایا کہ آپ کی قوم نے آپ کے متعلق سو اونٹ مقرر کر رکھے ہیں۔ پھر میں نے وہ باتیں بیان کیں جو وہ لوگ آپ کے ساتھ کرنا چاہتے تھے۔ بعد ازاں میں نے انہیں زادِ راہ اور کچھ سامان پیش کیا، لیکن انہوں نے نہ تو میرے مال میں کمی کی اور نہ کچھ مانگا ہی، البتہ یہ ضرور کہا: ہمارا حال لوگوں سے پوشیدہ رکھیں۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ میرے لیے ایک تحریرِ امن لکھ دیں۔ آپ نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا جس نے مجھے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر سند امان لکھ دی اور پھر رسول اللہ ﷺ آگے روانہ ہو گئے۔ ابن شہاب نے کہا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ اس دوران میں رسول اللہ ﷺ کی ملاقات سوداگر مسلمانوں کی ایک جماعت سے ہوئی جو حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت ملک شام سے آ رہی تھی۔ حضرت زبیر نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سفید پوشاک پہنائی۔ ادھر مسلمان اہل مدینہ کو رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے کی خبر پہنچی تو وہ لوگ مقام حرہ تک ہر روز صبح آپ کے استقبال کے لیے آتے اور آپ کا انتظار کرتے، پھر دوپہر کی گرمی انہیں واپس جانے پر مجبور کر دیتی، چنانچہ وہ ایک روز حسب معمول بہت انتظار کے بعد واپس آ گئے اور اپنے گھروں میں بیٹھے تھے کہ ایک یہودی کسی کام کی خاطر، اپنے قلعوں میں سے کسی قلعے پر چڑھا تو اس نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو سفید لباس میں ملبوس دیکھا۔ جس قدر آپ نزدیک ہو رہے تھے اتنا ہی دور سے سراب کم ہوتا جاتا تھا تب اس یہودی سے نہ رہا گیا اور وہ فوراً باآواز بلند پکار اٹھا: اے جماعت عرب! یہ ہے تمہارا بلند مرتبہ معزز سردار جس کا تم شدت سے انتظار کر رہے تھے۔ یہ سنتے ہی مسلمان ہتھیار لے کر آپ کے استقبال کو دوڑے، چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کو مقام حرہ کے پیچھے ملے، انہیں ساتھ لیے دائیں مڑے، پھر انہوں نے بنو عمرو بن عوف کے ہاں پڑاؤ کیا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول سوموار کے دن کا ہے۔ الغرض حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر لوگوں سے ملنے لگے اور رسول اللہ ﷺ خاموش بیٹھے رہے یہاں تک کہ وہ انصاری جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا تھا وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو سلام کرتے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ پر دھوپ آ گئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر آپ پر اپنی چادر کا سایہ کیا تو لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو پہچانا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ قبیلہ بنو عمرو بن عوف کے ہاں تقریباً دس راتیں قیام پذیر رہے۔ آپ نے وہیں اس مسجد کی بنیاد رکھی جس کی اساس تقویٰ پر ہے اور اس میں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ چل رہے تھے۔ آپ کی اونٹنی مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔ اس میں اس وقت کچھ مسلمان نماز پڑھتے تھے اور وہ سہل اور سہیل دو یتیم بچوں کی کھجوروں کا کھلیان تھا جو اسعد بن زرارہ کی کفالت میں تھے۔ جب آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارا ان شاء اللہ یہی مقام ہو گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں بچوں کو بلایا اور ان سے کھلیان کی قیمت معلوم کی تاکہ اسے مسجد بنا سکیں۔ ان دونوں نے کہا: ہم اس کی قیمت نہیں لیں گے بلکہ اللہ کے رسول! ہم یہ زمین

آپ کو ہبہ کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہبہ منظور نہ فرمایا بلکہ قیمت دے کر ان سے وہ جگہ خرید لی اور وہاں مسجد کی بنیاد رکھی اور اس مسجد کی تعمیر میں رسول اللہ ﷺ سب لوگوں کے ساتھ اینٹیں اٹھاتے اور فرماتے: یہ بوجھ اٹھانا کوئی خیبر کا بوجھ اٹھانا نہیں۔ اے ہمارے رب! یہ تو باعث ثواب اور پاکیزہ کام ہے۔ نیز آپ فرماتے: اے اللہ! ثواب تو آخر ہی کا ثواب ہے۔ اے اللہ! تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما۔ راوی کہتا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک مسلمان کا شعر پڑھا جس کے نام کا مجھے علم نہیں۔ ابن شہاب نے کہا: احادیث میں ہمیں معلوم نہیں ہو سکا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بیت کے علاوہ کسی کا پورا شعر پڑھا ہو۔

۳۹۰۷: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ وَفَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا «صَنَعْتُ سُفْرَةً لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ حِينَ أَرَادَا الْمَدِينَةَ فَقُلْتُ لِأَبِي مَا أَجِدُ شَيْئًا أَرْبِطُهُ إِلَّا نِطَاقِي قَالَ فَشُقِّيهِ فَفَعَلْتُ فَسُمِّيتُ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَسْمَاءُ ذَاتُ النِّطَاقِ»

ہم سے عبد اللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد اور فاطمہ بنت منذر نے اور ان سے اسماء نے کہ جب نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مدینہ ہجرت کر کے جانے لگے تو میں نے آپ دونوں کے لئے زاد سفر تیار کیا۔ میں نے اپنے والد (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ میرے پٹکے کے سوا اور کوئی چیز اس وقت میرے پاس ایسی نہیں جس سے میں اس زاد سفر کو باندھ دوں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ پھر اس کے دو ٹکڑے کر لو۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور اس وقت سے میرا نام ذات النطاقین (دو پٹکوں والی) ہو گیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسماء کو ذات النطاق کہا۔

۳۹۰۸: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا أَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ تَبِعَهُ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاخَتْ بِهِ فَرَسُهُ قَالَ ادْعُ اللّٰهَ لِي وَلَا أَضُرُّكَ فَدَعَا لَهُ قَالَ فَعَطِشَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ بِرَاعٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذْتُ قَدَحًا فَحَلَبْتُ فِيهِ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ فَأَتَيْتُهُ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ.

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، کہا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا جب نبی کریم ﷺ مدینہ کے لیے روانہ ہوئے تو سراقہ بن مالک بن جعشم نے آپ کا پیچھا کیا آنحضرت ﷺ نے اس کے لیے بد دعا کی تو اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا، اس نے عرض کیا کہ میرے لئے اللہ سے دعا کیجئے (کہ اس مصیبت سے نجات دے) میں آپ کا کوئی نقصان نہیں کروں گا، آپ نے اس کے لیے دعا کی۔ (اس کا گھوڑا زمین

سے نکل آیا) رسول اللہ ﷺ کو ایک مرتبہ راستے میں پیاس معلوم ہوئی اتنے میں ایک چرواہا گزرا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے ایک پیالہ لیا اور اس میں (ریوڑ کی ایک بکری) کا تھوڑا سا دودھ دوہا، وہ دودھ میں نے آپ کی خدمت میں لاکر پیش کیا جسے آپ نے نوش فرمایا کہ مجھے خوشی حاصل ہوئی۔

۳۹۰۹: حَدَّثَنِي زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَتْ فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَنَزَلْتُ بِقُبَاءٍ فَوَلَدْتُهُ بِقُبَاءٍ ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ فِي حَجْرِهِ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيهِ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيقُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ تَابَعَهُ خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا هَاجَرَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حُبْلَى)

مجھ سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت اسماء نے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ان کے پیٹ میں تھے، انہیں دنوں جب حمل کی مدت بھی پوری ہو چکی تھی، میں مدینہ کے لئے روانہ ہوئی یہاں پہنچ کر میں نے قبا میں پڑاؤ کیا اور یہیں عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ پھر میں انہیں لے کر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کی گود میں اسے رکھ دیا۔ آنحضرت ﷺ نے ایک کھجور طلب فرمائی اور اسے چبا کر آپ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کے منہ میں اسے رکھ دیا۔ چنانچہ سب سے پہلی چیز جو عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ حضور اکرم ﷺ کا مبارک لعاب تھا۔ اس کے بعد آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور اللہ سے ان کے لئے برکت طلب کی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے بچے ہیں جن کی پیدائش ہجرت کے بعد ہوئی۔ زکریا کے ساتھ اس روایت کی متابعت خالد بن مخلد نے کی ہے۔ ان سے علی بن مسہر نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت اسماء نے کہ جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کو نکلیں تھیں تو وہ حاملہ تھیں۔

قولہ: وأنا متمّ اور میں حمل کی مدت پوری کرنے والی تھی۔

قولہ: وكان أَوَّلَ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ اسلام سے مراد اسلام کا مرکز یعنی مدینہ منورہ ہے، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہجرت کے پہلے سال مدینہ میں پیدا ہوئے، اور یہ مہاجرین میں پیدا ہونے والے سب سے پہلے بچے ہیں۔

۳۹۱۰: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ أَتَوْا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةً فَلَاكَهَا ثُمَّ أَدْخَلَهَا فِي فِيهِ فَأَوَّلُ مَا دَخَلَ

بَطْنَهُ رِيقُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسامہ نے، ان سے ہشام بن عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ سب سے پہلا بچہ جو اسلام میں (ہجرت کے بعد) پیدا ہوا، عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہیں، انہیں لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے تو آنحضرت ﷺ نے ایک کھجور لے کر اسے چبایا پھر اس کو ان کے منہ میں ڈال دیا۔ اس لئے سب سے پہلی چیز جو ان کے پیٹ میں گئی وہ آنحضرت ﷺ کا لعاب مبارک تھی۔

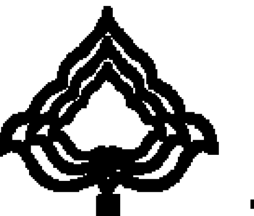
۳۹۱۱: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَقْبَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ وَهُوَ مُرْدِفٌ أَبَا بَكْرٍ وَأَبُو بَكْرٍ شَيْخٌ يُعْرَفُ وَنَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَابٌّ لَا يُعْرَفُ قَالَ فَيَلْقَى الرَّجُلُ أَبَا بَكْرٍ فَيَقُولُ يَا أَبَا بَكْرٍ مَنْ هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْكَ فَيَقُولُ هَذَا الرَّجُلُ يَهْدِينِي السَّبِيلَ قَالَ فَيَحْسِبُ الْحَاسِبُ أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْنِي الطَّرِيقَ وَإِنَّمَا يَعْنِي سَبِيلَ الْخَيْرِ فَالْتَفَتَ أَبُو بَكْرٍ فَإِذَا هُوَ بِفَارِسٍ قَدْ لَحِقَهُمْ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَذَا فَارِسٌ قَدْ لَحِقَ بِنَا فَالْتَفَتَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اصْرَعْهُ فَصَرَعَهُ الْفَرَسُ ثُمَّ قَامَتْ تُحَمْحِمُ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مُرْنِي بِمَا شِئْتَ قَالَ فَقِفْ مَكَانَكَ لَا تَتْرُكَنَّ أَحَدًا يَلْحَقُ بِنَا قَالَ فَكَانَ أَوَّلَ النَّهَارِ جَاهِدًا عَلَى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ آخِرَ النَّهَارِ مَسْلَحَةً لَهُ فَنَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَانِبَ الْحَرَّةِ ثُمَّ بَعَثَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَاءُوا إِلَى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ فَسَلَّمُوا عَلَيْهِمَا وَقَالُوا ارْكَبَا آمِنَيْنِ مُطَاعَيْنِ فَرَكِبَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَحَفُّوا دُونَهُمَا بِالسِّلَاحِ فَقِيلَ فِي الْمَدِينَةِ جَاءَ نَبِيُّ اللّٰهِ جَاءَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشْرَفُوا يَنْظُرُونَ وَيَقُولُونَ جَاءَ نَبِيُّ اللّٰهِ جَاءَ نَبِيُّ اللّٰهِ فَأَقْبَلَ يَسِيرُ حَتَّى نَزَلَ جَانِبَ دَارِ أَبِي أَيُّوبَ فَإِنَّهُ لَيُحَدِّثُ أَهْلَهُ إِذْ سَمِعَ بِهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ وَهُوَ فِي نَخْلٍ لِأَهْلِهِ يَخْتَرِفُ لَهُمْ فَعَجِلَ أَنْ يَضَعَ الَّذِي يَخْتَرِفُ لَهُمْ فِيهَا فَجَاءَ وَهِيَ مَعَهُ فَسَمِعَ مِنْ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ بُيُوتِ أَهْلِنَا أَقْرَبُ فَقَالَ أَبُو أَيُّوبَ أَنَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ هَذِهِ دَارِي وَهَذَا بَابِي قَالَ فَانْطَلِقْ فَهَيِّئْ لَنَا مَقِيلًا قَالَ قُومَا عَلَى بَرَكَةِ اللّٰهِ فَلَمَّا جَاءَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ وَأَنَّكَ جِئْتَ بِحَقٍّ وَقَدْ عَلِمَتْ يَهُودُ أَنِّي سَيِّدُهُمْ وَابْنُ سَيِّدِهِمْ وَأَعْلَمُهُمْ وَابْنُ أَعْلَمِهِمْ فَادْعُهُمْ فَاسْأَلْهُمْ عَنِّي قَبْلَ أَنْ يَعْلَمُوا أَنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ فَإِنَّهُمْ إِنْ يَعْلَمُوا أَنِّي قَدْ



أَسْلَمْتُ قَالُوا فِيَّ مَا لَيْسَ فِيَّ فَأَرْسَلَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلُوا فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ وَيْلَكُمْ اتَّقُوا اللَّهَ فَوَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ حَقًّا وَأَنِّي جِئْتُكُمْ بِحَقٍّ فَأَسْلِمُوا قَالُوا مَا نَعْلَمُهُ قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ قَالَ فَأَيُّ رَجُلٍ فِيكُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوا ذَاكَ سَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا وَأَعْلَمُنَا وَابْنُ أَعْلَمِنَا.

قَالَ: «أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ» قَالُوا حَاشَا لِلَّهِ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ قَالُوا حَاشَا لِلَّهِ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ قَالَ «أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ» قَالُوا حَاشَا لِلَّهِ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ قَالَ يَا ابْنَ سَلَامٍ اخْرُجْ عَلَيْهِمْ فَخَرَجَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ اتَّقُوا اللَّهَ فَوَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ وَأَنَّهُ جَاءَ بِحَقٍّ فَقَالُوا كَذَبْتَ فَأَخْرَجَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»

مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے باپ عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی سواری پر پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بوڑھے ہو گئے تھے اور ان کو لوگ پہچانتے بھی تھے لیکن حضور اکرم ﷺ ابھی جوان معلوم ہوتے تھے اور آپ کو لوگ عام طور سے پہچانتے بھی نہ تھے۔ بیان کیا کہ اگر رستہ میں کوئی ملتا اور پوچھتا کہ اے ابوبکر! یہ تمہارے ساتھ کون صاحب ہیں؟ تو آپ جواب دیتے کہ یہ میرے ہادی ہیں، مجھے راستہ بتاتے ہیں پوچھنے والا یہ سمجھتا کہ مدینہ کا راستہ بتلانے والا ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مطلب اس کلام سے یہ تھا کہ آپ دین و ایمان کا راستہ بتلاتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے مڑے تو ایک سوار نظر آیا جو ان کے قریب آچکا تھا۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ! یہ سوار آگیا اور اب ہمارے قریب ہی پہنچنے والا ہے نبی کریم ﷺ نے بھی اسے مڑ کر دیکھا اور دعا فرمائی کہ اے اللہ! اسے گرادے چنانچہ گھوڑی نے اسے گرادیا۔ پھر جب وہ ہنہناتی ہوئی اٹھی تو سوار (سراقہ) نے کہا اے اللہ کے نبی! آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اپنی جگہ کھڑا رہ اور دیکھ کسی کو ہماری طرف نہ آنے دینا۔ راوی نے بیان کیا کہ وہی شخص جو صبح آپ کے خلاف تھا شام جب ہوئی تو آپ کا وہ ہتھیار تھا دشمن کو آپ سے روکنے لگا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ (مدینہ پہنچ کر) حرہ کے قریب اترے اور انصار کو بلا بھیجا۔ اکابر انصار حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں کو سلام کیا اور عرض کیا آپ سوار ہو جائیں آپ کی حفاظت اور فرمانبرداری کی جائے گی، چنانچہ حضور ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سوار ہو گئے اور ہتھیار بند انصار نے آپ دونوں کو حلقہ میں لے لیا۔ اتنے میں مدینہ میں بھی سب کو معلوم ہو گیا کہ حضور ﷺ







تشریف لا چکے ہیں سب لوگ آپ کو دیکھنے کے لئے بلندی پر چڑھ گئے اور کہنے لگے کہ اللہ کے نبی آگئے۔ اللہ کے نبی آگئے۔ آنحضرت ﷺ مدینہ کی طرف چلتے رہے اور (مدینہ پہنچ کر) حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس سواری سے اتر گئے۔ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (ایک یہودی عالم نے) اپنے گھر والوں سے حضور ﷺ کا ذکر سنا، وہ اس وقت اپنے ایک کھجور کے باغ میں تھے اور کھجور جمع کر رہے تھے انہوں نے (سنتے ہی) بڑی جلدی کے ساتھ جو کچھ کھجور جمع کر چکے تھے اسے رکھ دینا چاہا جب آپ کی خدمت میں وہ حاضر ہوئے تو جمع شدہ کھجوریں ان کے ساتھ ہی تھیں انہوں نے نبی کریم ﷺ کی باتیں سنیں اور اپنے گھر واپس چلے آئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے (ننہالی) اقارب میں کس کا گھر یہاں سے زیادہ قریب ہے؟ ابوایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرا اے اللہ کے نبی! یہ میرا گھر ہے اور یہ اس کا دروازہ ہے فرمایا (اچھا تو جاؤ) دوپہر کو آرام کرنے کی جگہ ہمارے لئے درست کرو ہم دوپہر کو وہیں آرام کریں گے۔ ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا پھر آپ دونوں تشریف لے چلیں، اللہ مبارک کرے۔ حضور ﷺ بھی ان کے گھر میں داخل ہوئے تھے کہ عبد اللہ بن سلام بھی آگئے اور کہا کہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور یہ کہ آپ حق کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں، اور یہودی میرے متعلق اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کا سردار ہوں اور ان کے سردار کا بیٹا ہوں اور ان میں سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور ان کے سب سے بڑے عالم کا بیٹا ہوں، اس لئے آپ اس سے پہلے کہ میرے اسلام لانے کا خیال انہیں معلوم ہو، بلایئے اور ان سے میرے بارے میں دریافت فرمایئے، کیونکہ انہیں اگر معلوم ہو گیا کہ میں اسلام لا چکا ہوں تو میرے متعلق غلط باتیں کہنی شروع کر دیں گے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے انہیں بلا بھیجا اور جب وہ آپ کی خدمت حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے فرمایا اے یہودیو! افسوس تم پر، اللہ سے ڈرو، اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تم لوگ خوب جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول برحق ہوں اور یہ بھی کہ میں تمہارے پاس حق لے کر آیا ہوں، پھر اب اسلام میں داخل ہو جاؤ، انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں ہے، نبی کریم ﷺ نے ان سے اور انہوں نے آنحضرت ﷺ سے اس طرح تین مرتبہ کہا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اچھا عبد اللہ بن سلام تم میں کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے، ہم میں سب سے زیادہ جاننے والے اور ہمارے سب سے بڑے عالم کے بیٹے، آپ نے فرمایا اگر وہ اسلام لے آئیں۔ پھر تمہارا کیا خیال ہو گا۔ کہنے لگے اللہ ان کی حفاظت کرے، وہ اسلام کیوں لانے لگے۔ آپ نے فرمایا ابن سلام! اب ان کے سامنے آجاؤ۔ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ باہر آگئے اور کہا اے یہود! خدا سے ڈرو اس اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں تمہیں خوب معلوم ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور یہ کہ آپ حق کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں۔ یہودیوں نے کہا تم جھوٹے ہو۔ پھر آنحضرت ﷺ نے ان سے باہر چلے جانے کے



لئے فرمایا۔

۳۹۱۲: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ يَعْنِي عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ فَرَضَ لِلْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ أَرْبَعَةَ آلَافٍ فِي أَرْبَعَةٍ وَفَرَضَ لِابْنِ عُمَرَ ثَلَاثَةَ آلَافٍ وَخَمْسَ مِائَةٍ فَقِيلَ لَهُ هُوَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ فَلِمَ نَقَصْتَهُ مِنْ أَرْبَعَةِ آلَافٍ فَقَالَ إِنَّمَا هَاجَرَ بِهِ أَبَوَاهُ يَقُولُ لَيْسَ هُوَ كَمَنْ هَاجَرَ بِنَفْسِهِ.

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عبید اللہ بن عمر نے خبر دی، انہیں نافع نے یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تمام مہاجرین اولین کا وظیفہ (اپنے عہد خلافت میں) چار چار ہزار چار چار قسطوں میں مقرر کر دیا تھا، لیکن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا وظیفہ چار قسطوں میں ساڑھے تین ہزار تھا اس پر ان سے پوچھا گیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی مہاجرین میں سے ہیں۔ پھر آپ انہیں چار ہزار سے کم کیوں دیتے ہیں؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہیں ان کے والدین ہجرت کر کے یہاں لائے تھے۔ اس لئے وہ ان مہاجرین کے برابر نہیں ہو سکتے جنہوں نے خود ہجرت کی تھی۔

قولہ "أربعة آلاف فی أربعة" یہاں "فی" بمعنی لام ہے، یعنی چار آدمیوں کے لیے ہر ایک کے لیے چار ہزار وظیفہ مقرر کیا، ای لکل واحد أربعة آلاف، حافظ نے "فی" کو بمعنی "لام" کیا ہے اگر اربعۃ سے فصول مراد ہوں تو معنی ہو گا کہ مہاجرین اولین کا وظیفہ اپنے دور خلافت میں چار چار ہزار چار چار قسطوں میں مقرر کیا تھا، لیکن اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار رکھا، حالانکہ وہ بھی مہاجرین سے ہیں، ان سے اس بارہ میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ اس نے اپنے ماں، باپ کے ساتھ ہجرت کی ہے، لہٰذا وہ ان مہاجرین کے برابر نہیں ہو سکتا جنہوں نے خود ہجرت کی ہے اور ہجرت کے وقت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ گیارہ سال کے تھے۔ اور مہاجرین اولین سے مراد وہ صحابہ کرام ہیں، جنہوں نے دونوں قبلوں (بیت المقدس اور خانہ کعبہ) کی طرف نمازیں پڑھی ہیں، یا وہ صحابہ کرام مراد ہیں جو غزوہ احد میں شامل ہوئے ہیں۔

۳۹۱۳: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی انہیں اعمش نے، انہیں ابو وائل شقیق بن سلمہ نے اور ان سے خباب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ (دوسری سند)

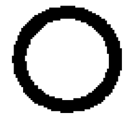
۳۹۱٤: وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ شَقِيقَ بْنَ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا خَبَّابٌ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَغِي وَجْهَ اللهِ وَوَجَبَ

أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ شَيْئًا نُكَفِّنُهُ فِيهِ إِلَّا نَمِرَةً كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ فَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ بِهَا وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ مِنْ إِذْخِرٍ وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا.

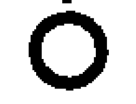
ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ان سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، انہوں نے شقیق بن سلمہ سے سنا، کہا کہ ہم سے خباب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی تو ہمارا مقصد صرف اللہ کی رضا تھی اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا اجر بھی ضرور دے گا۔ پس ہم میں سے بعض تو پہلے ہی اس دنیا سے اٹھ گئے۔ اور یہاں اپنا کوئی بدلہ انہوں نے نہیں پایا۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی انہیں میں سے ہیں۔ احد کی لڑائی میں انہوں نے شہادت پائی۔ اور ان کے کفن کے لئے ہمارے پاس ایک کمبل کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ اور وہ بھی ایسا کہ اگر اس سے ہم ان کا سر چھپاتے تو ان کے پاؤں کھل جاتے۔ اور اگر پاؤں چھپاتے تو سر کھلا رہ جاتا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کا سر چھپا دیا جائے اور پاؤں کو اذخر گھاس سے چھپا دیا جائے۔ اور ہم میں بعض وہ ہیں جنہوں نے اپنے عمل کا پھل اس دنیا میں پختہ کر لیا۔ اور اب وہ اس کو خوب چن رہے ہیں۔



۳۹۱۵: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ هَلْ تَدْرِي مَا قَالَ أَبِي لِأَبِيكَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَإِنَّ أَبِي قَالَ لِأَبِيكَ يَا أَبَا مُوسَى هَلْ يَسُرُّكَ إِسْلَامُنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِجْرَتُنَا مَعَهُ وَجِهَادُنَا مَعَهُ وَعَمَلُنَا كُلُّهُ مَعَهُ بَرَدَ لَنَا وَأَنَّ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقَالَ أَبِي لَا وَاللّٰهِ قَدْ جَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْنَا وَصُمْنَا وَعَمِلْنَا خَيْرًا كَثِيرًا وَأَسْلَمَ عَلَى أَيْدِينَا بَشَرٌ كَثِيرٌ وَإِنَّا لَنَرْجُو ذَلِكَ فَقَالَ أَبِي لَكِنِّي أَنَا وَالَّذِي نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنَّ ذَلِكَ بَرَدَ لَنَا وَأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقُلْتُ إِنَّ أَبَاكَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ أَبِي.



ہم سے یحییٰ بن بشر نے بیان کیا، کہا ہم سے روح نے بیان کیا، ان سے عوف نے بیان کیا، ان سے معاویہ بن قرہ نے بیان کیا کہ مجھ سے ابو بردہ بن ابو موسیٰ اشعری نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ کیا تم کو معلوم ہے کہ میرے والد عمر رضی اللہ عنہ نے تمہارے والد ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو کیا جواب دیا تھا، انہوں نے کہا نہیں، تو عبداللہ بن عمر نے کہا کہ میرے والد نے تمہارے والد سے کہا اے ابو موسیٰ! کیا تم اس پر راضی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمارا اسلام، آپ کے ساتھ ہماری ہجرت، آپ کے ساتھ ہمارا تمام عمل جو ہم نے آپ کی زندگی میں کئے ہیں وہ ہمارے لیے ٹھنڈک کا سبب بن





جائیں اور ان کے بدلہ میں ہم اپنے ان اعمال سے نجات پا جائیں جو ہم نے آپ کے بعد کئے ہیں گو وہ نیک بھی ہوں بس برابری پر معاملہ ختم ہو جائے۔ اس پر آپ کے والد نے میرے والد سے کہا خدا کی قسم! میں اس پر راضی نہیں ہوں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی جہاد کیا، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے اور بہت سے اعمال خیر کئے اور ہمارے ہاتھ پر ایک مخلوق نے اسلام قبول کیا، ہم تو اس کے ثواب کی بھی امید رکھتے ہیں اس پر میرے والد نے کہا (خیر ابھی تم سمجھو) لیکن جہاں تک میرا سوال ہے تو اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میری خواہش ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں کئے ہوئے ہمارے اعمال محفوظ رہے ہوں اور جتنے اعمال ہم نے آپ کے بعد کئے ہیں ان سب سے اس کے بدلہ میں ہم نجات پا جائیں اور برابر پر معاملہ ختم ہو جائے۔ ابو بردہ کہتے ہیں اس پر میں نے کہا اللہ کی قسم آپ کے والد (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) میرے والد (ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ) سے بہتر تھے۔

٣٩١٦: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ أَوْ بَلَغَنِي عَنْهُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِذَا قِيلَ لَهُ هَاجَرَ قَبْلَ أَبِيهِ يَغْضَبُ قَالَ وَقَدِمْتُ أَنَا وَعُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْنَاهُ قَائِلًا فَرَجَعْنَا إِلَى الْمَنْزِلِ فَأَرْسَلَنِي عُمَرُ وَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ هَلِ اسْتَيْقَظَ فَأَتَيْتُهُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَبَايَعْتُهُ ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّهُ قَدِ اسْتَيْقَظَ فَانْطَلَقْنَا إِلَيْهِ نُهَرْوِلُ هَرْوَلَةً حَتَّى دَخَلَ عَلَيْهِ فَبَايَعَهُ ثُمَّ بَايَعْتُهُ.



مجھ سے محمد بن صباح نے خود بیان کیا یا ان سے کسی اور نے نقل کر کے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے، ان سے عاصم احول نے، ان سے ابو عثمان نے بیان کیا اور انہوں نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے میں نے سنا کہ جب ان سے کہا جاتا کہ تم نے اپنے والد سے پہلے ہجرت کی تو وہ غصے ہو جایا کرتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ آرام فر مارہے تھے، اس لئے ہم گھر واپس آگئے پھر عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا اور فرمایا کہ جا کر دیکھ آؤ حضور ﷺ ابھی بیدار ہوئے یا نہیں چنانچہ میں آیا (آنحضرت ﷺ بیدار ہو چکے تھے) اس لئے اندر چلا گیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ کو حضور اکرم ﷺ کے بیدار ہونے کی خبر دی۔ اس کے بعد ہم آپ کی خدمت میں دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے عمر رضی اللہ عنہ بھی اندر گئے اور آپ سے بیعت کی اور میں نے بھی (دوبارہ) بیعت کی۔



٣٩١٧: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ، يُحَدِّثُ قَالَ: ابْتَاعَ أَبُو بَكْرٍ مِنْ عَازِبٍ رَحْلًا، فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ، قَالَ: فَسَأَلَهُ عَازِبٌ عَنْ مَسِيرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:

أُخِذَ عَلَيْنَا بِالرَّصَدِ، فَخَرَجْنَا لَيْلًا فَأَحْيَيْنَا لَيْلَتَنَا وَيَوْمَنَا حَتَّى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ، ثُمَّ رُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ، فَأَتَيْنَاهَا وَلَهَا شَيْءٌ مِنْ ظِلٍّ، قَالَ: فَفَرَشْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْوَةً مَعِي، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ أَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ، فَإِذَا أَنَا بِرَاعٍ قَدْ أَقْبَلَ فِي غُنَيْمَةٍ يُرِيدُ مِنَ الصَّخْرَةِ مِثْلَ الَّذِي أَرَدْنَا، فَسَأَلْتُهُ: لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلَامُ؟ فَقَالَ: أَنَا لِفُلَانٍ، فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ فِي غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ لَهُ: هَلْ أَنْتَ حَالِبٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَخَذَ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ، فَقُلْتُ لَهُ: انْفُضِ الضَّرْعَ، قَالَ: فَحَلَبَ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ، وَمَعِي إِدَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ عَلَيْهَا خِرْقَةٌ، قَدْ رَوَّأْتُهَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ، ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَشَرِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى رَضِيتُ، ثُمَّ ارْتَحَلْنَا وَالطَّلَبُ فِي إِثْرِنَا.

ہم سے احمد بن عثمان نے بیان کیا، کہا کہ ان سے شریح بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے ابراہیم بن یوسف نے، ان سے ان کے والد یوسف بن اسحاق نے، ان سے ابو اسحاق سبیعی نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی وہ بیان کرتے تھے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عازب رضی اللہ عنہ سے ایک پالان خریدا اور میں ان کے ساتھ اٹھا کر پہنچانے لایا تھا، انہوں نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے عازب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر ہجرت کا حال پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ چونکہ ہماری نگرانی ہو رہی تھی (یعنی کفار ہماری تاک میں تھے) اس لئے ہم (غار سے) رات کے وقت باہر آئے اور پوری رات اور دن بھر بہت تیزی کے ساتھ چلتے رہے، جب دو پہر ہوئی تو ہمیں ایک چٹان دکھائی دی۔ ہم اس کے قریب پہنچے تو اس کی آڑ میں تھوڑا سا سایہ بھی موجود تھا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک چمڑا بچھا دیا جو میرے ساتھ تھا آپ اس پر لیٹ گئے، اور میں قرب وجوار کی دیکھ بھال کرنے لگا۔ اتفاق سے ایک چرواہا نظر پڑا جو اپنی بکریوں کے تھوڑے سے ریوڑ کے ساتھ اسی چٹان کی طرف آرہا تھا اس کا مقصد اس چٹان سے وہی تھا جس کے لئے ہم یہاں آئے تھے (یعنی سایہ حاصل کرنا) میں نے اس سے پوچھا لڑکے تو کس کا غلام ہے؟ اس نے بتایا کہ فلاں کا ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تم اپنی بکریوں سے کچھ دودھ نکال سکتے ہو اس نے کہا کہ ہاں پھر وہ اپنے ریوڑ سے ایک بکری لایا تو میں نے اس سے کہا کہ پہلے اس کا تھن جھاڑ لو۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر اس نے کچھ دودھ دوہا۔ میرے ساتھ پانی کا ایک چھاگل تھا۔ اسکے منہ پر کپڑا بندھا ہوا تھا۔ یہ پانی میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ساتھ لے رکھا تھا۔ وہ پانی میں نے اس دودھ پر اتنا ڈالا کہ وہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا تو میں اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا دودھ نوش فرمائیے یا رسول اللہ! آپ نے اسے نوش فرمایا جس سے مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی۔

اس کے بعد ہم نے پھر کوچ شروع کیا اور ڈھونڈنے والے لوگ ہماری تلاش میں تھے۔

۳۹۱۸: قَالَ الْبَرَاءُ: فَدَخَلْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ عَلَى أَهْلِهِ، فَإِذَا عَائِشَةُ ابْنَتُهُ مُضْطَجِعَةٌ قَدْ أَصَابَتْهَا حُمَّى، فَرَأَيْتُ أَبَاهَا فَقَبَّلَ خَدَّهَا وَقَالَ: «كَيْفَ أَنْتِ يَا بُنَيَّةُ»

براء نے بیان کیا کہ جب میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے گھر میں داخل ہوا تھا تو آپ کی صاحبزادی عائشہ لیٹی ہوئی تھیں انہیں بخار آرہا تھا میں نے ان کے والد کو دیکھا کہ انہوں نے ان کے رخسار پر بوسہ دیا اور دریافت کیا بیٹی! طبیعت کیسی ہے؟

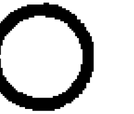
۳۹۱۹: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي عَبْلَةَ، أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ وَسَّاجٍ، حَدَّثَهُ عَنْ أَنَسٍ خَادِمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ فِي أَصْحَابِهِ أَشْمَطُ غَيْرَ أَبِي بَكْرٍ، فَغَلَفَهَا بِالْحِنَّاءِ، وَالْكَتَمِ.

ہم سے سلیمان بن عبد الرحمن نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن حمیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن ابی عبلہ نے بیان کیا، ان سے عقبہ بن وساج نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ کے خادم انس بن مالک نے بیان کیا کہ جب حضور اکرم ﷺ (مدینہ منورہ) تشریف لائے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی آپ کے اصحاب میں ایسا نہیں تھا جس کے بال سفید ہو رہے ہوں، اس لئے آپ نے مہندی اور وسمہ کا خضاب استعمال کیا تھا۔



۳۹۲۰: وَقَالَ دُحَيْمٌ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ وَسَّاجٍ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَكَانَ أَسَنَّ أَصْحَابِهِ أَبُو بَكْرٍ فَغَلَفَهَا بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ حَتَّى قَنَأَ لَوْنُهَا

اور دحیم نے بیان کیا، ان سے ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے اوزاعی نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابو عبید نے بیان کیا، ان سے عقبہ بن وساج نے انہوں نے کہا کہ مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ کے اصحاب میں سب سے زیادہ عمر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تھی اس لئے انہوں نے مہندی اور وسمہ کا خضاب استعمال کیا۔ اس سے آپ کے بالوں کا رنگ خوب سرخ مائل بہ سیاہی ہو گیا۔





۳۹۲۱: حَدَّثَنَا أَصْبَغُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ كَلْبٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ بَكْرٍ فَلَمَّا هَاجَرَ أَبُو بَكْرٍ طَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا ابْنُ عَمِّهَا هَذَا الشَّاعِرُ الَّذِي قَالَ هَذِهِ الْقَصِيدَةَ رَثَى كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَمَاذَا بِالْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ مِنَ الشِّيزَى تُزَيَّنُ بِالسَّنَامِ وَمَاذَا بِالْقَلِيبِ قَلِيبِ



بَدْرٍ مِنَ الْقَيْنَاتِ وَالشَّرْبِ الْكِرَامِ تُحَيِّينَا السَّلَامَةَ أُمُّ بَكْرٍ وَهَلْ لِي بَعْدَ قَوْمِي مِنْ سَلَامِ يُحَدِّثُنَا الرَّسُولُ بِأَنْ سَنَحْيَا وَكَيْفَ حَيَاةُ أَصْدَاءٍ وَهَامِ»

ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ بن زبیر نے، ان سے عائشہ نے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنو کلب کی ایک عورت ام بکر نامی سے شادی کر لی تھی۔ پھر جب انہوں نے ہجرت کی تو اسے طلاق دے آئے۔ اس عورت سے پھر اس کے چچازاد بھائی (ابو بکر شداد بن اسود) نے شادی کر لی تھی، یہ شخص شاعر تھا اور اسی نے یہ مشہور مرثیہ کفار قریش کے بارے میں کہا تھا "مقام بدر کے کنوؤں کو میں کیا کہوں کہ انہوں نے ہمیں درخت شیزیٰ کے بڑے بڑے پیالوں سے محروم کر دیا جو کبھی اونٹ کے کوہان کے گوشت سے بہتر ہوا کرتے تھے، میں بدر کے کنوؤں کو کیا کہوں! انہوں نے ہمیں گانے والی لونڈیوں اور اچھے شرابیوں سے محروم کر دیا ام بکر تو مجھے سلامتی کی دعا دیتی رہی لیکن میری قوم کی بربادی کے بعد میرے لئے سلامتی کہاں ہے یہ رسول ہمیں دوبارہ زندگی کی خبریں بیان کرتا ہے۔ کہیں الو بن جانے کے بعد پھر زندگی کس طرح ممکن ہے۔



قولہ "يقال لها أم بكر" "ام بکر یعنی بکر کی ماں، تو اس بکر کا باپ ابو بکر ہوا لیکن یہ ابو بکر کوئی اور ہے جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ ہے، شیعہ کہہ دیتے ہیں، دیکھو ابو بکر نے مرثیہ پڑھا ہے۔ حالانکہ مرثیہ پڑھنے والا ابو بکر کوئی اور ہے جو حضرت ابو صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ ہے۔ مرثیہ کہنے والا ابو بکر شداد بن اسود ہے، جس نے کفر کی حالت میں یہ شعر کہے ہیں، یہ مسلمان ہو کر پھر مرتد ہو گیا تھا۔

شرح بخاری

قولہ "وماذا بالقليب "یعنی بدر کے کنویں میں کس قدر گوشت کے پیالے بھرے ہوئے ہیں، جو کوہانوں کے گوشت سے آراستہ کیے ہوئے ہیں، کیونکہ وہ اونٹوں کی کوہانوں کا گوشت اتار اتار کر ان پیالوں میں ڈالتے ہیں۔

شیزیٰ وہ درخت جس کی لکڑی سے پیالے بناتے تھے، گویا قلیب بدر والے گوشت کے پیالے ہیں، اور انہیں پیالوں سے تشبیہ دی ہے، کہ یہ گوشت کے کنال یا پیالے ہیں، جیسا کہ کہا جاتا ہے، فلاں شخص بڑا سخی ہے گویا کہ وہ دیگ ہے۔

قولہ "من القينات "وہ گلوکاراؤں والے تھے جو ان کے ساتھ رہتی تھیں۔

فیض الباری والے نے یہاں محروم ہونے کا معنیٰ کر دیا ہے جو غلط ہے، اس نے اس کا یہ ترجمہ کر دیا ہے، قلیب بدر نے ہمیں ان پیالوں سے محروم کر دیا ہے، جو کوہانوں سے مزین کیے جاتے تھے۔ اور قلیب بدر نے ہمیں گلوکاراؤں اور شرابیوں سے محروم کر دیا ہے، محروم کرنے کا معنیٰ کرنا غلط ہے۔



قولہ "أصداء وهَام "یہ عطف تفسیری ہے۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ مرنے کے بعد مرنے والے کی روح اُلو بن جاتی ہے، جب تک مقتول کا بدلہ نہ لیا جائے وہ "اسقونی اسقونی" کہتی ہے۔

٣٩٢٢: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِأَقْدَامِ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ لَوْ أَنَّ بَعْضَهُمْ طَأْطَأَ بَصَرَهُ رَآنَا قَالَ اسْكُتْ يَا أَبَا بَكْرٍ اثْنَانِ اللهُ ثَالِثُهُمَا»

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے ثابت نے، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں تھا۔ میں نے جو سر اٹھایا تو قوم کے چند لوگوں کے قدم (باہر) نظر آئے میں نے کہا، اے اللہ کے نبی! اگر ان میں سے کسی نے بھی نیچے جھک کر دیکھ لیا تو وہ ہمیں ضرور دیکھ لے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ابو بکر! خاموش رہو ہم ایسے دو ہیں جن کا تیسرا اللہ ہے۔

٣٩٢٣: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنَّ الْهِجْرَةَ شَأْنُهَا شَدِيدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتُعْطِي صَدَقَتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ تَمْنَحُ مِنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَحْلُبُهَا يَوْمَ وُرُودِهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ فَإِنَّ اللهَ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا»

ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید بن مسلم دمشقی نے بیان کیا، کہا ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا، (دوسری سند) اور محمد بن یوسف نے بیان کیا کہ ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا، کہا مجھ سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عطاء بن یزید لیثی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہا کہ ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے ہجرت کا حال پوچھنے لگا آپ نے فرمایا تجھ پر افسوس! ہجرت تو بہت مشکل ہے۔ تمہارے پاس کچھ اونٹ بھی ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں ہیں۔ فرمایا کہ تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتے ہو۔ اس نے عرض کیا جی ہاں ادا کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اونٹنیوں کا دودھ دوسرے (محتاجوں) کو بھی دوہنے کے لئے دے دیا کرتے ہو؟ اس نے عرض کیا کہ ایسا بھی کرتا ہوں آپ نے فرمایا، انہیں گھاٹ پر لے جا کر (محتاجوں کے لئے) دوہتے ہو؟ اس نے عرض کیا ایسا بھی کرتا ہوں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تم آبادیوں کے پار عمل کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے کسی عمل کا بھی ثواب کم نہیں کرے گا۔

٣٩٢٤: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ ثُمَّ قَدِمَ عَلَيْنَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ

وَبِلَالٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں ابواسحاق نے خبر دی، انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے یوں بیان کیا کہ سب سے پہلے (ہجرت کر کے) ہمارے یہاں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے پھر عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ آئے۔

۳۹۲۵: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَكَانَا يُقْرِئَانِ النَّاسَ فَقَدِمَ بِلَالٌ وَسَعْدٌ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ ثُمَّ قَدِمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عِشْرِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرِحُوا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى جَعَلَ الْإِمَاءُ يَقُلْنَ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا قَدِمَ حَتَّى قَرَأْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى فِي سُوَرٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ.

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا اور انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ سب سے پہلے ہمارے یہاں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ (نابینا) آئے یہ دونوں (مدینہ کے) مسلمانوں کو قرآن پڑھنا سکھاتے تھے۔ اس کے بعد بلال، سعد اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم آئے۔ پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیس صحابہ کو ساتھ لے کر آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ کو ساتھ لے کر) تشریف لائے، مدینہ کے لوگوں کو جتنی خوشی اور مسرت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے ہوئی میں نے کبھی انہیں کسی بات پر اس قدر خوش نہیں دیکھا۔ لونڈیاں بھی (خوشی میں) کہنے لگیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو اس سے پہلے میں مفصل کی دوسری کئی سورتوں کے ساتھ سبح اسم ربک الاعلی بھی سیکھ چکا تھا۔

۴۶۔ بَابُ مَقْدَمِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ الْمَدِينَةَ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کا مدینہ میں آنا۔

۳۹۲۶: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وُعِكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَتْ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى يَقُولُ كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أُقْلِعَ عَنْهُ الْحُمَّى يَرْفَعُ عَقِيرَتَهُ وَيَقُولُ أَلَا لَيْتَ شِعْرِي

هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ

ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو مالک نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ابوبکر اور بلال کو بخار چڑھ آیا، میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے عرض کیا والد صاحب! آپ کی طبیعت کیسی ہے ؟ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر کو جب بخار چڑھا تو یہ شعر پڑھنے لگے۔ (ترجمہ) ہر شخص اپنے گھر والوں کے ساتھ صبح کرتا ہے اور موت تو جوتی کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے" اور بلال کے بخار میں جب کچھ تخفیف ہوتی تو اپنی آواز بلند کرتے اور یہ شعر پڑھتے " کاش مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ کبھی میں ایک رات بھی وادی مکہ میں گزار سکوں گا جب کہ میرے ارد گرد (خوشبو دار گھاس) اذخر اور جلیل ہوں گی، اور کیا ایک دن بھی مجھے ایسا مل سکے گا جب میں مقام مجنہ کے پانی پر جاؤں گا اور کیا شامہ اور طفیل کی پہاڑیوں کو ایک نظر دیکھ سکوں گا" عائشہ نے بیان کیا کہ پھر میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو اطلاع دی تو آپ نے دعا کی، اے اللہ! مدینہ کی محبت ہمارے دل میں اتنی پیدا کر دے جتنی مکہ کی تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ، یہاں کی آب وہوا کو صحت بخش بنا۔ ہمارے لئے یہاں کے صاع اور مد (اناج ناپنے کے پیمانے) میں برکت عنایت فرما اور یہاں کے بخار کو مقام جحفہ میں بھیج دے۔

نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کے مدینہ طیبہ میں آنے کا بیان

قولہ "مُصَبَّحٌ" باء کی فتحہ کے ساتھ، محمد کے وزن پر، یعنی ہر شخص اپنے گھر والوں کے ساتھ صبح کرتا ہے۔

قولہ "مَجَنَّةٍ" میم اور جیم کی فتحہ کے ساتھ، مکہ سے چند میل پر عرفات کے پاس ایک جگہ کا نام ہے جہاں بازار لگتا تھا۔

قولہ "طفیل" فا کے کسرہ کے ساتھ، شامہ اور طفیل مکہ کے قریب دو پہاڑ تھے۔

قولہ "الجُحْفَة" یہ اہل مصر کی میقات ہے لیکن اس سے قبل یہ یہودیوں کے رہائش گاہ تھی کہتے ہیں اب بھی وہاں بہت بخار ہوتا ہے، یہ جگہ سمندر کے قریب ہے، شاید وہاں مچھر زیادہ ہوں۔

٣٩٢٧: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ وَقَالَ بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ خِيَارٍ

أَخْبَرَهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَكُنْتُ مِمَّنْ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ وَآمَنَ بِمَا بُعِثَ بِهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ هَاجَرْتُ هِجْرَتَيْنِ وَنِلْتُ صِهْرَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتُهُ فَوَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ تَابَعَهُ إِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ مِثْلَهُ»

مجھ سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، انہیں عبید اللہ بن عدی نے خبر دی کہ میں عثمان کی خدمت میں حاضر ہوا (دوسری سند) اور بشر بن شعیب نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے زہری نے، کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور انہیں عبید اللہ بن عدی بن خیار نے خبر دی کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے حمد وشہادت پڑھنے کے بعد فرمایا، امابعد! کوئی شک وشبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا، میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت پر (ابتدا ہی میں) لبیک کہا اور میں ان تمام چیزوں پر ایمان لایا جنہیں لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے، پھر میں نے دو ہجرت کی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف مجھے حاصل ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے بیعت کی خدا کی قسم کہ میں نے آپ کی نہ کبھی نافرمانی کی اور نہ کبھی آپ سے دھوکہ بازی کی، یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہوگیا۔ شعیب کے ساتھ اس روایت کی متابعت اسحاق کلبی نے بھی کی ہے، ان سے زہری نے اس حدیث کو اسی طرح بیان کیا۔

شرح بخاری

قولہ "فَوَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهُ" میں نے آپ کی کبھی نافرمانی نہیں کی، تمہارا اعتراض ولید کی وجہ سے ہے یا میرے عاملوں کی وجہ سے کہ وہ اچھے نہیں ہیں، ولید کے بارہ میں گواہی پوری ہونے پر جو مناسب ہوا وہ میں کروں گا اور عاملوں کی وجہ سے تمہیں پروپیگنڈے کا شکار نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ اس وقت یہودیوں کی ایک خفیہ جماعت وجود میں آگئی تھی، جو عاملوں کے خلاف باتیں گھڑتی تھی اور لوگ بھی ان سے متاثر ہو جاتے تھے۔

٣٩٢٨: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَأَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ وَهُوَ بِمِنًى فِي آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُ فَوَجَدَنِي فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ وَغَوْغَاءَهُمْ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تُمْهِلَ حَتَّى تَقْدَمَ الْمَدِينَةَ فَإِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ وَالسُّنَّةِ وَالسَّلَامَةِ وَتَخْلُصَ لِأَهْلِ الْفِقْهِ وَأَشْرَافِ النَّاسِ وَذَوِي رَأْيِهِمْ قَالَ عُمَرُ لَأَقُومَنَّ فِي أَوَّلِ مَقَامٍ أَقُومُهُ بِالْمَدِينَةِ»

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے

بیان کیا (دوسری سند) اور مجھے یونس نے خبر دی، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ کو عبید اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ منیٰ میں اپنے خیمہ کی طرف واپس آرہے تھے، یہ عمر رضی اللہ عنہ کے آخری حج کا واقعہ ہے تو ان کی مجھ سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے کہا کہ (عمر رضی اللہ عنہ حاجیوں کو خطاب کرنے والے تھے اس لئے) میں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! موسم حج میں معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والے سب طرح کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور شور وغل بہت ہوتا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ آپ اپنا ارادہ موقوف کر دیں اور مدینہ پہنچ کر (خطاب فرمائیں) کیونکہ وہ ہجرت اور سنت کا گھر ہے اور وہاں سمجھدار معزز اور صاحب عقل لوگ رہتے ہیں۔" اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم ٹھیک کہتے ہو، مدینہ پہنچتے ہی سب سے پہلی فرصت میں لوگوں کو خطاب کرنے کے لئے ضرور کھڑا ہوں گا۔

قولہ "إِنِّي أَرَى أَنْ تُمْهِلَ" یعنی حج کے موقع پر عوام الناس جمع ہوتے ہیں، وہ آپ کی بات کو صحیح نہیں سمجھ سکیں گے، جبکہ مدینہ طیبہ دار السنہ ہے وہاں سمجھدار لوگوں میں جا کر خطاب کرنا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ٹھیک ہے میں وہاں پہلے خطاب میں اس موضوع پر گفتگو کروں گا، وہاں جا کر حضرت عبد الرحمٰن نے کہا آج حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایسی گفتگو کریں گے جو پہلے کبھی نہیں کی کیونکہ ان کو اس بات کا علم تھا، اور وہ بات یہ تھی کہ لوگ باتیں کرتے ہیں کہ خلیفہ کی وفات کے بعد میں فلاں کو امیر بناؤں گا۔ اور کوئی دوسرا کہتا کہ میں فلاں کے ہاتھ پر بیعت کروں گا، جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی تھی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ایسے بیعت کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ ایسی بیعت میں اختلاف واقع ہونے کا امکان ہوتا ہے، اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت میں اختلاف واقع نہیں ہوا کیونکہ ان کی مثل کوئی اور نہیں تھا، لہذا میرے بعد جو ایسی بیعت کرے گا، وہ اور جس کی وہ بیعت کرے گا وہ قتل کا مستحق ہوگا، امارت اور خلافت کا کام آپس میں مل کر باہمی مشورے سے طے کرنا چاہیے، اور اتفاق سے ایک شخص کو امیر بنانا چاہیے۔

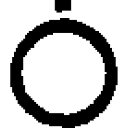
٣٩٢٩: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِمْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ طَارَ لَهُمْ فِي السُّكْنَى حِينَ اقْتَرَعَتِ الْأَنْصَارُ عَلَى سُكْنَى الْمُهَاجِرِينَ قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ فَاشْتَكَى عُثْمَانُ عِنْدَنَا فَمَرَّضْتُهُ حَتَّى تُوُفِّيَ وَجَعَلْنَاهُ فِي أَثْوَابِهِ فَدَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ شَهَادَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيكِ أَنَّ اللهَ أَكْرَمَهُ قَالَتْ قُلْتُ لَا أَدْرِي بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ فَمَنْ قَالَ أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ وَاللهِ الْيَقِينُ وَاللهِ إِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ وَمَا أَدْرِي وَاللهِ وَأَنَا رَسُولُ اللهِ مَا يُفْعَلُ بِي قَالَتْ فَوَاللهِ

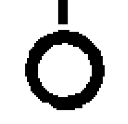
لَا أُزَكِّي أَحَدًا بَعْدَهُ قَالَتْ فَأَحْزَنَنِي ذَلِكَ فَنِمْتُ فَأُرِيتُ لِعُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ عَيْنًا تَجْرِي فَجِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ذَلِكِ عَمَلُهُ»

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، انہیں ابن شہاب نے خبر دی، انہیں خارجہ بن زید بن ثابت نے کہ (ان کی والدہ) ام علاء (ایک انصاری خاتون جنہوں نے نبی کریم سے بیعت کی تھی)، نے انہیں خبر دی کہ جب انصار نے مہاجرین کی میزبانی کے لئے قرعہ ڈالا تو عثمان بن مظعون ان کے گھرانے کے حصے میں آئے تھے۔ ام علاء نے بیان کیا کہ پھر عثمان ہمارے یہاں بیمار پڑ گئے۔ میں نے ان کی پوری طرح تیمار داری کی وہ نہ بچ سکے۔ ہم نے انہیں ان کے کپڑوں میں لپیٹ دیا تھا۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ بھی تشریف لائے تو میں نے کہا ابو سائب! (عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت) تم پر اللہ کی رحمتیں ہوں، میری تمہارے متعلق گواہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے اکرام سے نوازا ہے۔ یہ سن کر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے اکرام سے نوازا ہے؟ میں نے عرض کیا مجھے تو اس سلسلے میں کچھ خبر نہیں ہے، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ! لیکن اور کسے نوازے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا اس میں تو واقعی کوئی شک وشبہ نہیں کہ ایک یقینی امر (موت) ان کی آچکی ہے، خدا کی قسم کہ میں بھی ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے خیر خواہی کی امید رکھتا ہوں لیکن میں حالانکہ اللہ کا رسول ہوں خود اپنے متعلق نہیں جان سکتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔ ام علاء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا پھر خدا کی قسم کہ اس کے بعد میں اب کسی کے بارے میں اس کی پاکی نہیں کروں گی۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس واقعہ پر مجھے بڑا رنج ہوا۔ پھر میں سو گئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ عثمان بن مظعون کے لیے ایک بہتا ہوا چشمہ ہے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے اپنا خواب بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ان کا عمل تھا۔



قولہ "وَمَا يُدْرِيكِ" یعنی کسی کے متعلق جنتی ہونے کا قطع نہیں کرنا چاہیے، ہاں اگر کسی کے بارہ میں نص ہو تو یقین سے کہا جا سکتا ہے، نبی کریم علیہ السلام کا یہ فرمان "واللہ إنی لأرجوله الخیر" بھی حضرت عثمان بن مظعون کے بارہ میں آپ کی نص ہے، کہ وہ صاحب خیر ہے یہ نبی اکرم ﷺ کے رضاعی بھائی تھے اس لیے آپ نے ان کی قبر پر بطور علامت ایک پتھر رکھا تھا تاکہ ان کی قبر کے پاس دیگر اقرباء کو دفن کر سکیں، اور یہ واقعہ غزوبدر سے پہلے کا ہے۔





۳۹۳۰: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَوْمُ بُعَاثٍ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ وَقُتِلَتْ سَرَاتُهُمْ فِي دُخُولِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ



ہم سے عبید اللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان

کے والد اور ان سے عائشہ نے بیان کیا کہ بعاث کی لڑائی کو (انصار کے قبائل اوس وخزرج کے درمیان) اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے مدینہ میں آنے سے پہلے ہی برپا کرادیا تھا چنانچہ جب آپ مدینہ تشریف لائے تو انصار میں پھوٹ پڑی ہوئی تھی اور ان کے سردار قتل ہوچکے تھے۔ اس میں اللہ کی یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ انصار اسلام قبول کرلیں۔

قولہ "فِي دُخُولِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ" یعنی ان کے بڑوں کا مر جانا، جوانوں کے مسلمان ہونے کا سبب بن گیا کیونکہ بڑے اور بوڑھے لکیر کے فقیر ہوتے ہیں، ان کی اکثر عمر جدھر گزری ہوتی ہے اور جن رسومات وخرافات پر عمل پیرا ہوتے ہیں وہ انہی پر ہی پکے ہوتے ہیں۔ جبکہ نوجوان حق کو جلدی قبول کرلیتے ہیں۔

۳۹۳۱: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحًى وَعِنْدَهَا قَيْنَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَعَازَفَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مِزْمَارُ الشَّيْطَانِ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا وَإِنَّ عِيدَنَا هَذَا الْيَوْمُ



مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ نے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے ہاں آئے تو نبی کریم ﷺ بھی وہیں تشریف رکھتے تھے عید الفطر یا عید الاضحیٰ کا دن تھا، دو لڑکیاں یوم بعاث کے بارے میں وہ اشعار پڑھ رہی تھیں جو انصار کے شعراء نے اپنے فخر میں کہے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ شیطانی گانے باجے! (آنحضرت ﷺ کے گھر میں) دو مرتبہ انہوں نے یہ جملہ دہرایا، لیکن آپ نے فرمایا ابو بکر! انہیں چھوڑ دو۔ ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور ہماری عید آج کا یہ دن ہے۔

شرح بخاری

قولہ "وَعِنْدَهَا قَيْنَتَانِ" ان کے بروقت غناء کی وجہ سے ان پر یہ لفظ بول دیا گیا ہے، ورنہ غناء ان کا پیشہ نہیں تھا[1]۔

[1] اس حدیث سے گلوکاری یا غناء کے پیشہ کی اباحت پر استدلال نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ اس حدیث کا مروجہ گلوکاری جیسے پیشے سے کئی طرح سے فرق پایا جاتا ہے، ایک یہ کہ یہ گانے والی بچیاں تھیں جیسا کہ ان کے لیے بخاری حدیث نمبر ۹۵۲ میں "جَارِيَتَانِ" کا لفظ آیا ہے، ان پر بالغ عورتوں کو قیاس نہیں کیا جاسکتا جنہیں غیر مردوں کے ساتھ بات کرتے وقت نرم لہجہ اختیار کرنے سے بھی روکا گیا ہے، دوسرا یہ بچیاں جنگ بعاث میں اپنے آباء واجداد کی بہادری سے متعلق ایک جنگی ترانہ پڑھ رہی تھیں، اس پر بالغ گانے والیوں کے فحش اور عشقیہ گانوں کو قیاس نہیں کیا جاسکتا، تیسرا یہ کہ گانا ان بچیوں کا پیشہ نہیں تھا۔



بلکہ عید کے دن کی مناسبت سے وہ ایک ترانہ تھا جس میں لڑنے والوں کی خوبیوں کا ذکر تھا۔ اور بخاری شریف کی حدیث ۹۵۲ میں ان کے لیے "وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ" کے لفظ آئے ہیں کہ یہ بچیاں گانے کو پیشہ بنانے والی نہیں تھیں، لہذا اس پر بالغ گلوکاراؤں کے پیشے کو محمول کر کے گلوکاری کے پیشہ کا جواز ہرگز کشید نہیں کیا جاسکتا ہے۔

ایک حدیث میں ان کے بارہ میں "وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ" کا لفظ آتا ہے[1]۔

٣٩٣٢: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ يَزِيدُ بْنُ حُمَيْدٍ الضُّبَعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ نَزَلَ فِي عُلْوِ الْمَدِينَةِ فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ فَأَقَامَ فِيهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى مَلَإِ بَنِي النَّجَّارِ قَالَ فَجَاءُوا مُتَقَلِّدِي سُيُوفِهِمْ قَالَ وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَأَبُو بَكْرٍ رِدْفَهُ وَمَلَأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهُ حَتَّى أَلْقَى بِفِنَاءِ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ فَكَانَ يُصَلِّي حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ ثُمَّ إِنَّهُ أَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَأَرْسَلَ إِلَى مَلَإِ بَنِي النَّجَّارِ فَجَاءُوا فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي حَائِطَكُمْ هَذَا فَقَالُوا لَا وَاللَّهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ قَالَ فَكَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ لَكُمْ كَانَتْ فِيهِ قُبُورُ الْمُشْرِكِينَ وَكَانَتْ فِيهِ خِرَبٌ وَكَانَ فِيهِ نَخْلٌ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ وَبِالْخِرَبِ فَسُوِّيَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ قَالَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ قَالَ وَجَعَلُوا عِضَادَتَيْهِ حِجَارَةً قَالَ جَعَلُوا يَنْقُلُونَ ذَاكَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُونَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ يَقُولُونَ اللَّهُمَّ إِنَّهُ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَهْ فَانْصُرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا (دوسری سند) اور ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالصمد نے خبر دی، کہا کہ میں نے اپنے والد عبدالوارث سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے ابو التیاح یزید بن حمید ضبعی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مدینہ کے بلند جانب قباء کے ایک محلہ میں آپ نے (سب سے پہلے) قیام کیا جسے بنی عمرو بن عوف کا محلہ کہا جاتا تھا۔ راوی نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں چودہ رات قیام کیا پھر آپ نے قبیلہ بنی النجار کے لوگوں کو بلا بھیجا۔ انہوں نے بیان کیا کہ انصار بنی النجار آپ کی خدمت میں تلواریں لٹکائے ہوئے حاضر ہوئے۔ راوی نے بیان کیا گویا اس وقت بھی وہ منظر میری نظروں کے سامنے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی سواری پر آپ کے پیچھے سوار ہیں اور بنی النجار کے انصار آپ کے چاروں طرف حلقہ بنائے ہوئے مسلح پیدل چلے جا رہے ہیں۔ آخر آپ حضرت ابو ایوب انصاری کے گھر کے قریب اتر گئے۔ راوی نے بیان کیا کہ ابھی تک جہاں بھی نماز کا وقت ہو جاتا وہیں آپ نماز پڑھ لیتے تھے۔ بکریوں کے ریوڑ

[1] صحیح بخاری: ٩٥٢

جہاں رات کو باندھے جاتے وہاں بھی نماز پڑھ لی جاتی تھی۔ بیان کیا کہ پھر حضور ﷺ نے مسجد کی تعمیر کا حکم فرمایا۔ آپ نے اس کے لئے قبیلہ بنی النجار کے لوگوں کو بلا بھیجا۔ وہ حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا اے بنو النجار! اپنے اس باغ کی قیمت طے کرلو۔ انہوں نے عرض کیا نہیں اللہ کی قسم ہم اس کی قیمت اللہ کے سوا اور کسی سے نہیں لے سکتے۔ راوی نے بیان کیا کہ اس باغ میں وہ چیزیں تھیں جو میں تم سے بیان کروں گا۔ اس میں مشرکین کی قبریں تھیں، کچھ اس میں کھنڈر تھا اور کھجوروں کے درخت بھی تھے۔ آنحضرت ﷺ کے حکم سے مشرکین کی قبریں اکھاڑ دی گئیں، جہاں کھنڈر تھا اسے برابر کیا گیا اور کھجوروں کے درخت کاٹ دیئے گئے۔ راوی نے بیان کیا کہ کھجور کے تنے مسجد کی طرف ایک قطار میں بطور دیوار رکھ دیئے گئے اور دروازہ میں (چوکھٹ کی جگہ) پتھر رکھ دیئے، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صحابہ جب پتھر ڈھو رہے تھے تو شعر پڑھتے جاتے تھے آنحضرت ﷺ بھی ان کے ساتھ خود پتھر ڈھوتے اور شعر پڑھتے۔ صحابہ یہ شعر پڑھتے کہ اے اللہ! آخرت ہی کی خیر، خیر ہے، پس تو انصار اور مہاجرین کی مدد فرما۔

۴۷۔ بَابُ إِقَامَةِ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ

باب: حج کی ادائیگی کے بعد مہاجر کا مکہ میں قیام کرنا کیسا ہے۔



۳۹۳۳: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حُمَيْدٍ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَسْأَلُ السَّائِبَ ابْنَ أُخْتِ النَّمِرِ مَا سَمِعْتَ فِي سُكْنَى مَكَّةَ قَالَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لِلْمُهَاجِرِ بَعْدَ الصَّدَرِ»

مجھ سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن حمید زہری نے بیان کیا، انہوں نے خلیفہ عمر بن عبد العزیز سے سنا، وہ نمر کندی کے بھانجے سائب بن یزید سے دریافت کر رہے تھے کہ تم نے مکہ میں (مہاجر کے) ٹھہرنے کے مسئلہ میں کیا سنا ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہاجر کو (حج میں) منٰی سے لوٹنے کے بعد تین دن ٹھہرنے کی اجازت ہے۔

قولہ "ثلاث للمهاجر بعد الصدر" یعنی منٰی سے واپس لوٹنے کے بعد مہاجر کے لیے مکہ میں تین دن تک رہنے کی اجازت ہے، کیونکہ تین دن تک مکہ میں رہنے سے وہ مسافر کے حکم سے نہیں نکلتا، بلکہ مسافر ہی شمار ہوتا ہے، حافظ نے کہا ہے فتح مکہ سے پہلے مکہ سے ہجرت کر کے جانے والوں کے لیے دوبارہ مکہ میں رہنا حرام تھا، مگر حج یا عمرہ کے لیے مکہ میں جانے والا وہاں ٹھہر سکتا تھا، اور حج یا عمرہ سے فارغ ہو کر تین دن سے زیادہ ٹھہرنا جائز نہ تھا۔ مہاجر سے مراد وہ مسلمان تھے جو فتح مکہ سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے تھے، حج پر آنے کے لیے فتح مکہ سے



پہلے یہ ان کے لیے وقتی حکم تھا کہ وہ حج سے فارغ ہو کر مکہ میں تین دن رہ سکتے تھے، فتح مکہ کے بعد یہ پابندی اٹھ گئی ہے۔

۴۸۔ بَابُ مَتَى أَرَّخُوا التَّارِيخَ

باب: اسلامی تاریخ کب سے شروع ہوئی؟

۳۹۳٤: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا عَدُّوا مِنْ مَبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مِنْ وَفَاتِهِ مَا عَدُّوا إِلَّا مِنْ مَقْدَمِهِ الْمَدِينَةَ»

ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابو حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد سلمہ بن دینار نے، ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ تاریخ کا شمار نبی کریم ﷺ کی نبوت کے سال سے نہیں ہوا اور نہ آپ کی وفات کے سال سے بلکہ اس کا شمار مدینہ کی ہجرت کے سال سے ہوا۔

لوگوں نے تاریخ اسلامی کا شمار نبی اکرم ﷺ کے نبوت کے سال سے نہیں کیا، اور نہ ہی آپ کی وفات کے سال سے کیا ہے، بلکہ اس کا شمار آپ کی مدینہ کی ہجرت کے سال سے کیا ہے۔

آپ کی بعثت سے تاریخ کا آغاز نہیں کیا، کیونکہ اس میں اختلاف کا امکان تھا، کہ اس میں "رؤیا صالحہ" داخل ہیں یا نہیں، اور حق کی دعوت دینے کے اعتبار سے بھی اس کا وقت مختلف فیہ تھا، اور آپ کی وفات سے بھی اسلامی تاریخ کا آغاز نہیں کیا، کیونکہ یہ ہر سال آپ کی جدائی پر تاسف کے اظہار کا سبب بنتا۔

اس لیے ہجرت نبوی سے تاریخ کا آغاز کرنا مناسب ٹھہرا، اگرچہ آپ کی ہجرت ماہ ربیع الاول میں ہوئی ہے، لیکن اسلامی تاریخ کی ابتداء ماہ محرم سے کی گئی، کیونکہ آپ کا ہجرت کرنے کا عزم محرم کے شروع میں ہو گیا تھا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں سن ۱۷ ہجری میں تاریخ مقرر کرنے کا مسئلہ پیش آیا، صحابہ کرام نے ہجرت سے اسے شروع کرنے کا مشورہ دیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ہجرت سے حق و باطل میں امتیاز ہوا ہے، لہٰذا انہوں نے ماہ محرم سے اسلامی تاریخ کی ابتداء کی، جیسا کہ قسطلانی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔

۳۹۳۵: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ هَاجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُرِضَتْ أَرْبَعًا وَتُرِكَتْ صَلَاةُ السَّفَرِ عَلَى الْأُولَى تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ»

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے معمر نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ (پہلے) نماز صرف دو رکعت فرض ہوئی تھی پھر نبی کریم ﷺ نے ہجرت کی تو وہ فرض نماز چار رکعات ہو گئیں۔ البتہ سفر کی حالت میں نماز

اپنی حالت میں باقی رکھی گئی۔ اس روایت کی متابعت عبد الرزاق نے معمر سے کی ہے۔

قولہ "فرضت الصلاۃ" یعنی مکہ میں ہوتے ہوئے حضر وسفر میں نماز دو، دو رکعت فرض کی گئی تھی اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو حضر کی تین نمازوں میں دو دو رکعت کا اضافہ کر دیا گیا، اور حضر کی نماز چار، چار رکعت فرض کر دی گئی، اور سفر کی نماز کو اپنی سابقہ حالت پر ہی دو، دو رکعت برقرار رکھا گیا، حاصل یہ ہے کہ رباعی تینوں نمازیں بھی دو، دو رکعتیں پڑھی جاتی تھیں، ہجرت کے بعد حضر وسفر میں چار، چار رکعتیں کر دی گئیں، اس کے بعد آیت قصر سے سفر میں دو، دو رکعتیں کر دی گئیں، گویا سفر کی نماز اصلی حالت کی طرف لوٹادی گئی، ورنہ ہجرت کے بعد ایک دفعہ زیادہ ہو گئی تھی، گویا اس حدیث میں اختصار ہے، کیونکہ ان کے سامنے واقعات ہوتے تھے اس لیے کوئی ابہام نہیں ہوتا تھا، اور مقصد واضح ہوتا تھا۔ ورنہ صرف الفاظ سے مقصد حل نہیں ہوتا، حنفی اس حدیث کی وجہ سے کہتے ہیں کہ سفر کی نماز دو، دو رکعت ہی ہے، لیکن جب اس حدیث کی وضاحت کی جائے تو ثابت ہو جاتا ہے کہ سفر میں قصر جائز ہے۔

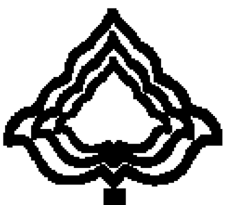
اس حدیث کی ترجمہ باب سے مناسبت یہ ہے کہ اس میں نبی اکرم ﷺ کی ہجرت کا ذکر ہے جس سے تاریخ کا آغاز کیا گیا۔

۴۹۔ بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَمَرْثِيَتِهِ لِمَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ

باب: نبی کریم ﷺ کی دعا کہ اے اللہ! میرے اصحاب کی ہجرت قائم رکھ اور جو مہاجر مکہ میں انتقال کر گئے ان کے لئے آپ کا اظہار رنج کرنا۔

۳۹۳۶: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ عَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ مَرَضٍ أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرَى وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي وَاحِدَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي قَالَ لَا قَالَ فَأَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهِ قَالَ الثُّلُثُ يَا سَعْدُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ ذُرِّيَّتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَلَسْتَ بِنَافِقٍ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا آجَرَكَ اللهُ بِهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَجْعَلُهَا فِي فِي امْرَأَتِكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ اللَّهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ لَكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ وَمُوسَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ»

ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عامر بن سعد بن مالک نے اور ان سے ان کے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع ۱۰ھ کے موقع پر میری مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے۔ اس مرض میں میرے بچنے کی کوئی امید نہیں رہی تھی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! مرض کی شدت آپ خود ملاحظہ فرمارہے ہیں، میرے پاس مال بہت ہے اور صرف میری ایک لڑکی وارث ہے تو کیا میں اپنے دوتہائی مال کا صدقہ کردوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے عرض کیا پھر آدھے کا کردوں؟ فرمایا کہ سعد! بس ایک تہائی کا کردو، یہ بھی بہت ہے۔ آدمی اگر اپنی اولاد کو مال دار چھوڑ کر جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑے اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ احمد بن یونس نے بیان کیا، ان سے ابراہیم بن سعد نے کہ "تم اپنی اولاد کو چھوڑ کر جو کچھ بھی خرچ کرو گے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود ہو گی تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا ثواب دے گا، اللہ تمہیں اس لقمہ پر بھی ثواب دے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالوگے۔ میں نے پوچھا یارسول اللہ! کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے مکہ میں رہ جاؤں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پیچھے نہیں رہو گے اور تم جو بھی عمل کرو گے اور اس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہو گی تو تمہارا مرتبہ اس کی وجہ سے بلند ہوتا رہے گا اور شاید تم ابھی بہت دنوں تک زندہ رہو گے تم سے بہت سے لوگوں (مسلمانوں) کو نفع پہنچے گا اور بہتوں کو (غیر مسلموں کو) نقصان ہو گا اے اللہ! میرے صحابہ کی ہجرت پوری کردے اور انہیں الٹے پاؤں واپس نہ کر (کہ وہ ہجرت کو چھوڑ کر اپنے گھروں کو واپس آجائیں) البتہ سعد بن خولہ نقصان میں پڑ گئے اور احمد بن یونس اور موسیٰ بن اسماعیل نے اس حدیث کو ابراہیم بن سعد سے روایت کیا اس میں (اپنی اولاد (ذریت کو چھوڑو، کے بجائے) تم اپنے وارثوں کو چھوڑو یہ الفاظ مروی ہیں۔



شرح بخاری

حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت سعد بن ابی وقاص مکہ میں سخت بیمار ہو گئے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لیے گئے تو انہوں نے آپ سے اپنے ترکہ کے بارہ میں سوال کیا، اور آپ نے انہیں تسلی دی اور فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے زندہ رہو گے اور صحتیاب ہو گے، اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ واقعی اس کے بعد صحت یاب ہوئے اور چالیس سال سے زائد عرصہ دراز تک زندہ رہے، ان کے ہاتھوں سے عراق فتح ہوا اور بہت لوگ ان کی دعوت سے مسلمان ہوئے، اور یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی علامات نبوت سے ہے۔

قولہ "أخلّف بعد أصحابي" یعنی کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے مکہ میں ہی رہ جاؤں گا۔

قولہ "اللّٰهُمَّ أمض، أمض" ہمزہ قطعی کے ساتھ یعنی ان کی ہجرت کو پورا فرما جس میں کوئی نقص نہ ہو۔

قولہ "لكن البائس" یہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی کلام ہے لیکن اکثر علماء کے نزدیک امام زہری کی کلام ہے، مراد اس سے یہ ہے کہ وہ چاہتے تھے کہ میں ہجرت کے بعد مکہ میں نہ فوت ہو جاؤں، ان کی تمنا پوری نہ ہوئی تو آپ نے اس



پر غم کا اظہار کیا۔

۵۰۔ بَابٌ: كَيْفَ آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ

باب: نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کے درمیان کس طرح بھائی چارہ قائم کرایا تھا۔

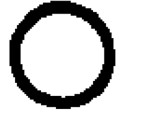
وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: «آخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنِي وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ» وَقَالَ أَبُو جُحَيْفَةَ: «آخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ سَلْمَانَ، وَأَبِي الدَّرْدَاءِ

اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم مدینہ طیبہ آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے مابین سلسلہ مؤاخات قائم کیا۔

۳۹۳۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ الْمَدِينَةَ فَآخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ فَعَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ يُنَاصِفَهُ أَهْلَهُ وَمَالَهُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلَّنِي عَلَى السُّوقِ فَرَبِحَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ وَسَمْنٍ فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَيَّامٍ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْيَمْ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ فَمَا سُقْتَ فِيهَا فَقَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ»



ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا، ان سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے حمید طویل نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے آئے تو آنحضرت ﷺ نے ان کا بھائی چارہ سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ کرایا تھا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ ان کے اہل ومال میں سے آدھا وہ قبول کر لیں لیکن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اہل ومال میں برکت دے۔ آپ مجھے بازار کا راستہ بتادیں۔ چنانچہ انہوں نے تجارت شروع کر دی اور پہلے دن انہیں کچھ پنیر اور گھی میں نفع ملا۔ چند دنوں کے بعد انہیں نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ ان کے کپڑوں پر (خوشبو کی) زردی کا نشان ہے تو آپ نے فرمایا عبدالرحمن یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کر لی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ انہیں مہر میں تم نے کیا دیا؟ انہوں نے بتایا کہ ایک گٹھلی برابر سونا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اب ولیمہ کرو خواہ ایک ہی بکری کا ہو۔





نبی اکرم ﷺ نے دو مرتبہ صحابہ کرام میں بھائی چارہ قائم کیا تھا، ایک مرتبہ مکہ میں اور یہ مہاجر صحابہ کرام میں مواخات تھی اور یہ ہجرت سے پہلے تھی، چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کو بھائی بنایا۔ اور حمزہ رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بھائی بنا دیا، اسی طرح عثمان رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اور زبیر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اور عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ

اور بلال رضی اللہ عنہ کو اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو ابو عبیدہ اور سالم رضی اللہ عنہ کو سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ نے اپنے درمیان مواخات قائم کی تھی، اور دوسری مرتبہ مدینہ میں آکر مہاجرین اور انصار صحابہ کرام میں مواخات قائم کی تھی، اور اس مواخات میں وہ ایک دوسرے کے وارث بھی ہوتے تھے، جب واقعہ بدر کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ "وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ"[1] تو حلیف کی وراثت کو منسوخ کر دیا گیا۔ اور دوسری مرتبہ مواخات مدینہ میں آنے سے پانچ ماہ بعد قائم کی گئی تھی۔

۵۱۔ (بَابٌ)

۳۹۳۸: حَدَّثَنِي حَامِدُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ بِشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، حَدَّثَنَا أَنَسٌ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَامٍ، بَلَغَهُ مَقْدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَأَتَاهُ يَسْأَلُهُ عَنْ أَشْيَاءَ، فَقَالَ: إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ، مَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ؟، وَمَا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ؟، وَمَا بَالُ الْوَلَدِ يَنْزِعُ إِلَى أَبِيهِ أَوْ إِلَى أُمِّهِ؟، قَالَ: «أَخْبَرَنِي بِهِ جِبْرِيلُ آنِفًا» قَالَ ابْنُ سَلَامٍ: ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُودِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، قَالَ: «أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُهُمْ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ، وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ الْحُوتِ، وَأَمَّا الْوَلَدُ فَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ، وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْأَةِ مَاءَ الرَّجُلِ نَزَعَتِ الْوَلَدَ» قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ بُهُتٌ فَاسْأَلْهُمْ عَنِّي، قَبْلَ أَنْ يَعْلَمُوا بِإِسْلَامِي، فَجَاءَتِ الْيَهُودُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ فِيكُمْ؟» قَالُوا: خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا، وَأَفْضَلُنَا وَابْنُ أَفْضَلِنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ» قَالُوا: أَعَاذَهُ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ، «فَأَعَادَ عَلَيْهِمْ»، فَقَالُوا: مِثْلَ ذَلِكَ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ عَبْدُ اللَّهِ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ قَالُوا: شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا، وَتَنَقَّصُوهُ، قَالَ: هَذَا كُنْتُ أَخَافُ يَا رَسُولَ اللَّهِ

مجھ سے حامد بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل نے، ان سے حمید طویل نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ جب عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ آنے کی خبر ہوئی تو وہ آپ سے چند سوال کرنے کے لئے آئے۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ سے تین چیزوں کے متعلق پوچھوں گا جنہیں نبی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کی سب سے پہلی نشانی کیا ہوگی؟ اہل جنت کی ضیافت سب سے پہلے کس کھانے سے کی جائے گی؟ اور کیا بات ہے کہ بچہ کبھی باپ پر جاتا ہے اور کبھی ماں پر؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جواب ابھی مجھے حضرت جبریل نے آکر بتایا ہے۔ عبد اللہ بن سلام نے کہا کہ یہ

[1] الانفال: ۷۵۔

ملائکہ میں یہودیوں کے دشمن ہیں۔ آپ نے فرمایا قیامت کی پہلی نشانی ایک آگ ہے جو انسانوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائے گی۔ جس کھانے سے سب سے پہلے اہل جنت کی ضیافت ہوگی وہ مچھلی کی کلیجی کا بڑھا ہوا ٹکڑا ہو گا (جو نہایت لذیذ اور زود ہضم ہوتا ہے) اور بچہ باپ کی صورت پر اس وقت جاتا ہے جب عورت کے پانی پر مرد کا پانی غالب آجائے اور جب مرد کے پانی پر عورت کا پانی غالب آ جائے تو بچہ ماں پر جاتا ہے۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہودی بڑے بہتان لگانے والے لوگ ہیں، اس لئے آپ اس سے پہلے کہ میرے اسلام کے بارے میں انہیں کچھ معلوم ہو، ان سے میرے متعلق دریافت فرمائیں۔ چنانچہ چند یہودی آئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ تمہاری قوم میں عبداللہ بن سلام کون ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ ہم میں سب سے بہتر اور سب سے بہتر کے بیٹے ہیں، ہم میں سب سے افضل اور سب سے افضل کے بیٹے ہیں۔ آپ نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے اگر وہ اسلام لائیں؟ وہ کہنے لگے اس سے اللہ تعالیٰ انہیں اپنی پناہ میں رکھے۔ حضور نے دوبارہ ان سے یہی سوال کیا اور انہوں نے یہی جواب دیا۔ اس کے بعد عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ باہر آئے اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ اب وہ کہنے لگے یہ تو ہم میں سب سے بدتر آدمی ہیں اور سب سے بدتر باپ کے بیٹے ہیں۔ فوراً ہی برائی شروع کر دی، حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اسی کا مجھے ڈر تھا۔

شرح بخاری

قولہ "فَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ" اس مسئلہ کی چھ صورتیں ہو سکتی ہیں جو اس سے قبل گذر چکی ہیں[1]۔

قولہ "قَوْمٌ بُهُتٌ" "بَهِيتٌ" کی جمع ہے، کرمانی نے بہوت کی جمع کہا ہے، کثیر البہتان کو کہتے ہیں۔

۳۹۴۰:۳۹۳۹: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، سَمِعَ أَبَا الْمِنْهَالِ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مُطْعِمٍ، قَالَ: بَاعَ شَرِيكٌ لِي دَرَاهِمَ فِي السُّوقِ نَسِيئَةً، فَقُلْتُ: سُبْحَانَ اللهِ أَيَصْلُحُ هَذَا؟ فَقَالَ: سُبْحَانَ اللهِ وَاللهِ لَقَدْ بِعْتُهَا فِي السُّوقِ، فَمَا عَابَهُ أَحَدٌ، فَسَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، فَقَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَبَايَعُ هَذَا الْبَيْعَ، فَقَالَ: «مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ، فَلَيْسَ بِهِ بَأْسٌ، وَمَا كَانَ نَسِيئَةً فَلاَ يَصْلُحُ» وَالْقَ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَاسْأَلْهُ، فَإِنَّهُ كَانَ أَعْظَمَنَا تِجَارَةً، فَسَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَقَالَ: مِثْلَهُ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فَقَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَنَحْنُ نَتَبَايَعُ وَقَالَ: «نَسِيئَةً إِلَى الْمَوْسِمِ أَوِ الْحَجِّ»

ہم سے علی بن عبداللہ المدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، انہوں نے ابو منہال (عبد الرحمن بن مطعم) سے سنا، عبد الرحمن بن مطعم نے بیان کیا کہ میرے ایک

---

(1) منحۃ الباری جلد دوم، کتاب العلم، رقم الحدیث ۱۳۰، نیز فتح الباری جلد ۷ ص ۲۷۳

ساجھی وار نے بازار میں چند درہم ادھار فروخت کیے، میں نے اس سے کہا سبحان اللہ! کیا یہ جائز ہے؟ انہوں نے کہا سبحان اللہ خدا کی قسم کہ میں نے بازار میں اسے بیچا تو کسی نے بھی قابل اعتراض نہیں سمجھا۔ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب (ہجرت کرکے) تشریف لائے تو ہم اس طرح خرید وفروخت کیا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خرید وفروخت کی اس صورت میں اگر معاملہ دست بدست (نقد) ہو تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن اگر ادھار پر معاملہ کیا تو پھر یہ صورت جائز نہیں اور زید بن ارقم سے بھی مل کر اس کے متعلق پوچھ لو کیونکہ وہ ہم میں بڑے سوداگر تھے۔ میں نے زید بن ارقم سے پوچھا تو انہوں نے بھی یہی کہا سفیان نے ایک مرتبہ یوں بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمارے یہاں مدینہ تشریف لائے تو ہم (اس طرح کی) خرید وفروخت کیا کرتے تھے اور بیان کیا کہ ادھار موسم تک کے لئے یا (یوں بیان کیا کہ) حج تک کے لیے۔

قولہ: قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث کی ترجمہ باب سے مناسبت اسی لفظ سے ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔

قولہ: إلی الموسم أو الحج یہ راوی کا شک ہے، لیکن دونوں لفظوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔

۵۲۔ بَابُ إِتْيَانِ الْيَهُودِ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ

باب: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ کے پاس یہودیوں کے آنے کا بیان۔

هَادُوا صَارُوا يَهُودًا وَأَمَّا قَوْلُهُ: {هُدْنَا} تُبْنَا هَائِدٌ: تَائِبٌ

شرح بخاری

قرآن میں (هَادُوا) کے معنی ہیں: انہوں نے یہودیت کو اختیار کیا۔ اور (هُدْنَا) کے معنی ہیں: ہم نے توبہ کی۔ اسی سے هائد بنا ہے جس کے معنی ہیں توبہ کرنے والا۔

۳۹۴۱: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ آمَنَ بِي عَشَرَةٌ مِنَ الْيَهُودِ لَآمَنَ بِي الْيَهُودُ»

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے قرہ بن خالد نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دس یہودی (احبار وعلماء) مجھ پر ایمان لے آتے تو تمام یہود مسلمان ہو جاتے۔

یہود، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے کے لیے آئے تھے، آپ نے ان سے عہد لیا کہ اگر میں تمہارے سوالات کا جواب دے دوں تو کیا مجھ پر ایمان لاؤ گے؟ انہوں نے ایمان لانے کا اقرار کیا، لیکن آپ کے جواب دینے کے بعد منکر ہو گئے، اور یہ بہانہ بنالیا کہ آپ کے پاس جبریل فرشتہ آتا ہے، اور جبریل ہمارا دشمن ہے۔ اس لیے ہم آپ پر ایمان نہیں لائیں گے۔

قولہ "لو امن بی" آپ نے فرمایا اگر دس یہودی مجھ پر ایمان لے آتے تو تمام یہودی مسلمان ہو جاتے کیونکہ عوام اپنے علماء کے تابع ہوتے ہیں یعنی آپ کی ہجرت کے بعد معین دس افراد جو یہود کے احبار ہیں ان کا ایمان لانا مراد ہے، لیکن ان دس میں سے عبد اللہ بن سلام ہی ایمان لائے ہیں، یہ دس افراد چونکہ یہود کے سردار تھے ان کے ایمان لانے سے باقی بھی مسلمان ہو جاتے۔

۳۹۴۲: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ أَوْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ الْغُدَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَيْسٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَإِذَا أُنَاسٌ مِنَ الْيَهُودِ يُعَظِّمُونَ عَاشُورَاءَ وَيَصُومُونَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «نَحْنُ أَحَقُّ بِصَوْمِهِ» فَأَمَرَ بِصَوْمِهِ»

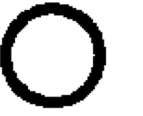
مجھ سے احمد یا محمد بن عبید اللہ غدانی نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن اسامہ نے بیان کیا کہ انہیں ابو عمیس نے خبر دی، انہیں قیس بن مسلم نے، انہیں طارق بن شہاب نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ یہودی عاشوراء کے دن کی تعظیم کرتے ہیں اور اس دن روزہ رکھتے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم اس دن روزہ رکھنے کے زیادہ حق دار ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس دن کے روزے کا حکم دیا۔

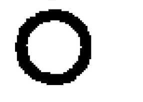


۳۹۴۳: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَجَدَ الْيَهُودَ يَصُومُونَ عَاشُورَاءَ فَسُئِلُوا عَنْ ذَلِكَ فَقَالُوا هَذَا الْيَوْمُ الَّذِي أَظْهَرَ اللَّهُ فِيهِ مُوسَى وَبَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى فِرْعَوْنَ وَنَحْنُ نَصُومُهُ تَعْظِيمًا لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ أَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ ثُمَّ أَمَرَ بِصَوْمِهِ»

شرح بخاری

ہم سے زیاد بن ایوب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو بشر جعفر نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ یہودی عاشوراء کے دن روزہ رکھتے ہیں۔ اس کے متعلق ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور بنی اسرائیل کو فرعون پر فتح عنایت فرمائی تھی چنانچہ اس دن کی تعظیم میں روزہ رکھتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم موسیٰ سے تمہاری بہ نسبت زیادہ قریب ہیں اور آپ نے اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔





قولہ "نَحْنُ أَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ" یعنی یہودی نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور ان سے عاشوراء کے روزے کے بارہ میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات دی تھی تو آپ نے فرمایا "نَحْنُ أَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ"



٣٩٤٤: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْدِلُ شَعَرَهُ وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ رُءُوسَهُمْ وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُونَ رُءُوسَهُمْ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ بِشَيْءٍ ثُمَّ فَرَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ»

ہم سے عبدان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد اللہ بن مبارک نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے یونس نے، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی، ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سر کے بال کو پیشانی پر لٹکا دیتے تھے اور مشرکین مانگ نکالتے تھے اور اہل کتاب بھی اپنے سروں کے بال پیشانی پر لٹکائے رہنے دیتے تھے۔ جن امور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (وحی کے ذریعہ) کوئی حکم نہیں ہوتا تھا آپ ان میں اہل کتاب کی موافقت پسند کرتے تھے۔ پھر بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مانگ نکالنے لگے تھے۔

اس حدیث کو گذشتہ حدیث کے تابع ذکر کر دیا ہے، کیونکہ دونوں میں یہود کے ایک فعل کا ذکر ہے۔

٣٩٤٥: حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ جَزَّءُوهُ أَجْزَاءً فَآمَنُوا بِبَعْضِهِ وَكَفَرُوا بِبَعْضِهِ يَعْنِي قَوْلَ اللهِ تَعَالَى الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ»

مجھ سے زیاد بن ایوب نے بیان کیا کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو بشر (جابر بن ابی وحشیہ) نے خبر دی، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ اہل کتاب ہی تو ہیں جنہوں نے آسمانی کتاب کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا، بعض باتوں پر ایمان لائے اور بعض باتوں کا انکار کیا۔

شرح بخاری

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے قول "الذین جعلوا القرآن عضین"[1] کی تفسیر میں اسے ذکر کیا ہے، مناسبت اس کی یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور میں یہود کا ذکر تھا اس کے تابع ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول ذکر کر دیا جو کہ اہل کتاب کے بارے میں ہی ہے، کہ یہ وہی اہل کتاب ہیں جنہوں نے کتاب الٰہی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تھے۔

٥٣۔ بَابُ إِسْلَامِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رضی الله عنه

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا واقعہ۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فارس کے شہر رامہرمز کے رہنے والے تھے، ایک دیہاتی کسان کے اکلوتے بیٹے تھے، آتش کدہ کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے، انہیں عیسائیوں کا مذہب پسند آیا، کئی پادریوں کے پاس رہے،

(1) الحجر: ٩١

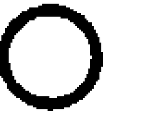
جیسا کہ انہوں نے کہا کہ میں نے دس سے زیادہ رب دیکھے ہیں، کیونکہ وہ لوگ اپنے پادری کو رب کہتے تھے، آخری پادری نے کہا اب عیسائیوں میں کوئی معتبر پادری نہیں رہا، لہذا آپ عرب کے کھجوروں والے علاقہ میں چلے جائیں، وہاں ایک نبی آنے والا ہے اور اس نے آخری نبی کی علامات بتائیں، جب عرب کے لوگ وہاں آئے، تو سلمان فارسی ان کے ساتھ چلے گئے تاکہ عرب کے علاقہ میں پہنچ جائیں اور وہاں آخری ہونے والے نبی سے ملاقات کرلیں، ان عربوں نے ان کے ساتھ غدر کیا اور انہیں غلام بنا کر ایک یہودی کے پاس بیچ دیا، وہ یہودی مدینہ کے قریب رہتا تھا، جب سلمان فارسی کو نبی اکرم ﷺ کے مدینہ پہنچنے کا پتہ چلا تھا آپ کے پاس آئے، اس نے آپ کی خدمت میں صدقہ پیش کیا آپ نے اسے لینے اور کھانے سے انکار کیا، بعد میں وہ جب ہدیہ لائے اور آپ کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا تو آپ نے اسے قبول کر لیا، اور فرمایا تو بھی کھا، میں بھی کھاتا ہوں، نبی اکرم ﷺ کے کندھے پر مہر نبوت دیکھی اور کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گئے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تو جس یہودی کے ماتحت ہے اس سے مکاتبت کر لے یہودی نے شرط لگا دی کہ کھجور کے سو پودے لگائیے جب یہ درخت پھل دینے لگیں گے تب تو آزاد ہو گا، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کو اس بارہ میں بتایا تو آپ نے اس کی شرط قبول کر لی، اور اپنے ہاتھ مبارک سے یہ تمام پودے لگائے، اور ایک سال میں ہی وہ جوان ہو کر پھل دینے لگے، اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ آزاد ہو گئے، ان کی عمر دو سو پچاس برس ہوئی جن میں سے ساٹھ سال اسلام کی حالت میں گذارے ۳۶ھ میں مدائن میں وفات پائی۔



۳۹۴۶: حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ بْنِ شَقِيقٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ أَبِي وَحَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ أَنَّهُ تَدَاوَلَهُ بِضْعَةَ عَشَرَ مِنْ رَبٍّ إِلَى رَبٍّ»

مجھ سے حسن بن شقیق نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا کہ میرے والد سلیمان بن طرخان نے بیان کیا (دوسری سند) اور ہم سے ابو عثمان نہدی نے بیان کیا کہا میں نے سنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کہ ان کو کچھ اوپر دس آدمیوں نے ایک مالک سے، دوسرے مالک کے ساتھ بدلا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں دس سے زیادہ افراد نے یکے بعد دیگرے خریدا، ایک کے بعد دوسرا ان کا مالک بنتا رہا۔



اور ترجمہ باب سے اس کی مناسبت یہ ہے کہ ان کا ہاتھوں ہاتھ بکنا طلب اسلام کی خاطر تھا۔

۳۹۴۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَوْفٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ أَنَا مِنْ رَامَ هُرْمُزَ»



ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عوف اعرابی نے، ان سے ابو عثمان نہدی نے بیان کیا، کہا میں نے حضرت سلمان فارسی سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں

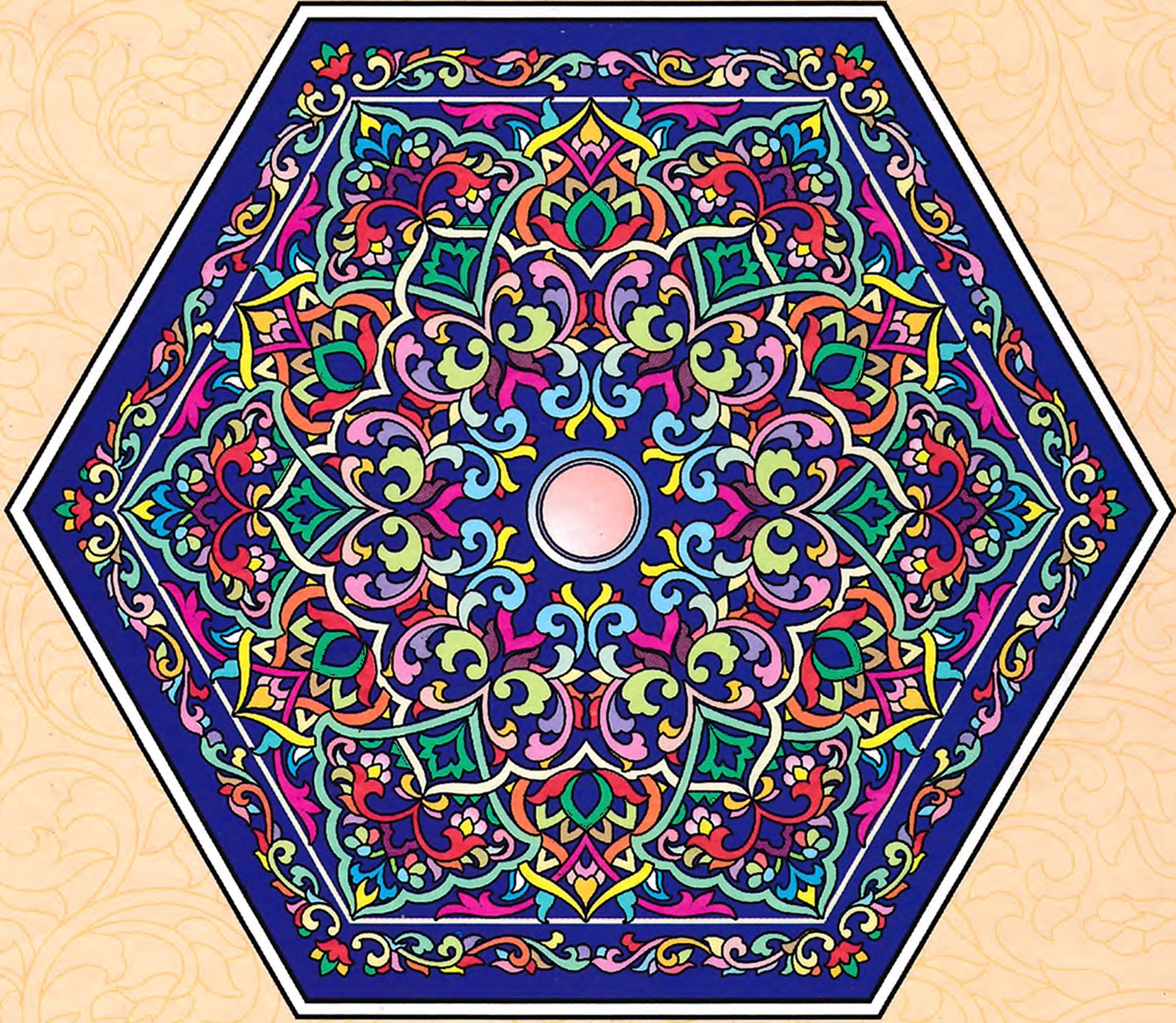
رامہرمز (فارس میں ایک مقام ہے) کا رہنے والا ہوں۔

رامہرمز فارس کا شہر ہے جو عراق کے قریب پڑتا ہے۔

۳۹۴۸: حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ فَتْرَةٌ بَيْنَ عِيسَى وَمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِمَا وَسَلَّمَ سِتُّ مِائَةِ سَنَةٍ۔

مجھ سے حسن بن مدرک نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو عوانہ نے خبر دی، انہیں عاصم احول نے، انہیں ابو عثمان نہدی نے اور ان سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ، عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں فترت کا زمانہ (یعنی جس میں کوئی پیغمبر نہیں آیا) چھ سو برس کا وقفہ گزرا ہے۔

فترت سے مراد وہ مدت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نبی اور رسول نہ آیا ہو، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بقول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان فترت کا زمانہ چھ سو سال ہے، حالانکہ حضرت قتادہ کے بقول فترت کا زمانہ پانچ سو ساٹھ سال ہے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے یا تو کسر کو پورا کرتے ہوئے چھ سو سال کہا ہے یا اس سے قمری سال مراد ہیں۔ کرمانی نے کہا کہ ان احادیث کی ترجمہ باب سے مناسبت یہ ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بارہ مالکوں کے ہاتھ بکنے کے بعد اور اپنے وطن رامہرمز سے ہجرت کرنے کے بعد اور لمبی زندگی گزارنے کے بعد اسلام قبول کیا ہے۔



غزنی سٹریٹ ⊙ اردو بازار ⊙ لاہور ⊙ پاکستان

Tel: +92-42-37230585
Cell: +92-321-4460487
E-mail: maktaba_quddusia@yahoo.com

 **www.facebook.com/MaktabaQuddusia**



مکتبہ قدوسیہ
کتاب وسنت کے فروغ کے لئے کوشاں